BASO502DST

شادی، خاندان اور قرابت داری

(Marriage, Family and Kinship)

بیچلر آف آرٹس (بی۔اے۔)

(پانچواں سمسٹر)

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد-32، تلنگانہ-انڈیا

© Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad
Course: Marriage, Family and Kinship
ISBN: 978-81-968803-8-5
First Edition : **January, 2024**

Publisher	:	Registrar, Maulana Azad National Urdu University
Publication	:	2024
Copies	:	500
Price	:	370/-(The price of the book is included in admission fee of distance mode students.)
Copy Editing	:	Dr. Imtiyaz Ahmad, DDE, MANUU, Hyderabad
Cover Designing	:	Dr. Mohd Akmal Khan, DDE, MANUU, Hyderabad
Printer	:	Print Time & Business Enterprises, Hyderabad

Marriage, Family and Kinship
for
B.A. 5th Semester

On behalf of the Registrar, Published by:
Directorate of Distance Education
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS), India
*Director:*dir.dde@manuu.edu.in*Publication:*ddepublication@manuu.edu.in
Phone number: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

© All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

Editor

ایڈیٹر

Dr. Malik Raihan Ahmad
Assistant Professor (Sociology)
DDE, MANUU, Hyderabad

ڈاکٹر ملک ریحان احمد
اسسٹنٹ پروفیسر (سماجیات)
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

Language Editors

لینگویج ایڈیٹرس

Dr. Imtiyaz Ahmad
Assistant Professor (Contractual)/Guest Faculty, Sociology
DDE, MANUU

Dr. Zuhair Ahmed
(Contrctual) / Guest Faculty, Linguistics, MANUU

Dr. Mohd. Akmal Khan
Assistant Professor (Contractual)/Guest Faculty, Urdu,
DDE, MANUU

ڈاکٹر امتیاز احمد
اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول)/گیسٹ فیکلٹی ، سماجیات، ڈی ڈی ای، مانو

ڈاکٹر زہیر احمد
اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول) / گیسٹ فیکلٹی، لسانیات، مانو

ڈاکٹر محمد اکمل خان
اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول)/گیسٹ فیکلٹی، اردو، نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو

Editorial Board

مجلس ادارت

Dr. Malik Raihan Ahmad
Assistant Professor (Sociology)
DDE, MANUU, Hyderabad

Dr. Imtiyaz Ahmad
Assistant Professor (Contractual)/Guest Faculty, Sociology
DDE, MANUU

Dr. Nausheen
Aligarh Muslim University, Aligarh

ڈاکٹر ملک ریحان احمد
اسسٹنٹ پروفیسر (سماجیات)
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

ڈاکٹر امتیاز احمد
اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول)/گیسٹ فیکلٹی، سماجیات، ڈی ڈی ای، مانو

ڈاکٹر نوشین
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

کورس کو آرڈینیٹر

ڈاکٹر ملک ریحان احمد
اسسٹنٹ پروفیسر (سماجیات)، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

مصنفین	اکائی نمبر
ڈاکٹر امتیاز احمد گیسٹ فیکلٹی / اسسٹنٹ پروفیسر (کانٹریکچول)، سماجیات، ڈی ڈی ای، مانو، حیدرآباد	1,2,4
ڈاکٹر ملک ریحان احمد، اسسٹنٹ پروفیسر (سماجیات) نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد	3
ایم۔ پی۔ سدید ازہر، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ سماجیات، دی نیو کالج، چنئی	5,6,7,8
غلام جیلانی، ریسرچ اسکالر، شعبہ سماجیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد	9,10,11,12
ڈاکٹر بدر افشاں اسسٹنٹ پروفیسر، سوشل ایکسکلوژن و انکلوسیو پالیسی، مطالعہ مرکز، جامعہ ملیہ اسلامیہ ، نئی دہلی	13
ڈاکٹر شیخ بلال احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ	14
ڈاکٹر نوشین علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ	15,16
ڈاکٹر شکیل، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجیات، اورینٹل کالج، پٹنہ سٹی، پاٹلی پوترا یونیورسٹی، پٹنہ، بہار	17
سیف الاسلام، ریسرچ اسوسیٹ، سی۔ ایس۔ آر، نئی دہلی	18
محمد الطاف، ریسرچ اسکالر، شعبہ سماجیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد	19
ڈاکٹر احتشام اختر، گیسٹ فیکلٹی شعبہ سماجیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد	20
سیف الاسلام، ریسرچ اسوسیٹ، سی۔ ایس۔ آر، نئی دہلی	21, 22, 23, 24

پروف ریڈرس:

اول	:	ڈاکٹر امتیاز احمد
دوم	:	ڈاکٹر محمد اکمل خان
فائنل	:	ڈاکٹر ملک ریحان احمد

فہرست

پیغام	وائس چانسلر	7
پیغام	ڈائرکٹر	8
کورس کا تعارف	کورس کو آرڈی نیٹر	9

بلاک 1 : تعارف

اکائی 1	قرابت داری: تصور اور اقسام	11
اکائی 2	قرابت داری کے مطالعے کے طریقے	22
اکائی 3	شادی بحیثیت تبادلہ واتحاد	33
اکائی 4	شمالی اور جنوبی ہند میں قرابت داری	43

بلاک 2 : نسل اور اتحاد

اکائی 5	نسل	55
اکائی 6	ولدیت اور تکمیلی ولدیت	64
اکائی 7	شادی، نسبت اور تحائف	72
اکائی8	یک زوجگی اور کثرت ازدواج	82

بلاک 3 : خاندان اور کنبہ

اکائی9	خاندان اور کنبے کا تصور	91
اکائی 10	خاندان اور کنبہ کی ساخت و تبدیلی	105
اکائی11	خاندان کا تصور نو	117
اکائی 12	عصری سماج میں خاندان کی معنویت	127

بلاک 4 :خاندان میں قوت اور بھید بھاؤ

اکائی 13	صنفی کردار	137
اکائی 14	پدرسری نظام	155
اکائی 15	بھید بھاؤ	167
اکائی 16	تشدد	178

بلاک 5: ہندوستان میں شادی کے ضوابط و انتخاب

اکائی 17	ہندو میرج ایکٹ	190
اکائی18	مسلم، سکھ اور عیسائی شادی کے ایکٹ	199
اکائی19	دلہن کی رقم اور جہیز	216
اکائی20	طلاق	232

بلاک 6: عصری مباحث

اکائی 21	نئی تولیدی ٹیکنالوجی	242
اکائی 22	شادی اور نقل مکانی	255
اکائی 23	مسئلہ انتخاب و اختیار	266
اکائی24	ہم جنس پرستی	279

نمونہ امتحانی پرچہ **294**

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی 1998 میں وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کی گئی ۔اس کے چار نکاتی مینڈیٹس یہ ہیں۔ (1)اردو زبان کی ترویج و ترقی (2)اردو میڈیم میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی (3)روایتی اور فاصلاتی تدریس سے تعلیم کی فراہمی اور (4) تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد اور ممتاز بناتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور علاقائی زبانوں میں تعلیم کی فراہمی پر کافی زور دیا گیا ہے۔

اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد و منشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی رہا ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ اس بات کی تصدیق کر دیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت اکثر رسائل واخبارات میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اُردو قاری اور اُردو سماج دور حاضر کے اہم ترین علمی موضوعات سے نابلد ہیں۔ چاہے یہ خود ان کی صحت و بقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، یا مشینی آلات ہوں یا ان کے گرد و پیش ماحول کے مسائل ہوں، عوامی سطح پر ان شعبہ جات سے متعلق اردو میں مواد کی عدم دستیابی نے عصری علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اِسکولی سطح پر اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چوں کہ اُردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے اور اس میں عصری علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

مجھے اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ یونیورسٹی کے ذمہ داران بشمول اساتذہ کرام کی انتھک محنت اور ماہرین علم کے بھرپور تعاون کی بنا پر کتب کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہو چکا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ہماری یونیورسٹی اپنی تاسیس کی 25ویں سالگرہ منا رہی ہے، مجھے اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ یونیورسٹی کا نظامتِ فاصلاتی تعلیم از سرِ نو اپنی کارکردگی کے نئے سنگِ میل کی طرف رواں دواں ہے اور نظامتِ فاصلاتی تعلیم کی جانب سے کتابوں کی اشاعت اور ترویج میں بھی تیزی پیدا ہوئی ہے۔ نیز ملک کے کونے کونے میں موجود تشنگانِ علم فاصلاتی تعلیم کے مختلف پروگراموں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ گرچہ گزشتہ برسوں کے دوران کووڈ کی تباہ کن صورتِ حال کے باعث انتظامی امور اور ترسیل و ابلاغ کے مراحل بھی کافی دشوار کن رہے تاہم یونیورسٹی نے اپنی حتی المقدور کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نظامتِ فاصلاتی تعلیم کے پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ روبہ عمل کیا ہے۔ میں یونیورسٹی سے وابستہ تمام طلبا کو یونیورسٹی سے جڑنے کے لیے صمیم قلب کے ساتھ مبارک باد پیش کرتے ہوئے اس یقین کا اظہار کرتا ہوں کہ ان کی علمی تشنگی کو پورا کرنے کے لیے مولانا آزاد اردو یونیورسٹی کا تعلیمی مشن ہر لمحہ ان کے لیے راستے ہموار کرے گا۔

پروفیسر سید عین الحسن

وائس چانسلر

پیغام

فاصلاتی طریقۂ تعلیم پوری دنیا میں ایک انتہائی کارگر اور مفید طریقۂ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جاچکا ہے اور اس طریقۂ تعلیم سے بڑی تعداد میں لوگ مستفید ہورہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے اردو آبادی کی تعلیمی صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے اِس طرزِ تعلیم کو اختیار کیا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا آغاز 1998 میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور ٹرانسلیشن ڈِویژن سے ہوا اور اس کے بعد 2004 میں باقاعدہ روایتی طرز تعلیم کا آغاز ہوا اور بعد ازاں متعدد روایتی تدریس کے شعبہ جات قائم کیے گئے۔ نو قائم کردہ شعبہ جات اور ٹرانسلیشن ڈِویژن میں تقرریاں عمل میں آئیں۔ اس وقت کے اربابِ مجاز کے بھرپور تعاون سے مناسب تعداد میں خود مطالعاتی مواد تحریر و ترجمے کے ذریعے تیار کرائے گئے۔

گزشتہ کئی برسوں سے یو جی سی۔ ڈی ای بی UGC-DEB اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ فاصلاتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات کو روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات سے کماحقہ ہم آہنگ کر کے نظامتِ فاصلاتی تعلیم کے طلبا کے معیار کو بلند کیا جائے۔ چوں کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی فاصلاتی اور روایتی طرزِ تعلیم کی جامعہ ہے، لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے یو جی سی۔ ڈی ای بی کے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات کو ہم آہنگ اور معیار بلند کر کے خود اکتسابی موادSLM از سرِ نو بالترتیب یو جی اور پی جی طلبا کے لیے چھ بلاک چوبیس اکائیوں اور چار بلاک سولہ اکائیوں پر مشتمل نئے طرز کی ساخت پر تیار کرائے جارہے ہیں۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ پندرہ کورسز چلارہا ہے۔ بہت جلد تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز بھی شروع کیے جائیں گے۔ متعلمین کی سہولت کے لیے 9 علاقائی مراکز بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر اور 6 ذیلی علاقائی مراکز حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک تیار کیا ہے۔ ان مراکز کے تحت سرِ دست 161 متعلم امدادی مراکز (Learner Support Centres) نیز 20 پروگرام سنٹرس (Programme Centres) کام کر رہے ہیں، جو طلبا کو تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتے ہیں۔ نظامت فاصلاتی تعلیم نے اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا استعمال شروع کر دیا ہے، نیز اپنے تمام پروگراموں میں داخلے صرف آن لائن طریقے ہی سے دے رہا ہے۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم کی ویب سائٹ پر متعلمین کو خود اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں بھی فراہم کی جارہی ہیں، نیز جلد ہی آڈیو۔ ویڈیو ریکارڈنگ کا لِنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ متعلمین کے درمیان رابطے کے لیے ایس ایم ایس کی سہولت فراہم کی جارہی ہے، جس کے ذریعے متعلمین کو پروگرام کے مختلف پہلوئوں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات، کونسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔

امید ہے کہ ملک کی تعلیمی اور معاشی حیثیت سے پچھڑی اردو آبادی کو مرکزی دھارے میں لانے میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم کا بھی نمایاں رول ہو گا۔

پروفیسر محمد رضاء اللہ خان

ڈائرکٹر، نظامت فاصلاتی تعلیم

کورس کا تعارف

"شادی، خاندان اور قرابت داری" کے عنوان پر یہ کتاب بی۔اے سماجیات کے پروگرام شامل نصاب ہے۔اس کتاب کو نصاب میں شامل کرنے کا مقصد طالب علموں کو سماج کے تین بنیادی اداروں یعنی شادی، خاندان اور قرابتداری سے متعارف کرانا ہے۔یہ تینوں ادارے سماجیاتی مطالعہ میں بہت بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔لہذا کسی بھی سماجیات کے طالب علم کے لئے ان اداروں سے علمی بے اعتنائی مستقبل میں بہتر ثابت نہیں ہو گی۔اس کتاب میں ان تینوں اداروں سے متعلق مختلف جہات، مطالعہ کے مختلف نظریات اور ان میں ہونے والی تبدیلیوں کے احاطے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ کتاب شعبہ سماجیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں بورڈ آف اسٹڈیز کے ذریعے بنائے گئے نصاب پر مبنی ہے۔پوری کتاب چھ بلاکس پر مبنی ہے اور ہر بلاک میں چار چار موضوعات ہیں۔

کتاب کو خود اکتسابی مواد بنانے کے لئے اس کی زبان و بیان کو مراسلاتی اور آسان رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔اردو اصطلاحات کے ساتھ ساتھ انگریزی اصطلاح بھی طالب علموں کو بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ہر سبق کے آخر میں مشکل اصطلاحات پر مبنی مختصر فرہنگ اور کچھ سوالات دیئے گئے ہیں تا کہ طالب علم بآسانی چیزوں کو سمجھ سکیں۔

امید ہیکہ یہ کوشش اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو گی۔

ڈاکٹر ملک ریحان احمد

کورس کوآرڈی نیٹر

سماجیاتی تحقیق کے طریقے

(Methods of Sociological Inquiry)

اکائی 1۔ قرابت داری: تصور اور اقسام

(Kinship: Concept and Types)

اکائی کے اجزا

1.0 تمہید

1.1 مقاصد

1.2 قرابت داری کی تعریف

1.3 قرابت داری کے افعال

1.4 قرابت داری کی اہمیت

1.5 قرابت داری کے اقسام

1.6 قرابت داری کی اصطلاحات

1.7 قرابت داری کی اصطلاحات

1.8 قرابت داری کے استعمالات

1.8 اکتسابی نتائج

1.9 کلیدی الفاظ

1.10 نمونہ امتحانی سوالات

1.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

1.0 تمہید (Introduction)

انسان مختلف طرح کے رشتوں سے بندھا ہوا ہوتا ہے جو اس کی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ انسانی زندگی کے تمام ہی رشتوں میں تولید (Reproduction) پر مبنی جو رشتہ ہوتا ہے وہ بہت مضبوط اور آفاقی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شادی کے ذریعے وجود میں آنے

والے رشتے بھی انسان کی زندگی میں نمایاں رول ادا کرتے ہیں۔رشتے انسان کی سماج کاری (Socialization)اور سماجی کنٹرول (Social Control) میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ہر رشتے کی اپنی ایک سماجی معنویت (Social Relevance) ہے کیونکہ یہ سماج کے متعین کردہ رول کو ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے سماج میں نظم وضبط اور استحکام برقرار رہتا ہے۔قرابت داری نظام (Kinship System) سماج کے ایک بنیادی ادارے کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ ادارہ دنیا کے ہر سماج میں پایا جاتا ہے۔اس اکائی میں ہم قرابت داری نظام پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

1.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ درج ذیل معلومات سے واقف ہوسکیں گے؛

- طلبہ کو قرابت داری کی تعریف اور اس کے حوالے سے بنیادی معلومات ہوسکے گی۔
- انہیں قرابت داری کے اقسام سے آگاہی ہوسکے گی۔
- قرابت داری کی اصطلاحات کے بارے میں جان سکیں گے۔
- نیز قرابت داری کی اہمیت کے بارے میں جان سکیں گے۔

1.2 قرابت داری کی تعریف (Definition of Kinship)

انسان اپنی پوری زندگی اکیلے رہ کر نہیں گزار سکتا۔پیدائش سے لے کر زندگی کی آخری سانس تک اسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔اپنی زندگی میں وہ تمام قسم کے لوگوں سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔کچھ اس کے دوست ہوتے ہیں، کچھ لوگوں سے اس کا تعلق پڑوسی کی حیثیت کا ہوتا ہے، کچھ اس کے اپنے رشتے دار اور قرابت دار ہوتے ہیں اور سماج میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اس کے لئے اجنبی ہوتے ہیں۔غرض یہ کہ انسانی زندگی کا وجود سماجی تعامل (Social Interaction) کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

انسان جن لوگوں کو قرابت داری کی فہرست میں رکھتا ہے ان سے دو بنیادوں پر جڑتا ہے۔یا تو وہ خونی رشتہ (Blood Relation) ہو یا شادی کی وجہ سے رشتہ وجود میں آیا ہو۔ان دونوں بنیادوں پر جو رشتے بنتے ہیں وہ قریبی بھی ہوسکتے ہیں اور دور کے بھی۔ جب یہ خونی رشتے یا شادی کی وجہ سے بنے ہوئے رشتے لوگوں کو ایک ساتھ گروہ میں باندھتے ہیں تو اسے کنشپ (Kinship) یعنی قرابت داری کہتے ہیں۔یعنی قرابت داری نظام کا مطلب لوگوں کا وہ گروہ ہے جسے سماج رشتے دار یا قرابت دار کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہو اور اس میں دونوں طرح کے رشتے شامل ہیں، یعنی خونی رشتے بھی اور شادی کی بنیاد پر وجود میں آنے والے رشتے بھی۔

ڈکشنری آف انتھروپولوجی (Dictionary of Anthropology) کے مطابق قرابت داری نظام سے مراد سماجی طور پر تسلیم شدہ رشتے ہیں، خواہ وہ حقیقی طور پر نسبی ہوں، یا ایسے ہی مان لئے گئے ہوں۔ یہ رشتے سماجی تعامل (Social Interaction) کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں جنہیں سماج تسلیم کرتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانکا (Encyclopedia Britannica) کے مطابق قرابت داری لوگوں کے مابین وہ رشتے ہیں جنہیں سماجی منظوری حاصل ہوئی ہو، خواہ وہ رشتے حیاتیاتی ہوں، شادی کے نتیجے میں بنے ہوں، مان لئے گئے ہوں یا کسی اور رسم کی وجہ سے رشتے کو سماجی طور پر قبول کر لیا گیا ہو۔

ایبر کرمبی (Abercrombie) کے مطابق وہ معاشرتی تعلقات جو خون کے رشتوں، خواہ اصلی ہوں یا مان لئے جانے سے بنے ہوں، اور شادی سے پیدا ہوتے ہیں، ان کو اجتماعی طور پر قرابت داری کہا جاتا ہے۔

غرض یہ کہ قرابت داری (Kinship) ایک وسیع اصطلاح ہے جو اپنے اندر بہت قسم کے رشتوں کو سموئے ہوئے ہے۔ انسان پیدائش سے لے کر بعد کی پوری زندگی میں وہ مختلف رشتوں سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ ہر رشتے کی اپنی مخصوص اصطلاح ہے اور سماجی طور پر ہر ایک کے مثبت رول ہیں۔ کون سی قرابت داری کو کتنی اہمیت دی جاتی ہے، یہ اس سماج کی تہذیب طے کرتی ہے۔ یعنی ایک طرح کی قرابت داری کو کسی ایک تہذیب میں بہت اہمیت دی جاتی ہو تو ضروری نہیں کہ قرابت داری کی اسی قسم کو کسی دوسری تہذیب میں اتنی ہی اہمیت دی جا رہی ہو۔

1.3 قرابت داری کے افعال (Functions of Kinship)

قرابت داری نظام سماج کی تشکیل کردہ ہے۔ ہر سماج میں اس کی الگ الگ شکلیں، رول اور افعال ہیں۔ یہ ایک اہم سماجی ادارہ ہے جو لوگوں کے طور طریقوں کو کنٹرول اور منضبط کرتا ہے۔ اس کے بہت سے افعال ہیں جسے ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں؛

1. قرابتی نظام میل جول اور سماجی تعامل کے لئے رہنمائی کرتا ہے۔ یہ ماں اور بیٹی اور بھائی و بہن وغیرہ کے درمیان مناسب اور سماجی طور سے قابل قبول طور طریقوں اور رول کو بیان کرتا ہے۔
2. قرابت داری خاندانی لائن (Family Line) جیسے کہ گورتر (Gotra) وغیرہ کو متعین کرتا ہے۔
3. قرابت داری اس بات کو بھی متعین کرتی ہے کہ کون کس سے شادی کر سکتا ہے اور کس کا کس سے شادی کرنا سماجی طور پر ممنوع ہے۔
4. قرابت داری اس بات کو واضح کرتا ہے کہ مختلف سماجی و مذہبی رسومات میں کون سے رشتے دار کس فرض کو ادا کریں گے۔
5. دیہی اور قبائلی سماج میں قرابت داری ہی خاندان کے حقوق و فرائض کی تعیین اور سیاسی و معاشی معاملات کی رہنمائی کرتی ہے۔

6. قرابت داری انسان کی سماجی زندگی کو کنٹرول اور منضبط کرتی ہے۔

1.4 قرابت داری کی اہمیت (Significance of Kinship)

قرابت داری کے نظام سے مراد افراد کا ایک مجموعہ جسے سماجی طور پر رشتے دار مانا جاتا ہے۔ رشتے عام طور پر دو طرح سے بنتے ہیں یا تو خون (Blood) کے ذریعے جسے ہم خونی رشتے (Blood Relations) کہتے ہیں جیسے کہ ماں باپ۔ بھائی بہن اور دادا دادی وغیرہ۔ رشتے کے وجود میں آنے کا دوسرا ذریعہ شادی ہے۔ شادی کے ذریعے انسان نئے رشتے میں بندھتا ہے۔ لڑکی کی حیثیت (Status) نا صرف ایک بیوی کی ہوتی ہے بلکہ وہ بہت سی نئی حیثیتوں سے منسلک ہو جاتی ہے جیسے کہ بہو، بھابھی، چاچی یا مامی وغیرہ۔ اسی طرح شادی کے ذریعے لڑکے کو نا صرف شوہر کی حیثیت سے رہنا ہوتا ہے بلکہ بہت سے نئے رشتے وجود میں آتے ہیں اور وہ بہت سی نئی حیثیتوں (Statuses) کا مالک ہوتا ہے جیسے کہ بہنوئی، داماد، جیجا وغیرہ۔ رشتے کے وجود میں آنے کا ایک تیسرا ذریعہ کسی کو گود لینا (Adoption) ہے۔ ان تینوں ذرائع سے انسان رشتوں میں بندھتا ہے اور رشتوں کے اس مجموعے کو سماجیات اور بشریات کی زبان میں قرابت داری کا نظام (Kinship System) کہتے ہیں۔

ہر رشتے کی اپنی سماجی معنویت ہوتی ہے اور سماجی استحکام میں رشتوں کا اہم رول ہوتا ہے۔ بعض رشتے قریبی ہوتے اور بعض کو سماجی طور پر دور کا رشتہ سمجھا جاتا ہے۔ کچھ رشتے ایسے ہیں جن سے شادی اور جنسی تعلق کو ممنوع مانا جاتا ہے اور ہم یہ مانتے ہیں کہ ان ممنوعات کی خلاف ورزی سماج میں نا قابل قبول ہے۔ اسی طرح یہ بھی مانا جاتا ہے کہ کچھ خاص رشتوں میں شادی سے قرابت داری کو تقویت ملتی ہے اور سماجی نظام اور مضبوط ہوتا ہے۔

سماجی طور پر ہر رشتے الگ الگ سلوک و برتاؤ کا تقاضا کرتے ہیں۔ کچھ رشتوں کے ساتھ اجتناب اور احترام کا سلوک کیا جاتا ہے اور سماج اسے تسلیم کرتا ہے۔ اسی طرح کچھ رشتے ایسے ہیں جن سے ہنسی و مذاق کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے اور سماج ان کے ساتھ ایسے سلوک کی اجازت دیتا ہے۔

جب تک کہ اس کے برعکس رویے مشاہدے میں نہیں آتے قرابت داری نظام کے ان پہلوؤں کو ہم فطری (Natural) سمجھتے اور تصور کرتے ہیں۔ ابتدائی ماہرین بشریات نے مختلف سماجوں میں رائج قرابت داری کے نظام کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ اس کا آغاز و ارتقا، اس کے مختلف پہلوؤں اور اس کی سماجی معنویت کو اجاگر کیا۔ نیز مختلف سماج میں قرابت داری کے نظام میں فرق و تفاوت کو بھی واضح کیا۔ ان ماہرین کا ماننا ہے کہ کوئی بھی سماجی رسم و رواج خواہ بظاہر وہ کتنا ہی متصادم اور غیر نافع نظر آئے لیکن بغور مطالعے سے اس کی سماجی معنویت اور اس کی سماجی منفعت واضح ہو جاتی ہے۔ ذیل میں قرابت داری نظام کے کچھ اہم پہلوؤں کو درج کیا جا رہا ہے؛

- قرابت داری کا نظام تعلقات کے درمیان اتحاد، ہم آہنگی اور تعاون کو برقرار رکھتا ہے۔
- قرابت داری لوگوں کے درمیان رابطے اور تعامل کے لیے رہنما اصول طے کرتی ہے۔
- قرابت داری رشتوں کے مابین لوگوں کے رویے کو منضبط کرتی ہے۔

- قرابت داری لوگوں کی سماجی زندگی کی محافظ کی حیثیت سے عمل کرتی ہے۔
- دیہی علاقوں یا قبائلی سماج میں قرابت داری خاندان کے حقوق و فرائض، شادی بیاہ کے رسوم اور سیاسی و معاشی معاملات کا تعین کرتی ہے۔
- یہ نظام اس بات کا تعین کرتا ہے کہ کون کس سے شادی کر سکتا ہے اور کون کس سے نہیں۔
- ایک دوسرے کے حوالے سے رشتے کو سمجھنے کے لئے یہ نظام کافی معاون ہے۔

1.5 قرابت داری کے اقسام اور سطح (Types of Kinship & Degree)

قرابت داریاں دو وسیع پہلوؤں پر مبنی ہوتی ہیں، ایک پیدائش (خون کے رشتے) پر دوسرا شادی پر۔ ذیل میں ہم قرابت داری کے ان پہلوؤں کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے؛

1. ہم نسب قرابت داری (Consanguineal Kinship) : یہ قرابت داری پیدائش پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی خونی رشتے پر مبنی رشتے داریاں ہم نسب قرابت داری میں آتی ہیں جنہیں ہم انگریزی میں Consanguineal Kinship کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر والدین اور بچوں کے درمیان رشتے، بھائی بہنوں کے رشتے، چچا اور دادا وغیرہ ہم نسب قرابت داری میں آتے ہیں۔ قرابت داری نظام میں یہ رشتے بنیادی اور آفاقی نوعیت کے ہوتے ہیں۔

2. افینل قرابت داری (Affinal Kinship): یہ قرابت داری شادی کی بنیاد پر وجود میں آتے ہیں۔ مثال کے طور پر شوہر اور بیوی کا رشتہ شادی کی وجہ سے وجود میں آتا ہے۔ اسی لئے اسے افینل قرابت داری کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ساس اور بہو کا رشتہ، بھابھی، نند، دیور، چاچی، مامی، بہنوئی، داماد وغیرہ یہ تمام ہی رشتے اس میں شامل ہیں۔

قرابت داری کی مختلف سطحیں ہیں۔ یہ افراد کے درمیان تعلق اور اس کی قربت پر منحصر ہے۔ تعلقات کی قربت اور دوری کی بنیاد پر کچھ رشتے بنیادی ہوتے ہیں اور کچھ ثانوی تو بعض رشتوں کو ثالثی رشتوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ ذیل میں قرابت داری کی ان اقسام کو جاننے کی کوشش کریں گے؛

بنیادی قرابت داری (Primary Kinship): بنیادی قرابت داری بلا واسطہ (Direct) تعلقات پر مبنی ہے۔ وہ لوگ جو ایک دوسرے سے براہ راست متعلق ہیں انہیں اس زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔ ان کے آپسی رشتے بنیادی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ قرابت داری کی اس قسم کو دیگر قرابت داری کی اقسام کی بنیاد مانا جاتا ہے۔ بنیادی قرابت داری کو مزید دو حصوں یعنی بنیادی ہم نسب قرابت داری (Primary Consanguineal Kinship) اور بنیادی افینل قرابت داری (Primary Affinal Kinship) میں منقسم کیا جاتا ہے۔

بنیادی ہم نسب قرابت داری (Primary Consanguineal Kinship): اس سے مراد وہ رشتے ہیں جو انسان ایک دوسرے سے پیدائش کے ذریعے رکھتا ہے اور یہ رشتے بلا واسطہ ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر والدین اور بچوں کے مابین رشتے، بھائی بہنوں کے آپسی رشتے وغیرہ۔

بنیادی افینل قرابت داری(Primary Affinal Kinship):اس سے مراد وہ رشتے ہیں جو شادی کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں اور یہ قربت اور تعلق کی وجہ سے بنیادی نوعیت کے ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر شوہر اور بیوی کا رشتہ شادی کی وجہ سے وجود میں آتا ہے اور یہ بلا واسطہ ہوتا ہے۔ان کے رشتے بہت قریبی نوعیت کے ہوتے ہیں۔اس لئے ان رشتوں کو بنیادی افینل قرابت داری کہا جاتا ہے۔

ثانوی قرابت داری (Secondary Kinship): اس سے مراد وہ رشتے ہیں جو بنیادی قرابت داری کے حوالے سے وجود میں آتے ہیں اور بنیادی قرابت دار کے بنیادی قرابت دار ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر زید کے والد زید کے بنیادی قرابت دار ہیں اور زید کے چچا زید کے والد کے بنیادی قرابت دار ہیں۔اس طرح زید کے چچا زید کے ثانوی قرابت دار ہوئے۔

ثانوی قرابت داری کی بھی دو قسمیں ہیں جنہیں ذیل میں درج کیا جارہا ہے؛

ثانوی ہم نسب قرابت داری(Secondary Consanguineal Kinship): اس قسم کی قرابت داری سے مراد وہ رشتے ہیں جو بنیادی قرابت داری کے واسطے سے بنتے ہیں اور یہ خونی رشتے ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر دادا دادی اور پوتا پوتی کے مابین رشتے ثانوی ہم نسب قرابت داری کہلاتی ہے۔

ثانوی افینل قرابت داری(Secondary Affinal Kinship): جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ افینل قرابت داری شادی کی وجہ سے وجود میں آتی ہے اور ثانوی رشتے بنیادی رشتے دار کے بنیادی رشتے دار ہوتے ہیں۔اس طرح ثانوی افینل قرابت دار بنیادی افینل قرابت دار کے بنیادی قرابت دار ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر فرحہ کے شوہر اس کے بنیادی افینل قرابت دار ہیں،فرحہ کے شوہر کے لئے اس کے والدین اور بھائی بہن ثانوی رشتے دار ہیں۔اس طرح فرحہ کے مابین رشتہ اور اس کی نند،دیور،ساس،سسر ثانوی افینل قرابت دار کہلاتے ہیں۔

ثالثی قرابت داری (Tertiary Kinship): ثالثی قرابت دار بنیادی قرابت دار کے ثانوی قرابت دار ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر فرحہ کے لئے اس کے دیور کی بیوی ثالثی قرابت دار ہے۔

ثالثی ہم نسب قرابت داری (Tertiary Consanguineal Kinship): جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ثالثی قرابت دار بنیادی قرابت دار کے ثانوی قرابت دار یا ثانوی قرابت دار کے بنیادی قرابت دار ہوتے ہیں اور ہم نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ ہم نسب قرابت داری پیدائش کے ذریعے وجود میں آتی ہے۔مثال کے طور پر خالد کے والد اس کے بنیادی ہم نسب قرابت دار ہیں،اس کے دادا خالد کے والد کے لئے بنیادی قرابت دار ہیں،لیکن خالد کے لئے ثانوی قرابت دار ہیں اور خالد کے والد کے دادا،خالد کے والد کے ثانوی قرابت دار ہوئے اور خالد کے ثالثی قرابت دار ہوئے۔

ثالثی افینل قرابت داری (Tertiary Affinal Kinship): اس سے مراد بنیادی قرابت دار کے ثانوی قرابت دار جو شادی کے ذریعے قرابت داری نظام سے منسلک ہوئے ہیں۔مثال کے طور پر بیوی کے دادا،دادی،نانا،نانی وغیرہ یا شوہر کے دادا،دادی،خالہ،چچا وغیرہ ثالثی افینل قرابت دار ہوئے۔

1.6 قرابت داری کی اصطلاحات (Terms of Kinship)

قرابت داری کی اصطلاحات وہ اصطلاحات ہیں جو مختلف قسم کے رشتے داروں کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔یعنی ان ناموں کے ذریعے ہم مخصوص رشتوں کی جان پہچان کرتے ہیں،انہیں ناموں سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ یہ قرابت دار کو مخاطب کرنے کے مختلف الفاظ ہیں۔ قرابت داری نظام میں ان اصطلاحات کا استعمال ہوتا ہے جن سے ہم مخصوص رشتے دار مراد لیتے ہیں۔ ہر سماج کے قرابت داری نظام میں مختلف اصطلاحات ہوتی ہیں جن کا ستعمال الگ الگ رشتے داروں کے لئے کیا جاتا ہے۔ مور گن (Morgan) نے قرابت داری نظام کا بہت گہرائی سے مطالعہ کیا اور اس کے اصطلاحات کی زمرہ بندی کی جو درج ذیل ہیں؛

درجہ بندی کا نظام (Classificatory System)،اور وضاحتی نظام (Descriptive System)۔

(i) درجہ بندی کا نظام(Classificatory System)

اس نظام کے تحت مختلف رشتوں کو ایک ہی زمروں میں شامل کیا جاتا ہے اور سب کو ایک مخصوص اصطلاح کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔مثال کے طور پر انگریزی زبان کا ایک لفظ'انکل ' ہے۔یہ لفظ بہت سے رشتے داروں کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے کہ چاچا،ماما، پھوپھا، تاؤ وغیرہ۔

(ii) وضاحتی نظام (Descriptive System)

اس نظام کے تحت ہر قرابت دار کے لئے ایک مخصوص اصطلاح کا ستعمال ہوتا ہے۔یعنی ہر رشتے دار کے لئے الگ الگ اصطلاح مخصوص ہے جس سے اس رشتے دار کو یاد کیا جاتا ہے۔ یہ دوسرے کے ساتھ کسی شخص کے قطعی تعلق کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اردو زبان کا لفظ 'والد' ہے جو ایک خاص شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح 'ماں' کا لفظ بھی ایک مخصوص فرد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ سب وضاحتی اصطلاحات ہیں۔

1.7 قرابت داری کے استعمالات (Usages of Kinship)

قرابت داری نظام کا مطالعہ قرابت دار کی تفصیل، قرابت داروں کی زمرہ بندی کی بنیادیں یا قرابت داری کے طور طریقوں کی مختلف اقسام تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ یہ قرابت داری کے استعمال کا بھی احاطہ کرتا ہے۔ قرابت داری کے کچھ مخصوص استعمالات ہیں جو دیہی اور ناخواندہ سماج میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

اونکلیٹ (Avunculate): یہ قرابت داری کا انوکھا استعمال ہے جس کے تحت ماں کے بھائی یعنی ماما اور بھانجے میں قریبی تعلق کو بیان کرتا ہے۔ اس قرابت داری میں ماموں کی حیثیت گھر کے مالک کی ہوتی ہے وہی ہر طرح کی فیصلے لینے کا حق رکھتا ہے،اسی کو سارے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ بھانجے اور بھانجی ماما کے ترکے کے وارث بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح کی قرابت داری میٹری لینیل (Matrilineal) سماج میں پائی جاتی ہے جیسے کہ جنوبی ہندوستان کے نائر قبائل کے لوگ وغیرہ۔

امیٹیٹ (Amitate): قرابت داری کا یہ استعمال بہت حد تک اونکلیٹ سے مشابہ ہے۔اس میں بھائی کی بہن یعنی پھوپھی کو گھر میں بہت زیادہ عزت اور احترام حاصل ہوتا ہے اور گھر کے اہم معاملات میں ان کی رائے اور فیصلوں کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔انہیں اپنے بھتیجے اور بھتیجیوں پر اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ قرابت داری کا یہ استعمال پدرانہ سماج میں پایا جاتا ہے۔ جنوبی ہند کے ٹوڈا قبیلے میں اس پر عمل ہوتا ہے۔

اجتناب کا رشتہ (Avoidance): ہر سماج کے قرابتی نظام میں کوئی نہ کوئی ایسا رشتہ ضرور ہوتا ہے جس میں اجتناب کا پہلو شامل ہو۔یعنی کچھ ایسے رشتے ضرور ہوتے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے بلا تکلف ملنے اور بات چیت کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔مثال کے طور پر ہندوستانی سماج میں خسر اور بہو کا رشتہ، یا داماد اور ساس کا رشتہ وغیرہ۔یہ ایسے رشتے ہیں جن کے درمیان اجتناب، دوری اور پرہیز پایا جاتا ہے۔وہ ایک دوسرے سے بے تکلف نہیں ہوتے ہیں، بلکہ ان رشتوں میں عزت اور احترام کا جذبہ ہوتا ہے۔

مذاق کا رشتہ (Joking Relationship): یہ رشتہ اجتناب کے رشتے کے بالکل برعکس ہے۔اس میں ہنسی، مذاق اور ایک دوسرے کو تفریحاً پریشان کرنے کو سماجی طور پر نا صرف اجازت ہوتی ہے بلکہ اسے پسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔اس طرح کے رشتے عام طور پر بیوی کی چھوٹی بہین یعنی سالی، شوہر کا چھوٹا بھائی یعنی دیور اور دادا اور پوتے کے درمیان پایا جاتا ہے۔ماہرین بشریات کے یہاں قرابت داری کا یہ استعمال رشتوں کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہے۔

کاویڈ (Couvade): قرابت داری کا یہ استعمال بالکل انوکھا ہے جو ٹوڈا اور کھاسی قبائل میں شوہر اور بیوی کے درمیان پایا جاتا ہے۔اس استعمال میں شوہر سماجی طور پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ بالکل سادہ زندگی گزارے۔شوہر تمام طرح کی لذتوں سے خواہ وہ جنسی ہوں یا کھانے پینے سے متعلق ہوں، اس وقت پرہیز کرے جب اس کی بیوی بچے کو جنم دینے کی حالت میں ہو۔کیونکہ ایسی حالت میں عورت کو کھانے پینے کی بہت سی چیزوں سے پرہیز کرنا ہوتا ہے اور یہ مرحلہ اس کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔لہذا شوہر سے سماج کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ وہ بھی کھانے پینے اور جنسی لذتوں سے پرہیز کرے تاکہ عورت جن تکالیف سے گزر رہی ہے اس کو محسوس کرسکے۔قرابت داری کا یہ استعمال جنوبی ہندوستان کے نائر قبیلے میں پایا جاتا ہے۔

ٹیکنونیمی (Teknonymy): قرابت داری کی اس اصطلاح کے مطابق رشتے داروں کو ہم براہ راست ان کا نام لے کر نہیں بلاتے ہیں، بلکہ کسی دوسرے قرابت دار کا حوالہ دے کر اسے پکارتے یا یاد کرتے ہیں۔یعنی ایک رشتے دار دور شتوں کے درمیان شناخت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔مثال کے طور ہندوستانی روایتی خاندان میں بیوی اپنے شوہر کو اس کا نام لے کر نہیں بلاتی۔بلکہ وہ اسے اپنے بیٹے کے حوالے سے بلاتی ہے جیسے کہ وہ رحمت کے ابا کہہ کر پکارتی ہے۔

1.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے قرابت داری کے حوالے سے بنیادی باتوں کو تفصیل سے جاننے کی کوشش کی ہے۔اس کے مطالعے سے ہم نے یہ جانا کہ قرابت داری ایک اہم سماجی ادارہ ہے جو انسان کی مجموعی سماج کاری میں اہم رول ادا کرتا ہے۔اس کے مطالعے سے ہمیں اس

ات کا بھی علم ہوا کہ قرابت داری کے مختلف افعال ہیں جو سماجی استحکام میں معاون ہوتے ہیں۔ نیز اس کے مطالعے سے ہمیں قرابت داری کے اقسام واصطلاحات پر تفصیلی معلومات حاصل ہوئی ہے۔

1.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

قرابت داری (Kinship): اس سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جسے سماج رشتے دار یا قرابت دار کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہو اور اس میں دونوں طرح کے رشتے شامل ہیں، یعنی خونی رشتے بھی اور شادی کی بنیاد پر وجود میں آنے والے رشتے بھی۔

ہم نسب قرابت داری (Consanguineal Kinship) : یہ قرابت داری پیدائش پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی خونی رشتے پر مبنی رشتے داریاں ہم نسب قرابت داری میں آتی ہیں۔

افینل قرابت داری (Affinal Kinship): یہ قرابت داری شادی کی بنیاد پر وجود میں آتی ہیں۔ مثال کے طور پر شوہر اور بیوی کا رشتہ شادی کی وجہ سے وجود میں آتا ہے۔ اسی لئے اسے افینل قرابت داری کہتے ہیں۔

1.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Question)

(1) معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

" معاشرتی تعلقات جو خون کے رشتوں خواہ اصلی ہوں یا مان لئے جانے سے بنے ہوں، اور شادی سے پیدا ہوتے ہیں، ان کو اجتماعی طور پر قرابت داری کہا جاتا ہے" ۔ یہ درج ذیل میں سے کس کا کہنا ہے؟

(a) ایبر کرمبی (b) جیمس فریزر

(c) ریڈ کلف براؤن (d) ایس۔ سی۔ دوبے

(2) وہ قرابت داری جو خون کے رشتے پر مبنی ہے اسے کس نام سے جانا جاتا ہے؟

(a) ہم نسب قرابت داری (b) افینل قرابت داری

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

(3) شادی کے ذریعے جو قرابت داری وجود میں آتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(a) افینل قرابت داری (b) ہم نسب قرابت داری

(c) اجتماعی قرابت داری (d) ان میں سے کوئی نہیں

(4)ساس اور داماد کے درمیان تعلقات کس رشتے کے استعمال پر مبنی ہے؟

(a)مذاق کا رشتہ (b)ٹیکنونیمی

(c)امیٹیٹ (d)اجتناب

(5)مورگن نے قرابت داری کی زمرہ بندی کتنے حصوں میں کی ہے؟

(a)چار (b)تین

(c)دو (d)سات

(6)کس زمرہ بندی کے تحت مختلف رشتے داروں کو ایک ہی زمرے میں شامل کیا جاتا ہے اور سبھی کو ایک ہی اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے؟

(a)وضاحتی نظام (b)کلاسفکٹری نظام

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(7)جب بیوی اپنے شوہر کو اپنے بچے کے نام کے حوالے سے پکارتی ہے تو اسے کیا کہتے ہیں؟

(a)کاویڈ (b)اجتناب

(c)ٹیکنونیمی (d)امیٹیٹ

(8)دیور اور بھابھی کے مابین رشتہ قرابت داری کی کس اصطلاح پر مبنی ہے؟

(a)اجتناب (b)مذاق کا رشتہ

(c)کاویڈ (d)امیٹیٹ

(9)درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری نظام کے اصطلاحات کی زمرہ بندی درجہ بندی کا نظام اور وضاحتی نظام میں کیا؟

(a)مورگن (b)رابن فاکس

(c)ایل۔اسٹون (d)امائل درکھائم

(10) قرابت داری کے کس استعمال کے تحت بھائی کی بہن یعنی پھوپھی کو گھر میں بہت زیادہ احترام حاصل ہوتا ہے اور گھر کے اہم معاملات میں ان کی رائے اور فیصلوں کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔انہیں اپنے بھتیجے اور بھتیجیوں پر اختیارات حاصل ہوتے ہیں؟

(a)امیٹیٹ (b)کاویڈ

(c)اونکلیٹ (d)اجتناب

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. قرابت داری کیا ہے؟ مثالوں سے واضح کیجئے۔
2. قرابت داری کی اہمیت کو بیان کیجئے۔
3. قرابت داری کے افعال پر ایک مختصر مضمون لکھئے۔
4. قرابت داری کی اصطلاحات پر ایک مضمون لکھئے۔
5. ہم نسب قرابت داری کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کیسے وجود میں آتی ہے؟ مثالوں سے واضح کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. قرابت داری کے استعمال کو تفصیل سے بیان کیجئے۔
2. قرابت داری کے اقسام اور اس کی مختلف سطحوں کو بیان کیجئے۔
3. افینل قرابت داری کسے کہتے ہیں اور یہ کیسے وجود میں آتی ہے؟ مثالوں سے واضح کیجئے۔

1.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Madan, T.N. 1965. Family and Kinship: A study of the Pandits of Rural Kashmir, Asia Publishing House, Kolkata.
2. Karve, Iravati. 1963. Kinship Organisation in India, Asia Publishing House, Kolkata.
3. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore
4. William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi
5. Uberoi, Patricia (ed.) 1994. Family, Kinship and Marriage in India. Oxford University Press: New Delhi

اکائی 2۔ قرابت داری کے مطالعے کے طریقے

(Approaches to the Study of Kinship)

اکائی کے اجزا

2.0 تمہید

2.1 مقاصد

2.2 قرابت داری نظام کے مطالعے کی تاریخ

2.3 انڈولوجی کیا ہے؟

2.4 انڈولوجکل طریقے

2.5 بشریاتی طریقہ: ڈیسنٹ اور الائنس پر مبنی نقطۂ نظر

2.6 اکتسابی نتائج

2.7 کلیدی الفاظ

2.8 نمونہ امتحانی سوالات

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

2.0 تمہید (Introduction)

پچھلی اکائی میں ہم نے قرابت داری نظام پر تفصیلی سے روشنی ڈالی تھی۔ اس عنوان کے تحت ہم نے قرابت داری کی تعریف، اس کی اہمیت، اس کے افعال اور اس سے متعلق مختلف اصطلاحات کو تفصیل سے جاننے کی کوشش کی ہے۔ یہ اکائی بھی قرابت داری نظام سے متعلق ہے۔ لیکن ہم اس میں قرابت داری کے مطالعے کے طریقوں کو سمجھیں گے۔ ضروری ہے کہ ہم قرابت داری کی مختلف شکلیں جو ملک میں پائی جاتی ہیں انہیں جانے تاکہ شادی اور خاندان کے مابین رشتوں کی مجموعی سمجھ حاصل ہوسکے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں ہندوستانی سماج مختلف پہلوؤں سے ایک تکثیری سماج ہے۔اسی تکثیریت کے اثرات ہمیں قرابت داری کی مختلف شکلوں میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔اس اکائی میں ہم قرابت داری کے مطالعے کے دو طریقوں (Approaches) کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

2.1 مقاصد (Objectives)

اس کائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- قرابت داری کے مطالعے میں انڈولوجیکل (Indological) طریقے کو سمجھنا۔
- بشریاتی (Anthropological) طریقے کے ذریعے قرابت داری کو جاننا۔
- بشریاتی طریقے کے ضمن میں سلسلہ نسب (Descent) اور الائنس کے طریقوں کو سمجھنا۔
- قرابت داری نظام کے بعض اہم پہلوؤں سے واقفیت حاصل کرنا۔
- شمالی ہندوستان میں قرابت داری کی بعض اہم پہلوؤں کے بارے میں جانکاری حاصل کرنا۔

2.2 قرابت داری نظام کے مطالعے کی تاریخ (History of Kinship Study)

قرابت داری مطالعہ سماجیات اور بشریات دونوں میں پچھلے تقریباً سو سالوں سے مطالعے کا موضوع رہا ہے۔ماہرین بشریات و سماجیات جیسے کہ پیٹر مرڈوک، لیوی اسٹراس، ریڈکلف براؤن، اراواتی کاروے، اڈمنڈ لیچ اور کے۔ایم۔کپاڑیا وغیرہ نے اس موضوع پر کافی کام کیا ہے۔یہاں ہم قرابت داری مطالعے کی مختصر تاریخ کو جاننے کی کوشش کریں گے اور اس ضمن میں ہم قرابت داری کے حوالے سے مختلف ماہرین سماجیات و بشریات کے افکار کو پیش کریں گے۔ہم مغربی سماج کی قرابت داری اور ہندوستانی سماج میں قرابت داری کے مطالعے کو مختصر طور پر الگ الگ ذکر کریں گے۔

قرابت داری مطالعہ: مغربی نقطۂ نظر (Kinship Studies: Western Perspectives)

قرابت داری کے متعلق مطالعات و تحقیقات کا آغاز سب سے پہلے 1875 میں ماہر بشریات مورگن نے کیا۔ان سالوں کے دوران قرابت داری مطالعے کے بہت سے طریقے وجود میں آئے۔یہ مطالعات قرابت داری کی اصطلاحات اور دنیا کے مختلف سماجوں کی قرابت داری کے مابین مشابہات اور اختلافات جیسے موضوعات پر محیط ہیں۔ 1960 کی دہائی میں قرابت داری کے مطالعات میں کچھ تبدیلیاں آئیں اور نئے موضوعات جیسے کہ نسب کے اصول (Rules of Descent)، شادی اور قرابت داری کی اصطلاحات وغیرہ پر مطالعات و تحقیقات شروع کی گئیں۔لیکن 1970 کی دہائی میں بشریات میں قرابت داری مطالعات (Kinship Studies) کو پہلے جیسی اہمیت و مقبولیت نہیں مل سکی جس کی وجہ سے قرابت داری مطالعہ سیاسی بشریات (Political Anthrological) نسائی بشریات (Feminist

(Anthropological اور سماجی تاریخ (Social History) کے وسیع دائرے کا ایک حصے تک ہی محدود رہ گیا۔ ذیل میں ہم قرابت داری کے حوالے سے چند اہم مطالعات کا ذکر کریں گے۔

لیوس ایچ مورگن (Lewis H.Morgan) نے اپنی کتاب اینشینٹ سوسائٹی (Ancient Society) جو 1877 میں شائع ہوئی، میں شادی اور قرابت داری کے ارتقائی مراحل پر بحث کی ہے۔ اس کا ماننا ہے کہ قرابت داری کی اصطلاحات ہی کسی بھی سماج کی قرابت داری نظام کو سمجھنے کی بنیادی کلید ہے۔ اس نے اپنی تحقیق میں امریکی ہندوستانی قبائل سے اصطلاحات کا بڑا نمونہ (Large Samples) لیا اور پھر اس کا موازنہ ایشائی سماجوں (Asian Societies) سے کیا۔ مورگن نے اپنی مذکورہ کتاب میں خاندان، جائیداد اور حکومت کے ظہور پر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق قرابت داری نظام حیاتیاتی نسب پر مبنی ہے اور خاندان و شادی انسانی نسل کے تسلسل کے ذرائع ہیں۔ اس کے نزدیک شادی کے اصول و قواعد خاندان کے ارتقا اور اس کی تنظیم کو متعین کرتے ہیں۔ اس کا مزید یہ کہنا ہے کہ قرابت داری کی اصطلاحات سماجی تنظیم کو ظاہر کرتی ہیں۔ مورگن کو قرابت داری کے کلاسیفکیٹری (Classificatory) اور ڈسکرپٹیو (Descriptive) نظام کو پیش کرنے کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔

قرابت داری مطالعے کے حوالے سے مشہور ماہر سماجی انسانیات ریڈ کلف براؤن کے بھی اہم خدمات ہیں۔ وہ قرابت داری اصطلاح (Kinship System) سے ان رشتوں کو مراد لیتا ہے جو شادی کے ذریعے بنتے ہیں اور دوسرے وہ رشتے جو خونی ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق بنیادی خاندان شوہر، بیوی اور بچوں پر مشتمل ہے، اور کمپاؤنڈ خاندان (Compound Family) مرد اور ایک سے زائد بیویوں پر مشتمل ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ خاندان کا کوئی واحد نمونہ (Single Pattern) نہیں ہے۔ ہر سماج میں الگ الگ طرح کے خاندان ہیں۔ اس کے نزدیک قرابت داری نظام سماجی رشتوں کا ایک جال ہے جس کا اظہار خاندان، قبیلے اور حسب و نسب سے ہوتا ہے۔ ان دو مفکرین کے علاوہ دوسرے اور بھی ماہرین انسانیات و سماجیات ہیں جیسے کہ لیوی اسٹراس (Levi-Strauss) اور جیک گوڈی (Jack Goody) وغیرہ جنہوں نے مغربی نقطۂ نظر سے قرابت داری کا مطالعہ کیا ہے۔

قرابت داری مطالعہ: ہندوستانی نقطۂ نظر (Kinship Studies: Indian Perspectives)

ہندوستان کے قرابت داری مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس ملک میں کتنی تکثیریت (Diversity) اور تنوع (Pluralism) ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے ہر علاقے میں الگ طرح کا قرابت داری نظام پایا جاتا ہے۔ ہندوستانی ماہرین انسانیت جیسے کہ جی۔ ایس۔ گھورے (G.S.Ghurye)، اراواتی کاروے (Iravati Karve) اور ٹی۔ این۔ مدن (T.N.Madan) غیرہ نے قرابت داری نظام کا مطالعہ کیا ہے۔

ہندوستانی سماج میں قرابت داری، خاندان اور شادی کے حوالے سے جو ابتدائی مطالعات ہوئے ہیں وہ تجربی (Empirical) سے زیادہ متن (Text)، دیومالائی بیانات (Mythological Descriptions) اور مذہبی روایات کی روشنی میں کئے گئے ہیں۔ مطالعات

کے اس طریقے کو انڈولوجکل کہتے ہیں۔جی۔ایس۔گھورے کی کتاب ٹو براہمنکل انسٹی ٹیوشنس: گوترا اینڈ چرانا (Two Brahmanical Institutions: Gotra and Charana) انڈولوجکل زمرے میں شامل ہے۔اسی طرح کے۔ایم۔کپاڑیہ (K.M.Kapadia) کی کتاب کنشپ (Kinship) بھی اسی زمرے میں آتی ہے۔اس کتاب میں ہندو مذہب کی مقدس کتابوں کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔نیز قرابت داری کے مختلف پہلوؤں، شادی، وراثت، دوسری تقریبات اور موت وغیرہ کے حوالے سے ان مقدس کتابوں میں جو لکھا ہے ان کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک دوسری مصنفہ اروتی کاروے (Iravati Karve) ہیں جو قرابت داری کے حوالے سے اپنی تحقیقات کی وجہ سے جانی جاتی ہیں۔ہندوستان میں پائے جانے والی قرابت داری نظام کو سمجھنے کے لئے انہوں نے زبان کی بنیاد پر ملک کو چار حصوں، شمال، جنوب، مشرق اور مرکز (Central) میں تقسیم کیا ہے۔ان کا ماننا ہے کہ قرابت داری کے طور طریقے (Kinship Behaviour) پورے ہندوستان میں ایک جیسے نہیں ہیں۔ان میں علاقے اور ذات پات کی بنیاد پر بہت فرق و تفاوت پایا جاتا ہے۔قرابت داری مطالعے کے حوالے سے ایک بہت اہم نام معروف ماہر انسانیات ٹی۔این۔مدن (T.N.Madan) کا ہے۔انہوں نے ہندوستان کی قرابت داری کے متعلق ایک اہم کتاب لکھی جس کا عنوان "فیملی اینڈ کنشپ: اے اسٹڈی آف دی پنڈتس آف رورل کشمیر" (Family and Kinship: A Study of the Pundits of Rural Kashmir) ہے۔یہ کتاب ہندوستان کی قرابت داری کے عنوان پر ایک معرکتہ الآراء تصنیف ہے۔یہ اتراسوامانگری (Utrassu-umanagri) کے گاؤں کے مطالعے پر مبنی ہے۔مدن کے مطابق اس گاؤں میں رہنے والے پنڈتوں کے قرابت داری کے رسوم ورواج دونوں سنسکرتی اور غیر سنسکرتی رسوم و تقریبات کا مجموعہ ہیں۔ان تینوں مصنفین کے علاوہ ایک اہم نام ایم۔این۔سری نواس (M.N.Srinivas) کا ہے، جنہوں نے اس موضوع پر کام کیا ہے۔سری نواس کا نام ہندوستانی ماہرین انسانیات کی فہرست میں ایک معروف نام کے طور پر جانا جاتا ہے۔سری نواس نے قرابت داری اصطلاحات کے علاوہ خاندان کا ڈھانچہ، شادی کے طور طریقے اور رسومات جیسے کہ جہیز وغیرہ پر کافی کام کیا ہے۔

2.3 انڈولوجکل طریقہ (Indological Approach)

سب سے پہلے ہم انڈولوجی کے معنی ومفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ ہندوستانی سماج کے مختلف اداروں کو سمجھنے کے لئے اس طریقے (Approach) کا استعمال کن مفکرین نے کیا ہے۔بنیادی طور پر انڈولوجی کو ہندوستانی سماج کی سائنس کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔انڈولوجیکل نقطۂ نظر سے مراد ہندوستانی تہذیب وثقافت سے متعلق تصورات، روایات، نظریات اور ڈھانچے (Frameworks) کی روشنی میں ہندوستانی سماج کا مطالعہ کرنا ہے۔اس نقطۂ نظر کے نزدیک ہندوستانی سماج اپنی ساخت، افعال اور مختلف پہلوؤں سے دوسرے سماج سے مختلف ہے۔اسی لئے اسے یوروپ کے سماج کے مشابہ نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔انڈولوجی کتابی مواد

(Book View)اور تہذیب پر مبنی ہے، اور یہ عملی و تجربی (Empirical) جانچ کی حمایت نہیں کرتا ہے۔

انڈولوجی ہندوستانی سماج کے مطالعے کا ایک طریقہ ہے اور ہندوستانی سماج کو بحیثیت مضمون سمجھنے کے لئے ایک آزاد مضمون (Discipline) بھی۔ ان دونوں میں انڈولوجی کا دائرہ مطالعہ زبان، عقائد، رسم ورواج، عادات واطوار، اداروں، سماجی و مذہبی تقریبات اور تہذیبی عناصر ہیں۔

ہندوستانی سماج کے تقریباً تمام ہی سماجی اداروں کی جڑ اور بنیاد کسی نا کسی علمی و فکری روایت سے جا کر ملتی ہے۔ بہت سے سماجیاتی مطالعوں میں سماجی اداروں کی نظریاتی بنیاد فراہم کرنے کے لئے مذہبی کتابوں سے نہ صرف استفادہ کیا گیا ہے بلکہ ان ہی کی روشنی میں سماج کی تشریح و توضیح کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر نامور ماہر سماجیات کے۔ ایم۔ کپاڑیہ (K.M. Kapadia) نے ہندو سماج میں قرابت داری نظام کا مطالعہ کرنے کے لئے کلاسیکی کتابوں سے استفادہ کیا۔ اسی طرح ایک دوسرے ماہر سماجیات پی۔ این۔ پربھو (P.N.Prabhu) نے اپنی کتاب ہندو سوشل آرگنائزیشن (Hindu Social Organisation) کی تصنیف سنسکرت کی کتابوں کی مدد سے کی ہے۔ ان دونوں کے علاوہ اراوتی کاروے (Irawati Karve) اور جی۔ ایس۔ گھورے (G.S.Ghurye) نے بھی ہندوستان کے قرابت داری نظام پر تفصیل سے لکھا ہے۔ ان دونوں نے بھی متن کا استعمال کرتے ہوئے سماجی اور تاریخی نقطۂ نظر سے ہندوستان کے مختلف علاقوں کے قرابت داری نظام کی ساخت اور نمونے (Pattern) کا مطالعہ کیا۔ اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرابت داری کا مطالعہ انڈولوجکل نقطۂ نظر کے ذریعے کرنے سے سماج میں تسلسل (Continuity) اور تبدیلی (Change) کے سمجھنے میں آسانی ہوئی ہے اور اس کے لئے ایک خاکہ اور نمونہ میسر آیا ہے۔

2.4 بشریاتی طریقہ: ڈیسنٹ اور الائنس پر مبنی نقطۂ نظر

(Anthropological Approach: Based on Descent and Alliance)

سلسلہ نسب پر مبنی نقطۂ نظر

سلسلہ نسب (Descent) یہ لفظ اس بات کا تعین کرتا ہے کہ کوئی شخص اپنے رشتہ داروں سے کیسے متعلق ہے۔ اس کا پتہ والدین میں سے کسی ایک کے ذریعے، یا تو ماں یا باپ کے ذریعے لگایا جا سکتا ہے۔ وہ گروہ جس میں وہ تمام لوگ شامل ہوں جن کے آباواجداد مشترک ہیں اسے نسبی کا گروہ (Descent Group) کہتے ہیں۔

ماہرین بشریات نے قرابت داری نظام کو ڈیسنٹ اور الائنس کے نقطۂ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی ہے جنھیں ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔ سماج میں بہت ساری اکائیاں اور ادارے ہیں جو افراد کی سماج کاری اور ان کے عادات و اطوار کو منضبط کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ قرابت داری نظام کا استعمال بھی اس طرح کی اکائیوں کے قیام کے لئے کیا جاتا ہے۔ ان اکائیوں پر مشتمل افراد میں تعاون،

ہمدردی اور ایثار جیسے جذبات کار فرما ہوتے ہیں اور ہر فرد اپنے وجود اور بقا کے لئے ان پر منحصر رہتا ہے۔ان سماجی اکائیوں یا سماجی گروہوں میں صرف بنیادی خاندان ہی شامل نہیں ہیں، بلکہ اس کے علاوہ اور بھی سماجی گروہ ہیں جو قرابت داری نظام کے تحت آتے ہیں۔جب ان گروہوں کی شناخت کسی مشترک آباءواجداد کی بنیاد پر کی جائے تو ماہرین بشریات ان گروہوں کو ڈیسنڈ گروہ (Descent Group) کا نام دیتے ہیں۔چھ ممکنہ مواقع ہیں جن میں ڈیسنڈ گروہ کی رکنیت والدین سے بچوں تک منتقل ہوتی ہے۔یہ چھ ممکنہ مواقع درج ذیل ہیں؛

1. **پدر نسلی (Patrilineal)** : اس میں نسب کا تعین مرد کے سلسلے (Chain) سے لگایا جاتا ہے۔یعنی باپ، دادا، پردادا وغیرہ کی طرف نسل کا انتساب ہوتا ہے۔
2. **مادر نسلی (Matrilineal)** :اس میں نسب کا تعین عورت کے سلسلے (Chain) سے لگایا جاتا ہے۔یعنی نسل کا انتساب عورت سے عورت ہی کی طرف ہوتا ہے مثال کے طور پر،ماں سے بیٹی کی طرف وغیرہ۔
3. **دونسلی(Bilineal)**: اس میں نسب کا تعین مرد اور عورت دونوں کی طرف ہوتا ہے اور وراثت کی منتقلی بھی دونوں طرف کی جاتی ہے۔
4. **دورخی یادوطرفہ (Bilateral)**: اس میں بھی نسل کا انتساب ماں اور باپ دونوں کی جانب کیا جاتا ہے۔لیکن اس میں کوئی یک رخی گروہ نہیں ہوتا ہے۔بلکہ دونوں طرف کے لوگوں کا ایک گروہ ہوتا ہے اور رکنیت ماں اور باپ دونوں جانب سے حاصل کی جاسکتی ہے۔
5. **متوازی ڈیسنٹ (Parallel Descent)**:متوازی نسب: یہ نسب کا ایک غیر معمولی قاعدہ ہے۔یہ جنس کے لحاظ سے مخصوص ہے جس میں لڑکا پدر نسلی نسب کی پیروی کرتا ہے،اور ایک لڑکی مادر نسلی نسب کی پیروی کرتی ہے۔
6. **متبادل قسم کاڈیسنٹ (Alternative Type Descent)**: کراس یا متبادل قسم کا نسب بہت شاذ و نادر ہی کہیں دیکھنے کو ملتا ہے ۔اس میں نسب اور وراثت وغیرہ کی منتقلی باپ بیٹی کو اور ماں بیٹے کو منتقل کرتی ہے۔

ہندوستانی سماج میں نسب عام طور سے یا تو پدر نسلی(Patrilineal) یا مادر نسلی (Matrilineal) ہوتا ہے۔ان دونوں میں پیٹر یلینیل یعنی پدر نسلی زیادہ عام ہے۔نسب یا ڈیسنٹ کے نقطۂ نظر سے قرابت داری کے نظام کا مطالعہ اور اس کا تجزیہ کرنے سے ہندوستان میں قرابت داری کی مختلف اقسام و اشکال کی اچھی ساجیاتی سمجھ پیدا ہوتی ہے۔مثال کے طور پر، ٹی۔این۔مدن (T.N.Madan) نے کشمیر کے برہمن سماج کا مطالعہ کیا اور قرابت داری نظام کے رول کو اجاگر کیا۔انہوں نے مشاہدہ کیا کہ قرابت داری کس طرح سے اس سماج کو منظم کئے ہوئے ہے۔اس کے علاوہ دوسرے ماہرین سماجیات جیسے کہ اے۔سی۔میئر (A.C. Mayer) اور آسکر لیوس (Oscar Lewis) وغیرہ نے شمالی ہندوستان میں قرابت داری نظام کا مطالعہ کرتے ہوئے نسب کا طریقہ (Descent Approach) استعمال کیا ہے۔انہوں نے قرابتی گروہ کی مختلف سطحوں اور ان کی سرگرمیوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

الائنس پر مبنی نقطۂ نظر

ایک اور تصور جو ہندوستان میں قرابت داری نظام کے مطالعہ میں نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔وہ اتحاد (Alliance)کا تصور ہے۔اس نظریے کے تحت قرابت داری نظام میں شادی کے اصول و قواعد اور پیٹرن پر غور کرنا شامل ہے۔جب کوئی ماہر سماجیات قرابت داری کے ان پہلوؤں پر خصوصی توجہ دیتا ہے اور اسے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ قرابت داری کے پیٹرن کو سمجھنے کے لیے اتحاد کے نقطہ نظر پر عمل کر رہا ہے۔ہندوستان میں قرابت داری پر بہت سی تحقیقات ہوئی ہیں جن میں دو گرہوں کے درمیان اتحاد کے طور پر شادی کو مرکزی توجہ دیا گیا ہے اور ان مطالعات میں قرابت داری کی اصطلاحات پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے تاکہ اتحاد کی نوعیت کو جانا جاسکے۔شادی کے ذریعے وجود میں آنے والے رشتوں پر توجہ کی وجہ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان مطالعات میں اتحاد کے طریقے (Alliance Approach) کو اپنایا گیا ہے۔

لوئی ڈومو (Louis Dumont) اس طریقے کے زبردست حامی رہے ہیں۔انہوں نے جنوبی ہندوستان کی قرابت داری کا مطالعہ کیا اور اس میں شادی کے کردار کو تفصیل سے بیان کیا۔ڈومو نے دراویڑی قرابت داری اصطلاحات میں ہم نسب قرابت داری (Consanguineal Kinship) اور افینل قرابت داری (Affinal Kinship) کے باہمی مخالفت اور تعارض کو بیان کیا جس کے مطالعے سے ہندوستانی سماج کے بالعموم اور جنوبی ہندوستان کے بالخصوص قرابت داری نظام کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

قرابت داری کے مطالعے کے لئے اتحاد کا طریقہ اپنانے والے ماہرین سماجیات نے دلہن دینے والے (Bride-givers) اور دلہن لینے والے (Bride-takers) کے مابین فرق کو تفصیل سے بیان کیا۔مزید یہ کہ اس میں ماہرین نے ہائپر گیمی (Hypergamy) کا تصور، ہائپر گیمی کا جہیز سے تعلق اور شادی بیاہ میں لین دین کو بھی تصور شامل کیا ہے۔

اب ہم شمالی اور جنوبی ہندوستان میں پائے جانے والے قرابت داری نظام کے مختلف پہلوؤں کو بیان کریں گے تاکہ ہم اس نظام کے ڈھانچے کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔

2.5 قرابت داری کے پہلو (Dimensions of Kinship)

شمالی اور جنوبی ہندوستان میں پائی جانے والی قرابت داری نظام کی خصوصیات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے ہمیں درج ذیل پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

قرابت داری گروہ: قرابت داری تعاون اور تنازع کے مقاصد کے لئے سماجی حیثیت اور جائیداد دونوں کو ایک نسل سے اگلے دوسرے موئثر سماجی گروہوں تک منتقل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔اس لئے نسب یا کسی فرد کی رشتے داریوں کی شکل اور قسم کی شناخت کرنے کی ضرورت ہے۔یعنی سماجی گروہ کی بات کرتے ہیں جن میں قرابت دار باہمی تعاون کرتے ہیں اور ان کے اندر تنازع اور تصادم کی بھی کیفیت رہتی ہے۔اسی لئے قرابت داری گروہ کو سمجھنا ضروری ہے۔

قرابت داری اصطلاحات: لوگ قرابت داری کو بیان کرنے کے لیے مختلف طرح کے اصطلاحات کا استعمال کرتے ہیں۔ وہ اصطلاحات قرابت داری نظام کی نوعیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے قرابت داری اصطلاحات کو بیان کے ذریعے ہم، قرابت داری نظام کو سمجھ سکیں گے۔ چونکہ کسی بھی سماج میں قرابت داری کے نظام کی شکل، نوعیت اور اس کی خصوصیات کا پتہ قرابت داری کی اصطلاحات سے ہی ہوتا ہے۔ عام طور سے انسان ان قرابت دار یا رشتے دار کے لیے ایک مشترک اصطلاح کا استعمال کرتا ہے جو قرابت داری کی فہرست میں ایک ہی زمرے میں ہوتے ہیں۔ ایسے قرابت دار جن کے لیے ایک ہی اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے ان کے لیے سماجی رول بھی ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔

قرابت داری اصطلاح کو سمجھنے کے لیے مناسب ہوتا ہے کہ بات کرنے والے کو "میں "(I) کے نام سے یاد کیا جایے۔ یہ بات کرنے والا مرد اور عورت میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ قرابت داری اصطلاح کو دو قسموں میں بانٹ سکتے ہیں۔ پہلا وہ اصطلاحات جو مخاطب کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی بعض وہ اصطلاحات جو لوگ ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ دوسرے اس قسم کی اصطلاحات ہیں جو انسان مخصوص رشتے کو بیان کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ ان اصطلاحات کو حوالے کی اصطلاحات (Terms of Reference) کہا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ان دونوں کو بیان کرنے کے لیے ایک ہی اصطلاح کو استعمال کیا جاتا ہے۔

شادی کے اصول (Marriage Rules) : قرابت داری کا تیسرا اہم پہلو شادی کے اصول و ضوابط ہیں۔ جس طرح سے کسی بھی سماج کا قرابت داری گروہ اس سماج کے قرابت داری نظام کی نوعیت و خصوصیات کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح یہ شادی کے اصول و ضوابط کو بھی متعین کرتا ہے۔ یہ اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ کن سے شادی کی جا سکتی ہے اور کن لوگوں سے شادی کے رشتے میں بندھا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح دلہن دینے والے اور دلہن لے جانے والے کے درمیان جو رشتہ ہوتا ہے وہ اس پس منظر کی سمجھ فراہم کرتا ہے جس میں یہ رشتے بنتے ہیں۔ یعنی شادی بیاہ کے اصول و قواعد کے بارے میں بات چیت کرنے سے رشتے کے قسموں کی سمجھ پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے کسی بھی سماج میں پائے جانے والے قرابت داری نظام کا فہم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس سماج میں شادی بیاہ کے اصول اور ضابطے کا فہم حاصل کیا جایے۔

تحفوں کا تبادلہ (Exchange of Gifts): ماہرین سماجیات مختلف قسم کے قرابت دار کے درمیان سماجی رشتوں کو بیان کرتے ہیں۔ وہ اس بات کی توضیح کرتے ہیں کہ کسی بھی قسم کی رشتے داری کو بیان کرنے کے لیے ہمیشہ دو اصطلاح ہوتی ہیں۔ قرابت داروں کے طور طریقوں کو جوڑوں (Pairs) میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر والدین اور بچوں کے مابین رشتے دو نسلوں کے درمیان قرابت داری کے طور طریقوں (Kinship Behaviour) کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح رشتے داروں کے درمیان تحفوں کا لین دین یا تبادلہ قرابت داری نظام کے اخلاقی پہلوؤں کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ کیسے قرابت دار ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور کیسے کوئی قرابت دار قرابت داری کے رول کو ادا کرتا ہے۔

قرابت داری نظام کے مذکورہ چاروں پہلوؤں کے ذریعے شمالی و جنوبی ہندوستان کے قرابت داری نظام کا ایک خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

2.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں قرابت داری کے مطالعے کی تاریخ سے واقفیت ہوئی۔ اس کے تحت ہم نے مغربی اور ہندوستانی نقطۂ نظر کے بارے میں مختصر مگر بنیادی باتوں کو جانا ہے۔ ہم نے جانا کہ ماہرین بشریات و سماجیات جیسے کہ پیٹر مرڈوک، لیوی اسٹراس، ریڈکلف براؤن، جی۔ ایس۔ گھورے، ٹی۔ این۔ مدن، ایم۔ این۔ سری نواس، اراواتی کاروے، اڈمنڈ لیچ اور کے۔ ایم۔ کپاڑیا وغیرہ نے اس موضوع پر کافی کام کیا ہے۔ ان ہندوستانی ماہرین سماجیات میں سے قرابت داری مطالعے کے لئے بعض نے انڈولوجی کے طریقے کو اپنایا ہے اور بعض نے انٹرویو، مشاہدات، سروے اور دوسرے طریقوں کے ذریعے قرابت درای کے حوالے سے ابتدائی مواد (Primary Data) اکٹھا کیا اور ان مواد کی روشنی میں نتائج اخذ کئے۔ نیز اس کے مطالعے سے ہمیں انڈولوجی کی بنیادی سمجھ، قرابت داری کے مطالعے میں اس کا استعمال، بشریاتی یا انسانیاتی طریقے سے واقفیت ہوئی اور اس کے ضمن میں بہت سے تصورات کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی۔

2.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

کلاسیفیکیٹری (Classificatory) : اس نظام کے تحت مختلف رشتوں کو ایک ہی زمروں میں شامل کیا جاتا ہے اور سب کو ایک مخصوص اصطلاح کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر انگریزی زبان کا ایک لفظ 'انکل' ہے۔ یہ لفظ بہت سے رشتے داروں کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے کہ چاچا، ماما، پھوپھا، تاؤ وغیرہ۔

ڈسکرپٹیو (Descriptive) : اس نظام کے تحت ہر قرابت دار کے لئے ایک مخصوص اصطلاح کا ستعمال ہوتا ہے۔ یعنی ہر رشتے دار کے لئے الگ الگ اصطلاح مخصوص ہے جس سے اس رشتے دار کو یاد کیا جاتا ہے۔ یہ دوسرے کے ساتھ کسی شخص کے قطعی تعلق کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اردو زبان کا لفظ 'والد' ہے جو ایک خاص شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح 'ماں' کا لفظ بھی ایک مخصوص فرد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ سب وضاحتی اصطلاحات ہیں۔

ہائپر گیمی (Hypergamy): جب کوئی عورت کسی ایسے شخص سے شادی کرے جو ذات یا سماجی حیثیت کے اعتبار سے اس سے اعلیٰ ہو، تو ایسی شادی کو ہائپر گیمی شادی کہا جاتا ہے۔

2.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سولات (Objective Answer Type Questions)

1۔ درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری کے مطالعے پر کام کیا ہے؟

(a) پیٹر مرڈوک (b) لیوی اسٹراس

(c)دونوں (d)بی۔ آر۔ امبیڈکر

2۔ درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری کے متعلق مطالعات کا آغاز سب سے پہلے کس نے کیا؟

(a)مورگن (b)ٹالکٹ پارسن

(c)ٹی۔ این۔ مدن (d)ایس۔ سی۔ دوبے

3۔ اینشینٹ سوسائٹی(Ancient Society)کے مصنف کون ہیں؟

(a)لیوس ایچ مورگن (b)امائل درکھائم

(c)ایم۔ این۔ سری نواس (d)ان میں سے کوئی نہیں

4۔ درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری کے کلاسیفکیٹری(Classificatory)اورڈسکرپٹیو (Descriptive)نظام کو پیش کیا؟

(a)مورگن (b)ٹی۔ این۔ مدن

(c)سرجیت سنہا (d)این۔ کے۔ بوس

5۔ درج ذیل میں سے کس نے ہندوستانی نقطۂ نظر کے مطابق قرابت داری کا مطالعہ کیا؟

(a)جی۔ ایس۔ گھورے (b)اراواتی کاروے

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

6۔ کنشپ (Kinship) کتاب کے مصنف کون ہیں؟

(a)ایم۔ کپاڑیہ (b)ہربرٹ اسپنسر

(c)ٹالکٹ پارسن (d) جیمس فریزر

7۔ درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری نظام کو سمجھنے کے لئے زبان کی بنیاد پر ملک کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے؟

(a)اراواتی کاروے (b)ایم۔ کے۔ گاندھی

(c)ریڈکلف براؤن (c)ان میں سے کوئی نہیں

8۔ ہندو سوشل آرگنائزیشن(Hindu Social Organisation) کے مصنف کون ہیں؟

(a)پی۔ این۔ پربھو (b)اگست کومٹ

(c)امائل درکھائم (d)این۔ کے۔ بوس

9۔ درج ذیل میں سے کس نے کشمیر کے برہمن سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a)ٹی۔ این۔ مدن (b) جیمس فریزر

(c)ہربرٹ اسپنسر (d)ان میں سے کوئی نہیں

10۔درج ذیل میں کون قرابت داری کے پہلوؤں میں شامل ہے؟

(a)قرابت داری گروہ (b)قرابت داری اصطلاحات

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. قرابت داری مطالعے کے حوالے سے مغربی نقطۂ نظر پر ایک مضمون لکھیے۔
2. قرابت داری مطالعے کے حوالے سے ہندوستانی نقطۂ نظر پر ایک مضمون لکھیے۔
3. انڈولوجی کے کیا معنی ہیں؟اور قرابت داری کے ضمن میں اس طریقے کو بیان کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. قرابت داری کی تاریخ کو بیان کیجئے۔
2. قرابت داری کے مطالعے کے بشریات طریقے کو بیان کیجئے۔
3. قرابت داری کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کیجئے۔

2.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

6. Madan, T.N. 1965. Family and Kinship: A study of the Pandits of Rural Kashmir, Asia Publishing House, Kolkata.
7. Karve, Iravati. 1963. Kinship Organisation in India, Asia Publishing House, Kolkata.
8. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore
9. William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi
10. Uberoi, Patricia (ed.) 1994. Family, Kinship and Marriage in India. Oxford University Press: New Delhi

اکائی 3۔ شادی بحیثیت تبادلہ و اتحاد

(Marriage as an expression of exchange and alliance)

اکائی کے اجزا

3.0 تمہید
3.1 مقاصد
3.2 شادی: ایک پس منظر
3.3 شادی بحیثیت اتحاد
3.4 لیوس ٹراس
3.5 شادی سے متعلق ضوابط
3.6 بنیادی اور پیچیدہ ڈھانچہ
3.7 محدود اور عمومی تبادلہ
3.8 لوئی ڈومو اور شادی اتحاد
3.9 اکتسابی نتائج
3.10 کلیدی الفاظ
3.11 نمونہ امتحانی سوالات
3.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد

3.0 تمہید (Introduction)

شادی سماج کا ایک بنیادی عنصر ہے۔ یہ دنیا کے تمام سماجوں میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ ابتدائی قبائلی سماج سے لے کر آج کے جدید سماج تک اس کی موجودگی برقرار ہے۔ اس کی اہمیت کی بنا پر علم سماجیات میں اس کے مطالعے کو بنیادی مقام دیا جاتا ہے۔ شادی کے ادارے کو بھی، باقی دوسرے سماجی اداروں کی طرح، اس کے افعال، ساخت، اقسام اور اس سے متعلق رسومات کے مطالعوں کے ذریعے

سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔موجودہ اکائی میں شادی کے صرف اس جہت پر بات ہوگی جس کا تعلق تبادلے (Exchange) اور اتحاد (Alliance) سے ہے۔

شادی کو تبادلے اور اتحاد کا ذریعہ بھی مانا جاتا ہے۔یعنی دیگر بہت سے افعال کے ساتھ شادی دو گرہوں کے درمیان اتحاد کی وجہ بننے اور اس کو برقرار رکھنے کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔شادی کی یہ جہت ابتدائی قبائلی سماج سے زیادہ منسلک دکھائی دیتی ہے۔قبائلی سماج میں شادی دو افراد کا نہیں بلکہ دو قبیلوں، کنبوں کا تعلق اور اتحاد سمجھا جاتا تھا۔اگرچہ شادی دھیرے دھیرے دو افراد کے درمیان تعلق پر سمٹتا جارہا ہے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

شادی بحیثیت تبادلہ اور اتحاد سماجی انسانیات سے زیادہ قریب ہے۔اس اکائی میں یہ سمجھنے کی کوشش ہوگی کہ ماہرین شادی کی اس جہت پر کیا کہتے ہیں۔مختلف سماجوں میں اس کی کیا افادیت ہے؟انسانی سماج کی ترقی میں شادی کی اس جہت کا کیا کردار رہا ہے۔اور کس طرح کے سماج میں شادی کے اس کام کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

3.2 شادی:ایک پس منظر (Marriage: A Perspective)

شادی سماجی قرابت داری نظام کی بنیادوں میں سے ایک ہے۔انسانی قرابتداری کی دوسری بنیاد خونی رشتہ ہے۔قبائلی سماجی تنظیم مکمل طور سے قرابتداری کے ہی نظام پر مبنی ہوتا ہے۔اسی لئے اس سماج میں شادی کے ادارے کو سماجی تنظیم کی بنیاد مانا جاتا ہے اور شادی کو بحیثیت ایک اتحاد مہیا کرانے والے ادارے کے طور پر بھی سمجھا جاتا ہے۔

شادی کا ادارہ بلاشبہ ایک آفاقی نوعیت کا ادارہ ہے۔مگر اس کے اندر بہت ساری تبدیلیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔یہ تبدیلیاں کسی خاص موقع یا وجہ سے نہیں ہوئی ہیں۔بلکہ اس میں مستقل تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور ابھی بھی ہو رہی ہیں۔ان تبدیلیوں کی نوعیت اور رفتار مختلف سماجوں میں مختلف ہو سکتی ہے۔مثلاً شادی سے متعلق آج کے اہم مباحث میں ہم جنس شادی، معاہدے کی شادی اور متعینہ مدت کے لئے شادی وغیرہ ہیں۔ان شادیوں کو دنیا کے مختلف سماج میں قانونی حیثیت مل چکی ہے اور کہیں ان پر بحث جاری ہے۔اسی طرح سماجی طور پر بھی اسے بہت جگہوں پر تسلیم کر لیا گیا ہے اور کہیں کچھ رکاوٹیں دکھائی دیتی ہیں۔مذہب جو انسانی برتاؤ کے تعین کا ایک اہم موجب ہے، ان مباحث میں اہم کردار نبھا رہا ہے۔ان مباحث سے پہلے بین ذات شادی، بین مذاہب شادی، بغیر شادی کی رسومات ادا کئے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر شادی شدہ زندگی گزارنا، جیسے مباحث تھے۔جو اب کم وبیش سماجی سطح پر سلجھتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

شادی میں ہونے والی اس طرح کی تبدیلیون میں ایک اہم تبدیلی یہ بھی ہے کہ پہلے شادی کو دو خاندان، دو قبائلی گروہوں اور کبھی کبھی اس سے بھی بڑے دو سماجی گرہوں کے درمیان تعلقات کی بنیاد سمجھا جاتا تھا۔ان تعلقات سے امید کی جاتی تھی کہ دونوں ملنے والے گروہ آپسی اتحاد اور باہمی تعاون کے ساتھ آگے بڑھیں گے۔شادی کے وقت شادی کرنے والے جوڑے کی خواہشات کے ساتھ ساتھ

گروہی اتحاد اور ان کے تعلقات کو بہت اہمیت دی جاتی تھی۔ مگر اب شادی کرنے والے جوڑے کی خواہشات، ان کی پسند و ناپسند نے گروہی اتحاد و تعاون پر سبقت حاصل کر لیا ہے۔ لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ شادی کے مختلف افعال میں دو خاندانوں کے درمیان اتحاد و تعاون کے فعل کو نسبتاً روایتی سماج میں زیادہ اہم سمجھا جاتا تھا۔

لیوس ٹراس (Levi-Strauss) نے شادی کے تبادلہ اور تعاون کی جہت کو اجاگر کیا ہے۔ لیوس ٹراس ایک مشہور ماہر سماجی انسانیات (Social Anthropologist) ہے۔

اس کے مطابق کسی بھی طرح کا سماجی تبادلہ صرف انسانوں میں ممکن ہے۔ انسانی تبادلے کو غیر انسانی برتاؤ کے ذریعے بالکل سمجھا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ انسانی برتاؤ تہذیبی رخ کے زیر اثر ہوتا ہے جبکہ غیر انسانی برتاؤ صرف فطری بنیادوں پر ہوتا ہے۔ لیوس ٹراس کا یہ بھی ماننا ہے کہ انسانی تبادلہ محض کسی فرد کے شخصی مفاد کی بنیاد پر بھی نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ اس بات سے بالکل انکار نہیں کرتا ہے کہ انسانی تبادلے میں شخصی مفاد نہیں ہوتا ہے۔ مگر اس کا یہ ماننا ہے کہ اس طرح کے سماجی تبادلے پر رشتے دیرپا نہیں ہوتے ہیں۔ ان کو دیرپا بنانے کے لئے انفرادی طاقتوں سے اوپر جیسے ثقافتی اور اجتماعی طاقتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لئے سماج اس طرح کی تبدیلیوں میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

3.3 شادی بحیثیت اتحاد (Marriage as an Alliance)

اتحاد (Alliance) کے نظریے کا استعمال قرابتداری کے مطالعے اور تفہیم کے لئے کیا جاتا ہے۔ اسے عمومی تبادلے کا نظریہ (General Theory of Exchange) بھی کہا جاتا ہے۔ اس نظریے کی ابتدا فرانسیسی مفکر کلاڈ لیوس ٹراس (Claude Levi-Strauss) کے یہاں ملتی ہے۔ کلاڈ لیوس ٹراس کو نظریات کی تنظیم میں ساختیاتی مفکر کے زمرے میں رکھا جاتا ہے۔ چونکہ کلاڈ لیوس ٹراس نے اس نظریے کے ذریعے قرابتداری کا مطالعہ ساختیاتی پہلوؤں سے کرنے کی کوشش کی۔ اسی لئے اس نظریے کو قرابتداری کے مطالعے کا ساختیاتی طریقہ بھی کہا جاتا ہے۔

لیوس ٹراس نے اس نظریے کو اپنی کتاب 'قرابت داری کی ابتدائی ساخت' (Elementary Structure of Kinship) میں پیش کیا ہے۔ یہ نظریہ مفکرین کے یہاں 1960 سے 1980 کے درمیان کافی مقبول رہا ہے۔ اس کا مقصد یہ جاننے کی کوشش تھی کہ مختلف افراد کے درمیان رشتے کیسے بنتے ہیں اور بالآخر یہ رشتے کس طرح سماج کی تشکیل کرتے ہیں۔ اس نظریے نے قرابت داری کے اس نظام کا مطالعہ کیا جو مخالف کزن شادہ (Cross-Cousin Marriage) کے ضابطوں سے وجود میں آتے ہیں۔ اس کے تحت جنسی تحدیدات (Incest Taboo) کا موضوع بھی لمبے عرصے تک مفکرین کے درمیان زیر بحث رہا۔ اس نظریے نے شادی سے متعلق بہت سے امکانی حقائق اور ضابطوں کو بھی لوگوں کے سامنے پیش کئے ہیں۔ شادی سے متعلق ضابطوں کا مطالعہ ابتدا سے ہی قرابتداری اصطلاحات کو سمجھنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ شادی اور قرابت داری کی تشکیل اور توسیع کی ایک اہم بنیاد ہے۔

ڈبلو۔ ریورس (W.Rivers) جیسے مفکرین نے بھی شادی اور اس سے متعلق اصطلاحات کو استعمال کیا ہے اور دونوں کے درمیان تعلقات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ریورس کے مطابق شادی کے قوانین اسباب ہیں جبکہ اصطلاحات اس کے نتائج ہیں۔ ماہرین انسانیات نے آسٹریلیائی قرابت داری کے نظام کا بھی کافی گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ ان کے نسبی نظام کو سمجھنے کے لئے ان ماہرین نے بھی شادی کے اتحاد کا استعمال کیا۔ ریڈ کلف براؤن (Redcliff-Brown) ماہرین انسانیات میں ایک بڑا نام ہے۔ اس نے سماج میں قرابت داری کو سمجھنے کے لئے نسب (Descent) پر زور دیا ہے مگر یہ مانا کہ افراد اور شادی سے متعلق قوانین کے درمیان تعلقات نسبی گروہ سے زیادہ اہم ہیں۔

3.4 لیوس ٹراس (Levi-Strauss)

بہر حال، جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ یہ نظریہ اتحاد (Alliance Theory) کلاڈ لیس ٹراس کا دیا ہوا ہے۔ کچھ تجزیاتی کام روڈنی ندھان (Rodney Nidhan) اور لوئی ڈومو (Louis Dumont) نے بھی کیا ہے۔

لیوس ٹراس نے اپنے مطالعے میں خونی رشتوں اور شادی کے رشتوں کے درمیان تعلقات کا مشاہدہ کیا۔ اس کا ماننا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے بالکل مختلف مگر ایک دوسرے کی تکمیل ہیں۔ لیوس ٹراس کے مطابق شادی کے تحدیدات اس نظریے کی بنیاد ہیں۔ یہ تحدیدات آفاقی ہیں چونکہ ہر سماج میں پائے جاتے ہیں۔ ان تحدیدات سے متعلق مختلف سماجوں میں مختلف قواعد وضوابط وجود میں آئے۔ ان قواعد وضوابط کی بنیاد سماج میں خونی اور شادی کے ذریعے بنے رشتوں کی نوعیت ہے۔ لہذا یہ قواعد اور ان کی سمجھ نظریہ اتحاد (Alliance Theory) کو سمجھنے کا اہم حصہ ہے۔

3.5 شادی سے متعلق ضوابط (Marriage Rules)

اوپر کی بحث اور بطور خاص نظریہ اتحاد سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شادی صرف جنسی تعلقات اور افزائش نسل کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ دو گروہوں کے درمیان تعلقات اور اتحاد بنانے کا کام کرتی ہے اور اسے بر قرار رکھنے میں کارآمد ہے۔ اس سے متعلق کچھ قواعد ہیں جنہیں سماج کے تمام گروہ مانتے ہیں۔

ان اصولوں کے مطابق کوئی آدمی کسی بھی ایسی عورت سے شادی نہیں کر سکتا جو اس آدمی کی قریبی رشتے میں سے ہو۔ بلکہ اس آدمی پر یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ اس عورت کی شادی کسی دوسرے مرد کے ساتھ کرے جو اس کا قریبی رشتے دار نہ ہو۔ اسی تحدیدی اصول کی وجہ سے آدمی بیرون گروہ شادی پر مجبور ہوتا ہے۔ لیوس ٹراس کے مطابق اس اصول کی کوئی سماجیاتی تشریح ناممکن ہے۔ مگر یہ سماجی حقیقت ہے اور واضح طور پر قرابت داری نظام میں دو طرح کے رشتوں یعنی خونی رشتہ اور شادی کے ذریعے بنے رشتے کے فرق کو لوگوں کے سامنے رکھتا ہے۔ یہ تحدیدی گروہ دنیا کے ہر سماج میں پایا جاتا ہے البتہ ان کا دائرہ مختلف سماجوں میں مختلف ہے۔

لیوس ٹراس شادی کو عورت کے تبادلے کا ایک طریقہ مانتا ہے۔اس کے مطابق جنسی تحدیدات کی وجہ سے لوگ اپنی بہن اور بیٹیوں کو دوسرے خاندانوں اور گروہوں میں شادی کے ذریعے بھیجتے ہیں اور اسی طرح اپنے لئے ان خاندانوں سے عورت کی توقع کرتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔اور اس طرح یہ باہمی تبادلہ رشتے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔لیوس ٹراس ان منفی تحدیدات میں مثبت اصول کی نشاندہی کرتا ہے۔یعنی اگر کسی سے یہ کہا جائے کہ آپ فلاں گروہ میں شادی نہیں کرسکتے تو اس کا ازخود یہ مطلب نکلتا ہے کہ آپ اس کے علاوہ گروہوں میں شادی کرسکتے ہیں۔اسی طرح جنسی تحدیدات بھی ازخود اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ آپ تحدیدات کی فہرست کے باہر شادی نہیں کرسکتے ہیں۔لہذا تحدیدات کا یہ رخ مثبت اصول فراہم کرتا ہے۔شادی کے یہی مثبت اصول باہمی تبادلے کو منظم کرتے ہیں اور لیوس ٹراس کے الفاظ میں یہ سماج کے لئے "Elementary Structure"یعنی بنیادی ڈھانچے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

3.6 بنیادی اور پیچیدہ ڈھانچہ (Elementary and Complex Structure)

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ شادی سے متعلق اصول وضوابط عورتوں کے تبادلے کو منظم کرتے ہیں۔یعنی یہ اصول لوگوں کو یہ بتاتے ہیں کہ عورتوں کا باہمی تبادلہ کس طرح کیا جائے گا۔یہ اصول دنیا کے تمام سماجوں میں پایا جائے جاتے ہیں اور ان سب کا تعلق تحدیدات سے ہی ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ کہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک شخص فلاں اور فلاں سے شادی نہیں کرسکتا۔لہذا شادی سے متعلق ان اصولوں کو منفی اصول (Negative Marriage Rule) کہا جاتا ہے۔اور کسی سماج میں لوگوں کو یہ بات دوسری طرح سے بتائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ ایک شخص فلاں اور فلاں سے شادی کرسکتا ہے،لہذا ان اصولوں کو شادی کے مثبت اصول (Positive Marriage Rule) کہا جاتا ہے۔

لیوس ٹراس نے ان ہی دو اصولوں کی بنیاد پر سماجی ڈھانچوں کو دو قسموں میں بانٹا ہے۔ایک کو وہ بنیادی ڈھانچہ (Elementary Structure) اور دوسرے کو پیچیدہ ڈھانچہ (Complex Structure) کہتا ہے۔وہ سماج جو شادی سے متعلق مثبت اصول کو اپناتے ہیں ان میں قرابتداری کا ڈھانچہ بنیادی نوعیت کا ہوتا ہے۔شادی سے متعلق مثبت اصول اپنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کے سماج میں رشتے داروں کی ایک فہرست ہوتی ہے جن سے ایک شخص شادی کرسکتا ہے۔بہرحال اس فہرست میں ابتدائی اور بہت قریبی رشتے دار نہیں ہوتے ہیں۔ایسی صورت میں یہ فطری امر ہے کہ فہرست جب مخصوص رشتے داروں پر مبنی ہوگی تو ایک مخصوص قسم کی رشتے داریاں ہی وجود پذیر ہونگی اور ایسے سماج میں قرابتداری کے ڈھانچے کی نوعیت بنیادی اور ابتدائی درجے کی ہوگی۔

اس اصول کے تحت کزن (Cousin) میں شادیاں کرنا ہوتا ہے۔یہ اصول اور نتیجتاً ابتدائی ڈھانچہ، آسٹریلیائی قبائل، جنوب مغربی ایشیا کے کچھ حصے، جنوبی ہندوستان اور جنوبی امریکا کے قبائل میں پایا جاتا ہے۔اس اصول کے تحت دو طرح کے کزن کے درمیان شادی ہوتی ہے۔

متوازی کزن شادی (Parallel Cousin Marriage): اس کا مطلب ہم جنس بھائی یا بہن کے بچوں کے درمیان شادیاں ہیں۔یعنی ماں اور اس کی بہن کے بچوں کے درمیان شادیاں یا پھر باپ اور اس کے بھائی کے بچوں کے درمیان شادیاں۔

مقابل کزن شادی (Cross Cousin): اس کا مطلب مخالف جنس کے بھائی یا بہن کے درمیان شادیاں۔یعنی باپ اور اس کی بہن کے بچوں کے درمیان شادیاں یا ماں اور اس کے بھائی کے بچوں کے درمیان شادیاں۔

وہ سماج جو شادی سے متعلق منفی اصول کو اپناتے ہیں ان میں قرابتداری کا ڈھانچہ پیچیدہ نوعیت کا ہوتا ہے۔شادی سے متعلق منفی اصول اپنانے کا مطلب یہ ہے کہ ان سماج میں رشتے داروں کی ایک فہرست ہوتی ہے جن سے اس سماج کا فرد شادی نہیں کرسکتا۔عام طور سے اس فہرست کے حساب سے ایک فرد اپنے بھائی، بہن، چچیرے، پھپھیرے بھائی بہن اور خلیرے یا ممیرے بھائی بہن سے شادی نہیں کرسکتا۔یہ فہرست ایک سماج سے دوسرے سماج میں مختلف ہوسکتی ہے۔منفی اصول کو اپنانے والے سماج میں لوگوں کو مثبت اصول اپنانے والے سماجوں کے بالمقابل شادی کرنے کے لئے ایک بڑا گروہ ملتا ہے۔اور اس سماج میں مثبت اصول والے گروہ سے زیادہ اقسام کی قرابت داری بننے کا امکان ہوتا ہے۔لہذا اس سماج میں قرابتداری کا ڈھانچہ مثبت اصول واکے سماج کے بالمقابل پیچیدہ ہوتا ہے۔

3.7 محدود اور عمومی تبادلہ (Restricted and Generalized Exchange)

لیوس ٹراس نے شادی کے اصولوں پر بحث کرتے ہوئے قرابتداری کے دو ڈھانچوں کی نشاندہی ضرور کی ہے مگر اپنی تحقیق میں اس نے بنیادی اور ابتدائی ڈھانچے کو زیادہ اہمیت دی۔جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ قرابت داری کا بنیادی ڈھانچہ ان سماجوں میں پایا جاتا ہے جو شادی کے مثبت اصول اپناتے ہیں۔یعنی ان سماجوں میں رشتے داروں کی وہ فہرست موجود ہوتی ہے جن سے ایک فرد شادی کرسکتا ہے۔لیوسٹراس نے قرابتداری کے ابتدائی ڈھانچے والے سماج میں عورتوں کے دو طرح کے تبادلے کی نشاندہی کی ہے۔ایک کو وہ محدود تبادلہ (Restricted Exchange)اور دوسرے کو (Generalized Exchange) عمومی تبادلہ کہتا ہے۔

محدود تبادلہ(Restricted Exchange) کے نظام کے تحت دو قرابتداری گروہ آپس میں ایک دوسرے کے مردوں کو دلہن فراہم کرتے ہیں۔البتہ قرابتداری گروہ سے تحدیدات کی فہرست میں شامل قرابتی گروہ مستثنیٰ ہوتے ہیں۔یعنی ایک گروہ کا مرد دوسرے گروہ کی عورت سے شادی کرتا ہے اور اسی طرح دوسرے گروہ کا مرد پہلے گروہ کی عورت سے شادی کرتا ہے۔اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔اس نظام میں دونوں گروہوں کے درمیان تبادلے راست اور تعلقات برابری کے ہوتے ہیں۔

دوسرا تبادلہ عمومی تبادلہ ہوتا ہے جسے Generalized Exchange کہا جاتا ہے۔اس تبادلے میں تبادلہ کرنے والے گروہ دو سے زیادہ ہوتے ہیں اور عورتوں کا تبادلہ ایک سمت میں ہوتا ہے۔یعنی الف گروہ سے ب گروہ اور ب سے ج اور پھر ج گروہ سے الف گروہ میں تبادلہ ہوتا ہے۔اس طرح کے گروہوں میں رشتے راست نہیں ہوتے اور نہ ہی برابری کے ہوتے ہیں، چونکہ اس تبادلے میں ایک گروہ دوسرے گروہ کو عورتیں دیتا ہے مگر خود اس گروہ سے کچھ نہیں لیتا بلکہ خود دوسرے گروہ سے لیتا ہے۔

عمومی تبادلے کا خاکہ

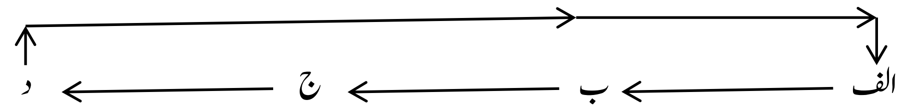

عمومی تبادلے کو اوپر کے خاکے سے سمجھا جا سکتا ہے۔اس خاکے میں الف،ب،ج،اور-د، چار گروہ دکھائے گئے ہیں۔اس میں الف اپنے گروہ سے عورتوں کو شادی کے ذریعے ب گروہ کو دیتا ہے اور اسی طرح ب گروہ ج کو اور ج اپنی عورتیں د کو۔جبکہ د گروہ اپنی عورتوں کو الف کو دیتا ہے یعنی دو گروہوں میں راست باہمی تبادلہ نہیں ہے۔

3.8 لوئی ڈومو اور شادی اتحاد (Louis Dumont: Marriage Alliance)

لوئی ڈومو نے شادی کے اتحاد کو قرابتداری اور اس کی اصطلاحات کی بنیاد مانا ہے۔اس نے دراوڑ سماج کے درمیان قرابتداری کا مطالعہ کیا۔لوئی ڈومو کے مطابق شادی میں قرابتداری ایک ایسا نظام ہے جس کی بنا پر نسل آگے بڑھتی ہے۔ڈومو نے تمل ناڈو کے کلر (Kallar) سماج میں قرابتداری کا مطالعہ کیا اور پایا کہ اس سماج میں مقابل کزن (Cross-Cousin) کے درمیان شادی کا اصول ہے۔اسی لئے اس سماج کی قرابتداری اور اس کی اصطلاحات بھی مقابل کزن شادی کے اصولوں سے منضبط ہے۔ڈومو نے اس سماج میں تین طرح کے مقابل کزن شادی کی نشاندہی کی ہے۔

1. دوطرفہ مقابل شادی (Bilateral Cross-Cousin Marriage)
2. ماں کی طرف سے مقابل کزن شادی (Matrilateral Cross-Cousin Marriage)
3. باپ کی طرف سے مقابل کزن شادی (Patrilateral Cross-Cousin Marriage)

1۔دوطرفہ مقابل شادی (Bilateral Cross-Cousin Marriage)

اس شادی میں ایک شخص اپنی ممیری بہن سے شادی کرتا ہے۔وہ بہن اس کی پھپھیری بہن بھی ہوتی ہے۔یعنی وہ عورت جس سے وہ شادی کرنے جارہا ہے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے اس کی کزن ہوتی ہے۔ایسا اس لئے ممکن ہوتا ہے کہ اس کے والدین نے بھی اسی طرح مقابل کزن شادی کی ہوتی ہے۔

2۔ماں کی طرف سے مقابل کزن شادی (Matrilateral Cross-Cousin Marriage)

اس شادی میں ایک شخص اپنی ماموں زاد بہن یا ماموں کی بیٹی سے شادی کرتا ہے

3۔باپ کی طرف سے مقابل کزن شادی (Patrilateral Cross-Cousin Marriage)

اس شادی میں ایک شخص اپنی پھوپھی زاد بہن یا باپ کی بہن کی بیٹی سے شادی کرتا ہے۔

3.9 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

شادی سماج کا ایک بنیادی ادارہ ہے۔ سماج کے دوسرے اداروں کی طرح اس ادارے کو بھی ماہرین سماجیات اور ماہرین سماجی انسانیات نے مختلف جہات سے مطالعہ کیا ہے۔ اس اکائی میں شادی کو سماجی گروہوں میں باہمی اتحاد کے توسط سے پڑھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ شادی کس طرح سے دو سماجی گروہوں میں اتحاد کی بنیاد بنتی ہے۔ شادی سے متعلق وہ کون سے اصول ہیں جو دو گروہوں کے درمیان دلہن کے تبادلوں لو منضبط کرتے ہیں۔

لیوس ٹراس جو ایک مشہور ماہر انسانیت ہیں۔ انہوں نے شادی کے متعلق نظریہ اتحاد کی بنیاد رکھی۔ ان کے مطابق شادی ہی سماج میں قرابتداری کی بنیاد ہے۔ مختلف سماج میں شادی سے متعلق مختلف اصول ہوتے ہیں جو شادی کو منظم کرتے ہیں۔ یہی مختلف اصول سماج میں قرابتداری کے لئے بنیادی یا ابتدائی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں۔

3.10 کلیدی الفاظ (Keywords)

متوازی کزن شادی (Parallel Cousin Marriage): اس کا مطلب ہم جنس بھائی یا بہن کے بچوں کے درمیان شادیاں ہیں۔ یعنی ماں اور اس کی بہن کے بچوں کے درمیانشادیاں یا پھر باپ اور اس کے بھائی کے بچوں کے درمیان شادیاں۔

مقابل کزن شادی (Cross Cousin): اس کا مطلب مخالف جنس کے بھائی یا بہن کے درمیان شادیاں۔ یعنی باپ اور اس کی بہن کے بچوں کے درمیان شادیاں یا ماں اور اس کے بھائی کے بچوں کے درمیان شادیاں۔

دو طرفہ مقابل شادی (Bilateral Cross-Cousin Marriage): اس شادی میں ایک شخص اپنی ممیری بہن سے شادی کرتا ہے۔ وہ بہن اس کی پھپھیری بہن بھی ہوتی ہے۔ یعنی وہ عورت جس سے وہ شادی کرنے جارہا ہے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے اس کی کزن ہوتی ہے۔

ماں کی طرف سے مقابل کزن شادی (Matrilateral Cross-Cousin Marriage) : اس شادی میں ایک شخص اپنی ماموں زاد بہن یا ماموں کی بیٹی سے شادی کرتا ہے۔

باپ کی طرف سے مقابل کزن شادی (Patrilateral Cross-Cousin Marriage): اس شادی میں ایک شخص اپنی پھوپھی زاد بہن یا باپ کی بہن کی بیٹی سے شادی کرتا ہے

3.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) 'قرابت داری کی ابتدائی ساخت' (Elementary Structure of Kinship) کے مصنف کون ہیں؟

(a)لیوس ٹراس (b)لوئی ڈومو

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(2)شادی سے متعلق یہ اصول کہ شخص فلاں اور فلاں سے شادی نہیں کر سکتا۔ یہ درج ذیل میں سے کون سا اصول ہے؟

(a)منفی اصول (b)مثبت اصول

(b)درمیانی اصول (d)ان میں سے کوئی نہیں

(3)باپ اور اس کی بہن کے بچوں کے درمیان شادیاں یاماں اور اس کے بھائی کے بچوں کے درمیان شادیوں کو کیا کہتے ہیں؟

(a)مقابل کزن شادی (b)متوازی کزن شادی

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(4)ریڈکلف براؤن(Redcliff-Brown)کون ہے؟

(a)ماہر انسانیات (b)ماہر معاشیات

(c)ماہر سیاسیات (d)ان میں سے کوئی نہیں

(5)درج ذیل مٰیں سے نظریہ اتحاد (Alliance Theory) کس نے پیش کیا؟

(a)کلاڈلیوس ٹراس (b)ریڈکلف براؤن

(c)لوئی ڈومو (d)امرتیہ سین

(6)لوئی ڈومو نے مقابل کزن شادی کی کتنی شکلیں بتائی ہیں؟

(a)تین (b)سات

(c)چھ (d)دس

(7)لوئی ڈومو نے ہندوستان کے کس سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a)دراوڈ سماج (b)کشمیری سماج

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(8)لیوس ٹراس کے مطابق عورتوں کے تبادلے کے کتنے طریقے ہیں؟

(a)دو (b)سات

(c)چار (d)پانچ

(9)سماج میں قرابتداری کا بنیادی یا ابتدائی ڈھانچہ شادی کے کن اصولوں پر بنتا ہے؟

(a)مثبت (b)منفی

(c)معادہ (d)ان میں سے کوئی نہیں

(10)شادی سے متعلق نظریہ اتحاد کو اور کس نام سے جانا جاتا ہے؟

(a)عمومی تبادلے کا نظریہ (b)خصوصی تبادلے کا نظریہ

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Questions)

1. شادی میں تبادلے کی حیثیت پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔
2. شادی کے اتحاد کی حیثیت اور اقسام کو بیان کیجیے۔
3. لوئی ڈومو اور شادی اتحاد پر ایک مضمون لکھیے۔
4. شادی سے متعلق جنسی تحدیدات کیا ہیں؟ بیان کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1. شادی کے بنیادی اور پیچیدہ ڈھانچے کو بیان کیجیے۔
2. شادی سے متعلق ضوابط کو واضح کیجیے۔
3. لیوس ٹراس کے نظریے اتحاد کو بیان کیجیے۔

3.12 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi.
2. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life, Viva Books Private Limited, New Delhi.
3. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore.
4. Ahmed, Imtiaz. (ed.). 1976. Family, Kinship and Marriage among Muslims in India, Monohar Book Service, New Delhi.
5. Dube, Leela. 1997. Women and Kinship: Comparative Perspectives on Gender in South and South-East Asia. United Nations University Press.

اکائی 4۔ شمالی اور جنوبی ہند میں قرابت داری

(Kinship in North and South India)

اکائی کے اجزا

4.0 تمہید

4.1 مقاصد

4.2 شمالی ہند میں قرابت داری نظام

4.3 جنوبی ہند میں قرابت داری نظام

4.4 شمالی اور جنوبی ہند کے قرابت داری نظام میں موازنہ

4.5 اکتسابی نتائج

4.6 کلیدی الفاظ

4.7 نمونہ امتحانی سوالات

4.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

4.0 تمہید (Introduction)

پچھلی اکائیوں میں قرابت داری کے بنیادی نکات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔مثال کے طور پر پہلی اکائی میں ہم نے قرابت داری کے تصور و اقسام پر گفتگو کرتے ہوئے اس کے معنی و مفہوم کو بیان کیا، اس کے مختلف اقسام پر بحث کی اور اس کے افعال و اہمیت کو تفصیل سے جاننے کی کوشش کی۔اسی طرح دوسری اکائی جس کا عنوان ”قرابت داری کے مطالعے کے طریقے“ ہے۔اس اکائی کے تحت قرابت داری کے مطالعے کی مختصر تاریخ اور اس کے مطالعے کے ہندوستانیاتی اور بشریاتی طریقے کو جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔موجودہ اکائی پچھلی اکائیوں کی توسیع ہے۔اس اکائی میں شمالی اور جنوبی ہندوستان کے علاقوں میں قرابت داری کی نوعیت پر بات کی گئی ہے۔

4.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- شمالی ہند میں قرابت داری نظام سے واقف ہونا۔
- جنوبی ہند میں قرابت داری نظام کے بارے میں جاننا اور۔
- شمالی اور جنوبی ہند کی قرابت داری نظام میں فرق و تفاوت کے بارے میں بنیادی سمجھ پیدا کرنا۔

4.2 شمالی ہند میں قرابت داری نظام (Kinship System in North India)

سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ شمالی ہند سے ہم ملک کے کن علاقوں کو مراد لیتے ہیں۔ اس حوالے سے معروف ماہر انسانیات اوارانی کاروے کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کاروے نے قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے ملک کو چار تہذیبی حلقوں یعنی شمالی حلقہ، مرکزی حلقہ، جنوبی حلقہ اور مشرقی حلقے میں تقسیم کیا ہے۔ کاروے کے مطابق شمالی حلقے میں ہمالیہ کا وہ علاقہ جو شمال تک پھیلا ہوا ہے اور جنوبی علاقے تک وندھیا کا سلسلہ (Vindhya Ranges) پھیلا ہوا ہے۔ اس حلقے میں بسنے والے لوگوں کی اکثریت وہ زبان بولتی ہے جو سنسکرت سے نکلی ہے جیسے کہ ہندی، سندھی، پنجابی، آسامی اور بنگالی زبان۔ اس طرح کے علاقے میں قرابت داری کی بہت سی شکلیں ہیں اور ان میں آپس میں بہت فرق و تفاوت پایا جاتا ہے۔ زبان، تاریخ اور تہذیب کے مابین اختلاف کی وجہ سے قرابت داری کی شکلوں پر بھی اس کے اثرات ہیں۔ اس اکائی میں ہم چند وسیع اور عمومی خصوصیات کی بنیاد پر ان قوموں میں قرابت داری تنظیم اور ساخت اور اس کے نمونے (Patterns) کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس قوموں میں قرابت داری نظام کی ساخت اور طریق (Process) کو واضح کرنے کے لئے ہم نے چار خصوصیات کو لیا اور انہیں خصوصیات کے حوالے سے ہم شمالی اور جنوبی ہند دونوں علاقوں میں قرابت داری کا مطالعہ کریں گے۔ یہ چار خصوصیات **قرابتی گروہ، قرابت داری کی اصطلاحات، شادی کے اصول وضوابط اور قرابت داروں میں تقریبات کے موقع پر تحائف کا مبادلہ** ہیں۔ ان کی روشنی میں شمالی ہندوستان میں قرابت داری نظام کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

1۔ قرابتی گروہ (Kinship Groups): شمالی ہند کے مختلف علاقوں کا سماجیاتی مطالعہ کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ سماجی گروہوں جیسے کہ پدر نسلی گروہ (Patrilineage) اور ذات برادری پر مبنی گروہ وغیرہ لوگوں کے درمیان باہمی تعاون اور تنازع کی بنیاد رہے ہیں۔ ان گروہوں پر ہم تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

(a) پدر نسلی گروہ (Patrilineage): سماجیاتی مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شمالی ہند میں قرابت داری نظام یک رخی نسبی گروہ (Unilineal Descent Groups) پر مبنی ہے۔ جب ہم لوگوں کے حسب و نسب کا پتہ لگاتے ہیں تو ہم ایک ہی لائن میں کسی مشترک نسب (Descent Shared) کی بنیاد پر اس کا پتہ لگاتے ہیں جسے ہم یک رخی نسبی گروہ (Unilineal Descent Groups) کہتے ہیں۔ شمالی ہندوستان میں عام طور پر پدرانہ نسبی گروہ پائے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شمالی ہندوستان میں عمومی طور پر نسب کا پتہ مرد کی جانب سے لگایا جاتا ہے جیسے کہ بیٹے سے باپ کی طرف۔ پدر نسبی گروہ کے باہمی تعلقات میں تعاون اور تنازع واختلاف دونوں پائے جاتے ہیں۔ اب ہم اس گروہ میں تعاون، تنازع اور جائیداد و حیثیت کی منتقلی کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

باہمی تعاون (Cooperation)

اس گروہ کے افراد مختلف تقریبات اور معاشی سرگرمیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔مثال کے طور پر شادی بیاہ اور زندگی کے دوسرے مراحل کی رسومات جسے رائٹس آف پیسیج (Rites of Passage) کہا جاتا ہے، میں ایک ساتھ حصہ لیتے ہیں جن سے ان کے اندر یکجہتی و اتحاد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔آپسی لڑائی جھگڑا اور کسی بھی طرح کے تنازع اور اختلاف کے موقع پر عمر رسیدہ لوگ ان معاملات کو حل کرتے ہیں۔نسبی گروہ کے افراد کے مابین باہمی تعاون کا جذبہ زیادہ پایا جاتا ہے اور ان کے آپسی تعلقات اس لئے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک ہی گاؤں میں بستے ہیں۔ان کے مکانات زیادہ تر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔اس لیے وہ چھوٹی بڑی ضروریات کے لئے ایک دوسرے کی مدد لیتے رہتے ہیں۔شمالی ہندوستان میں قرابت داروں کے مابین باہمی تعاون اور یکجہتی کے چلن کو بہت سے ماہرین انسانیات نے وسماجیات نے اپنی تحقیقات میں کیا ہے۔جیسے کہ لیوس (Lewis)، نکولس (Nicholas) ،اور بیریمن (Beremen) وغیرہ۔تحقیقاتی طریقے کے حوالے سے اگر بات کہی جائے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان مطالعات میں حسب و نسب کے طریقے (Descent Approach) استعمال ہوئے ہیں کیونکہ ان میں نسبی گروہوں کے درمیان تعاون اور تنازع کے طور طریقے پر بحث کی گئے ہے۔

تنازع (Conflict)

سماج میں جہاں افراد کے مابین تعاون پایا جاتا ہے وہیں دوسری طرف ان میں تنازع اور اختلاف کا ماحول بھی رہتا ہے۔لہذا نسبی گروہ کے افراد کے تعلقات بھی تعاون اور تنازع پر مبنی ہوتے ہیں۔معروف ماہر انسانیات ٹی۔این۔مدن (T.N.Madan) نے کشمیری سماج کا مطالعہ کیا۔اپنے مطالعے میں انہوں نے بتایا کہ کس طرح سے بھائیوں میں ناراضگی اور کشیدہ تعلقات کی وجہ سے مشترکہ خاندان (Joint Family) کا ماحول خراب ہو جاتا ہے اور جس کے نتیجے میں یہ خاندان ٹوٹ جاتا ہے۔بعض اوقات یہ دشمنی بھائیوں کی اولاد تک منتقل ہو جاتی ہے۔

جائیداد اور حیثیت کی منتقلی (Transmission of Property and Status)

انسان کو جائیداد کے علاوہ حیثیت (Status) بھی اپنے باپ دادا سے ملتی ہے۔یعنی جاءیداد اور حیثیت ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتی ہے۔اس کی منتقلی کے کچھ سماجی اصول وضوابط ہیں۔شمالی ہندوستان میں یہ عام طور پر مردوں کی جانب سے منتقل ہوتے ہیں۔یعنی شمالی ہندوستان میں وراثت اور جائیداد کی منتقلی کا پدرانہ طریقہ ہے۔اس لئے پدرانہ نسب کی تشکیل کی بہت اہمیت ہے۔پرادھان (Pradhan) نے میرٹھ اور دہلی کے آس پاس کے اضلاع کا مطالعہ کیا اور یہ پایا کہ کس طرح سے جاٹ کمیونٹی اور دوسرے زمین دار زمینوں پر قابض ہیں اور یہ زمینیں خاندان یعنی لینیج (Lineage) کے باہر کسی دوسرے کو منتقل نہیں ہو سکتیں۔زمین کو اپنے ہی حسب ونسب کے افراد میں محفوظ رکھنے کے لئے مرد باہم متحد رہتے ہیں۔

(b) خیل یا کنبہ (Clan): نسب ایک ایسی اکائی جس کے افراد آپس میں شادی بیاہ نہیں کر سکتے۔اسے سماجیات کی اصطلاح میں ایگزوگیمس (Exogamous) گروہ کہتے ہیں۔اس گروہ کی بڑی شکل خیل یا کنبہ ہے۔ہندو مذہب میں اس طرح کی اکائی کو گوتر (Gotra) کہتے ہیں۔

ہر فرد خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی کا تعلق اپنے والد کے خیل یا کنبے سے ہوتا ہے اور وہ اپنے خیل یا گوتر کے افراد سے شادی نہیں کر سکتا۔ عام طور پر کنبے کے افراد کو اس بات کا علم رہتا ہے کہ ان سب کے مشترک جد امجد (Common Ancestor) کون تھے۔ کنبے کے افراد ایک ہی گاؤں میں رہتے ہیں اور کے مکانات ایک دوسرے سے قریب اور ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے درمیان آپسی تعاون اور تنازع کے واقعات کے امکانات زیادہ رہتے ہیں۔

(c) ذات اور ذیلی ذات:(Caste and Sub caste) خیل اور ہم نسب گروہ کے علاوہ ذات اور ذیلی ذات بھی ایسے گروہ ہیں جہاں قرابت داری کے ادارے کو مستعد دیکھا جاتا ہے۔ چونکہ ذات ایک انڈوگیمس (Endogamous) گروہ ہے یعنی ایک ذات کے افراد اپنے ہی ذات والوں کے ساتھ شادی بیاہ کرتے ہیں۔ اپنی ذات کے باہر شادی کرنا سماجی طور پر ممنوع اور معیوب سمجھا جاتا ہے۔ ایک ذات کے لوگ آپس میں قرابت دار بھی ہوتے ہیں کیونکہ وہ پہلے سے ہی کسی نا کسی طرح سے ایک دوسرے سے متعلق ہوتے ہیں۔ جب کسی فرد کو کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے یا اس کی سماجی حیثیت کو کوئی چیلنج کرتا ہے تو اس فرد کے ذات کے لوگ اس کی بھرپور مدد کرتے ہیں۔ مذہبی تقریبات اور شادی بیاہ اور دیگر رسم و رواج میں وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کا معاشی تعاون بھی کرتے ہیں۔

(d) بناوٹی قرابت دار:(Fictive Kin) مصنوعی یا بناوٹی قرابت داری کا چلن گاؤں اور دیہی علاقوں میں بہت عام ہے۔ بہت سے لوگ جو حقیقی قرابت دار نہیں ہوتے وہ ایک ہی گاؤں میں رہنے کی وجہ سے ایک دوسرے سے بہت قریبی تعلقات بنا لیتے ہیں اور حقیقی بھائی اور رشتے دار کی طرح ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور معاملات کرتے ہیں۔ قبائلی اور دیہی سماج کے مطالعات میں ہمیں اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں۔

2۔ قرابت داری کی اصطلاحات (Kinship Terminologies) : قرابت داری کی اصطلاحات کا مطالعہ اور ان کا موازنہ کرنے سے ہمیں قرابت داری کی ساخت، اس کی نوعیت اور اس مخصوص اصطلاح سے وابستہ فرد کے برتاؤ اور متوقع سلوک کی سمجھ پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرابت داری اصطلاح سماجی رشتوں کے پس منظر کو بیان کرتا ہے۔ قرابت داری اصطلاحات صرف حیاتیاتی اور سماجی رشتوں کو ہی بیان نہیں کرتے ہیں، بلکہ یہ پوری سماجی زندگی کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔

اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ قرابت داری کی ایک اصطلاح مختلف پس منظر میں الگ الگ معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے قرابت داری کے مطالعے کا زبان اور تہذیب سے گہرا تعلق مانا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم شمالی حلقے میں قرابت داری اصطلاح کو زبان کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

(a) شمالی ہند میں قرابت داری اصطلاحات کی نوعیت (Nature of Kinship Terminologies in North India)

لسانی اعتبار سے اگر قرابت داری اصطلاحات کو دیکھا اور اس کا تجزیہ کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سماجی رشتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ شمالی ہندوستان کے تناظر میں قرابت داری نظام کو ہم وضاحتی (Descriptive) نوعیت کا مانتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے کیونکہ عام طور پر قرابت داری اصطلاحات کو بات کرنے والے شخص (Speaker) کے نقطۂ نظر سے بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دور کی رشتے داری کو بھی مختصر لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر مختلف رشتوں کو انگریزی میں جیسے کہ انکل (Uncle)، آنٹی (Aunty) اور کزن (Cousin) جیسے الفاظ سے کوئی واضح رشتے داری کا پتہ نہیں چل پاتا ہے اور نا ہی ان اصطلاحات سے رشتے دار کی عمر کا اندازہ ہو پاتا

ہے۔اس کے برخلاف شمالی ہندوستان میں ان رشتوں کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ بالکل واضح اور آسانی سے سمجھ میں آنے والے ہیں۔مثال کے طور پر جب چچازاد بھائی کہتے ہیں تو اس سے ہم واضح طور پر اپنے والد کے چھوٹے بھائی کے لڑکے کے بارے میں بات کر رہے ہوتے ہیں اور سننے والے کو اس سے کوئی ابہام نہیں پیدا ہوتا ہے۔اسی آپ ماموں زاد بھائی کو قیاس کر لیجئے۔یہ اصطلاح بھی بالکل واضح ہے۔غرض یہ کہ شمالی ہندوستان میں قرابت داری کی اصطلاحات واضح نوعیت کی ہیں۔ہر اصطلاح سے ایک مخصوص قرابت دار یا رشتے دار کا پتہ چلتاہے، جیسے کہ بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، چچااور ماموں وغیرہ۔

(b) سماجی برتاؤ(Social Behaviour): اروانی کارے نے شمالی ہند میں بولی جانے والی زبانوں میں قرابت داری کی اصطلاحات کی ایک فہرست تیار کی ہیں۔ان اصطلاحات کا موازنہ وہ ملک کے دوسرے حصوں میں قرابت داری کی اصطلاحات سے کرتی ہیں۔کاروے نے ان اصطلاحات کا مطالعہ کیا اور مطالعے کے نتائج سے انہوں نے ان اسباب وعوامل کو سمجھنے کی کوشش کی جو ان اصطلاحات کو تشکیل دیتے ہیں۔کاروے کے علاوہ، جی۔ایس۔گھورے نے بھی شمالی ہندوستان کی قرابت داری اصطلاحات کا مطالعہ کیا۔گھورے نے شمالی ہند میں استعمال ہونے والے قرابت داری اصطلاحات کے موازنے کے ذریعے قرابت داری نظام کی قانونی اور نظریاتی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

(c) قرابت داری کی اصطلاحات اور سماجی برتاؤ(Kinship Terms and Social Behaviour): ہر قرابت داری اصطلاح کا ستعمال ایک مخصوص متوقع سماجی برتاؤکا تقاضا کرتا ہے۔یعنی شمالی ہند میں استعمال ہونے والی قرابت داری اصطلاحات سے ہم بعض مخصوص سماجی برتاؤ کی امید رکھتے ہیں۔مثال کے طور پر آسکر لیوس(Oscar Lewis)نے شمالی ہند کے ایک گاؤں کا مطالعہ کیا اور ایک شخص اور اس کے بڑے بھائی کی بیوی کے درمیان کے رشتوں کو بیان کیا ہے۔ان رشتوں کو ہم دیور اور بھابھی کے رشتے سے موسوم کرتے ہیں۔ان رشتوں کی ایک بنیادی خصوصیت آپسی طنز و مزاح ہے جسے مزاحیہ رشتہ(Joking Relation) کہتے ہیں۔اس کے برخلاف داماد اور ساس کے درمیان رشتہ اور بہو اور خسر کا رشتہ ہے۔یہ رشتے اجتناب (Avoidance) پر مبنی ہوتے ہیں اور ان میں بے تکلفی کو سماجی طور پر ممنوع اور معیوب سمجھا جاتا ہے۔ان رشتوں میں ادب اور احترام کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔

3۔شادی کے اصول وضوابط (Rules of Marriage): جیسا کہ ہم جانتے ہیں شادی قرابت داری کے بننے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔انسان جب شادی کرتا ہے تو اس سے نئے رشتے وجود میں آتے ہیں۔یعنی قرابت داری کے ڈھانچے (Pattern) کو سمجھنے کے لئے ہمیں شادی سے متعلق اصول وضوابط کی معنویت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔دنیا کے دوسرے سماجوں کی طرح شمالی ہندوستان میں بھی شادی سے متعلق منفی اصول ہیں۔اور سماج میں ان اصولوں پر عمل کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔مثال کے طور اس سماج میں اپنے ہی کھیل یا گوتر میں شادی کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔

(4) قرابت داروں میں تقریبات کے موقع پر تحائف کا مبادلہ (Exchange of Gifts among kins: Ceremonies)

تحائف کا تبادلہ رشتوں کی قربت کا پتہ دیتے ہیں۔قرابت داروں کے مابین مختلف مواقع یا تقریبات پر تحائف کا تبادلہ کیا جاتا ہے۔قرابت داروں کے مابین تحائف کے تبادلے کے مطالعے سے ہمیں ایک قائم شدہ رواج اور برتاؤ کا علم ہوتا ہے۔شمالی ہندوستانی سماج میں عمومی طور پر دولہے کے گھر والوں کو دولہن والے کے مقابلے میں فوقیت اور ایک حد تک برتری حاصل ہوتی ہے۔اسی لئے یہ دیکھنے میں

آتا ہے کہ تحائف دینے کے عمل کی ابتدا دولہن والوں کی طرف سے ہوتی ہے اور ہر بار دلہن کی طرف سے پہلے سے زیادہ کی امید رکھی جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تحائف کا تبادلہ یا لین دین ایک معین (Defined) سماجی عمل ہے جس میں قریبی قرابت بالخصوص ماں کے بھائی یا بیوی کے بھائی یہ کام انجام دیتے ہیں۔

تحائف کا دینا عام طور سے بیوی یا ماں کے رشتے داروں کی جانب سے ہوتا ہے۔ ایف۔ جی۔ بیلی (F.G. Biley) نے اڑیسا کی تحقیق میں اور آسکر لیوس (Oscar Lewis) نے اپنے رام پور کے مطالعے میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اے۔ سی۔ میر (A.C. Mayer) کا کہنا ہے کہ بیوی یا ماں کے رشتے دوارں کی طرف تحائف دینے کا مقصد لڑکے والوں کی سماجی حیثیت کو بڑھانا ہے۔

4.3 جنوبی ہند میں قرابت داری نظام (Kinship System in South India)

پچھلے صفحات میں ہم نے شمالی ہند میں قرابت داری کی نوعیت پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ اب ہم جنوبی ہند کی طرف رخ کرتے ہیں۔ ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ جنوبی ہند میں قرابت داری کس طرح کی ہوتی ہے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ متعین کرنا ہے کہ جنوبی ہندوستان (South India) سے ہم کن علاقوں کو سمجھتے ہیں اور ہماری گفتگو کا محور کون کون سے علاقے ہیں؟ ہندوستان کے جنوب میں ہم جن صوبوں کو شامل کرتے ہیں وہ کرناٹک، آندھر پردیش، تلنگانہ، تمل ناڈو اور کیرل ہے۔ ان صوبوں میں ہمیں قرابت داری نظام کی ساخت بہت مشترک اور ایک جیسی نظر آتی ہے۔ لیکن شمالی ہند کی طرح جنوبی ہند کے صوبوں میں بھی ہمیں قرابت داری کی نوعیت میں تکثیریت (Diversity) دیکھنے کو ملتی ہے۔ یہ تکثیریت دو وجوہات سے ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ کیرل میں حسب ونسب کا نظام مادرانہ (Matrilineal) ہے اور یہاں کے لوگ بین ذات ہائپر گیمی (Inter-caste hypergamy) پر عمل کرتے ہیں۔ دوسری وجہ ان صوبوں کی الگ الگ زبانیں ہیں جو تہذیبی لحاظ سے بھی ان کو ایک دوسرے سے بہت مختلف کرتی ہیں۔

جن نکات کی روشنی میں ہم نے شمالی ہند میں رائج قرابت داری نظام کو سمجھنے کی کوشش کی ہے، انہیں چار نکات یعنی قرابت داری گروہ (Kinship Groups)، قرابت داری اصطلاح (Kinship Terminology)، شادی کے اصول (Marriage Rules) اور قرابت داروں کے درمیان تحائف کا تبادلہ (Exchange of Gifts among kins)، کی روشنی میں ہم جنوبی ہند کی قرابت داری نظام کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

(1) قرابت داری گروہ (Kinship Groups) : جنوبی ہندوستان میں قرابت داروں کو دو گروہ میں منقسم کیا جاتا ہے؛ ایک پدری نسب گروہ (Patrilineage Group) اور دوسرا افینل گروہ۔ ان دونوں کو ہم مختصراً جاننے کی کوشش کریں گے۔

پدری نسب (Patrilineage): شمالی ہند کی طرح جنوبی ہند میں بھی لوگ اپنے پدری نسب کے افراد کے ساتھ قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی لوگوں کا اپنے حسب ونسب کے افراد کے ساتھ ملنا جلنا زیادہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ان کے درمیان باہمی تعاون کا جذبہ بھی زیادہ پایا جاتا ہے۔ چونکہ رہائشی اعتبار سے جنوبی ہند پیٹری لوکل (Patrilocal) ہے۔ اس لئے حسب ونسب کے افراد کا ایک دوسرے سے ملنا جلنا اور باہمی تعاون کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حسب ونسب (Descent) کے رشتے اور رہائش (Residence) کی

نوعیت جو کہ پیٹری لوکل ہے، ان دونوں کی وجہ سے قرابت داری گروہ تشکیل پاتا ہے۔ اس طرح کے قرابت داری گروہ ہمیں جنوبی ہند کے علاوہ شمالی ہند میں بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر کے۔ گوف (K.Gough) نے تنجور (Tanjore) ضلع میں رہنے والے برہمن سماج کا مطالعہ کیا۔ اس تحقیق میں وہ مختلف پدری حسب و نسب پر مبنی گروہوں کی بات کرتی ہیں اور یہ پورا گروہ چھوٹی چھوٹی کمیونٹی میں منقسم ہے۔ گاؤں میں جتنی بھی ذاتیں ہیں سب کے ایک سے لے کر بارہ تک اگیزوگیمس پدری نسب کا گروہ ہے۔ یعنی ایک سے لے کر بارہ تک ایسے گروہ ہیں جو پدری نسب والے ہیں اور جن میں آپس میں شادی بیاہ کرنا ممنوع و معیوب ہے۔

افینل قرابت دار (Affinal Relatives): پدری نسب کے افراد کے برعکس ایک دوسری قسم کے رشتے دار ہوتے ہیں جو شادی کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں جنہیں افینل قرابت دار کہتے ہیں۔ یہ قرابت داروں کا وہ گروہ ہے جو ماں یا بیوی کے خاندان پر مشتمل ہوتا ہے۔ ماں کی طرف سے جو قرابت دار ہوتے ہیں انہیں اٹیرائن (Uterine) اور بیوی کی طرف کے قرابت دار کو افینل (Affinal) کہتے ہیں۔ قرابت داروں کی اس فہرست میں بہن کے سسرالی قرابت دار اور والد کی بہن یعنی پھوپھو کے سسرالی قرابت دار بھی شامل ہیں۔ یہ قرابت دار بھی شادی کے نتیجے میں بنتے ہیں۔ مشہور ماہر سماجیات لوئی ڈومو (Luis Dumont) کا کہنا ہے کہ عام طور سے پدری حسب و نسب پر مبنی قرابت اور افینل قرابت داروں کے مابین قریبی اور دوستانہ تعلق رہتا ہے۔

(2) قرابت داری اصطلاح (Kinship Terminology): قرابت داری کے اظہار میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ اس معاملے میں بالکل واضح اصطلاحات اور طریقے موجود ہیں۔ لیو ڈومو (Luis Dumont) کا کہنا ہے کہ اولاً تو اس اصطلاح سے کزن اور کراس کزن کے درمیان فرق کیا جاتا ہے، اور ثانیاً یہ کہ یہ وضاحتی اصطلاحات ہیں۔ آیئے ان دونوں نکات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

متوازی اور مقابل کزن (Parallel and Cross-cousins): ایک ہی جنس کے افراد (بھائی اور بھائی، بہن اور بہن) کی اولاد آپس میں متوازی کزن (Parallel Cousin) ہوتے ہیں۔ یعنی دو بھائیوں کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کے متوازی کزن کہلائیں گے اور اسی طرح دو بہنوں کی اولاد بھی آپس میں متوازی کزن کہلائیں گے۔

اس کے برعکس ایک دوسری اصطلاح مقابل کزن (Cross-cousin) کی ہوتی ہے۔ اس سے مراد مخالف جنس کے افراد کی اولاد ہیں۔ یعنی مخالف جنس کے افراد کی اولاد ایک دوسرے کے مقابل کزن ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بھائی اور بہن کی اولاد آپس میں مقابل کزن کہلائیں گے۔

جنوبی ہند کی قرابت داری اصطلاحات سے کزن (چچازاد، خالہ زاد، ماموں زاد اور پھوپھی زاد بھائی بہن) کی دو الگ اور علاحدہ قسم کی وضاحت ہوتی ہے۔ جنوبی ہند میں ان دو مختلف اور الگ اصطلاحات کے پیچھے ایک اہم اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں متوازی کزن کی آپس میں شادی نہیں ہوتی، جبکہ مقابل کزن کی آپس میں شادی ہوتی ہے۔ متوازی کزن کا درجہ اس سماج میں بھائی اور بہن جیسا ہوتا ہے، مثلاً تمل ناڈو میں تمام ہی متوازی کزن کو الگ الگ ناموں سے پکارا جاتا ہے جس سے ان کے درمیان رشتے کا پتہ چلتا ہے۔ چند نام درج ذیل ہیں؛

انان (Annan): اس سے مراد بڑا بھائی ہے.

تانبی (Tambi): یہ لفظ چھوٹے بھائی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اکا (Akka): اس سے مراد بڑی بہن ہوتی ہے۔

تانگاچی (Tangachi): یہ لفظ چھوٹی بہن کے لئے بولا جاتا ہے۔

مقابل کزن کے لئے اس قسم کے الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا جن سے یہ معلوم ہو کہ وہ آپس میں بھائی اور بہن ہیں۔ مثال کے طور پر تمل ناڈو میں ہی ماما ماگال یاماگان (mama magal/ magan) کے لفظ کا استعماکیا جاتا ہے جس کے معنی ماں کے بھائی کا لڑکا یا لڑکی ہے۔ اسی طرح اتائی ماگال یاماگان (Attai Magal/ magan) کا استعمال باپ کی بہن کی لڑکی یا لڑکا کے لئے ہوتا ہے۔ اس طرح کے الفاظ سے یہ ادراک ہوتا ہے کہ ان میں آپس میں بہت قریبی اور بھائی بہن جیسا رشتہ نہیں ہے۔ اسی لئے ان میں شادی ممنوع نہیں سمجھی جاتی ہے۔

قرابت داری اصطلاحات کی نوعیت (Nature of Kinship Terminology): متوازی اور مقابل کزن کی اصطلاحات کی نوعیت زمرہ بندی (Classificatory) جیسی ہے۔ ذیل میں دو معاملے کو بیان کر رہے ہیں جن سے یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ یہ اصطلاحات کیسے زمرہ بندی والے ہیں۔ کسی بھی شخص کی نسل (Generation) کو ہم اصطلاحی اعتبار سے دو گروہ میں تقسیم کرتے ہیں۔

(a) پہلا گروہ جسے تمل ناڈو میں پنگال (Pangal) کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ تمام ہی بھائیوں اور بہنوں پر مشتمل گروہ ہے۔ اس گروہ میں متوازی کزن اور والد کے متوازی کزن کی اولاد بھی شامل ہیں۔

(b) دوسرا گروہ مقابل کزن اور افینل رشتے داروں پر مشتمل ہے۔ مثلاً شوہر، بیوی وغیرہ کے رشتے دار۔ تمل ناڈو میں اس کیٹگری کو ماما مچینن (mma-machchinan) کہا جاتا ہے۔

(3) شادی کے اصول(Marriage Rules): جنوبی ہند کے علاقوں میں قرابت داری نظام میں شادی بیاہ کے حوالے سے مثبت اصول (Positive Rules) پائے جاتے ہیں۔ اس سماج میں اس بات کی وضاحت ہے کہ کس سے شادی کی جائے۔ اس بارے میں لوگ بخوبی واقف ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

شادی سے متعلق تین قسم کے ترجیحی اصول (Three Types of Preferential Marriage Rules)

(i) جنوبی ہند کی بعض ذاتوں میں بڑی بہن کی بیٹی سے شادی کو اولین ترجیح دی جاتی ہے۔ لیکن نائر (Nayar) اور وہ قبائل جو مادر نسبی (Matrilineal) ہیں ان میں اس قسم کی شادی نہیں ہوتی۔

(ii) ترجیحی شادی کی ایک دوسری قسم والد کے بہن کی بیٹی (پھوپھی کی بیٹی) سے شادی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک لڑکی اپنی ماں کے بھائی کے بیٹے (ماموں کے بیٹے) سے شادی کر سکتی ہے۔ اس طرح کی شادیوں میں لوگ یہ امید کرتے ہیں کہ اگر کوئی اپنی بیٹی دے رہا ہے تو بدلے میں وہ بھی ان کی بیٹی کو قبول کرے گا۔ یعنی یہ بدلے والی شادی (Exchange Marriage) ہوتی ہے۔

(iii) تیسری قسم کی ترجیحی شادی ماں کے بھائی کی بیٹی (ماموں کی بیٹی) سے شادی ہے۔ اس طرح کی مقابل کزن میں شادی بعض ذاتوں میں ہی ہوتی ہے جیسے کہ تمل ناڈو کے کلار (Kallar)، آندھرا پردیش کے کچھ ریڈی (Reddy) وغیرہ میں۔

شادی کے متعلق منفی اصول (Negative Rules for Marriage): کون سی قرابت داری میں شادی کرنے کو پسندیدہ سمجھا جاتا ہے، یہ جان لینے کے بعد ضروری ہے کہ یہ بھی معلوم کر لیا جائے کی کن قرابت داری میں شادی کو ممنوع سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض ذاتوں میں یہ طریقہ ہے کہ ایک شخص اپنی بڑی بہن کی بیٹی سے تو شادی کر سکتا ہے لیکن چھوٹی بہن کی بیٹی سے نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ایک بیوہ اپنے مرحوم شوہر کے بھائی سے شادی نہیں کر سکتی خواہ وہ چھوٹا بھائی ہو یا بڑا بھائی۔ یہاں تک کہ اس زمرے کے جو بھی بھائی (Classificatory Brothers) ہیں ان میں سے کسی سے وہ شادی نہیں کر سکتی۔

(4) قرابت داروں کے درمیان تحائف کا تبادلہ (Exchange of Gifts among kins)

تحائف کا تبادلہ قرابت داروں کے مابین قربت اور دوری کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے ان اصولوں کا بھی تعین ہوتا ہے جن سے مختلف اقسام کے رشتے منضبط ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم قرابت داری کے اس پہلو کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ جنوبی ہندوستان میں دو افراد کے درمیان یا دو گروہوں کے درمیان تحائف کے تبادلے کو ہم درج ذیل دو طرح سے سمجھ سکتے ہیں؛

(i) دولہا یا دولہن کے گھر والوں کی طرف سے ایک دوسرے کو جو تحائف دیئے جاتے ہیں انہیں افینل قرابت داروں (وہ رشتے دار جو شادی کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں) کے درمیان تحائف کے ایک سلسلے کے طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ چونکہ دونوں کے گھر والے ایک دوسرے سے تحفے کا تبادلہ کرتے ہیں۔ اسی لئے اسے تحفے کے تبادلے کی ایک کیٹگری کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

(ii) تحفے کے تبادلے کی دوسری کیٹگری میں دونوں گروہ کے افراد آپس میں تحفے کا تبادلہ کرتے ہیں۔ ہم اسے تحفوں کا اندرونی طور پر تبادلہ کہتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی فرد دونوں طرف سے تحفے کا لین دین کرتا ہے۔ چونکہ شادی قرابت داروں میں ہو رہی ہے تو ایسے میں بعض لوگوں کو یہ ذمے داری سونپ دی جاتی ہے وہ دونوں طرف سے تحفوں کا لین دین کریں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رشتوں کو مزید مضبوط کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

4.4 شمالی اور جنوبی ہند کی قرابت داری نظام میں فرق

(Difference between North and South Indian Kinship)

شمالی اور جنوبی قرابت داری نظام دو مختلف سماجی ساخت کی عکاسی کرتا ہے جو دو مختلف علاقوں میں خاندانی تعلقات کو منضبط کرتے ہیں ان کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ذیل میں ہم ان کے باہمی فرق کو بیان کریں گے؛

اصطلاحات (Terminologies): ان دونوں کے مابین پہلا فرق اصطلاح کی سطح پر ہے۔ شمالی ہند کی قرابت داری میں اصطلاحات غیر مبہم اور واضح ہوتی ہے۔ یہاں دراویڑی قرابت داری اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل واضح نظام ہے جہاں الگ الگ رشتوں کے لئے الگ الگ اصطلاح ہے۔ مثال کے طور پر والد کے بھائی کے لئے 'چچا' اور ماں کے بھائی کے لئے 'ماما' کی اصطلاحات کا استعمال ہوتا ہے۔

جنوبی قرابت داری نظام میں ہونے والی اصطلاحات اس کے برعکس ہیں۔اگرچہ یہاں بھی دراویڑی قرابت داری اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں، لیکن یہ بالکل واضح نہیں ہیں اور یہاں شمالی ہند کی قرابت داری کی طرح ہر رشتے کے لئے الگ الگ اصطلاح نہیں استعمال کی جاتی۔بلکہ ایک نوعیت کے تمام ہی رشتوں کے لئے ایک ہی اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے جسے ہم انگریزی میں 'Classificatory' کہتے ہیں۔ یعنی ایک ہی زمرے میں آنے والے رشتوں کو ہم ایک طرح کے اصطلاح سے بیان کرتے ہیں۔

خاندان کی ساخت (Family Structure): شمالی ہند کا خاندانی نظام پدر نسلی ہے جہاں نسل و نسب کا انتساب والد کی طرف سے کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ یہاں آج بھی توسیعی خاندان(Extended Family)کارواج ہے۔اگرچہ اس میں بعض تبدیلیاں آچکی ہیں۔

جنوبی ہند میں بھی خاندانی ساخت پدر نسلی ہے لیکن کچھ قبائل ایسے ہیں جہاں خاندان کی ساخت مادر نسلی ہے۔اس کے علاوہ یہاں توسیعی خاندان کے بجائے انفرادی خاندان (Nuclear Family) پایا جاتا ہے۔

ان دو اہم فرق کے علاوہ داور بھی معاملات میں ان کے درمیان فرق پایا جاتا ہے۔زبان و تہذیب اور شادی بیاہ کے رسوم وغیرہ میں بھی ان دونوں علاقوں میں کافی فرق ہے۔

4.5 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں قرابت داری نظام کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ہم نے شمالی اور جنوبی ہند کی قرابت داری نظام کو علاحدہ علاحدہ سمجھنے کی کوشش کی ہے۔نیز اس اکائی کے مطالعے سے ان کے مابین فرق سے بھی واقفیت ہوئی ہے۔شمالی اور جنوبی ہند کی قرابت داری نظام میں سب سے اہم اور بنیادی فرق ان کے مابین اصطلاحات کا فرق ہے۔شمالی ہند کی قرابت داری نظام میں ہر رشتے کے لئے الگ الگ اصطلاح موجود ہے، جبکہ جنوبی ہند کی قرابت داری میں ایسا نہیں ہے۔یہاں ایک قسم کے رشتوں کے لئے ایک جیسی اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے۔

4.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

ہائپر گیمی (Hypergamy): جب اعلیٰ ذات کا لڑکا اپنے سے کسی چھوٹی ذات کی لڑکی سے شادی کرتا ہے تو اس عمل کو ہائپر گیمی کہتے ہیں۔مثال کے طور پر برہمن ذات کے لڑکے کی شادی چھتریہ ذات کی لڑکی سے ہو۔

ہائپو گیمی (Hypogamy): جب چھوٹی ذات کا لڑکا اپنے سے کسی بڑی اور اعلیٰ ذات کی لڑکی سے شادی کرتا ہے تو اسے ہائپو گیمی کہتے ہیں۔مثال کے طور پر چھتریہ ذات کے لڑکے کی شادی برہمن لڑکی سے ہو۔

4.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1)درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے ملک کو مختلف تہذیبی حلقوں میں تقسیم کیا ہے؟

(a)اراواتی کارے (b)ایس۔ سی۔ دوبے

(c)ایم۔این۔ سرنواس (d)ٹی۔این۔ مدن

(2)کاروے نے قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے ملک کو کتنے تہذیبی حلقوں میں تقسیم کیا ہے؟

(a)چار (b)تین

(c)سات (d)دو

(3) شمالی ہندوستان میں عام طور پر کس طرح کے نسبی گروہ پائے جاتے ہیں؟

(a)پدر نسبی گروہ (b)مادر نسبی گروہ

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(4)پدر نسبی گروہ میں نسب کا پتہ درج ذیل میں سے کس کی طرف انتساب کر کے لگایا جاتا ہے؟

(a)مرد کی جانب (b)عورت کی جانب

(c)دونوں کی جانب (d)ان میں سے کوئی نہیں

(5)درج ذیل میں سے کس ماہر انسانیات نے کشمیری سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a)ٹی۔ این۔ مدن (c)ایس۔ سی۔ دوبے

(c)آندرے بیتے (d)ان میں سے کوئی نہیں

(6)درج ذیل میں سے کس نے میرٹھ اور دہلی کے آس پاس کے اضلاع کا مطالعہ کیا؟

(a)پرادھان (b)ٹی۔این۔ مدن

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(7)کس اصطلاح کے تحت افراد اپنے بعض مخصوص و متعین گروہ میں شادی نہیں کر سکتے؟

(a)ایگزوگیمی (b)انڈوگیمی

(c)رائٹس آف پیسیج (d)ان میں سے کوئی نہیں

(8)درج ذیل میں سے کس نے اڑیسا کے سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a)ایف۔جی۔ بیلی (b)ٹی۔ این۔ مدن

(c)این۔کے۔ بوس (d)ان میں سے کوئی نہیں

(9)وہ قرابت دار جو شادی کے نتیجے میں وجود میں آتے ہیں انہیں کیا کہتے ہیں؟

(a)افینل قرابت دار (b)خونی قرابت دار

(b)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(10)درج ذیل میں سے کس نے تنجور ضلع میں رہنے والے برہمن سماج کا مطالعہ کیا؟

(a)کے۔ گوف (b)این۔ کے۔ بوس

(c)مجمدار (d)ٹی۔ این۔ مدن

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. شمالی ہند میں قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے چار خصوصیات میں کسی دو کو بیان کیجئے۔
2. شمالی ہند میں قرابت داروں کے مابین تحائف کے تبادلے پر تبصرہ کیجئے۔
3. شمالی ہند میں اصطلاحات کی نوعیت کو بیان کیجئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. شمالی ہند میں قرابت داری نظام پر ایک مضمون لکھئے۔
2. جنوبی ہند کی قرابت داری نظام کی وضاحت کیجئے۔
3. جنوبی ہند میں قرابت داری اصطلاحات اور شادی کے اصول کی وضاحت کیجئے۔

4.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

6. William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi.
7. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life, Viva Books Private Limited, New Delhi.
8. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore.
9. Ahmed, Imtiaz. (ed.). 1976. Family, Kinship and Marriage among Muslims in India, Monohar Book Service, New Delhi.
10. Dube, Leela. 1997. Women and Kinship: Comparative Perspectives on Gender in South and South-East Asia. United Nations University Press.

اکائی 5۔ نسل

(Descent)

اکائی کے اجزا

5.0 تمہید
5.1 مقاصد
5.2 نسل کا تصور
5.3 نسلی گروپ
5.4 نسل کی قسمیں
5.5 دیگر متعلق اصطلاحات
5.6 نسل کے وظائف
5.7 اکتسابی نتائج
5.8 کلیدی الفاظ
5.9 نمونہ امتحانی سوالات
5.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

5.0 تمہید (Introduction)

رشتے داری کے نظام (Kinship System) کو سمجھنے کے لیے نسل (Descent) اور نسبت (Alliance) کے تصورات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ انسان کے سماجی تعلقات کے اہم ترین پہلو یعنی خاندانی تعلقات کو سمجھنے میں یہ تصورات مدد فراہم کرتے ہیں۔ مختلف معاشروں میں کن بنیادوں پر یہ تعلقات قائم ہوتے ہیں اور کیسے انہیں نبھایا جاتا ہے، یہ سمجھنے کے لیے مذکورہ بالا تصورات اہم ہیں۔ اس سے پہلے آپ رشتے داری کے مطالعے کے لیے وضع کیے جانے والے نسل اور نسبت کے نقطہ ہائے نظر سے سرسری واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ نسل کا تصور ایسے دو افراد کے تعلق کو بتاتا ہے جن کا جد اعلی مشترک ہو اور نسبت کے نقطہ نظر سے شادی کے ذریعے قائم ہونے والے تعلقات کو ظاہر کرتا ہے۔

اس اکائی میں آپ نسل کے معنی، اس کی قسموں، اس کے وظائف (Functions) وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ اگلی اکائیوں میں نسبت کے تصور اور شادی اور اس کی قسموں کے بارے میں سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

5.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ کو مندرجہ فوائد حاصل ہوں گے:

- نسل کے تصور سے واقفیت حاصل کریں گے۔
- نسلی گروپ کے معنی جانیں گے۔
- نسل کی مختلف قسموں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔
- نسل سے متعلق کچھ اہم اصطلاحات کے معنی جانیں گے۔
- نسل کے کچھ اہم وظائف کے بارے میں جانیں گے۔

5.2 نسل کا تصور (The Concept of Descent)

نسل کسی فرد اور اس کے آباد و اجداد کے درمیان تعلق کا نام ہے۔ افراد کے کسی مجموعے کا نسب ایک ہو اور مشترک آباء و اجداد تک پہنچتا ہو تو ان کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ مشترک نسل کے ذریعے سے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ علم بشریات کی اصطلاح میں نسل کسی فرد کے اس کے ماں اور باپ دونوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے تعلق کو کہا جاتا ہے۔ کئی سماجوں میں نسل ہی گروپ کی تشکیل (Group Formation) کی بنیاد ہوتی ہے۔ نسل ایک ثقافتی اصول ہے جس کے اندر بہت تنوع پایا جاتا ہے مگر اس کے باوجود خونی رشتوں کی پہچان کے لیے ایک مشترک سچائی اپنے اندر رکھتا ہے۔

5.3 نسلی گروپ (Descent Group)

نسلی گروپ ان افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک ہی آباء و اجداد کی اولاد ہوتے ہیں۔ یہ مشترک آباء و اجداد زندہ، مردہ یا اساطیری ہوسکتے ہیں۔ مثلاً جانور، درخت، انسان وغیرہ۔ نسلی گروپس کی کئی قسمیں ہیں۔ نسلی گروپ اک طرفہ نسل کی بنیاد پر بھی بنتے ہیں اور دوطرفہ نسل کی بنیاد پر بھی قائم ہوتے ہیں۔ کنبہ (Clan)، فریٹری (Phratry)، موئٹی (Moiety) وغیرہ مختلف نسلی گروپس ہیں۔ ان اصطلاحات کی تشریح آگے آئے گی۔

5.4 نسل کی قسمیں (Types of Descent)

نسل کی ساختی ترکیب (structural composition) کی بنیاد پر یعنی اس بنیاد پر کہ نسل میں ماں باپ دونوں کا سراغ ملتا ہے یا

دونوں میں سے کسی ایک کا، نسل کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

1. اک طرفہ نسل(Unilineal Descent)
2. دوطرفہ نسل(Cognatic Descent)

1۔اک طرفہ نسل(Unilineal Descent)

نسبی تعلق قائم کرنے کے لیے جب صرف باپ کے سلسلے سے یا صرف ماں کے سلسلے سے نسل کا تعین کیا جاتا ہے تو اسے نسل کا اک طرفہ اصول(Unilineal Principle)کہاجاتا ہے۔ ایسی صورتوں میں صرف ماں باپ میں سے کسی ایک کے سلسلے کو دیکھا جاتاہے اور دوسرے کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

اس بنیاد پر کہ باپ کے سلسلے(Paternal line)کے ذریعے نسل کا تعین کیا جاتا ہے یا ماں کے سلسلے(Maternal line)کے ذریعے نسل کا تعین کیا جاتا ہے۔

اک طرفہ نسلی گروپ کی درج ذیل قسمیں ہیں۔

1. مادری نسل(Matrilineal Descent)
2. پدری نسل(Patrilineal Descent)

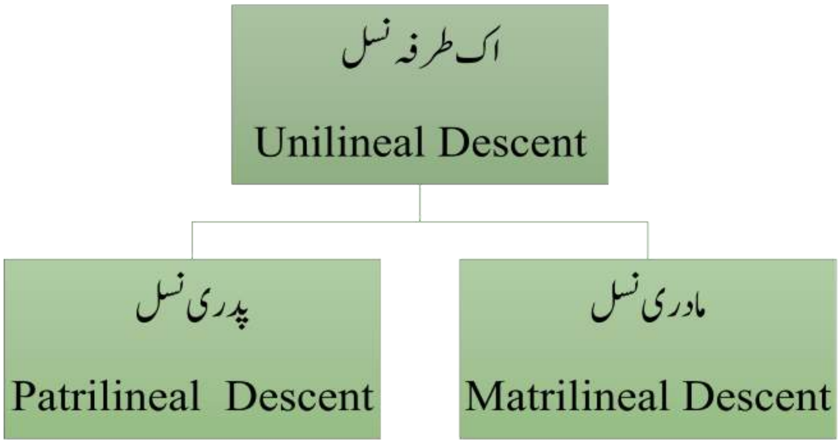

مادری نسل

جب صرف مادری سلسلہ کے ذریعے کسی فرد کے آباء اجداد کا تعین کیا جاتا ہے تو نسل کی اس قسم کو مادری نسل کہا جاتا ہے۔ مادری سماج میں ہر شخص اپنی ماں کے سلسلہ نسب کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اس قسم کے سماج میں عورتوں کو سب سے زیادہ آزادی حاصل ہوتی ہے۔ مثالیں: امریکی انڈین، آسٹریلوی، وسطی افریقہ کا بنتو قبیلہ وغیرہ

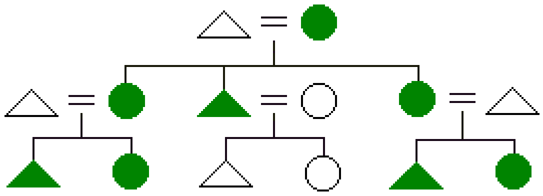

پدری نسل

جب صرف مردوں ہی کے سلسلے کے ذریعے کسی فرد کی نسل کا تعین کیا جاتا ہے تو اس قسم کی نسل کو مادری نسل کہا جاتا ہے۔
اسے ذکری نسل بھی (Agnatic descent) بھی کہتے ہیں۔ مثالیں: قدیم رومی، چینی وغیرہ

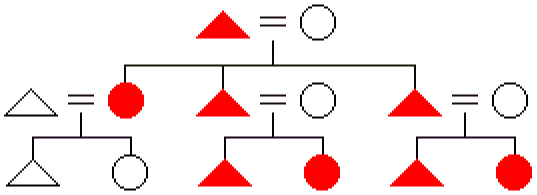

2۔ دوطرفہ نسل (Cognatic Descent)

نسبی تعلق ثابت کرنے کے لیے جب کسی نہ کسی درجے میں مادری سلسلے اور پدری سلسلے دونوں کا پتہ لگایا جاتا ہے، اس قسم کی نسل کو دوطرفہ نسلی گروپ کہا جاتا ہے۔ اس طرح کے نسلی گروپ ان سماجوں میں پائے جاتے ہیں جہاں قدرتی وسائل کی کمی ہوتی ہے اور املاک کم ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں انسانی محنت زیادہ اہم ہوتی ہے اور آبادی کی تنظیم نو کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر ایک گروپ معاشی طور پر بدحالی کا شکار ہو جائے تو اس کے افراد دوسرے گروپ میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

دوطرفہ نسل کو اگر سماجی تنظیم کے اصول کے طور پر اپنایا جائے تو چار قسم کے گروپ وجود میں آتے ہیں۔

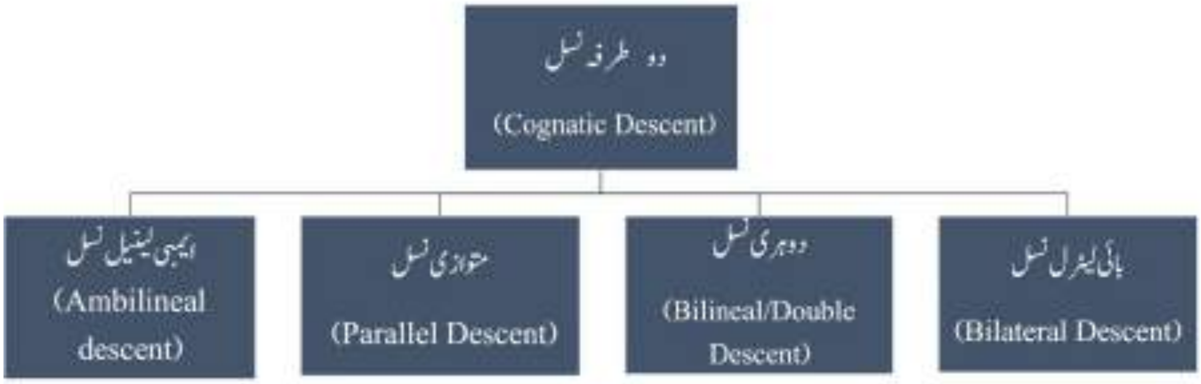

1۔ بائی لیٹرل نسل (Bilateral Descent):

یہ دوطرفہ نسل کی وہ قسم ہے جس میں تمام آباء واجداد سماجی طور پر مقبول رشتے دار ہوتے ہیں۔ ہر فرد اپنے ماں اور باپ دونوں کے خاندانوں کا ممبر ہوتا ہے۔

2۔ دوہری نسل(Bilineal/Double Descent) :

کسی سماج کے اندر مختلف مقاصد کے لیے مادری سلسلے اور پدری سلسلے دونوں موجود ہوں تو اسے دوہری نسل کہتے ہیں۔ اس سماج کے افراد کچھ مقاصد جیسے جائیداد کی وراثت پانے کے لیے ایک سلسلے کا حصہ ہو سکتے ہیں اور بعض دیگر مقاصد جیسے مراسم کی انجام دہی وغیرہ کے لیے دوسرے سلسلے کا حصہ ہو سکتے ہیں۔ اس طرح کے سماجوں میں عام طور پر غیر منقولہ جائیداد کو پدری سلسلے سے جوڑا جاتا ہے اور منقولہ جائیداد کو مادری سلسلے کے ذریعے تقسیم کیا جاتا ہے۔

3۔ متوازی نسل(Parallel Descent) :

اگر کسی سماج میں مرد پدری سلسلے کے ذریعے اور عورتیں مادری سلسلے کے ذریعے نسل کا تعین کریں تو اس قسم کے نسلی گروپ کو متوازی نسل کہتے ہیں۔ دوہری نسل کے برخلاف اس کا فرد کسی ایک ہی نسلی سلسلہ کا ممبر ہوتا ہے۔

4۔ ایمبی لینیل نسل(Ambilineal descent)

نسل کی مذکورہ بالا کی قسموں کے علاوہ ایک اور نسلی گروپ ہے جو کچھ معاشروں میں پایا جاتا ہے۔ اسے ایمبی لینیل نسل کہا جاتا ہے ۔ اس اصول کے مطابق افراد مادری سلسلے یا پدری سلسلے دونوں میں سے کسی ایک سلسلے کے ذریعے اپنی نسل کا تعین کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں ان دونوں سلسلوں میں کسی ایک ہی کا انتخاب کرنا ہوگا۔ نسلی سلسلے کے اختیار کا فیصلہ پدری یا مادری سلسلے کی دولت واہمیت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ چونکہ ہر پشت کو نسل کے سلسلے میں انتخاب کا یہ اختیار حاصل ہے، اس لیے ایک پشت مادری سلسلے سے متعلق(matrilineal)ہو سکتی ہے اور دوسری پشت پدری سلسلے سے متعلق(patrilineal)ہو سکتی ہے۔

نسل کی قسموں کے لیے نسل کے احکام(Rules of Descent) کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ اس سے مراد وہ اصول ہیں جن کی بنیاد پر نسل کا تعین کیا جاتا ہے۔ اسی تعین کی بنیاد پر نسل کی مختلف قسمیں وجود میں آتی ہیں۔

5.5 دیگر متعلق اصطلاحات(Other related terminologies)

کنبہ (Clan) : کنبہ ان افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک مشترک جد اعلی کی طرف، نسبی روابط کو جانے بغیر، نسبت رکھتے ہیں۔ یہ مشترک جد اعلی جاندار بھی ہو سکتا ہے اور غیر جاندار بھی۔

فریٹری(Phratry): یہ اصطلاح یونانی زبان کے لفظ phrater سے ماخوذ ہے جس کے معنی بھائی کے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر قرابت داروں کا گروپ ہوتا ہے جو اخوت کی بنیاد پر قائم ہونے والے کئی کنبوں(clans)پر مشتمل ہوتا ہے.

موئٹی(Moiety): کسی سماج یا قبیلے کے دو نسلی گروہوں میں سے ایک دو موئٹی کہتے ہیں۔ ایک موئٹی کے اندر کئی فریٹریاں ہو سکتی ہیں۔ یہ فرٹری سے بڑی اکائی ہوتی ہے۔

5.6 نسل کے وظائف (Functions of Descent)

یک طرفہ نسل کا اصول فرد کو ایک ایسے متعین سماجی گروپ کے ساتھ واضح شناخت عطا کرتا ہے جو اس کی پیدائش سے قبل سے موجود ہوتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ ایک نسلی گروپ کے ممبران کے اندر مشترکہ شناخت کا احساس ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ان کے اندر، نسبی تعلق نہ ہونے کے باوجود، اخوت کا رشتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ عام طور پر نسلی گروپوں میں اپنے گروپ سے باہر شادی کرنے کا رواج (exogamy) ہوتا ہے۔

بیرون ازدواجی ہونے کے علاوہ یک طرفہ نسلی گروہ کئی معنوں میں ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں۔ اس کے ممبران اکثر مختلف مراسم اور تہواروں میں جمع ہوتے ہیں، مثلاً نسل کے خداوں اور اجداد کے مشترکہ پرستش کے لیے۔ نسلی گروہ میں اقتدار کا ایک اسٹرکچر بھی ہوتا ہے جس میں عام طور پر بزرگ مردوں کے پاس قوت ہوتی ہے۔ اس کے پاس مشترک املاک بھی ہو سکتی ہیں۔ ایک فرد کے معاشی حقوق اور ذمہ داریاں نسلی گروہ میں اس کے مقام کے مطابق طے پاتی ہیں۔ کئی معاشروں میں نسلی گروہ داخلی طور پر نزاعات کے تصفیے کا کام انجام دیتے ہیں اور خارجی جھگڑوں میں ایک متحد گروہ کے طور پر کام انجام دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں مرکزی سیاسی نظم نہ ہو وہاں نسلی نظم سیاسی نظم کے برابر ہوتے ہیں۔

5.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی میں آپ نے نسل کے تصور، نسلی گروپ کے معنی، نسل کی قسموں وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ آپ نے یہ جانا کہ نسل کسی فرد اور اس کے آبا و اجداد کے درمیان تعلق کا نام ہے۔ افراد کے کسی مجموعے کا نسب ایک ہو اور مشترک آباء و اجداد تک پہونچتا ہو تو ان کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ مشترک نسل کے ذریعے سے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے نسل کی مختلف قسموں سے بھی واقفیت حاصل کی۔ جیسے یک طرفہ نسل اور اس کی ذیلی قسمیں، دو طرفہ نسل اور اس کی ذیلی قسمیں وغیرہ۔ اس اکائی میں آپ نے نسل سے متعلق بعض اہم اصطلاحات اور نسل کے بعض اہم وظائف (Functions) کے بارے میں بھی معلومات حاصل کیں۔ اگلی اکائی میں آپ نسبت کے تصور اور اس کی قسموں اور شادی اور اس کی قسموں کے بارے میں پڑھیں گے۔

5.8 کلیدی الفاظ (Keywords)

نسل (Descent): نسل کسی فرد اور اس کے آباء و اجداد کے درمیان تعلق کا نام ہے۔

نسلی گروپ (Descent Group): نسلی گروپ ان افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک ہی آباء و اجداد کی اولاد ہوتے ہیں۔

اک طرفہ نسل (Unilineal Descent): نسبی تعلق قائم کرنے کا وہ اصول جس میں صرف باپ کے سلسلے سے یا صرف ماں کے سلسلے سے نسل کا تعین کیا جاتا ہے۔

دو طرفہ نسل(Cognatic Descent): وہ اصول جس میں نسبی تعلق ثابت کرنے کے لیے کسی نہ کسی درجہ میں مادری سلسلے اور پدری سلسلے دونوں کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

مادری نسل(Matrilineal Descent): نسل کی وہ قسم جس میں صرف مادری سلسلہ کے ذریعے کسی فرد کے آباء اجداد کا تعین کیا جاتا ہے۔

پدری نسل(Patrilineal Descent): نسل کی وہ قسم جس میں صرف پدری سلسلہ کے ذریعے کسی فرد کے آباء اجداد کا تعین کیا جاتا ہے۔

دوہری نسل(Double Descent): وہ اصول جس کے تحت کسی سماج کے اندر مختلف مقاصد کے لیے مادری سلسلے اور پدری سلسلے دونوں موجود ہوں تو اسے دوہری نسل کہتے ہیں۔

بائی لیٹرل نسل(Bilateral Descent): دو طرفہ نسل کی وہ قسم جس میں تمام آباء و اجداد سماجی طور پر مقبول رشتے دار ہوتے ہیں۔

متوازی نسل(Parallel Descent): وہ اصول جس کے مطابق کسی سماج میں مرد پدری سلسلے کے ذریعے اور عورتیں مادری سلسلے کے ذریعے نسل کا تعین کریں۔

ایمبی لینیل نسل(Ambilineal descent): وہ اصول جس کے مطابق افراد مادری سلسلے یا پدری سلسلے دونوں میں سے کسی ایک سلسلے کے ذریعے اپنی نسل کا تعین کر سکتے ہیں لیکن انہیں صرف ایک ہی سلسلے کو منتخب کرنا ہوتا ہے۔

کنبہ (Clan): ایک مشترک جد اعلیٰ کی طرف، نسبی روابط کو جانے بغیر، نسبت رکھنے والے افراد پر مشتمل گروہ کو کہتے ہیں۔

فریٹری(Phratry): قرابت داروں کا گروپ، جو اخوت کی بنیاد پر قائم ہونے والے کئی کنبوں (clans) پر مشتمل ہوتا ہے۔

موئٹی(Moiety): کسی سماج یا قبیلے کے دو نسلی گروہوں میں سے ایک گروہ۔

5.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Type Questions)

1. نسبی تعلق معلوم کرنے کے لیے جب صرف باپ کے سلسلے سے یا صرف ماں کے سلسلے سے نسل کا تعین کیا جاتا ہے تو اسے ________ کہتے ہیں۔

الف۔ اک طرفہ ب۔ دو طرفہ ج۔ مادری د۔ پدری

2. نسبی تعلق معلوم کرنے کے لیے جب صرف باپ کے سلسلے سے نسل کا تعین کیا جاتا ہے تو اسے ________ کہتے ہیں۔

الف۔ اک طرفہ ب۔ دوہر نسل۔ ج۔ مادری سلسلہ د۔ پدری سلسلہ

3. نسبی تعلق معلوم کرنے کے لیے جب صرف ماں کے سلسلے سے نسل کا تعین کیا جاتا ہے تو اسے ________ کہتے ہیں۔

الف۔ اک طرفہ ب۔ دوہر نسل۔ ج۔ مادری سلسلہ د۔ پدری سلسلہ

4. نسبی تعلق ثابت کرنے کے لیے جب کسی نہ کسی درجے میں مادری سلسلے اور پدری سلسلے دونوں کا پتہ لگایا جاتا ہے تو اسے ______ نسل کہا جاتا ہے۔

الف۔اک طرفہ　ب۔دوطرفہ　ج۔سہ طرفہ　د۔دوہری نسل

5. دوطرفہ نسل کی وہ قسم جس میں تمام آباء واجداد سماجی طور پر مقبول رشتے دار ہوتے ہیں__________نسل کہلاتی ہے۔

الف۔اک طرفہ　ب۔پدری　ج۔بائی لیٹرل　د۔دوہری

6. کسی سماج کے اندر مختلف مقاصد کے لیے مادری سلسلے اور پدری سلسلے دونوں موجود ہوں تو اسے__________نسل کہتے ہیں۔

الف۔اک طرفہ　ب۔متوازی　ج۔دوطرفہ　د۔دوہری

7. اگر کسی سماج میں مرد پدری سلسلے کے ذریعے اور عورتیں مادری سلسلے کے ذریعے نسل کا تعین کریں تو اس قسم کے نسلی گروپ کو __________نسل کہتے ہیں۔

الف۔اک طرفہ　ب۔متوازی　ج۔بائی لیٹرل　د۔دوہری

8. __________نسل کے اصول کے مطابق افراد نسل کے تعین کے لیے مادری سلسلے یا پدری سلسلے دونوں میں سے کسی ایک سلسلے کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

الف۔اک طرفہ　ب۔دوہری۔　ج۔ایمبی لینیل　د۔دوطرفہ

9. __________ان افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک مشترک جد اعلی کی طرف، نسبی روابط کو جانے بغیر، نسبت رکھتے ہیں۔

الف۔کنبہ　ب۔فریٹری　ج۔موئٹی　د۔سماج

10. __________قرابت داروں کا گروپ ہوتا ہے جو اخوت کی بنیاد پر قائم ہونے والے کئی کنبوں (clans) پر مشتمل ہوتا ہے۔

الف۔کنبہ　ب۔فریٹری　ج۔موئٹی　د۔سماج

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ مادری نسل کسے کہتے ہیں؟

2۔ پدری نسل سے کیا مراد ہے؟

3۔ دوہری نسل کے کیا معنی ہیں؟

4۔ بائی لیٹرل نسل سے کیا مراد ہے؟

5۔ ایمبی لینیل نسل سے کیا مراد ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ اک طرفہ نسل اور اس کی ذیلی قسموں کے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔

2۔ دوطرفہ نسل اور اس کی ذیلی قسموں کے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔

3۔ نسل اور نسلی گروپ کے معنی بتائیں اور نسل کے وظائف پر روشنی ڈالیں۔

5.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi
2. Dr. Dennis O'Neil,2008, KINSHIP: An Introduction to Descent Systems and Family Organization
3. Karve, Iravati. 1963. Kinship Organisation in India. Kolkata: Asia Publishing House.
4. Dube, Leela 1974. Sociology of Kinship. Popular Prakashan: Bombay.
5. Karve, I. 1994. "The Kinship Map of India". In Patricia Uberoi (ed.) Family, Kinship and Marriage in India. Oxford University Press: New Delhi.
6. Uberoi, Patricia (ed.) 1994. Family, Kinship and Marriage in India. Oxford University Press: New Delhi
7. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life. New Delhi: Viva Books Private Limited.
8. Ferraro, Gary and Susan Andreatta. (2010). Cultural Anthropology: An Applied Perspective. 8th edition. USA: Wadsworth Cengage Learning.
9. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective. Baltimore: Penguin.
10. Dumont, Louis. 1966. 'Marriage in India: The Present State of the Question, III-North India in relation to South'. Contributions to Indian Sociology: Vol.9.

اکائی 6۔ ولدیت اور تکمیلی ولدیت

(Filiation and Complementary Filiation)

اکائی کے اجزا

6.0 تمہید
6.1 مقاصد
6.2 ولدیت: معنی و مفہوم
6.3 نسل اور ولدیت میں فرق
6.4 ولدیت کی قسمیں
6.5 ولدیت کے اثرات
6.6 تکمیلی ولدیت
6.7 ولدیت اور تکمیلی ولدیت کے سلسلے میں قانون کا رول
6.8 اکتسابی نتائج
6.9 کلیدی الفاظ
6.10 نمونہ امتحانی سوالات
6.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد

6.0 تمہید (Introduction)

ولدیت اور تکمیلی ولدیت بشریات، سماجیات اور قانون کے بنیادی تصورات ہیں۔ ولدیت کا تعلق والدین اور بچے کے حیاتیاتی رشتے سے ہے اور تکمیلی ولدیت کا تعلق حیاتیاتی تعلقات سے آگے بڑھ کر سماجی رشتوں سے ہے۔ پچھلی اکائی میں آپ نے نسل کے تصور سے واقفیت حاصل کی اور اس کی قسموں کے بارے میں جانا۔ انسانی سماج میں رشتہ داری کے نظام کو سمجھنے کے لیے جہاں نسل اور نسبت کے تصورات سے واقفیت ضروری ہے وہیں ولدیت (Filiation) کے تصور کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اس اکائی میں آپ ولدیت کے تصور کے

بارے میں جانیں گے۔ ولدیت کے معنی و مفہوم، اس قسموں اور اس کے اثرات کے بارے میں آپ پڑھیں گے۔ آپ اس اکائی میں تکمیلی ولدیت(Complementary Filiation) کے تصور کے بارے میں بھی جانیں گے۔

6.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلبہ کو مندرجہ فوائد حاصل ہوں گے:

- وہ ولدیت کے تصور سے واقفیت حاصل کریں گے۔
- ولدیت اور نسل کے درمیان فرق کے بارے میں آگہی حاصل کریں گے۔
- ولدیت کی قسموں کو جانیں گے۔
- حیاتیاتی ولدیت اور اختیاری ولدیت کے درمیان فرق کو جانیں گے۔
- ولدیت کے اثرات کے بارے میں معلوم کریں گے۔
- تکمیلی ولدیت کے تصور سے واقف ہوں گے۔
- ولدیت اور تکمیلی ولدیت کے سلسلے میں قانونی رول کو جانیں گے۔

6.2 ولدیت: معنی و مفہوم (Meaning of Filiation)

انگریزی لفظ Filiation لاطینی لفظ 'filius' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب بیٹا یا بیٹی ہے۔ ولدیت (Filiation) سے مراد وہ حیاتیاتی یا قانونی تعلق ہے جو ایک بچہ یا بچی اور اس کے ماں باپ کے درمیان ہوتا ہے۔

ولدیت کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ "ولدیت بچہ یا بچی اور اس کے ماں باپ کے درمیان اس تعلق کو کہتے ہیں جو ماں اور باپ دونوں کی جانب سے برابر اہمیت کا حامل ہوتا ہے، قطع نظر اس حقیقت سے کہ نسب کا تعین ماں کی جانب سے ہوتا ہے یا باپ کی جانب سے۔" ولدیت کا تصور نسل کے تصور سے الگ ایک تصور ہے۔ ان دونوں تصورات میں کیا فرق ہے، یہ آپ آگے پڑھیں گے۔ تکمیلی ولدیت (Complementary Filiation) ولدیت کے تصور ہی کی توسیع ہے جس میں حیاتیاتی یا قانونی والدین سے آگے بڑھ کر وہ لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو کسی بچے کی پرورش کرتے ہیں حالانکہ وہ اس کے حیاتیاتی (Biological) یا اختیاری (Adoptive) والدین نہیں ہوتے۔

ولدیت بنیادی طور پر یکے بعد دیگرے آنے والی نسلوں کے درمیان تعلق کا نام ہے۔ یہ تعلق ایک طرف کچھ حقوق اور شناختیں (Identifications) فراہم کرتا ہے جن کا اظہار وراثت اور جانشینی کے حقوق کی شکل میں ہوتا ہے۔ دوسری طرف یہ تعلق محرمات سے شادی کی ممانعت (Incest Taboo) اور احترام (Respect) اور اجتناب (Avoidance) کے رسوم کی صورت میں کچھ حدود میں قائم کرتا ہے۔ مشترک ولدیت کی وجہ سے ایک گھر میں رہنے والے آپس میں بہن بھائی ہوتے ہیں۔ کثیر زنی کی شادی(Polygynous

Marriage) کی صورت میں عام طور پر ان کی درجہ بندی کی جاتی ہے کہ ان کی مشترک ولدیت اک طرفہ ہے یا دوطرفہ۔

ولدیت کی تعریف :"ولدیت بچہ یا بچی اور اس کے ماں باپ کے درمیان اس تعلق کو کہتے ہیں جو ماں اور باپ دونوں کی جانب سے برابر اہمیت کا حامل ہوتا ہے، قطع نظر اس حقیقت سے کہ نسب کا تعین ماں کی جانب سے ہوتا ہے یا باپ کی جانب سے۔"

6.3 نسل اور ولدیت میں فرق(Difference between Descent and Filiation)

ولدیت (Filiation)کی اصل والدین کی جائز اولاد ہونا ہے اور یہ عام طور پر دو طرفہ) Bilateral (ہوتی ہے۔یعنی اولاد والدین میں سے دونوں کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ نسل کی ایک قانونی حیثیت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے نسل کا تعین سلسلہ نسب یعنی کسی مخصوص جد اعلی کی اولاد ہونے سے ہوتا ہے۔ پدری سماج میں، ایک شخص کی نسل (Descent)اور ولدیت(Filiation)دونوں کا تعلق اپنے باپ کی جانب ہوتا ہے۔ مگر ماں کی جانب صرف ولدیت کا تعلق ہوتا ہے۔ ولدیت صرف گھریلو تناظر میں اہمیت رکھتی ہے جب کہ نسل سیاسی و قانونی تناظر میں اہم ہے۔ نسل عام طور پر اک طرفہ ہوتی ہے جب کہ ولدیت ہمیشہ دوطرفہ ہوتی ہے۔

میئر فورٹس نے نسل اور ولدیت کے درمیان فرق کیا ہے۔ اس کے مطابق نسل کا تعلق اس جینیاتی رشتے سے ہے جو ایک شخص اور اس کے جد اعلی کے مابین معروف ہوتا ہے۔ جبکہ ولدیت کا تعلق اس رشتے سے ہے جو ایک شخص اور اس کے والدین کے مابین، ان کی اولاد ہونے کی وجہ سے، پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ اس رشتے کو ظاہر کرتی ہے جو کسی کی جائز اولاد ہونے کی بنیاد پر پیدا ہو جاتی ہے۔ فرد کا اس کے والدین سے تعلق ولدیت ہے جب کہ اس کا اس کے آباو اجداد سے تعلق نسل کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ولدیت کے مقابلے میں نسل کے اندر گہرائی ہوتی ہے۔

6.4 ولدیت کی قسمیں(Types of Filiation)

ولدیت کو دو حصوں کو تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1. حیاتیاتی ولدیت(Biological Filiation):

حیاتیاتی ولدیت سے مراد وہ جینیاتی تعلق ہے جو ماں یا باپ اور بچوں کو جوڑتا ہے۔ یہ ولدیت کی سب سے عام قسم ہے۔ اس تعلق کو جینیاتی تفتیش کے ذریعہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔

2. اختیاری ولدیت (Adoptive Filiation)

اختیاری ولدیت قانونی طور پر قائم کیا جانے والا رشتہ ہے جس میں ایک مرد یا عورت یا دونوں کسی ایسے شخص کو جو ان کی حیاتیاتی اولاد نہیں ہوتی، گود لے کر اس کے والدین کا کردار اختیار کر لیتے ہیں۔

6.5 ولدیت کے اثرات(Impact of Filiation)

ولدیت کے مختلف پہلوؤں سے نمایاں اثرات ہوتے ہیں:

- خاندانی نسب کو ثابت کرنے میں ولدیت کا بہت اہم رول ہوتا ہے۔ اسی طرح وراثت کے حقوق کے ثبوت میں ولدیت کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔
- بچوں کے سلسلے میں حقوق و فرائض کے تعین میں ولدیت کا اہم رول ہوتا ہے۔یعنی بچے کس کی تحویل میں ہوں گے ؟ کون بچوں کی کفالت اور نگہداشت کرے گا؟ اس طرح کے امور کو طے کرنے کے ضروری ہے کہ ولدیت ثابت ہو۔
- والدین اور بچوں دونوں پر ولدیت کے بہت زیادہ جذباتی اور نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس تعلق کے نتیجے میں والدین اور بچوں کے درمیان باہمی الفت و محبت کا ایک اٹوٹ رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔

6.6 تکمیلی ولدیت (Complementary Filiation)

تکمیلی ولدیت وہ سماجی و جذباتی تعلق ہے جو ایک بچے اور ان افراد کے درمیان پایا جاتا ہے جو اس بچے کے حیاتیاتی یا قانونی والدین نہ ہوں۔ تکمیلی ولدیت، ولدیت کے تصور کو وسیع کرتی ہے اور حیاتیاتی تعلق یا لے پالک کے تعلق سے آگے لے جاتی اور ان سماجی اور جذباتی تعلقات کو اہمیت دیتی ہے جو بچے اور ان افراد کے مابین موجود ہوتے ہیں اور جو بچے کے حیاتیاتی یا گود لینے والے والدین نہ ہو کر بھی، اس کی پرورش میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

تکمیلی ولدیت کے سلسلے میں مختلف ثقافتوں میں مختلف نظریات اور رواج پائے جاتے ہیں۔ مثلاً کئی افریقی معاشروں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ ایک بچے کی پرورش کے لیے پورے گاؤں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے نتیجے میں وہاں تکمیلی ولدیت کے پیچیدہ نظام پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح پولینیشیا کے ملکوں میں "fakafāmili" کے نام سے ایک نظام رائج ہے جہاں حیاتیاتی والدین کی غیر موجودگی میں دیگر رشتے دار بچوں کی کفالت کرتے ہیں اور اس طرح تکمیلی ولدیت کا تعلق پیدا ہوتا ہے۔

صنف	ولدیت	تکمیلی ولدیت
تعریف	بچے اور والدین کے درمیان حیاتیاتی یا قانونی رشتہ	بچے اور ان افراد کے درمیان سماجی و جذباتی رشتہ جو بچے کے حیاتیاتی یا قانونی والدین نہ ہوں
قسمیں	حیاتیاتی اور اختیاری ولدیت	اس کی کوئی مخصوص قسم نہیں ہے
ثقافتی حیثیت	یہ آفاقی سطح پر تسلیم شدہ ہے	اسے مختلف ثقافتوں میں الگ الگ حیثیت حاصل ہے
قانونی حیثیت	یہ وسیع پیمانے پر قانونی طور پر تسلیم شدہ ہے	اسے مختلف عدالتی دائروں میں الگ الگ قانونی حیثیت حاصل ہے

روایتی طور پر قانونی نظام کی توجہ حیاتیاتی یا اختیاری ولدیت ہی پر مرکوز رہی ہے۔ اب کئی عدالتی دائروں میں تکمیلی ولدیت کو بھی تسلیم کیا جانے لگا ہے۔

> تکمیلی ولدیت کی تعریف: تکمیلی ولدیت وہ سماجی و جذباتی تعلق ہے جو ایک بچے اور ان افراد کے درمیان پایا جاتا ہے جو اس بچے کے حیاتیاتی یا قانونی والدین نہ ہوں۔

6.7 ولدیت اور تکمیلی ولدیت کے سلسلے میں قانون کا رول

(Role of Law in Filiation and Complementary Filiation)

تکمیلی ولدیت وہ سماجی و جذباتی تعلق ہے جو ایک بچے اور ان افراد کے درمیان پایا جاتا ہے جو اس بچے کے حیاتیاتی ولدیت اور تکمیلی ولدیت کو سمجھنے میں قانونی فریم ورک کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ قوانین ولدیت اور تکمیلی ولدیت کے تعلقات کے قیام، ثبوت اور ان کے عواقب و اثرات کو طے کرتے ہیں۔

ولدیت کا قانونی پہلو:

ولدیت روایتی طور پر عائلی قوانین کا اہم حصہ رہی ہے جن میں اس اس کے ثبوت اور اس کے بارے میں نزاعات کے تصفیے کے لیے طے شدہ طریقے موجود ہیں۔

ا۔ ولدیت کا ثبوت:

ولدیت کو ایک متعین عرصے کے اندر بچے کی پیدائش کو ریکارڈ کرکے ثابت کیا جاتا ہے۔ حمل ٹھہرنے یا بچے کے پیدائش کے وقت میں والدین کا آپس میں شادی شدہ ہونا بھی ولدیت کے ثبوت کے طور پر مانا جاتا ہے۔

۲۔ نزاعات کا تصفیہ:

ولدیت کے بارے میں نزاعات قانونی کارروائی کے ذریعے حل کیے جاسکتے ہیں۔ اس صورت میں عام طور پر حیاتیاتی تعلق کو طے کرنے کے لیے جینیاتی تفتیش کی مدد لی جاتے ہیں۔

تکمیلی ولدیت کا قانونی پہلو:

تکمیلی ولدیت کی قانونی حیثیت مختلف عدالتی دائروں میں ایک جیسی نہیں ہے۔ سماجی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ بھی اس کے قانونی حیثیت میں تبدیلی ہورہی ہے۔ تکمیلی ولدیت کا معاملہ ولدیت کی طرح سادہ نہیں ہے۔ اس میں عام طور پر عدالت کی مداخلت اور بچے کے بہترین مفاد کا جائزہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

ا۔ عدالتی مداخلت:

افراد کو نفسیاتی والدین کے طور پر تسلیم کرتے ہوئے، فرد اور بچے کے درمیان رشتہ کی مدت اور کیفیت کو مد نظر رکھ کر

عدالتیں فیصلے کر سکتی ہیں۔

۲۔ بچے کا بہترین مفاد:

بچے کا بہترین مفاد وہ معیار ہے جسے اکثر عدالتیں بچے کی کسٹڈی، بچے سے ملاقات وغیرہ امور کو طے کرتے ہوئے ملحوظ رکھتی ہیں۔

6.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے:

- ولدیت کے تصور سے واقفیت حاصل کی۔
- ولدیت اور نسل کے درمیان فرق کے بارے میں جانا۔
- ولدیت کی قسموں کے بارے میں بھی پڑھا۔ اب آپ حیاتیاتی ولدیت اور اختیاری ولدیت کے بارے میں اظہار خیال کر سکتے ہیں۔
- ولدیت کے مختلف اثرات کے بارے میں بھی اس اکائی کے مطالعے کے ذریعے معلومات حاصل کیں۔
- ولدیت کے تصور کے ساتھ تکمیلی ولدیت کے تصور سے واقفیت حاصل کی۔
- ولدیت اور تکمیلی ولدیت کے سلسلے میں قانون کے رول کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔

6.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

- ولدیت (Filiation): وہ حیاتیاتی یا قانونی تعلق جو ایک بچہ یا بچی اور اس کے ماں باپ کے درمیان ہوتا ہے۔
- حیاتیاتی ولدیت (Biological Filiation): وہ جینیاتی تعلق جو ماں یا باپ اور بچوں کو جوڑتا ہے۔
- اختیاری ولدیت (Adoptive Filiation): وہ قانونی تعلق جو ماں یا باپ اور بچوں کو جوڑتا ہے۔
- تکمیلی ولدیت (Complementary Filiation): وہ سماجی و جذباتی تعلق جو ایک بچے اور ان افراد کے درمیان جو اس بچے کے حیاتیاتی یا قانونی والدین نہ ہوں۔

6.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Type Questions)

1. وہ حیاتیاتی یا قانونی تعلق جو ایک بچہ یا بچی اور اس کے ماں باپ کے درمیان ہوتا ہے __________ کہلاتا ہے۔

الف۔ ولدیت　　ب۔ نسل　　ج۔ اخوت　　د۔ خاندان

2. وہ جینیاتی تعلق جو ایک بچہ یا بچی اور اس کے ماں باپ کے درمیان ہوتا ہے __________ کہلاتا ہے۔

الف۔ ولدیت　　ب۔ اختیاری ولدیت　　ج۔ حیاتیاتی ولدیت　　د۔ تکمیلی ولدیت

3. وہ قانونی تعلق جو ایک بچہ یا بچی اور اس کے ماں باپ کے درمیان ہوتا ہے __________ کہلاتا ہے ۔

الف۔ولدیت ب۔اختیاری ولدیت ج۔حیاتیاتی ولدیت د۔ تکمیلی ولدیت

4. وہ سماجی و جذباتی تعلق جو ایک بچہ یا بچی اور ان افراد کے درمیان ہوتا ہے جو اس کے حیاتیاتی یا قانونی والدین نہ ہو کر بھی اس کی پرورش کرتے ہیں، __________ کہلاتا ہے ۔

الف۔ولدیت ب۔اختیاری ولدیت ج۔حیاتیاتی ولدیت د۔ تکمیلی ولدیت

5. ولدیت ہمیشہ _______ ہوتی ہے۔

الف۔اک طرفہ ب۔دوطرفہ ج۔سہ طرفہ د۔چہار طرفہ

6. ولدیت کے برعکس ______ عام طور پر اک طرفہ ہوتی ہے۔

الف۔ولدیت ب۔نسل ج۔خاندان د۔کنبہ

7. لاطینی لفظ 'filius' کا مطلب ________ ہے۔

الف۔ماں یا باپ ب۔خاندان ج۔بھائی یا بہن د۔بیٹا یا بیٹی

8. مشترک ولدیت کی وجہ سے ایک گھر میں رہنے والے آپس میں ________ ہوتے ہیں۔

الف۔بہن بھائی ب۔باپ بیٹے۔ ج۔ماں باپ د۔دادادادی

9. _______ کو مختلف عدالتی دائروں میں الگ الگ قانونی حیثیت حاصل ہے۔

الف۔ولدیت ب۔حیاتیاتی ولدیت ج۔ تکمیلی ولدیت د۔جینیاتی ولدیت

10۔ فرد کا اس کے والدین سے تعلق ولدیت ہے جب کہ اس کا اس کے آباواجداد سے تعلق ______ کہلاتا ہے

الف۔ولدیت ب۔ تکمیلی ولدیت ج۔نسل د۔اختیاری ولدیت

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ولدیت کی تعریف کریں۔

2. حیاتیاتی ولدیت کا کیا مفہوم ہے؟

3. اختیاری ولدیت کسے کہتے ہیں؟

4. تکمیلی ولدیت سے کیا مراد ہے؟

5. ولدیت کے اثرات پر مختصر روشنی ڈالیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ولدیت کے مفہوم پر روشنی ڈالیں اور ولدیت اور نسل میں فرق کی نشاندہی کریں۔
2. ولدیت کی مختلف قسموں کے بارے میں لکھیں۔
3. ولدیت اور تکمیلی ولدیت کے سلسلے میں قانون کے رول پر روشنی ڈالیں۔

6.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Harold W Scheffler. (2000). Filiation and Affiliation, Routledge, Oxfordshire
2. Park, A. (2003). Filiation and Affiliation. Harvard University Press, Cambridge
3. William Halse Rivers.(2011).Kinship and social organization, Routledge, New Delhi
4. Dr. Dennis O'Neil.(2008).KINSHIP: An Introduction to Descent Systems and Family Organization
5. Mnookin, R.H., & Weisberg, D.K. (2014). Child, Family, and State: Problems and Materials on Children and the Law. Wolters Kluwer Law & Business.
6. Karve, Iravati. (1963) . Kinship Organisation in India. Kolkata: Asia Publishing House.
7. Dube, Leela 1974. Sociology of Kinship. Popular Prakashan: Bombay.
8. Parkinson, Patrick. (2011). Family law and the indissolubility of parenthood. Cambridge University Press, Cambridge.
9. Uberoi, Patricia (ed.) 1994. Family, Kinship and Marriage in India. Oxford University Press: New Delhi
10. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life. New Delhi: Viva Books Private Limited.
11. Ferraro, Gary and Susan Andreatta. (2010). Cultural Anthropology: An Applied Perspective. 8th edition. USA: Wadsworth Cengage Learning.

اکائی 7۔ شادی، نسبت اور تحائف

(Marriage, Alliance, Presentations)

اکائی کے اجزا

7.0 تمہید
7.1 مقاصد
7.2 شادی کے معنی اور تعریف
7.3 نسبت کا تصور
7.4 شادی کے وظائف
7.5 شریک حیات کے انتخاب کے قوانین
7.6 شریک حیات کے انتخاب کی بنیاد پر شادی کی قسمیں
7.7 اکتسابی نتائج
7.8 کلیدی الفاظ
7.9 نمونہ امتحانی سوالات
7.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

7.0 تمہید (Introduction)

رشتہ داری کے نظام (Kinship System) کو سمجھنے کے لیے نسل (Descent) کے تصور کے ساتھ ساتھ نسبت (Alliance) کے تصور کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ پچھلی اکائی میں آپ رشتہ داری کے مطالعے کے لیے وضع کیے جانے والے نسل اور نسبت کے نقطہ ہائے نظر اور نسل کے تصور اور اس کی قسموں سے واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ اس اکائی میں آپ نسبت کے تصور، شادی کی تعریف، اہمیت، وظائف اور اس کی قسموں وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

7.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ کو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے:

- شادی کے معنی اور اس کی مختلف تعریفات کو جانیں گے۔
- نسبت کے تصور کو سمجھیں گے۔
- شادی کے وظائف کے بارے میں آگہی حاصل کریں گے۔
- شریک حیات کے انتخاب کے بارے میں جانکاری حاصل کریں گے۔
- شریک حیات کے انتخاب کے بنیاد پر شادی کی قسموں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

7.2 شادی کے معنی اور تعریف (Meaning and Definition of Marriage)

شادی کا ادارہ تمام سماجوں میں پایا جاتا ہے گرچہ شادی کے طریقے ان میں مختلف ہوتے ہیں۔ یہ ایک آفاقی مظہر ہے۔ شادی کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں۔

جارج پیٹر مرڈاک کے مطابق "شادی ایک آفاقی ادارہ ہے جس میں ایک ساتھ رہائش، معاشی تعاون اور انفرادی خاندان (Nuclear family) کی تشکیل شامل ہیں"۔

"Marriage is a universal institution that involves residential co-habitation, economic co-operation and the formation of the nuclear family." (George Peter Murdock)

ویسٹر مارک کے مطابق "ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ایک ایسا تسلیم شدہ اتحاد ہے جس میں دونوں ساتھ رہتے ہیں اور تسلیم شدہ باہمی جنسی حقوق رکھتے ہیں۔"

"Marriage is a recognised union between a man and a woman, that the spouse live together and that the couple have clearly recognised mutual sexual rights." (Westermarck)

شادی کی ان تعریفات کو آفاقی تعریف نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہ شادی کی تمام قسموں مثلاً کثیر ازدواجی وغیرہ کا احاطہ نہیں کرتیں، نہ ہی یہ تعریفات ان شادیوں کا احاطہ کرتی ہیں جن میں جوڑے الگ الگ رہائش اختیار کرتی ہیں اور جہاں بچوں کی پرورش کی ذمہ داری باپ کے بجائے بچہ یا بچی کے ماموں پر ہوتی ہے۔

شادی کی ایک اور تعریف یوں ہے۔

"شادی ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ایسا اتحاد ہے جس میں عورت کو پیدا ہونے والی اولاد کو ماں اور باپ دوونوں کی جائز

اولاد سمجھا جاتا ہے۔"

"Marriage is a union between a man and a woman such that the children born to the woman are recognised as legitimate offspring of both partners" " (Notes and Queries on Anthropology 1951: 111)

7.3 نسبت کا تصور (The Concept of Alliance)

نسبت وہ تصور ہے جس میں لوگوں کو کسی سر گرمی میں ایک دوسرے سے جوڑا جاتا ہے۔ انسانی سماج میں لوگوں کو شادی کے ذریعے سے ایک دوسرے سے جوڑا جاتا ہے۔ عورتوں کے تبادلے کے ذریعے دو گروہوں کے درمیان شادی منعقد ہوتی ہے۔ مختلف سماجوں میں شادی کے مختلف اصول پائے جاتے ہیں جن کی ان کے ممبران کو پابندی کرنی پڑتی ہے۔شادی کے تبادلے کے مختلف طریقے ہیں جو ہر سماج میں الگ الگ ہیں۔ایک نظریہ جو تبادلے کے عام طریقوں کے متعلق بحث کرتا ہے،اسے نظریہ نسبت(Alliance Theory) کہتے ہیں جس کا آغاز کلاوڈ لیویسٹراس(Claude Levi-Strauss) کی کتاب(Elementary Structures of Kinship) سے ہوا ہے۔

محرمات کے ساتھ جنسی تعلق کی حرمت(Incest taboo) اپنے گروہ سے باہر شادی کے رواج(Exogamy) کو فروغ دینے کا ایک سبب بنا۔لیویسٹراس شادی کے تبادلے کے دو نمونوں کے بارے میں بات کرتا ہے۔

1۔ بنیادی اسٹرکچر(Elementary structure)

2۔ پیچیدہ اسٹرکچر(Complex structure)

1۔ بنیادی اسٹرکچر(Elementary structure): یہ شادی کے مثبت اصولوں کے بارے میں بتاتا ہے۔یعنی یہ بتاتا ہے کہ ایک شخص کو کس سے شادی کرنی چاہیے۔ قابل ازدواج طبقے کا تعین رشتہ دار کے مرتبے سے ہوتا ہے۔ بنیادی اسٹرکچر اصلاً دو تبادلوں کے بارے میں بتاتا ہے۔

(الف) محدود تبادلہ (Restricted Exchange)

یہ تبادلہ دو گروہوں کے درمیان پیش آتا ہے مثلاً ایک گروپ بیوی دینے والا ہوتا ہے اور دوسرا بیوی لینے ولا ہوتا ہے۔ عورتوں کا تبادلہ ان دو گروپوں کے مابین ہی پیش آتا ہے۔

(ب) عمومی تبادلہ(Generalized Exchange)

اس میں مختلف گروپ شامل ہوتے ہیں اور تبادلہ چکراتی(circular) انداز میں پیش آتا ہے۔

2۔ پیچیدہ اسٹرکچر(Complex structure)

یہ شادی کے منفی اصولوں کے بارے میں بتاتا ہے۔ یہاں شریک حیات کا اختیار عدم قرابت داری کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

شادی کے مثبت اور منفی اصولوں کو ہندوستان کے تناظر میں سمجھا جاسکتا ہے۔ شمالی ہند میں شادی کے قوانین منفی قوانین کہلاتے

ہیں کیونکہ وہاں کئی درجوں تک کزنس سے شادی کی ممانعت ہے۔ایک شخص اپنے باپ کی طرف سے سات درجوں تک کسی سے شادی نہیں کر سکتا ہے اور اپنی ماں کی طرف سے پانچ درجوں تک کسی سے شادی نہیں کر سکتا۔ کنبے کے باہر شادی(clan exogamy) اور بالا ازدواج (hypergamy)کا رواج ہے۔ایک شخص کو اپنے گوتر سے باہر شادی کرنی ہوتی ہے۔ جنوبی ہند میں شادی کے قوانین مثبت ہیں۔ یہاں ایک شخص اپنی بڑی بہن کی بیٹی اور اپنی پھوپھی زاد بہن سے شادی کر سکتا ہے۔ یہاں جو خاندان بیٹی لیتا ہے وہ واپس بیٹی دیتا ہے۔

بروں ازدواج(مرد کا قبیلے سے باہر غیروں میں شادی کرنا۔(exogamy) (گروپوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط کرتی ہے اور سماجی تعلقات کو بڑھاوا دیتی ہے۔

7.4 شادی کے وظائف (Functions of Marriage)

شادی دو افراد کو شوہر اور بیوی کی حیثیت سے ایک ساتھ زندگی گزارنے کی سماجی اجازت کا نام ہے۔اس کے کئی اثرات اور وظائف ہیں۔ ذیل میں شادی کے کچھ وظائف بیان کیے جارہے ہیں۔

1۔ جنسی ضرورت کی تکمیل:

شادی کے ذریعے دو افراد یکجا ہوتے ہیں اور سماج میں مقبول طریقے پر ایک دوسرے سے اپنی جنسی ضرورت کی تکمیل کرتے ہیں۔ سماج میں لوگ شادی کے بندھن کے اندر ہی جنسی ضرورت کی تکمیل کر سکتے ہیں باہر نہیں۔ اس طرح شادی جنسی عمل کی ضابطہ بندی کا کام کرتی ہے۔ سماج شادی کے ادارے کے ذریعے جنسی حقوق کو متعین کرتا ہے۔یہ محرمات کے ساتھ جنسی تعلق کی حرمت کو برقرار رکھنے میں بھی مددگار ہوتا ہے۔

2۔ بچوں کی پیدائش اور پرورش:

شادی کے وظائف میں سب سے اہم وظیفہ بچوں کی پیدائش اور پرورش و پرداخت ہے۔ سماج ان بچوں کو تسلیم کرتا ہے جو شادی کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اور سماج کے معمولات (Norms) کے مطابق انہیں ایک منسوب مرتبہ (ascribed status) حاصل ہوتا ہے۔ایک انسانی بچہ اپنی بقا کے لیے جانور کے بچے کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ توجہ اور حفاظت کا محتاج ہوتا ہے۔ چنانچہ بچوں کی پیدائش کے ساتھ ہی ان کی پرورش اور نگہداشت بھی شادی شدہ جوڑے کا اہم فریضہ ہوتا ہے۔خاندان کے ادارے کے اندر والدین اور بچوں کے حقوق و فرائض متعین ہوتے ہیں۔

2۔ معاشی ضرورتوں کی تکمیل

شادی انسان کی معاشی سرگرمیوں میں قابل قدر اور قابل اعتماد تعاون فراہم کرتی ہے۔شوہر اور بیوی ایک دوسرے کا معاشی تعاون کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی معاشی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ اپنے بچوں کی معاشی ضرورتوں جیسے غذا، لباس، رہائش ، تعلیم، طبی امداد وغیرہ کی تکمیل کرتے ہیں۔ روایتی طور پر سماج میں شوہر پر کمانے کی ذمہ داری ہوتی تھی اور بیوی کا کام اپنے شوہر کی کمائی میں

گھر چلانا ہوتا تھا۔ جدید سماج میں صورتحال میں تبدیلی آرہی ہے۔ شوہر اور بیوی دونوں کماتے ہیں اور گھر کے اخراجات کا بار اٹھاتے ہیں۔

3۔ رفاقت اور نفسیاتی سپورٹ

شادی مرد و عورت کو شوہر اور بیوی کی شکل میں ایک مستقل رفیق شریک حیات فراہم کرتی ہے۔ ابتدا میں عام طور پر دونوں اجنبی ہوتے ہیں لیکن گزرتے وقت کے ساتھ وہ ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے لگتے ہیں اور ایک دوسرے کے سماجی، معاشی اور نفسیاتی طور پر معاون و مددگار بن جاتے ہیں۔

4۔ سماجی وظیفہ

شادی خاندان کی تشکیل کا ذریعہ ہے۔ شادی مرد اور عورت کو سماج میں شوہر اور بیوی کی حیثیت دیتی ہے۔ کئی معاشروں میں یہ سماجی معمول ہے کہ صرف شادی شدہ افراد ہی رسومات میں حصہ لے سکتے ہیں۔ شادی کے ذریعے نئے رشتے بنتے ہیں اور فرد کے سماجی نیٹ ورک میں توسیع ہوتی ہے۔ شادی صرف دو افراد کو آپس میں نہیں جوڑتی بلکہ دو خاندانوں کو آپس میں جوڑتی ہے۔

7.5 شریک حیات کے انتخاب کے قوانین (Rules behind spouse selection)

شادی کے سلسلے میں ہر سماج کے اپنے معمولات (norms) ہوتے ہیں جو یہ طے کرتے ہیں کہ کس سے شادی کی جاسکتی ہے اور کس سے نہیں۔ کچھ معاشروں میں مناسبت (Suitability) کے کچھ قوانین ہوتے ہیں جن کا ہر شخص کو خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ایک مرد یا عورت شادی کے لیے کسی ایسے شخص کا انتخاب ممنوع ہوتا ہے جو مناسب کے زمرے میں شامل نہ ہو۔ مثلاً ہندو سماج میں ایک اونچی کی ذات عورت اپنے سے نچلی ذات کے مرد سے شادی نہیں کر سکتی۔ وہ معمولات جن کی، مناسب زمرے ہو سکے بہت کم افراد کے دستیاب ہونے کے باوجود سختی سے پابندی کی جاتی ہے، ان کو مقرر کردہ معمولات (Prescribed norms) کہتے ہیں۔ وہ معمولات جن کو ترجیح دی جاتی ہے مگر ان کی سختی سے پابندی نہیں کی جاتی، انہیں ترجیحی معمولات (Preferential norms) کہتے ہیں۔

مقرر کردہ معمولات (**Prescribed Norms**)

الف۔ محرمات سے شادی کی ممانعت (Incest taboo): محرمات سے شادی کی ممانعت ایک آفاقی معمول کے طور پر تمام معاشروں میں ہے۔ اس سے مراد ایسے دو افراد کے درمیان جنسی یا ازدواجی تعلق ہے جو خونی رشتے سے آپس میں بندھے ہوں یا ایک ہی انفرادی خاندان (Nuclear family) سے تعلق رکھتے ہوں۔ بعض معاشروں میں قریبی رشتہ داروں سے شادی کرنا بھی ممنوع ہے۔ مثلاً شمالی ہند کے ہندوؤں میں کزن کے درمیان، ماموں سے، پھوپھی سے اور چچا سے شادی کرنا منع ہے۔

ب۔ بروں ازدواج (Exogamy): یہ وہ معمول ہے جس کے مطابق ایک شخص کو اس مخصوص گروپ سے باہر شادی کرنی ہوتی ہے جس کا وہ ممبر ہوتا ہے۔ مثلاً رشتہ داروں کا گروپ، خاندان، کنبہ، دیہاتی گروہ یا ایسا کوئی سماجی گروہ جس سے وہ تعلق رکھتا ہے۔

ج۔ دروں ازدواج (Endogamy): یہ وہ معمول ہے جس کے مطابق فرد کو اس سماجی گروہ کے اندر شادی کرنی ہوتی ہے جس

سے وہ تعلق رکھتا ہے۔وہ سماجی گروہ عام طور پر اس کا اپنا قبیلہ، ذات، مذہب ہوتا ہے۔شاذونادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ اس کنبے (Clan) میں شامل ہو۔قبیلے دروں زواجی (endogamous) سماجی اکائی ہوتے ہیں۔ہندوؤں کے یہاں ذات دروں زواجی سماجی اکائی ہوتے ہیں۔مگر قدیم زمانے ہی سے بین ذاتی شادیوں کی بالا ازدواج (Hypergamy) اور تحت ازدواج (Hypogamy) کے قوانین کے تحت اجازت دی گئی ہے۔

د۔ بالا ازدواج :(Hypergamy) وہ سماجی معمول ہے جس کے مطابق اونچی ذات کا لڑکا نچلی ذات کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے۔مثلاً برہمن لڑکا کسی بھی نچلی ذات کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے۔

5۔ تحت ازدواج :(Hypogamy) شادی کی وہ قسم ہے جس میں نچلی ذات کا لڑکا اونچی ذات کی لڑکی سے شادی کرتا ہے۔روایتی ہندوستانی سماج میں اس طرح کی شادیوں کو پسند نہیں کیا جاتا تھا۔چنانچہ ایک برہمن لڑکی کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ کسی نچلی ذات کے لڑکے سے شادی کرلے اور اس شادی کو سماجی مقبولیت حاصل ہو۔

ترجیحی معمولات (Preferential Norms)

الف۔ متوازی کزن کی شادی (Parallel cousin marriage)

دو بھائیوں یا دو بہنوں کی اولاد کے مابین شادی کو متوازی کزن کی شادی (Parallel cousin marriage) کہتے ہیں۔اس طرح کی شادیوں کا مقصد دو بھائیوں یا دو بہنوں کے درمیان رشتہ کو مضبوط کرنا ہوتا ہے۔اس طرح کی شادیاں کنبہ کا دروں ازدواج سے (clan exogamy) مستثنیٰ ہیں۔

ب۔ مقابل کزن کی شادی (Cross cousin marriage)

اس سے مراد کسی شخص کی اپنے (ماموں کی بیٹی) ماموں زاد بہن یا پھوپھی کی بیٹی (پھوپھی زاد بہن) سے شادی ہے۔یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد کسی لڑکی کی اپنے ماموں کے بیٹے (ماموں زاد بھائی) یا اپنے پھوپھی کے بیٹے (پھوپھی زاد بھائی) سے شادی ہے۔ اس طرح کی شادی کو ہندوستان کے کئی علاقوں میں ترجیح دی جاتی ہے۔مثلاً مدھیہ پردیش اور جھارکھنڈ کے بعض قبائل میں۔ مہاراشٹر میں بھی اس کا رواج ہے۔جنوبی ہند کے ہندوؤں میں ماموں سے شادی مقرر کردہ معمول ہے۔

ج۔ لیویریٹ (Levirate): اس رواج کے مطابق ایک بیوہ اپنے شوہر کے بھائی سے شادی کرتی ہے۔عام طور پر شوہر کا چھوٹا بھائی بیوہ سے شادی کرتا ہے۔یہ نیلگری پہاڑ کے ٹوڈا قبیلے میں عام ہے۔

د۔ سورو ریٹ (Sororate) : یہ وہ رواج ہے جس کے مطابق کوئی شخص اپنی وفات شدہ بیوی کی چھوٹی بہن سے شادی کرتا ہے۔ یہ رواج وسطی ہندوستان کے قبائل مثلاً گونڈ اور بائیگا میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔

7.6 شریک حیات کے انتخاب کی بنیاد پر شادی کی قسمیں

(Types of marriages on the basis of selection of mates)

شریک حیات کے انتخاب کے مقرر کردہ معمولات اور ترجیحی معمولات کی بنیاد پر شادی کی مختلف قسمیں وجود میں آتی ہیں جو اس طرح ہیں۔

- بروں ازدواج (Exogamy)
- دروں ازدواج (Endogamy)
- بالا ازدواج (Hypergamy)
- تحت ازدواج (Hypogamy)
- متوازی کزن سے شادی (Parallel cousin marriage)
- مقابل کزن سے شادی(Cross cousin marriage)
- لیویریٹ کزن سے شادی(Levirate)
- سوروریٹ کزن سے شادی(Sororate)

شریک حیات کی تعداد کے اعتبار سے شادی کی کچھ مزید قسمیں ہیں جن کی تفصیل آپ اگلی اکائی میں پڑھیں گے۔

7.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی میں آپ نے نسبت کے تصور، اس کی قسموں، شادی کے معنی، اس کے وظائف وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ آپ نے یہ جانا کہ شادی کے کیا کیا حیاتیاتی، معاشی اور سماجی وظائف ہیں۔ آپ نے شریک حیات کے انتخاب کے سلسلے میں پائے جانے والے مختلف سماجی معمولات سے بھی واقفیت حاصل کی جن میں کچھ مقرر کردہ معمولات ہیں جن کی پابندی کرنا ضروری ہے اور کچھ ترجیحی معمولات ہیں جن کو ترجیح دی جاتی ہے مگر ان کی سختی سے پابندی نہیں کی جاتی۔ شریک حیات کے انتخاب سے متعلق پائے جانے والے سماجی معمولات کی بنیاد پر وجود میں آنے والی شادی کی مختلف قسموں کے بارے میں بھی آپ کو معلومات فراہم ہوئیں۔

7.8 کلیدی الفاظ (Keywords)

نسبت(Alliance):لوگوں کو شادی کے ذریعے سے ایک دوسرے سے جوڑنے کے عمل کو نسبت کہتے ہیں۔

شادی (Marriage): شادی ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ایسا اتحاد جس میں عورت کو پیدا ہونے والی اولاد کو ماں اور باپ دونوں کی جائز اولاد سمجھا جاتا ہے۔

مقرر کردہ معمول(Prescribed norms): وہ معمولات جن کی شریک حیات کے انتخاب میں سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔
ترجیحی معمول(Preferential norms): وہ معمولات جن کو شریک حیات کے انتخاب میں ترجیح دی جاتی ہے مگر ان کی سختی سے پابندی نہیں کی جاتی۔
دروں ازدواج(Endogamy)وہ معمول جس کے مطابق فرد کو اس سماجی گروہ کے اندر شادی کرنی ہوتی ہے جس سے وہ تعلق رکھتا ہے۔
بروں ازدواج(Exogamy)وہ معمول جس کے مطابق ایک شخص کو اس مخصوص گروپ سے باہر شادی کرنی ہوتی ہے جس کا وہ ممبر ہوتا ہے۔
بالا ازدواج(Hypergamy)وہ سماجی معمول جس کے مطابق اونچی ذات کا لڑکا نچلی ذات کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے۔
تحت ازدواج(Hypogamy)شادی کی وہ قسم ہے جس میں نچلی ذات کا لڑکا اونچی ذات کی لڑکی سے شادی کرتا ہے۔
یویرٹیٹ(Levirate):وہ رواج کے مطابق ایک بیوہ اپنے شوہر کے بھائی سے شادی کرتی ہے۔
د۔سوروریٹ(Sororate) :یہ وہ رواج جس کے مطابق کوئی شخص اپنی وفات شدہ بیوی کی چھوٹی بہن سے شادی کرتا ہے۔

7.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات(Objective Type Questions)

1۔وہ سماجی معمولات جن کی شریک حیات کے انتخاب میں سختی سے پابندی کی جاتی ہے ____________ معمولات کہلاتے ہیں۔

الف۔مقرر کردہ ب۔ترجیحی ج۔سماجی د۔ازدواجی

2۔ وہ معمولات جن کو شریک حیات کے انتخاب میں ترجیح دی جاتی ہے مگر ان کی سختی سے پابندی نہیں کی جاتی ____ معمولات کہلاتے ہیں۔

الف۔مقرر کردہ ب۔ترجیحی ج۔سماجی د۔ازدواجی

3۔:وہ معمول جس کے مطابق فرد کو اس سماجی گروہ کے اندر شادی کرنی ہوتی ہے جس سے وہ تعلق رکھتا ہے __________ کہلاتا ہے۔

الف۔دروں ازدواج ب۔بروں ازدواج ج۔بالا ازدواج د۔تحت ازدواج

4۔وہ معمول جس کے مطابق ایک شخص کو اس مخصوص گروپ سے باہر شادی کرنی ہوتی ہے جس کا وہ ممبر ہوتا ہے ________ کہلاتا ہے۔

الف۔دروں ازدواج ب۔بروں ازدواج ج۔بالا ازدواج د۔تحت ازدواج

5۔وہ سماجی معمول جس کے مطابق اونچی ذات کا لڑکا نچلی ذات کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے،اسے _________ کہتے ہیں۔

الف۔دروں ازدواج ب۔بروں ازدواج ج۔بالا ازدواج د۔تحت ازدواج

6۔شادی کی وہ قسم جس میں نچلی ذات کا لڑکا اونچی ذات کی لڑکی سے شادی کرتا ہے،اسے __________ کہتے ہیں۔

الف۔دروں ازدواج ب۔بروں ازدواج ج۔بالا ازدواج د۔تحت ازدواج

7۔وہ رواج کے مطابق ایک بیوہ اپنے شوہر کے بھائی سے شادی کرتی ہے __________ کہلاتا ہے۔

الف۔ لیویرٹیٹ ب۔ سوروریٹ ج۔ بروں ازدواج د۔ دروں ازدواج

8۔ وہ رواج جس کے مطابق کوئی شخص اپنی وفات شدہ بیوی کی چھوٹی بہن سے شادی کرتا ہے__________ کہلاتا ہے۔

الف۔ لیویرٹیٹ ب۔ سوروریٹ ج۔ بروں ازدواج د۔ دروں ازدواج

9۔ محرمات سے شادی کی ممانعت_______ میں سے ہے۔

الف۔ مقرر کردہ معمولات ب۔ ترجیحی معمولات ج۔ عام معمولات د۔ پسندیدہ معمولات

10۔ متوازی کزن کی شادی اور مقابل کزن سے شادی__________ میں سے ہیں۔

الف۔ مقرر کردہ معمولات ب۔ ترجیحی معمولات ج۔ عام معمولات د۔ لازم کردہ معمولات

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ شادی کی تعریف کریں؟

2۔ نسبت کا تصور کیا ہے؟

3۔ دروں ازدوج کے کیا معنی ہیں؟

4۔ بروں ازدوج سے کیا مراد ہے؟

5۔ بالا ازدواج سے کیا مراد ہے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔ نسبت کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی قسموں کے بارے میں لکھیں۔

2۔ شادی کے وظائف کے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔

3۔ شریک حیات کے اختیار کے سلسلے میں سماجی معمولات کی تفصیل سے لکھیں۔

7.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. William Halse Rivers,(2011) Kinship and social organization, Routledge, New Delhi.

2. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life, Viva Books Private Limited, New Delhi.
3. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore.
4. Ahmed, Imtiaz. (ed.). 1976. Family, Kinship and Marriage among Muslims in India, Monohar Book Service, New Delhi.
5. Dube, Leela. (1997) Women and Kinship: Comparative Perspectives on Gender in South and South-East Asia. United Nations University Press.
6. Ferraro, Gary and Susan Andreatta. (2010). Cultural Anthropology: An Applied Perspective. 8th edition, Wadsworth Cengage Learning, USA.
7. Dumont, Louis. (1966) 'Marriage in India: The Present State of the Question, III-North India in relation to South'. Contributions to Indian Sociology: Vol.9.
8. Karve, Iravati. (1963) Kinship Organisation in India, Asia Publishing House, Kolkata.
9. Kolenda, Pauline. (1987) Regional Differences in Family Structure in India, Rawat Publications, Delhi.
10. Madan, T.N. (1965) Family and Kinship: A study of the Pandits of Rural Kashmir, Asia Publishing House, Kolkata.

اکائی 8۔ یک زوجگی اور کثرت ازداوج

(Monogamy and Plural Marriages)

اکائی کے اجزا

8.0 تمہید
8.1 مقاصد
8.2 ازواج کی تعداد کے اعتبار سے شادی کی قسمیں
8.2.1 یک زوجگی
8.2.2 کثرت ازدواج
8.3 اکتسابی نتائج
8.4 کلیدی الفاظ
8.5 نمونہ امتحانی سوالات
8.6 تجویز کردہ اکتسابی مواد

8.0 تمہید (Introduction)

پچھلی اکائی میں آپ نے نسبت کے تصور، اس کی قسموں، شادی کے معنی، اس کے وظائف وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ آپ نے شادی کے حیاتیاتی، معاشی اور سماجی وظائف سے بھی آگہی حاصل کی۔ شریک حیات کے انتخاب کے سلسلے میں پائے جانے والے مختلف سماجی معمولات سے بھی آپ لوگوں نے واقفیت حاصل کی جن میں کچھ مقرر کردہ معمولات ہیں جن کی پابندی کرنا ضروری ہے اور کچھ ترجیحی معمولات ہیں جن کو ترجیح دی جاتی ہے مگر ان کی سختی سے پابندی نہیں کی جاتی۔ شریک حیات کے انتخاب سے متعلق پائے جانے والے سماجی معمولات کی بنیاد پر وجود میں آنے والی شادی کی مختلف قسموں کے بارے میں بھی آپ نے جانا۔

اس اکائی میں طلبہ حیات کی تعداد کے پہلو سے شادی کی مختلف قسموں کے بارے میں آپ سیکھیں گے۔ شرکاء حیات کی تعداد کے پہلو سے شادی کی دو بنیادی قسمیں ہیں جن میں پہلی قسم یک زوجگی ہے اور دوسری قسم کثرت ازدواج ہے۔ کثرت ازدواج کی مزید ذیلی قسمیں ہیں۔ اس سب اقسام کے بارے میں اس اکائی میں تفصیلی معلومات دی جائیں گی۔

8.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ کو مندرجہ فوائد حاصل ہوں گے:

- شریک حیات کی تعداد کی بنیاد پر شادی کی قسموں کے بارے میں جانیں گے۔
- یک زوجگی(Monogamy)اور اس کی ذیلی قسموں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔
- تعدد ازدواج(Polygamy)اور اس کی ذیلی قسموں-کثیر زنی اور کثیر شوہری کے بارے میں واقفیت حاصل کریں گے۔
- کثیر زنی اور کثیر شوہری کی ذیلی قسموں کے بارے میں بتاپائیں گے۔

8.2 شرکاءحیات کی تعداد کی بنیاد پر شادی کی قسمیں(Types of Marriage the Basis of Number of Mates)

شادی کے سلسلے میں مختلف معاشروں میں الگ الگ قسم کے سماجی معمولات پائے جاتے ہیں۔ شادی کی جہاں شریک حیات کے انتخاب کے سلسلے میں کئی سماجی معمولات پائے جاتے ہیں وہیں شریک حیات کی تعداد کے بارے میں مختلف سماجوں میں مختلف سماجی معمولات پائے جاتے ہیں۔ قدیم زمانے میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا رواج بہت عام تھا۔ جدید دور میں یہ صورتحال باقی نہیں رہی۔ عام طور پر ایک شخص کی ایک ہی شریک حیات ہوتی ہے۔ لیکن اب بھی بہت سارے معاشروں میں ازواج کی کثرت کا رواج پایا جاتا ہے۔ شریک حیات کی تعداد کے لحاظ سے مختلف معاشروں شادی کی مختلف قسموں کا مطالعہ سماج کو سمجھنے اور سماج کے اندر رشتہ داری کے نظام کو سمجھنے میں معاون ہو سکتا ہے۔ سماجیات اور بشریات میں شریک حیات کی تعداد کی بنیاد پر پائی جانے والی شادی کی مختلف قسموں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم ان مختلف اقسام کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

شریک حیات کی تعداد کے پہلو سے شادی کی دو بنیادی قسمیں ہیں۔

1. یک زوجگی(Monogamy)
2. کثرت ازدواج(Polygamy)

ان دو بنیادوں قسموں کی مزید کئی ذیلی قسمیں ہیں جن کی تفصیل نیچے دی گئی ہے۔

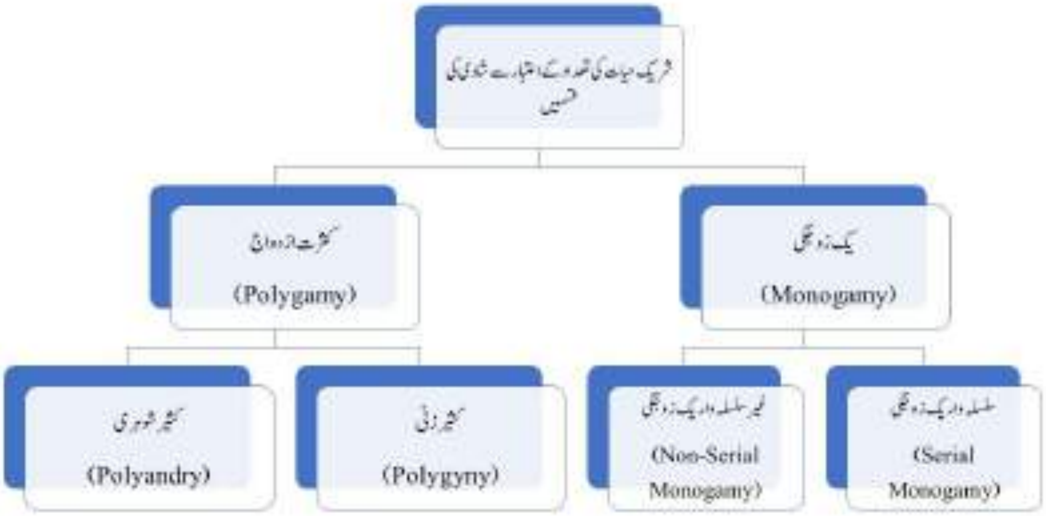

8.2.1 یک زوجگی (Monogamy)

انگریزی لفظ Monogamy میں Mono کا مطلب ایک ہوتا ہے اور gamy کا مطلب شادی۔ یک زوجگی شادی کی وہ قسم ہے جس میں ایک وقت میں ایک مرد کی ایک ہی بیوی ہوتی ہے اور ایک عورت ایک ہی مرد کی زوجیت میں ہوتی ہے۔ استثنائی صورتوں مثلاً شوہر یا بیوی کے انتقال یا طلاق و خلع کی صورتوں میں دوسری شادی ہو سکتی ہے۔ یک زوجگی دنیا میں بھر میں شادی کی معروف ترین قسم ہے۔

یک زوجگی کی دو ذیلی قسمیں ہیں:

1. سلسلہ وار یک زوجگی (Serial Monogamy)
2. غیر سلسلہ وار یک زوجگی (Non-Serial Monogamy)

1. سلسلہ وار یک زوجگی (Serial Monogamy)

سلسلہ وار یک زوجگی (Serial Monogamy) وہ حالت ہے جس میں ایک شخص کی یکے بعد دیگرے کئی بیویاں ہوتی ہیں مگر ایک وقت میں ایک ہی بیوی ہوتی ہے۔ مثلاً امریکہ میں، جہاں طلاق کی شرح زیادہ ہے اور صرف یک زوجگی قانون کی رو سے جائز ہے، سلسلہ وار یک زوجگی بہت عام ہے۔

2. غیر سلسلہ وار یک زوجگی (Non-Serial Monogamy)

غیر سلسلہ وار یک زوجگی کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کی زندگی بھر ایک ہی بیوی ہو۔ ہندوستان کے ہندو سماج کی طرح کئی سماجوں میں غیر سلسلہ وار یک زوجگی ہی کا رواج ہے۔ اس طرح کے معاشروں میں طلاق کی شرح کم ہوتی ہے۔

8.2.2 کثرت ازدواج (Polygamy)

انگریزی لفظ Polygamy میں Poly کا مطلب کئی ہوتا ہے اور gamy کا مطلب شادی۔ اس قسم کی شادی میں ایک مرد کو کئی عورتوں سے شادی کی اجازت ہوتی ہے اور ایک عورت کو کئی مردوں سے شادی کی اجازت ہوتی ہے۔ ایک مرد ایک ہی وقت میں تمام بیویوں اور عورت تمام شوہروں کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہے۔

کثرت ازدواج کی مزید دو ذیلی قسمیں ہیں:

1. کثیر زنی (Polygyny)
2. کثیر شوہری (Polyandry)

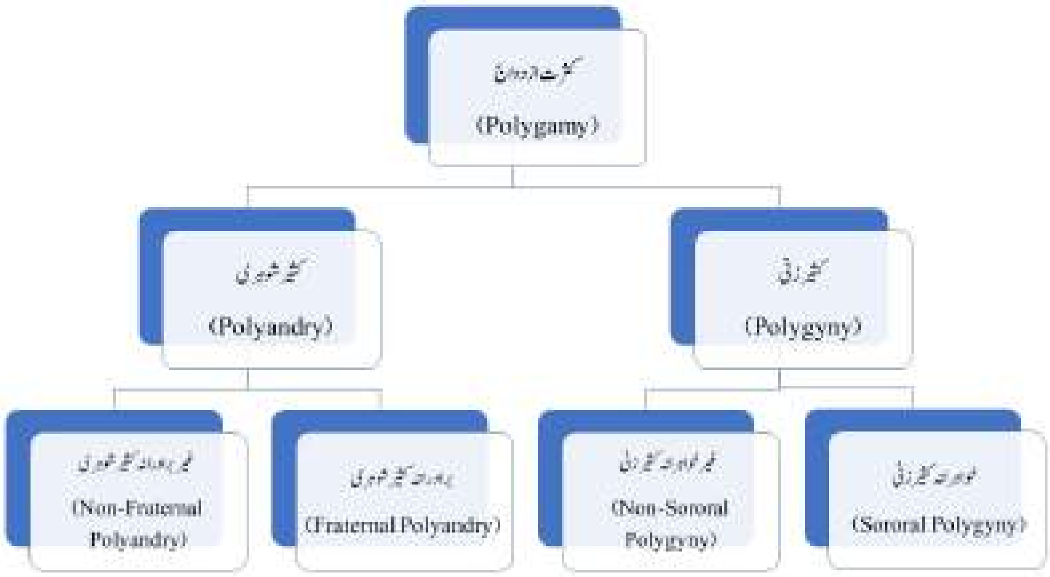

کثیر زنی (Polygyny)

انگریزی لفظ Polygyny میں Poly کا مطلب کئی ہوتا ہے اور gyny کا مطلب عورت۔

کثیر زنی (Polygyny) شادی کی وہ قسم ہے جس میں ایک مرد کی زوجیت میں ایک سے زیادہ عورتیں ہوتی ہیں۔ کئی قبائلی سماجوں میں کثیر زنی کا رواج عام ہے۔ مسلمانوں میں بھی کثیر زنی کی مشروط اجازت ہے مگر ایک مرد کسی بھی صورت میں چار سے زیادہ بیویاں نہیں رکھ سکتا۔ عام طور پر مسلمانوں میں اس کا رواج نہیں ہے۔ پرانے دور میں کثیر زنی کا رواج بہت عام تھا۔ قدیم ہندوستانی میتھالوجی کے مطابق شری رام جی کے والد راجہ دسرتھ کی تین بیویاں تھیں۔

1. خواہرانہ کثیر زنی(Sororal Polygyny)

2. غیر خواہرانہ کثیر زنی(Non-Sororal Polygyny)

1. خواہرانہ کثیر زنی(Sororal Polygyny)

ایک شخص کی بیویاں اگر ایک دوسرے کی بہنیں ہوں تو اسے خواہرانہ کثیر زنیSororal Polygyny کہتے ہیں۔اسے کثیر زنی کی بہترین قسم سمجھا جاتا ہے کیونکہ عام طور پر بہنیں ایک دوسرے سے حسد نہیں کرتیں، لیکن بہت کم معاشروں میں اس کا رواج ہے۔ مسلمانوں کے اندر اس قسم کی کثیر زنی کی ممانعت ہے۔ جنوبی افریقہ کے زولو قبیلے میں اس کا رواج ہے۔

2. غیر خواہرانہ کثیر زنی(Non-Sororal Polygyny)

جب ایک شخص کی بیویاں ایک دوسرے کی بہنیں نہ ہوں تو اسے غیر خواہرانہ کثیر زنی(Non-Sororal Polygyny) کہتے ہیں۔ کثیر زنی کی یہ قسم خواہرانہ کثیر زنی کے مقابلے میں عام ہے۔

کثیر شوہری(Polyandry)

انگریزی لفظPolyandry میںPoly کا مطلب کئی ہوتا ہے اورandry کا مطلب مرد ہوتا ہے۔

کثیر شوہری(Polyandry) شادی کی وہ قسم ہے جس میں ایک عورت ایک سے زیادہ مردوں کی زوجیت میں ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ایک عورت کو یہ اجازت ہوتی ہے کہ ایک ہی وقت میں اس کے ایک سے زیادہ شوہر ہوں۔

کثیر شوہری(Polyandry) کی دو ذیلی قسمیں ہیں:

1. برادرانہ کثیر شوہری(Fraternal Polyandry)

2. غیر برادرانہ کثیر شوہری(Non-Fraternal Polyandry)

1. برادرانہ کثیر شوہری(Fraternal Polyandry)

اگر عورت ایسے مردوں سے شادی کرے جو آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہوں تو اس قسم کی شادی کو برادرانہ کثیر شوہری (Fraternal Polyandry) کہتے ہیں۔ شادی کی اس قسم کو adelphic polyandry بھی کہا جاتا ہے۔چند قبائل میں اس کا رواج ہے مثلاً اتراکھنڈ کے "کھاس" قبیلے میں۔ مہابھارت کی رزمی داستان میں دروپدی نام کی عورت نے پانچ پانڈوں سے شادی کی تھی جو آپس میں بھائی تھے۔

2. غیر برادرانہ کثیر شوہری(Non-Fraternal Polyandry)

اگر عورت ایسے مردوں سے شادی کرے جو آپس میں ایک دوسرے کے بھائی نہ ہوں تو اس قسم کی شادی کو غیر برادرانہ کثیر شوہری

(Non-Fraternal Polyandry) کہتے ہیں۔ عورت کے شوہر اجنبی بھی ہوسکتے ہیں اور ایک دوسرے کے قرابت دار بھی مگر ایک دوسرے کے بھائی نہیں ہوسکتے۔ کیرالہ کے نایر ذات کے لوگوں میں اس قسم کی شادی کا رواج پایا جاتا ہے۔

8.3 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ نے شریک حیات کی تعداد کے اعتبار سے شادی کی مختلف قسموں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ آپ نے جانا کہ شریک حیات کی تعداد کے لحاظ سے شادی کی دو بنیادی قسمیں ہیں، پہلی یک زوجگی ہے اور دوسری قسم کثرت ازدواج ہے۔ یک زوجگی کے بارے میں آپ لوگوں نے جانا کہ یہی شادی کی مقبول ترین قسم ہے۔ کثرت ازدواج کے بارے میں آپ نے یہ واقفیت حاصل کی کہ اس کی دو قسمیں ہیں، ایک کثیر زنی اور دوسری کثیر شوہری۔ ان دو قسموں میں کثیر زنی زیادہ رائج ہے۔ کثیر زنی اور کثیر شوہری کے بارے میں بھی آپ نے یہ پڑھا کہ اس کی مزید ذیلی قسمیں ہیں۔

8.4 کلیدی الفاظ (Keywords)

- یک زوجگی (Monogamy): شادی کی وہ قسم جس میں ایک وقت میں ایک مرد کی ایک ہی بیوی ہوتی ہے اور ایک عورت ایک ہی مرد کی زوجیت میں ہوتی ہے۔
- سلسلہ وار یک زوجگی (Serial Monogamy): وہ حالت جس میں ایک شخص کی یکے بعد دیگرے کئی بیویاں ہوتی ہیں مگر ایک وقت میں ایک ہی بیوی ہوتی ہے۔
- غیر سلسلہ وار یک زوجگی (Non-Serial Monogamy): شادی کی وہ قسم جس میں زندگی بھر ایک شخص کی ایک ہی بیوی ہوتی ہے۔
- کثرت ازدواج (Polygamy): شادی کی وہ قسم جس میں ایک مرد کو کئی مردوں سے شادی کی اجازت ہوتی ہے اور ایک عورت کو کئی عورتوں سے شادی کی اجازت ہوتی ہے۔
  - کثیر زنی (Polygyny): شادی کی وہ قسم جس میں ایک مرد کی زوجیت میں ایک سے زیادہ عورتیں ہوتی ہیں۔
  - کثیر شوہری (Polyandry): شادی کی وہ قسم جس میں ایک عورت ایک سے زیادہ مردوں کی زوجیت میں ہوتی ہے۔
- خواہرانہ کثیر زنی (Sororal Polygyny): شادی کی وہ قسم جس میں ایک شخص دو یا دو سے زیادہ بہنوں کو اپنی زوجیت میں رکھتا ہے۔
  - غیر خواہرانہ کثیر زنی (Non-Sororal Polygyny): شادی کی وہ قسم جس میں ایک شخص کی بیویاں آپس میں بہنیں نہیں ہوتیں۔

- برادرانہ کثیر شوہری (Fraternal Polyandry): شادی کی وہ قسم جس میں عورت ایسے ایک سے زائد مردوں سے زوجیت میں ہوتی ہے جو آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہوتے ہیں۔
- غیر برادرانہ کثیر شوہری (Non-Fraternal Polyandry): شادی کی وہ قسم جس میں عورت ایسے ایک سے زائد مردوں سے زوجیت میں ہوتی ہے جو آپس میں ایک دوسرے کے بھائی نہیں ہوتے۔

8.5 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Type Questions)

1۔ ______ شادی کی وہ قسم ہے جس میں ایک وقت میں ایک مرد کی ایک ہی بیوی ہوتی ہے اور ایک عورت ایک ہی مرد کی زوجیت میں ہوتی ہے۔

(a) یک زوجگی (b) کثرت ازدواج (c) کثیر زنی (d) کثیر شوہری

2۔ ______ شادی کی وہ قسم ہے جس میں ایک مرد کو کئی عورتوں سے شادی کی اجازت ہوتی ہے اور ایک عورت کو کئی مردوں سے شادی کی اجازت ہوتی ہے۔

(a) یک زوجگی (b) کثرت ازدواج (c) کثیر زنی (d) کثیر شوہری

3۔ شادی کی وہ قسم جس میں ایک مرد کی زوجیت میں ایک سے زیادہ عورتیں ہوتی ہیں ______ کہلاتی ہے۔

(a) یک زوجگی (b) کثرت ازدواج (c) کثیر زنی (d) کثیر شوہری

4۔ شادی کی وہ قسم جس میں ایک عورت ایک سے زیادہ مردوں کی زوجیت میں ہوتی ہے ______ کہلاتی ہے۔

(a) یک زوجگی (b) کثرت ازدواج (b) کثیر زنی (a) کثیر شوہری

5۔ ______ شادی کی وہ قسم ہے جس میں عورت ایسے ایک سے زائد مردوں سے زوجیت میں ہوتی ہے جو آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہوتے ہیں۔

(a) برادرانہ کثیر شوہری (b) کثرت ازدواج (c) کثیر زنی (d) غیر برادرانہ کثیر شوہری

6۔ شادی کی وہ قسم جس میں عورت ایسے ایک سے زائد مردوں سے زوجیت میں ہوتی ہے جو آپس میں ایک دوسرے کے بھائی نہیں ہوتے۔

(a) برادرانہ کثیر شوہری (b) کثرت ازدواج (c) کثیر زنی (d) غیر برادرانہ کثیر شوہری

7۔ شادی کی وہ قسم جس میں ایک شخص کی بیویاں ایک دوسرے کی بہنیں ہوتی ہیں ______ کہلاتی ہیں۔

(a) برادرانہ کثیر شوہری (b) خواہرانہ کثیر زنی (c) غیر خواہرانہ کثیر زنی (d) غیر برادرانہ کثیر شوہری

8۔شادی کی وہ قسم جس میں ایک شخص کی بیویاں ایک دوسرے کی بہنیں نہیں ہوتی ہیں________ کہلاتی ہیں۔

a))برادرانہ کثیر شوہری (b)خواہرانہ کثیر زنی (c)غیر خواہرانہ کثیر زنی (d)غیر برادرانہ کثیر شوہری

9۔وہ حالت جس میں ایک شخص کی یکے بعد دیگرے کئی بیویاں ہوتی ہیں مگر ایک وقت میں ایک ہی بیوی ہوتی ہے،اسے______کہتے ہیں۔

a))سلسلہ وار یک زوجگی (b)غیر سلسلہ وار یک زوجگی (c)کثیر زنی (d)کثیر شوہری

10۔شادی کی وہ قسم جس میں زندگی بھر ایک شخص کی ایک ہی بیوی ہوتی ہے___________ کہلاتی ہے۔

a))سلسلہ وار یک زوجگی (b)غیر سلسلہ وار یک زوجگی (c)کثیر زنی (d)کثیر شوہری

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔یک زوجگی سے کیا مراد ہے؟

2۔کثرت ازدواج کا کیا مطلب ہے؟

3۔کثیر زنی کے معنی کیا ہیں؟

4۔کثیر شوہری کے معنی کیا ہیں؟

5۔برادرانہ کثیر شوہری کسے کہتے ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1۔شریک حیات کی تعداد کے اعتبار سے شادی کی کیا کیا قسمیں ہیں؟

2۔کثیر زنی سے کیا مراد ہے؟اس کی کیا کیا ذیلی قسمیں ہیں اور ان کا رواج کہاں پایا جاتا ہے؟

3۔کثیر شوہری سے کیا مراد ہے؟اس کی کیا کیا ذیلی قسمیں ہیں اور ان کا رواج کہاں پایا جاتا ہے؟

8.6 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. William Halse Rivers. (2011) Kinship and social organization, Routledge, New Delhi.
2. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life, Viva Books Private Limited, New Delhi.

3. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore.
4. Ahmed, Imtiaz. (ed.). (1976) . Family, Kinship and Marriage among Muslims in India, Monohar Book Service, New Delhi.
5. Dube, Leela. (1997) . Women and Kinship: Comparative Perspectives on Gender in South and South-East Asia. United Nations University Press.
6. Ferraro, Gary and Susan Andreatta. (2010). Cultural Anthropology: An Applied Perspective. 8th edition, Wadsworth Cengage Learning, USA.
7. Dumont, Louis. (1966) . 'Marriage in India: The Present State of the Question, III-North India in relation to South'. Contributions to Indian Sociology: Vol.9.
8. Karve, Iravati. (1963) . Kinship Organisation in India, Asia Publishing House, Kolkata.
9. Kolenda, Pauline. (1987) . Regional Differences in Family Structure in India, Rawat Publications, Delhi.
10. Madan, T.N. (1965) . Family and Kinship: A study of the Pandits of Rural Kashmir, Asia Publishing House, Kolkata.

اکائی 9۔ خاندان اور کنبہ کا تصور

(Concept of Family & Household)

اکائی کے اجزا

9.0 تمہید

9.1 مقاصد

9.2 خاندان کی تعریف

9.3 خاندان کی خصوصیات

9.4 خاندان کے سماجی افعال

9.5 کنبہ کی تعریف

9.6 کنبہ کی خصوصیات

9.7 کنبہ کے سماجی افعال

9.8 خاندان اور کنبہ کے درمیان فرق

9.9 خاندان اور کنبہ کی اقسام

9.10 اکتسابی نتائج

9.11 کلیدی الفاظ

9.12 نمونہ امتحانی سوالات

9.13 مزید مطالعے کے لئے تجویز کردہ کتابیں

9.0 تمہید (Introduction)

خاندان اور کنبے کا تصور انسانی معاشرے سے گہرا جڑا ہوا ہے اور یہ زمانہ قدیم سے انسانی تہذیب کا سنگ بنیاد رہا ہے۔ یہ دو بنیادی عناصر ہیں جو انسانی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ عناصر خونی رشتوں اور جذباتی بندھنوں کی اہمیت کو نہ صرف

دریافت کرتے ہیں بلکہ خاندان کے افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ خاندان ایک سماجی ادارہ ہے جو انفرادی شناخت کو تشکیل دینے، جذباتی مدد فراہم کرنے اور آنے والی نسلوں کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خاندان اور کنبہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تصورات ہیں، پھر بھی وہ الگ الگ معنی رکھتے ہیں۔ لفظ "خاندان" رومن لفظ "Famulus" سے لیا گیا ہے جس کا مطلب نوکر ہے۔ رومن قانون میں، یہ لفظ غلاموں اور نوکروں کے ساتھ شادی سے جڑے ہوئے افراد کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ خاندان سے مراد افراد کا ایک ایسا گروہ ہے جو اکثر جذباتی، حیاتیاتی رشتوں، محبت، تعاون اور تعلق کے احساس سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی اکائی ہے جہاں ممبران ایک دوسرے کی پرورش، نگہداشت بھی کرتے ہیں اور مضبوط رشتوں کی اقدار کو فروغ دیتے ہیں۔

دوسری طرف کنبہ سے مراد 'رہائشی جگہ' سے ہے جس پر لوگوں کا ایک گروہ قبضہ کرتا ہے چاہے وہ متعلقہ ہوں یا نہ ہوں۔ اس میں شامل افراد رہائش کے انتظامات، وسائل اور ذمہ داریوں کو بانٹتے ہیں۔ ایسے خاندان کے افراد میں رشتے دار اور غیر رشتہ دار دونوں شامل ہوسکتے ہیں۔

9.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد خاندان اور کنبہ (Family and Household) کے تصور کو بیان کرنا ہے۔

اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- خاندان اور کنبہ کی تعریف کر سکیں۔
- خاندان اور کنبہ کی خصوصیات کو سمجھ سکیں۔
- خاندان اور کنبہ کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

9.2 خاندان کی تعریف (Definitions of Family)

خاندان ایک بنیادی سماجی ادارہ ہے جو خون کے رشتوں، شادی، گود لینے، یا مضبوط جذباتی بندھنوں سے جڑے افراد کا ایک گروہ ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو محبت، دیکھ بھال، جسمانی، جذباتی اور سماجی ترقی کے لیے پرورش کا ماحول فراہم کرتا ہے۔ خاندان افراد کے اقدار، عقائد، اور ثقافتی شناخت کو تشکیل دینے کے ساتھ ساتھ سماجی تربیت اور زندگی کی مہارتیں فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

خاندان حیاتیاتی رابطوں سے آگے بڑھتے ہوئے متنوع ڈھانچے کو اپناتا ہے جو جدید سماج کی بدلتی ہوئی حرکیات کی عکاسی کرتا ہے۔

مختلف سماجی ماہرین نے خاندان کی متنوع تعریفیں پیش کی ہیں جو اس بنیادی سماجی ادارے کی پیچیدگی اور ارتقا کی عکاسی کرتی ہیں۔

1) **امائل درکھائم**(Emile Durkheim): درکھائم خاندان کو سماج کی بنیادی اکائی (Basic Unit) کے طور پر دیکھنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار اور سماجی اصولوں کو ابھارنے میں اس کے کردار پر زور دیتے ہیں۔ انہوں نے خاندان کو ایک سماجی گروہ کے طور پر بیان کیا ہے جس کی خصوصیات باہمی پیار، تعاون، یکجہتی کے احساس، جذباتی رشتوں اور مشترکہ تجربات سے جڑا ہوا ہے۔

2) **جارج مرڈاک** (George Murdock): مرڈاک کی تعریف خاندان کے فعال پہلوؤں پر مرکوز ہے۔ اس نے خاندان کو ایک سماجی اکائی کے طور پر سمجھا جو ضروری افعال کو پورا کرتا ہے جیسے کہ افزائش، تربیت، اور جنسی رویے کے ضابطے وغیرہ ہیں ۔ مرڈاک کے مطابق خاندان ایک سماجی گروہ ہے جس کی خصوصیت مشترکہ رہائش، اقتصادی تعاون اور تولید ہے۔ اس میں دونوں جنسوں کے بالغ افراد شامل ہوتے ہیں جو سماجی طور پر منظور شدہ جنسی تعلق کو برقرار رکھتے ہیں اور جنسی طور پر ایک یا ایک سے زیادہ بچے گود لیتے ہیں۔

3) **ٹالکٹ پارسن** (Talcott Parsons): اس نے خاندان کے کردار اور افعال پر زور دیا ہے۔ پارسن کے مطابق اہم کردار عام طور پر شوہر یا والد کے پاس آتا ہے جس میں معاشی ذمہ داریاں اور فیصلہ سازی شامل ہوتی ہے۔ پارسن نے یہ بھی استدلال کیا کہ خاندان ایک 'فیکٹری' یا ایک ایسا ادارہ ہے جو تحفظ، باہمی تعاون کے ساتھ ساتھ انسانی شخصیت تیار کرتا ہے۔ خاندان کے علاوہ کسی اور ادارے کا تصور نہیں کیا جاسکتا جو یہ سیاق وسباق فراہم کرسکے۔

4) **ڈیوس** (Davis) کے مطابق خاندان لوگوں کا ایک گروہ ہے جس کے افراد آپسی تعلقات اور ہم آہنگی پر مبنی ہوتے ہیں اور ان کا آپسی رشتہ ہوتا ہے۔

5) **ایم۔ایف نمکاف** (M. F Nimkoff) کا کہنا ہے کہ خاندان ایک حیاتیاتی سماجی اکائی ہے جو شوہر، بیوی اور بچوں پر مشتمل ہے۔

6) **اسٹیفنی کونٹز** (Stephanie Coontz): کے نقطہ نظر نے خاندان کے تاریخی اور ثقافتی تناظر پر زور دیا ہے۔ اس نے خاندان کو ایک متحرک ادارے کے طور پر دیکھا ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ سماجی تبدیلیوں، معاشی تبدیلیوں اور صنفی کردار کے مطابق تیار ہوتا ہے۔ کونٹز نے اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ خاندانی ڈھانچے جامد نہیں ہوتے ہیں بلکہ کسی خاص ضروریات اور اقدار کے مطابق ہوتے ہیں۔

اس طرح مختلف ماہرین سماجیات اور عمرانیات کی یہ تعریفیں خاندان کا ایک جامع نظریہ پیش کرتی ہیں۔ جس میں خاندان کے اخلاقی افعال اور کردار سے لے کر اس کی معنویت اور تنوع شامل ہیں جو سماج کی تشکیل میں خاندانی پیچیدگیوں کو مختلف زاویوں سے سمجھنے میں ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

9.3 خاندان کی خصوصیات (Characteristics of Family)

خاندان کی چند خصوصیات کو جو درج ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1) خاندان ایک عالمگیر گروہ ہے جو کسی نہ کسی شکل میں ہر سماج میں پایا جاتا ہے چاہے وہ قدیم ہو یا جدید۔

2) خاندان شادی پر مبنی ہے جس میں دو مخالف بالغ جنس کے درمیان ملن کا رشتہ ہوتا ہے۔

3) ہر خاندان فرد کو ایک نام فراہم کرتا ہے جو اس کی شناخت کا ذریعہ ہے۔

4) خاندان وہ گروہ ہے جس کے ذریعے نسب کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔

5) خاندان ایک فرد کی بنیادی تربیت میں سب سے اہم اور بنیادی گروہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

6) خاندان عام طور پر سائز میں محدود ہوتا ہے، جیسے بڑا خاندان، مشترکہ خاندان، توسیع شدہ خاندان وغیرہ۔

7) خاندان سماج کا سب سے اہم گروہ ہے۔ اس کو تمام اداروں، تنظیموں اور گروہوں کا مرکز مانا جاتا ہے۔

8) خاندان جذبات پر مبنی ہے جس میں میل ملاپ، پرورش، برادرانہ عقیدت، محبت اور پیار خاندانی رشتوں کی بنیاد ہیں۔

9) خاندان جذباتی اور اقتصادی تعاون کی اکائی ہے جس میں ہر فرد اپنے فرائض اور ذمہ داریاں انجام دیتا ہے۔

10) ہر خاندان مختلف سماجی کرداروں پر مشتمل ہوتا ہے، جیسے شوہر، بیوی، ماں، باپ، بچے، بھائی، بہن وغیرہ۔

9.4 خاندان کے سماجی افعال (Social Functions of Family)

1. سماجی ادارے سماجی استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے کئی اہم کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح خاندان کی ایک عملی تفہیم ان طریقوں پر زور دیتی ہے جن میں خاندان ایک سماجی ادارے کے طور پر سماج کو ممکن بنانے میں مدد کرتا ہے۔ خاندان کئی اہم کارنامے انجام دیتا ہے۔ خاندان بچوں کو سماجی بنانے کی بنیادی اکائی ہے۔ کوئی بھی سماج انسانوں کی مناسب سماجی تربیت کے بغیر ناممکن ہے۔ خاندان سماج میں ایک بڑی اکائی ہے جس میں سماجی تربیت ہوتی ہے۔

2. دوسرا، خاندان مثالی طور پر اپنے ارکان کے لیے عملی اور جذباتی مدد کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ یہ انہیں خوراک، لباس، رہائش اور دیگر ضروری چیزیں فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ پیار، سکون، جذباتی پریشانی کے وقت مدد بھی فراہم کرتا ہے جس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔

3. تیسرا، بے حیائی کی ممانعت جو کہ زیادہ تر معاشروں میں پھیلی ہوئی ہے۔ خاندان بعض رشتہ داروں کے درمیان جنسی تعلقات کو ممنوع قرار دیتا ہے جو کنبوں کے اندر تنازعات کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس طرح خاندان مجموعی طور پر لوگوں کے درمیان سماجی تعلقات قائم کرتا ہے۔

4. چوتھا، خاندان اپنے ارکان کو سماجی شناخت فراہم کرتا ہے جو انسانی زندگی کے لیے اہم ہے۔ مثلاً بچے اپنے والدین کے سماجی طبقے، نسل، مذہب وغیرہ میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ سماج میں کچھ بچے اپنے والدین سے حاصل کردہ سماجی شناخت کی وجہ سے زندگی بھر فوائد حاصل کرتے ہیں جبکہ دوسروں کو بہت سی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ جس طبقے میں پیدا ہوتے ہیں وہ سماجی درجہ بندی کے نچلے طبقے میں آتے ہیں۔

9.5 کنبے کی تعریف (Definitions of Household)

اگر سماجی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو کنبہ ایک بنیادی سماجی اکائی ہے جو انفرادی زندگی کے انتظامات اور روزمرہ کے معاملات کے لیے کام کرتا ہے۔ یہ لوگوں کا ایک گروہ ہے خواہ ان کا تعلق خون، شادی، یا انجمن کی دوسری شکلوں سے ہو، جو ایک مشترکہ رہائش ،وسائل، ذمہ داریوں اور جذباتی مدد کو یکجا کرتا ہے۔ ماہرین عمرانیات مختلف سماج میں خاندانی ڈھانچے، کردار اور رشتوں کو سمجھنے کے لیے کنبوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ اس بات کی کھوج کرتے ہیں کہ کس طرح کنبہ سماج کاری، ثقافتی اقدار کی منتقلی، اور سماجی تحلیق و نشو نما میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ خاندانی وسائل کی تقسیم، محنت کی تقسیم اور سماج کے اندر طاقت (Power) کی تقسیم میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں جو سماجی زندگی کی پیچیدگیوں سے پردہ اٹھانے کی کوشش کرنے والے ماہرین عمرانیات کے لیے تحقیقات کا مرکز بناتے ہیں۔ جیسے جیسے سماج بدلتا اور ترقی کرتا ہے اسی طرح کنبے کا تصور بھی ثقافتی اصولوں، معاشی حقائق اور انفرادی طرز زندگی میں تبدیلیوں کی عکاسی کرتا ہے۔

سماجی تناظر کے لحاظ سے کنبہ کی تعریف مختلف ہو سکتی ہے۔ مختلف ماہرینِ سماجیات نے مختلف تشریحات پیش کیں ہیں لیکن کنبہ کے تصور کے بارے میں کچھ عام نقطہ نظر درج ذیل ہیں:

1) **فنکشنلسٹ (Functionalists):** مفکرین کنبہ کو سماج کے ایک بنیادی ادارے کے طور پر دیکھتے ہیں جو مخصوص کام انجام دیتا ہے۔ وہ کنبہ کو ایک ایسی جگہ کے طور پر دیکھتے ہیں جہاں افراد ایک ساتھ رہتے ہیں اور بنیادی ضروریات، جیسے خوراک، پناہ گاہ، اور جذباتی مدد کو پورا کرنے کے لیے تعاون کرتے ہیں۔ اس نظریے میں، افراد کو سماجی بنانے اور سماجی نظام کو برقرار رکھنے میں کنبہ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2) **فیمنسٹ ماہرین سماجیات** (Feminist Sociologists): یہ کنبہ کے صنفی پہلوؤں اور ان کے اندر طاقت اور وسائل کی غیر مساوی تقسیم پر زور دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پدرانہ نظام، گھریلو تشدد، اور ان طریقوں کو تلاش کرتے ہیں جن میں خواتین کے کردار کی تعریف تاریخی طور پر کنبہ میں کی گئی ہے۔

3) **علامتی تعامل ماہرین**(Symbolic Interactionists): یہ اس بات میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ کس طرح کنبہ کے افراد اپنی سماجی حقیقت کی تشکیل اور تشریح کرتے ہیں۔ روزانہ بات چیت کے ذریعے کس طرح وہ خاندانی کرداروں اور رشتوں سے منسلک رہتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر اس بات کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے کہ افراد گھریلو تناظر میں اپنی شناخت اور کردار کیسے تیار کرتے ہیں۔

4) **مابعد جدیدیت پسند** (Postmodernists): یہ مفکرین کنبہ کے روایتی تصورات کو چیلنج کرتے ہیں۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ کنبہ تیزی سے متنوع اور پیچیدہ بن گیا ہے۔ جدید سماج کس طرح خاندان کے تصور کو از سر نو متعین کرتا ہے اس کو سمجھنے کے لیے وہ غیر روایتی زندگی کے انتظامات کا جائزہ لیتے ہیں جیسے، واحد والدین کا خاندان(Single parent family)، غیر حیاتیاتی خاندان (Non-biological family)وغیرہ۔

5) **ماہر بشریات** (Anthropologists): یہ لوگ مختلف ثقافتوں اور معاشروں کے تناظر میں کنبے کا مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح گھریلو ڈھانچے مختلف ثقافتوں اور تاریخی ادوار میں مختلف ہوتے ہیں۔ مختلف ترتیب میں کنبہ کے افعال اور کردار کے بارے میں بصیرت فراہم کرتے ہیں۔

یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ کنبہ کی تعریف جامد نہیں ہے وقت کے ساتھ ساتھ سماج میں تبدیلی اور نئی سماجی، اقتصادی، اور ثقافتی حقیقتوں کے ڈھلنے کے ساتھ ساتھ اس کی تعریف بدلتی ہے۔ ہر سماجی نقطہ نظر اس بات کی منفرد بصیرت پیش کرتا ہے کہ وسیع تر سماجی نظام میں کنبے کیسے کام کرتے ہیں۔

9.6 کنبے کی خصوصیات (Characteristics of Household)

کنبے کی خصوصیات ان متعین خصوصیات اور صفات کا حوالہ دیتی ہیں جو عام طور پر بنیادی سماجی اکائی سے وابستہ ہوتی ہیں۔ ثقافتی، اقتصادی اور سماجی عوامل کی بنیاد پر درج ذیل خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے:

1) **ایک ساتھ رہنا** (Living Together): کنبہ ایسے افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک ہی رہائش گاہ میں رہتے ہیں یا ایک ساتھ رہنے کا اشتراک کرتے ہیں۔ اس میں خاندان کے افراد، جیسے والدین، بچے، اور رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ مشترکہ رہائش گاہ میں ایک ساتھ رہنے والے غیر متعلق افراد شامل ہوسکتے ہیں۔

2) **مشترکہ وسائل** (Shared Resources): ایک کنبہ کے افراد اکثر اپنے وسائل، جیسے کہ آمدنی، خوراک، مشترکہ ضروریات اور اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اکٹھے رہتے ہیں۔ وسائل کی یہ تقسیم ایک اکائی کے طور پر کنبے کی معاشی بہبود میں معاون ہے۔

3) **باہمی انحصار** (Interdependence): کنبہ کے افراد ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعمال اور فیصلوں کا اثر پورے کنبے پر پڑ سکتا ہے۔ ہر فرد کی فلاح و بہبود اور کام کاج کا تعلق کنبہ کی مجموعی بہبود سے ہے۔

4) **کردار اور ذمہ داریاں** (Roles and Responsibilities): ہر کنبہ کے افراد کے عموماً مخصوص کردار اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ یہ کردار ثقافتی اصولوں اور سماجی توقعات سے تشکیل پاتے ہیں۔

5) **سماج کاری** (Socialization): کنبہ سماج کاری میں بنیادی ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے جہاں افراد سماجی اصول، اقدار اور طرز عمل سیکھتے ہیں۔ ان ثقافتی عقائد اور طریقوں کو کنبہ کے افراد نوجوان نسل تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

6) **جذباتی قوت** (Emotional Support): کنبہ اپنے ارکان کو جذباتی مدد اور قوت فراہم کرتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں لوگ سکون، محبت اور تعلق کے احساس کی تلاش کرتے ہیں۔

7) **خاندانی ڈھانچہ** (Family Structure): خاندان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے، جیسے بنیادی خاندان (Nuclear family) جس میں والدین اور بچے آتے ہیں، توسیع شدہ خاندان جس میں بشمول بنیادی خاندان سے باہر کے رشتہ دار شامل ہوتے ہیں، واحد والدین کا خاندان (Single parents family) وغیرہ۔

8) **رہائشی استحکام** (Residential Stability): کنبے میں اکثر رہائشی استحکام کی سطح کا مظاہرہ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ افراد ایک ہی رہائش گاہ میں طویل مدت تک رہتے ہیں جس سے تسلسل اور استحکام کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

9) **ہم آہنگی** (Cohabitation): جدید سماج کے کنبوں میں شریک حیات شامل ہوتے ہیں جہاں غیر شادی شدہ جوڑے مشترکہ رہائش گاہ میں رہتے ہیں۔

10) **تنوع اور تبدیلی** (Diversity and Change): کنبے کی خصوصیات مختلف ثقافتوں، خطوں اور تاریخی ادوار میں مختلف ہو سکتی ہیں۔ جیسے جیسے سماج ترقی کرتا ہے ان سماجی اور اقتصادی تبدیلیوں کے مطابق تو کنبوں کی ساخت اور حرکیات بھی بدل سکتی ہیں۔

11) **اقتصادی اکائی** (Economic Unit): کنبہ معاشی اکائی کے طور پر کام کرتا ہے جس میں مالی وسائل کا انتظام، گھریلو اخراجات، سرمایہ کاری سے متعلق فیصلے شامل ہیں۔

سماجیات، معاشیات، آبادیات اور عوامی پالیسی سمیت مختلف شعبوں کے لیے کنبے کی خصوصیات کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ خاندانی حرکیات، سماجی تعلقات، معاشی رویے، اور معاشروں کے مجموعی کام کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے۔

9.7 کنبہ کے سماجی افعال (Social Function of Household)

کنبہ کئی کاموں کے ساتھ ایک اہم اکائی کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ ایک بنیادی ادارہ ہے جو رہائش کی جگہ فراہم کرنے اور اپنے اراکین کی بنیادی ضروریات جیسے پناہ، رازداری وغیرہ کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ یہ سماج کے نئے افراد کی افزائش اور سماج کاری میں اہم کردار ادا کرتا ہے کیونکہ کنبہ کے اندر، افراد سماجی بننے کے ساتھ ساتھ ثقافتی اصولوں، اقدار اور طرز عمل کو سیکھتے ہیں۔ جو ان کے وسیع تر سماجی تانے بانے میں انضمام کے لیے ضروری ہے۔ مزید بر آں، کنبہ ایک اقتصادی اکائی کے طور پر بھی کام کرتا ہے جہاں وسائل کا انتظام، مالی وسائل کی تقسیم، محنت کی تقسیم، منصوبہ بندی، فیصلہ سازی کے ساتھ ساتھ خدمات کی پیداوار اور اخراجات بھی شامل ہے۔ کنبہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں افراد سکون، محبت، دیکھ بھال، سمجھ، جذباتی بہبود اور ذہنی صحت کو فروغ دے سکتے ہیں۔ کنبہ سماجی اتحاد کا ایک بنیادی ایجنٹ بھی ہے کیونکہ افراد خاندان کے اندر اپنے بنیادی سماجی بندھن کو مضبوط کرتے ہیں اور خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ روابط قائم کرتے ہیں۔ یہ باہمی تعلقات وسیع تر سماج کے اندر برادری اور یکجہتی کا احساس پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

مزید بر آں، کنبہ دیکھ بھال کی ذمہ داریاں سنبھالتا ہے، بچوں، خاندان کے بزرگ افراد، یا معذور لوگوں کو دیکھ بھال اور مدد فراہم کرتا ہے۔ یہ دیکھ بھال کا کام خاندان کی فلاح و بہبود اور مجموعی کام کے لیے ضروری ہے۔ اس طرح کنبہ ثقافتی ورثے کی ترسیل کے لیے ایک گاڑی کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ جس میں ثقافتی روایات، رسم و رواج اور علم نہ صرف ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتے ہیں بلکہ اپنی ثقافت، اقدار کے تحفظ کو تسلسل بر قرار رکھتے ہیں۔

9.8 خاندان اور کنبہ کے درمیان فرق (Difference Between family and Household)

خاندان اور کنبہ آپس میں جڑے ہوئے ہیں لیکن یہ دونوں الگ الگ تصورات ہیں۔ خاندان سے مراد افراد کا ایک گروہ ہے جو خون کے رشتوں، شادی، گود لینے، یا مضبوط جذباتی بندھنوں پر مشتمل ہے۔ دوسری طرف کنبہ سے مراد رہائش سے ہے جہاں لوگوں کا ایک گروہ رہنے کی جگہوں اور وسائل کا اشتراک کرتے ہیں ۔ کنبہ میں ایسے افراد بھی شامل ہو سکتے ہیں جو حیاتیاتی یا جذباتی طور پر وابستہ نہیں ہوتے لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر اکٹھے رہتے ہیں جیسے ساتھی وغیرہ۔ لہذا خاندان جذباتی اور رشتہ دارانہ تعلقات پر زور دیتا ہے جبکہ ایک کنبہ مشترکہ رہائش کے انتظامات اور صحبت کے عملی پہلوؤں پر زور دیتا ہے۔

9.9 خاندان اور کنبہ کے اقسام (Forms of family and Household)

تاریخی طور پر خاندان دو بڑی شکلوں میں موجود رہا ہے۔ ایک توسیع شدہ خاندان اور دوسرا بنیادی خاندان ہے۔ تاہم خاندان کی صرف دو شکلیں نہیں ہیں بلکہ مختلف ہو سکتی ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ ہر سماج میں موجود رہتی ہیں۔

نسب(Descent)

نسب سے مراد ایسا نظام ہے جس کے ذریعے معاشرے/خاندان کے افراد نسلوں سے تعلق کا سراغ لگاتے ہیں۔ آباواجداد یا وراثت کی بنیاد پر خاندان کو دو اہم اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، یعنی(i) پدرسری خاندان(Patriarchal family)اور(ii)مادرسری خاندان(Matriarchal family)۔

1) **پدرسری خاندان**(Patrilineal): وہ خاندان جس کے افراد اپنے رشتہ داروں اور نسب کا پتہ باپ سے لگاتے ہیں۔ جائیداد مردانہ لائن کے ذریعے باپ سے بیٹوں میں منتقل ہوتی ہے۔ یہ خاندان کی سب سے عام شکلوں میں سے ایک ہے۔

2) **مادرسری خاندان**(Matrilineal): یہ ایسا خاندان ہے جس کے افراد ماں یا خاندان کی خواتین کے ذریعے اپنے رشتہ داری اور نسب کا پتہ لگاتے ہیں۔ جائیداد ماں سے بیٹی کو زنانہ لائن کے ذریعے منتقل کی جاتی ہے۔ ایسے خاندان میٹریلوکل(Matrilocal) بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسا خاندان دنیا کے صرف مخصوص علاقوں میں پایا جاتا ہے، جیسے شمال مشرقی ہندوستان کے گارو, خاصی ، کیرالہ کے نائر قبائل وغیرہ۔

مندرجہ بالا دو قسم کے خاندان اگرچہ وراثت کے لحاظ سے مختلف ہیں لیکن ان میں مشترکہ جائیداد اور آمدنی، شریک رہائش، اجتماعیت، شریک عبادت اور بعض حقوق و فرائض کی انجام دہی میں کچھ اشتراک ہیں۔

رہائش گاہ (Residence)

خاندان کو شادی شدہ جوڑوں میں سے کسی ایک یا دونوں کی طرف سے رہائش کے مقام کو اپنانے کی بنیاد پر درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے پیٹریلوکل (Patrilocal) (1) میٹریلوکل ,(Matrilocal) (2)نیولوکل (Neo-local), (3) اور ڈیولوکل (Duo-local) (4)

1) **پیٹریلوکل خاندان** (Patrilocal Family): ایسا خاندان جس میں شادی کے بعد بیوی اپنے شوہر کے خاندان میں رہتی ہے۔ اس خاندان کو وائرولوکل خاندان (Virilocal family) بھی کہا جاتا ہے۔

2) **میٹریلوکل خاندان** (Matrilocal Family): اس میں شادی کے بعد شوہر اپنی بیوی کے گھر رہتا ہے۔ اس قسم کے خاندان کو اکسوریلوکل خاندان(Uxorilocal Family) بھی کہا جاتا ہے۔

3) **نومقامی خاندان** (Neo-Local Family): جب شادی کے بعد شادی شدہ جوڑا نئی جگہ پر رہتا ہے اور اپنے والدین یا اپنے رشتہ داروں سے آزاد خاندان قائم کرتا ہے تو اسے نومقامی خاندان کہا جاتا ہے۔

4) **جوڑی مقامی خاندان** (Duo-local Family): اس قسم کے خاندان میں شادی کے بعد بیوی اپنی ماں کے خاندان کے ساتھ رہتی ہے اور شوہر اپنی ماں کے خاندان کے ساتھ رہتا ہے۔ لکشدیپ میں نائر قبیلہ جوڑی-مقامی خاندان کی مثال ہے۔

رکنیت (Membership)

خاندان میں پائے جانے والے افراد کی تعداد یا خاندان کے سائز کے مطابق خاندان کی درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔ خاندان میں پائے جانے والے افراد خاندان کی شکل کا تعین کرتے ہیں۔ افراد کی بنیاد پر خاندان دو قسم کے ہوسکتے ہیں (1) بنیادی خاندان اور (2) توسیعی خاندان۔

1) **بنیادی خاندان** (Nuclear family) کی اصطلاح سے مراد شادی شدہ جوڑے اور ان کے زیر کفالت بچوں، یعنی ماں، باپ اور بچوں پر مشتمل اکائی سے ہے۔ اس قسم کے بنیادی خاندان کو شمالی امریکہ اور یورپ میں عام خاندانی اکائی سمجھا جاتا ہے۔

2) **توسیعی خاندان** (Extended family): سے مراد ایسا خاندانی نظام ہے جس کے ایک ہی کنبہ میں کئی نسلیں رہتی ہیں۔ اس میں نہ صرف شوہر، بیوی اور ان کی اولاد شامل ہوتی ہے بلکہ رشتے دار بھی شامل ہوتے ہیں جو ایک ساتھ رہتے ہیں اور انہیں خاندانی اکائی سمجھا جاتا ہے۔

جیون ساتھیوں کی تعداد (Number of Mates)

خاندان کی درجہ بندی شادی کے ذریعے ایک مرد یا عورت کے جیون ساتھیوں کی تعداد کے مطابق کی جاسکتی ہے، یعنی (1) یک زوجیت والا خاندان جسے (Monogamous family) اور (2) کثیر زوجیت والا خاندان جسے (Polygamous family) کہا جاتا ہے۔

1) **یک زوجیت والا خاندان** (Monogamous family): اس قسم کے خاندان میں ایک شوہر اور ایک بیوی ہوتے ہے۔

2) **کثیر زوجیت والا خاندان** (Polygamous family): اس میں ایک سے زیادہ بیوی یا ایک سے زیادہ شوہر ہوتے ہے۔

اقتدار (Authority)

یہ خاندان کی درجہ بندی کرنے کے سب سے اہم طریقوں میں سے ایک ہے۔ اختیار کی بنیاد پر خاندان کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں یعنی(1)پدر سری خاندان(Patriarchal Family): (2)مادر سری خاندان جسے(Matriarchal family) بھی کہا جاتا ہے۔

1) پدر سری خاندان(Patriarchal Family): ایسے خاندان کی سربراہی مرد کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ لفظ 'Patriarchy' کا لفظی مطلب باپ یا مرد کی حکمرانی یا غلبہ ہے۔یعنی وہ گھرانہ جس میں عورتیں، چھوٹے مرد، بچے اور گھریلو ملازم سب مرد کی حکمرانی کے تحت کام کرتے ہیں اور گھر کا سربراہ مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرد اس خاندان کے اندر خواتین کی جنسیت، محنت، پیداوار، تولید اور نقل و حرکت کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔

2) **مادر سری خاندان** (Matriarchal family): یہ ایسا خاندان ہے جس میں خواتین کو خاندانی اکائی کے اندر بنیادی اختیار، طاقت اور فیصلہ سازی کا کردار حاصل ہوتا ہے۔ اس نظام میں ماں یا سب سے بڑی خاتون شخصیت عام طور پر گھر کی سربراہ کے طور پر کام کرتی ہے۔مادر سری خاندان اکثر خواتین کی شراکت اور نقطہ نظر کو ترجیح دیتا ہے اور خواتین ارکان حکمرانی، معاشی سرگرمیوں اور ثقافتی طریقوں میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔

9.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس باب میں خاندان اور کنبہ کی تعریف اور خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے ۔مزید، اس باب میں خاندان اور کنبہ کے درمیان فرق، سماجی افعال اور مختلف شکلوں کی وضاحت کی گئی ہے جن کی درجہ بندی نسب، رہائش کے انداز، کنبہ کے ارکان کی تعداد، جیون ساتھیوں کی تعداد اور اختیار کے مطابق کی گئی ہے۔ جیسا کہ آپ نے پڑھا ہے ہندوستان میں زیادہ تر خاندان پدر سری اور مقامی نوعیت کے ہیں۔ اگرچہ بنیادی خاندان ہندوستان کے بعض حصوں میں موجود ہیں۔ لیکن بڑی حد تک جدیدیت اور مرکزی دھارے کی معاشرتی تہذیب نے پٹر یلینل اور پٹریلوکل خاندانوں کو راستہ دیا ہے۔ حالیہ دہائیوں میں خاندان اور کنبہ کی ساخت میں گہری تبدیلیاں آئی ہیں، جو معاشرے کی نوعیت اور افراد کی متنوع ضروریات اور خواہشات کی عکاسی کرتی ہیں۔ شادی میں تاخیر ، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، غیر روایتی چیزوں کی قبولیت میں اضافہ، شہری کاری ، نقل مکانی اور صنفی کردار میں تبدیلی جیسے عوامل نے خاندان اور کنبہ کی تبدیلی میں اہم کردار ادا کیا ہے جیسے واحد والدین کا خاندان، مخلوط خاندان، ہم جنس پرست خاندان، اور کثیر نسل کے گھرانے وغیرہ شامل ہیں۔

9.11 کلیدی الفاظ (Keywords)

خاندان : خاندان جذباتی بندھنوں، مشترکہ تجربات اور باہمی تعاون سے جڑے افراد کا ایک گروہ ہے، جو خونی رشتوں کے علاوہ باقی افراد کو شامل کرتا ہے۔

بنیادی خاندان: اس سے مراد شادی شدہ جوڑے اور ان کے زیر کفالت بچوں، یعنی ماں، باپ اور بچوں پر مشتمل اکائی ہے۔

توسیعی خاندان: ایسا خاندانی نظام جس میں کئی نسلیں ایک ساتھ رہتی ہوں۔ اس میں نہ صرف شوہر، بیوی اور ان کی اولاد شامل ہوتی ہیں بلکہ رشتے دار بھی شامل ہوتے ہیں۔

سماجی کاری: یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں فرد اپنے خاندان اور سماج کے ذریعے نہ صرف سماجی اصولوں، اقدار اور طرز عمل کو سیکھتا ہے بلکہ سماج میں اپنی شناخت اور کردار کو تشکیل بھی دیتا ہے۔

9.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ کثیر افراد کے گھرانوں میں عام طور پر کون ایک ساتھ رہتا ہے؟

a) غیر متعلقہ افراد گھر کا اشتراک کرتے ہیں　　b) شادی شدہ جوڑا اور ان کے بچے

c) والدین، بچے اور دادا دادی　　d) واحد والدین اور ان کے بچے

2۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا روایتی خاندانی ڈھانچہ نہیں ہے؟

a) بنیادی خاندان　　b) واحد والدین خاندان

c) توسیعی خاندان　　d) ہم جنس فیملی

3۔ واحد والدین کے کنبہ کے عروج میں کس آبادیاتی عنصر نے کردار ادا کیا ہے؟

a) غیر مادری اتحاد کی قبولیت میں اضافہ　　b) شادی میں تاخیر

c) طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح　　d) ہجرت

4۔ کس اصطلاح سے مراد غیر شادی شدہ جوڑا ہے جو ایک پر عزم رشتے میں اکٹھے رہتے ہیں؟

a) صحبت　　b) توسیعی خاندانی

c) بنیادی خاندان
d) ملاوٹ شدہ خاندان

5۔ ان خاندانوں کی وضاحت کے لیے کیا اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جہاں بچے ایک حیاتیاتی والدین اور اس والدین کے نئے ساتھی کے ساتھ رہتے ہیں؟

a) توسیعی خاندان
b) ملاوٹ شدہ خاندان
c) بنیادی خاندان
d) ہم جنس خاندان

6۔ خاندانوں کے اندر خواتین کے بدلتے ہوئے کردار میں کس سماجی رجحان نے کردار ادا کیا ہے؟

a) شہر کاری ۔
b) ہجرت۔
c) صنفی مساوات میں اضافہ۔
d) زرخیزی میں کمی۔

7۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا غیر روایتی خاندانی ڈھانچہ ہے؟

a) بنیادی خاندان۔
b) توسیعی خاندان۔
c) واحد والدین خاندان۔
4) کثیر الجہتی خاندان۔

8۔ درج ذیل میں سے کون سا خاندانی ڈھانچے پر شہری کاری کا اثر ہے؟

a) زرخیزی کی شرح میں اضافہ۔
b) رہائش پذیر شرح میں کمی۔
c) خاندانوں کی جغرافیائی تقسیم۔
d) طلاق کی شرح میں کمی۔

9۔ مندرجہ ذیل میں سے کون بنیادی خاندانی ڈھانچے کو بہترین طریقے سے بیان کرتا ہے؟

a) ایک خاندان کی تین نسلیں ایک ساتھ رہتی ہیں۔
b) ایک شادی شدہ جوڑا اور ان کے بچے ایک ساتھ رہتے ہیں۔
c) والدین میں سے کوئی ایک جو اپنے بچے کے ساتھ رہتے ہیں۔
d) دوستوں کا ایک گروہ جو ایک ہی گھر میں رہتے ہوں۔

10۔ مختلف نسل یا ثقافت سے تعلق رکھنے والے سے شادی کیا کہا جاتا ہے؟

a) اپنی نسل سے باہر شادی۔
b) طے شدہ شادی۔
c) ہم جنس شادی۔
d) یک زوجیت کی شادی۔

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. خاندان سے کیا مراد ہے؟
2. کنبہ کی خصوصیات بیان کریں۔
3. خاندان کس طرح تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے مختصر نوٹ لکھیں۔
4. خاندان کے سماجی افعال کو بیان کیجیے۔
5. نسب وراثت کی بنیاد خاندان کی کتنی قسمیں ہیں اور انکی وضاحت کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. خاندان اور کنبہ کے درمیان فرق کی وضاحت کریں۔
2. کنبہ کی تعریف اور اس کے سماجی افعال پر نوٹ لکھیں۔
3. خاندان اور کنبہ کی اقسام بیان کریں۔

9.13 مزید مطالعے کے لئے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

1. Augustine, J.S. (Ed.) 1982. The Indian Family in Transition. Vikas Publishing House, New Delhi.
2. Shah, A.M. 1992. "Changes in the Indian Family". In Yogesh Atal (Ed.) Understanding Indian Society. Har-Anand Publications, New Delhi.
3. Patel, Tulsi. (Ed). (2005). The Family in India: Structure and Practice. New Delhi: Sage Publications.
4. Uberoi, Patricia. (Ed). (1993). Family, Kinship, and Marriage in India. Delhi: OUP

اکائی 10۔ خاندان اور کنبہ کی ساخت و تبدیلی

(Structure and Change in Family & Household)

اکائی کے اجزا

10.0 تمہید

10.1 مقاصد

10.2 خاندان کی ساخت

10.3 خاندان کی ساخت میں تبدیلی

10.4 مشترکہ خاندان کے ٹوٹنے کے اثرات

10.5 کنبہ کی ساخت

10.6 کنبہ کی ساخت میں تبدیلی

10.7 اکتسابی نتائج

10.8 کلیدی الفاظ

10.9 نمونہ امتحانی سوالات

10.10 مزید مطالعے کے لئے تجویز کردہ کتابیں

10.0 تمہید (Introduction)

خاندان اور کنبہ کی ساخت سے مراد سماج کی مختلف بنیادی اکائی ہے۔ اس میں ان مختلف طریقوں کو شامل کیا گیا ہے جیسے کنبہ کے ڈھانچے میں خاندانی سائز، ہم آہنگی، رہایش گاہ، ذمہ داریاں، جذباتی بندھن، ساخت، اور رہنے کے انتظامات جیسے عوامل شامل ہوتے ہیں جبکہ خاندانی ڈھانچے میں افراد کے درمیان کردار، درجہ بندی، روٹی کمانے والوں سے لے کر پرورش کرنے والوں اور فیصلہ سازوں تک شامل ہیں۔ یہ کردار ثقافتی اصولوں، صنفی حرکیات، اور سماجی اقتصادی عوامل سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ کنبہ اور خاندان ہمارے سماجی تانے بانے میں

مرکزی حیثیت رکھتے ہیں جو رشتوں کو پروان چڑھانے، معاشی تعاون اور جذباتی مدد کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔اس مطالعہ میں اس بات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح مختلف عوامل کنبہ اور خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔کنبہ اور خاندان کی ساخت ان طریقوں کی بصیرت فراہم کرتا ہے جن میں افراد ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں، جذباتی اور مالی طور پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔اس کے علاوہ یہ روابط کے پیچیدہ جال کی عکاسی کرتا ہے جو سوشل نیٹ ورکس کو مضبوط کرتا ہے اور معاشرے کی بنیاد کو تشکیل دیتا ہے۔ جیسے جیسے سماج ترقی کرتا ہے کنبہ اور خاندانی ڈھانچے کی نوعیت اور اسکی ساخت میں تبدیلی ہوتی ہے۔کنبہ کے ڈھانچے کی پیچیدگیوں اوراس کی تبدیلیوں کو سمجھنا پالیسی سازوں، محققین،اورافراد کے لیے یکساں طور پر ضروری ہے کیونکہ یہ مؤثر نظام،پالیسیوں اور ثقافتی موافقت کی تشکیل میں معاون ہیں۔

10.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد خاندان اور کنبہ کے ڈھانچے کو بیان کرنا ہے۔

اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- خاندان اور کنبہ کے ڈھانچے کو سمجھ سکیں۔
- خاندان اور کنبہ کے ساختی تبدیلیوں پر بحث کر سکیں۔
- اس کے علاوہ ان عوامل کی نشاندہی کر سکیں جو کنبہ اور خاندان کی تبدیلی میں معاون ہیں۔

10.2 خاندان کی ساخت (Structure of Family)

خاندانی ساخت سے مراد خاندان یا سماجی اکائی کے اندر خاندان کے افراد کی تنظیم اور انتظام ہے۔یہ کردار، رشتوں اور تعامل کے نمونوں کو گھیرے ہوئے ہے جو اس بات کی تشکیل کرتا ہے کہ خاندان کے افراد ایک دوسرے سے کیسے تعلق رکھتے ہیں۔روایتی خاندانی ڈھانچے اکثر بنیادی خاندان پر مشتمل ہوتے تھے جس میں ماں، باپ اور ان کے بچے شامل ہوتے تھے۔اس خاندانی ڈھانچے میں باپ عام طور پر روٹی کمانے والا ہوتا تھا اور ماں دیکھ بھال اور گھریلو فرائض کی ذمہ دار ہوتی تھی۔

اگرچہ سماجی، ثقافتی اور اقتصادی تبدیلیوں کی وجہ سے خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی ہوئی ہے جیسے واحد والدین کا خاندان، جہاں باپ یا ماں دونوں میں سے ایک بچوں کی دیکھ بھال اور سہولیات فراہم کرتا ہے۔ ایسا خاندان طلاق، علیحدگی، یا ذاتی انتخاب کی وجہ سے عام ہو گیا ہے۔ توسیع

شدہ خاندان میں دادا، دادی، خالہ، چچا، اور باقی رشتے دار شامل ہوتے ہیں جو ایک وسیع نیٹ ورک فراہم کرتے ہیں۔ مخلوطی خاندان اس وقت تشکیل پاتا ہے جب دو افراد شادی کرتے ہیں یا ساتھ رہتے ہیں لیکن پہلی شادی سے پیدا بچوں کو ساتھ رکھتے ہیں۔

10.3 خاندان کی ساخت میں تبدیلی (Change in Family Structure)

خاندان میں تبدیلی مستقل ہوتی ہے جو مختلف عوامل جیسے کہ انفرادی زندگی کے مراحل، بیرونی واقعات اور ثقافتی تبدیلیوں سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ شادی، بچے کی پیدائش، ریٹائرمنٹ جیسے زندگی کے واقعات، کردار اور ذمہ داریوں میں تبدیلی خاندانی ساخت میں تبدیلی کے عوامل ہوسکتے ہیں۔ پیدائش یا گود لینے سے خاندان میں نیا افراد متعارف ہوتا ہے جو خاندانی ساخت کو نئی شکل دے سکتا ہے۔ جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ تعلیم یا کام کے لیے گھر سے نکلتے ہیں اس وقت والدین کو مختلف کردار کو ادا کرنا ہوتا ہے جو خاندانی ساخت میں تبدیلی کا باعث ہو سکتا ہے۔

1) **مشترکہ خاندان میں تبدیلی** (Change in the Joint Family)

ہندوستان میں توسیع شدہ خاندان کو مشترکہ خاندان بھی کہا جاتا ہے۔ ملک بھر میں مشترکہ خاندان کی قدر کی جاتی ہے۔ ملک کے کئی حصوں میں کیے گئے مطالعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں مشترکہ خاندانی نظام جدید کاری، صنعت کاری اور شہری کاری کے عمل کی وجہ سے تبدیل ہو رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندوستانی سماج کی اقداراور رویوں نے صدیوں سے مشترکہ خاندانی روایت کی حمایت کی ہے اور اب بھی ان کی حمایت کی جاتی ہے۔ بہت سے اسکالرز نے مشترکہ خاندانی نظام کو تبدیلی کی بنیاد پر دیکھا ہے۔ بنیادی خاندان بیٹے کی شادی کے بعد مشترکہ خاندان بن جاتا ہے۔ خاندانی نظام میں مختلف وجوہات کی بناء پر تقسیم کا عمل ہوتا ہے۔ ہندوستان کے بیشتر حصوں میں جہاں پدرسری(Patriarchal)خاندان موجود ہے وہاں والدین بیٹوں کے ساتھ رہنے کی توقع کرتے ہیں جب تک کہ خاندان میں بہن بھائیوں کی شادی نہیں ہو جاتی۔ اس کے بعد وہ الگ ہو جاتے ہیں اور مشترکہ خاندان ٹوٹ جاتا ہے۔

دیہی خاندانی نظام میں تبدیلی (Change in the Rural Family System)

مختلف ماہرین سماجیات نے مشترکہ خاندان کی شناخت دیہی ہندوستان کے مخصوص خاندان کے طور پر کی ہے۔ یہ خاندان مختلف قوتوں، یعنی زمینی اصلاحات، تعلیم، ذرائع ابلاغ، ٹیکنالوجی، ترقی کی حکمت عملی، شہری کاری ، صنعت کاری اور جدید کاری کی وجہ سے اس کی ساخت میں تبدیلی آئی ہے۔ ان قوتوں کا تفصیل سے جائزہ درج ذیل ہے۔

1) **زمینی اصلاحات (Land Reforms)**

دیہات میں پہلے مشترکہ خاندان کے افراد عام طور پر مشترکہ جائیداد کی وجہ سے ایک ساتھ رہتے تھے۔ زمینی اصلاحات (Land Reforms) نے زمینوں پر زیادہ سے زیادہ پابندیاں عائد کردیں جس کی وجہ سے خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی ہوئی ہے۔ بہت سے معاملات میں خاندان کے سربراہوں نے زمینی حد کے قانون سے بچنے کے لیے زمین کو بیٹوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اس طرح بیٹے آہستہ آہستہ اپنے والدین کی زندگی میں ہی الگ رہنے لگتے ہیں اور اس طرح خاندان کی ساخت میں تبدیلی آتی ہے۔

2) **تعلیم اور روزگار (Education and Employment)**

تعلیم، صنعت کاری اور شہر کاری نے دیہاتیوں کے لیے فائدہ مند روزگار کی گنجائش کھولی ہے۔ ابتدائی طور پر مشترکہ خاندان کے چند افراد تعلیم کے لیے شہر منتقل ہوتے ہیں۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد زیادہ تر نوکریوں میں شامل ہو جاتے ہیں یا شہری علاقوں میں روزگار کے دیگر راستوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس طرح وہ شادی کے بعد اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ رہنا شروع کر دیتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ایسی الگ الگ اکائیاں بنیادی خاندان بن جاتی ہیں۔

3) **دیہی علاقوں میں معاشی مشکلات (Economic Difficulties in Rural Areas)**

ہندوستان میں دیہی ترقی کی حکمت عملیوں کا مقصد غربت، بے روزگاری کو ختم کرنا اور دیہی لوگوں کو سماجی انصاف کے ساتھ اعلیٰ معیار زندگی اور معاشی ترقی کو بڑھانا ہے۔ حقیقت میں اس نے علاقائی عدم توازن پیدا کیا ہے، طبقاتی عدم مساوات کو تیز کیا ہے اور دیہی لوگوں کے نچلے طبقے کی معاشی اور سماجی زندگی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ پسماندہ علاقوں میں لوگوں کو روزی روٹی کمانے کے لیے بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے لوگوں کو مجبور ہو کر شہری علاقوں کی طرف ہجرت کرنی پڑتی ہے۔ اس ہجرت نے خاندانی ڈھانچے کو متاثر کیا ہے کیونکہ شروع میں مرد اکیلے ہجرت کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنے خاندان کو لے کر آتے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنے پیدائشی گھر سے الگ ہو جاتے ہیں۔

4) **بڑھتے ہوئے افراد (Growing Individuals)**

دیہات کے طبقوں میں انفرادیت کا ایک اعلیٰ احساس بھی بڑھ رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ (جیسے اخبارات، ٹی وی، ریڈیو) کی رسائی، رسمی تعلیم، صارفیت پسند ثقافت اور بازاری قوتوں نے انفرادیت کو پہلے سے کہیں زیادہ تیزی سے بڑھنے میں مدد دی ہے۔ دیہی لوگوں اور مشترکہ خاندان کے افراد نے اپنی انفرادیت پر زیادہ یقین کرنا شروع کر دیا ہے۔ ماضی میں خاندان کا سائز نسبتاً بڑا ہوتا تھا، رشتہ داری کا جال بڑا تھا

اور ذمہ داریاں زیادہ تھیں۔ لیکن آج ہر فرد اپنے معیار زندگی کو بہتر بنانے اور خاندان سے باہر کمیونٹی میں اپنی حیثیت کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ صورتحال بیٹوں کی شادی اور بہو کے آنے کے فوراً بعد تیزی سے بڑھ جاتی ہے جو مشترکہ خاندانی نظام میں ٹوٹ پھوٹ کا باعث بنتی ہے۔

شہری خاندانی نظام میں تبدیلی (Change in Urban Family System)

صنعت اور شہر کاری جیسے عوامل کی وجہ سے شہری خاندانی ڈھانچہ توسیع شدہ خاندان سے بنیادی خاندان میں منتقل ہو گیا ہے جو انفرادیت کی عکاسی کرتا ہے اور چھوٹے، خود مختار خاندانی اکائیوں کے اندر خود انحصاری پر زور دیتا ہے۔ شہر کاری کی قوتوں نے شہری خاندانوں کو مختلف طور پر متاثر کیا ہے جن کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1) **چھوٹے خاندانی سائز(Smaller Family Sizes):** شہری خاندانوں میں ایک اہم تبدیلی چھوٹے خاندانی سائز کی طرف رجحان ہے۔ معاشی دباؤ، شہری علاقوں میں رہنے والوں کی بڑھتی ہوئی لاگت اور بدلتے ہوئے معاشرتی اصولوں نے خاندان کے اوسط سائز میں کمی کا باعث بنے ہیں۔

2) **تاخیر سے شادی** (Late Marriage): شہری علاقوں میں نوجوان اکثر شادی اور خاندان کے بجائے تعلیم، کیریئر، اور ذاتی ترقی کو ترجیح دیتے ہیں جس کی وجہ سے شہری آبادیوں میں تاخیر سے شادی میں اضافہ ہوتا ہے۔

3) **شریک رہائش** (Cohabitation): شہری مراکز میں رہائش کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے بہت سے افراد اور خاندانوں نے شریک رہائش کے انتظامات کی طرف رجوع کیا ہے۔ اس میں اخراجات کو تقسیم کرنے اور مشترکہ سہولیات سے لطف اندوز ہونے کے لیے بعض اوقات غیر متعلقہ افراد یا خاندان ایک ساتھ رہتے ہیں۔

4) **تکنیکی ربط سازی** (Digital Connectivity): تکنیکی ترقی نے شہری خاندانوں کے رابطے اور جڑے رہنے کے طریقے کو بدل دیا ہے۔ موبائل اور انٹرنیٹ کی رسائی نے دور دراز کے کام آن لائن کرنے اور سماجی معاملات کو آسان بنایا ہے۔ اس تکنیکی ترقی نے افراد کے جسمانی فاصلے کو بڑا دیا ہے۔

5) **تنوع اور شمولیت** (Diversity and Inclusion): شہری ماحول زیادہ متنوع اور جامع ہوتا ہے جس کی وجہ سے غیر روایتی خاندانی ڈھانچے کی قبولیت اور حمایت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم جنس جوڑے اور واحد والدین کے خاندان شہری کمیونٹیز میں زیادہ وسیع پیمانے پر قبول کیے جاتے ہیں۔

6) **ماحولیاتی شعور** (Environmental Awareness): شہری خاندان اکثر ماحول کے حوالے سے باشعور ہوتے ہیں اور پائیدار طرز زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اپنی فلاح و بہبود کے لیے دوست، رہائش کے اختیارات اور عوامی نقل و حمل کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس طرح شہری خاندان کے نظام میں گزشتہ برسوں کے دوران نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔ روایتی طور پر ایک دوسرے کے قریب رہنے والے وسیع خاندانوں میں مختلف عوامل جیسے صنعت کاری، شہری کاری اور ثقافتی تبدیلیوں کی وجہ سے بنیادی خاندانوں کا عروج ہوا، جہاں والدین اور ان کے بچے آزادانہ طور پر رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ شہری خاندانوں کے اندر حمایت، تحفظ اور فیصلہ سازی کے طریقہ کار کو بدل دیا ہے۔ جس میں خود انحصاری اور خود مختار خاندانی اکائیوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

10.4 مشترکہ خاندان کے ٹوٹنے کے اثرات(Impact of the Breakdown of Joint Family)

دیہی خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی کی وجہ سے خاندان کے افراد کی حیثیت اور رول پر کچھ خاص اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مشترکہ خاندان میں روایتی طور پر اختیار خاندان کے سب سے بڑے مرد پر ہوتا ہے۔ ایک بار جب خاندان کئی اکائیوں میں تقسیم ہو جاتا ہے وہاں نئے اختیاری مرکز ابھرتے ہیں جس میں متعلقہ بزرگ مرد ہر بنیادی یونٹ کا سربراہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ منتقلی (Transfer) کے اس عمل میں سب سے بوڑھی عورت بھی اپنا اختیار کھو دیتی ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام بوڑھے، بیوہ اور دیگر زیر کفالت افراد کو تحفظ فراہم کرتا ہے ٹوٹنے کے بعد ان افراد کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دیہی علاقوں میں دیکھ بھال کے مرکز دستیاب نہیں ہیں جیسے اولڈ ایج ہوم، کریچ(Old age home, Creche) اس صورت میں بہت سی بیوہ عورتیں، بچے اور بوڑھے بھکاری بن جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اپنے ذہنی سکون و سماجی تحفظ کے لئے مزار یا کسی دوسرے مراکز میں روانہ ہو جاتے ہیں۔

10.5 کنبہ کی ساخت (Structure of Household)

کنبہ کی ساخت سے مراد ایسے افراد کی تشکیل اور ترتیب ہے جو مشترکہ رہائش گاہ میں شریک ہوتے ہیں اور اکثر تعاون جیسی سرگرمیوں میں شامل رہتے ہیں۔ کنبہ کی تعریف عام طور پر لوگوں کے ایک ایسے گروہ کے طور پر کی جاتی ہے جو ایک ساتھ رہتے ہیں وسائل، ذمہ داریوں، اور اکثر جذباتی بندھنوں کا اشتراک کرتے ہیں۔ ثقافتی، اقتصادی، سماجی اور انفرادی عوامل کی بنیاد پر کنبہ کی ساخت وسیع پیمانے پر مختلف ہو سکتی ہے جن کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1) **بنیادی کنبہ**(Nuclear Household): یہ ایک روایتی کنبہ ہے جس میں والدین اور ان کے غیر شادی شدہ بچے ایک ساتھ رہتے

2) ہیں۔اس میں عام طور پر ماں، باپ، اور ان کے حیاتیاتی یا گود لیے ہوئے بچے شامل ہوتے ہیں۔ یہ ڈھانچہ بہت سے مغربی سماج میں رائج ہے۔

3) **توسیع شدہ کنبہ**(Extended Household): توسیع شدہ کنبے میں متعدد نسلیں ایک ہی چھت کے نیچے ایک ساتھ رہتی ہیں۔ اس میں والدین، بچے، دادا، دادی، اور چچا شامل ہوتے ہیں۔ ایسا کنبہ قریبی تعلقات کو ظاہر کرتا ہے جو کچھ تہذیبوں میں عام ہے۔

4) **واحد والدین کنبہ** (Single-Parent Household): ایسے کنبہ میں ایک فرد اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور بنیادی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ ایسا کنبہ طلاق، علیحدگی سے پیدا ہو سکتا ہے۔

5) **سوتیلا خاندانی کنبہ**(Stepfamily Household): سوتیلا خاندانی کنبہ اس وقت ہوتا ہے جب دو افراد جن کے سابقہ رشتوں کے بچے ہوتے ہیں جو دوبارہ شادی یا صحبت کے ذریعے ایک نئی فیملی یونٹ تشکیل دیتے ہیں۔اس ڈھانچے میں سوتیلے والدین، سوتیلے بہن بھائی اور حیاتیاتی بچے شامل ہو سکتے ہیں۔

6) **ہم آہنگی کنبہ** (Cohabiting Household): ہم آہنگی کنبہ ایک غیر شادی شدہ جوڑے پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک پر عزم رشتے میں اکٹھے رہتے ہیں۔

7) **اکیلے فرد کا کنبہ** (Single-Person Household): اس کنبہ میں ایک فرد تنہا رہتا ہے۔ یہ ذاتی پسند، خاندان سے دور رہنے، یا کام یا تعلیم جیسے حالات کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

8) **گروہ یا مشترکہ کنبہ** (Group or Shared Household): ایسے کنبہ میں متعدد غیر متعلق افراد رہنے کی جگہ کا اشتراک کرتے ہیں۔ ایسے کنبے اکثر عملی وجوہات کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں جیسے کہ رہنے کے اخراجات کو کم کرنا وغیرہ۔ یہ ڈھانچے طلباء، نوجوان پیشہ ور افراد، اور اجتماعی زندگی کے خواہاں افراد میں عام ہیں۔

9) **عمر رسیدہ کنبہ** (Aged Household): کنبے کا یہ ڈھانچہ عمر رسیدہ افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو صحبت، تعاون، اور مشترکہ وسائل کے لیے اکٹھے رہتے ہیں۔

کنبہ کے ڈھانچے باہمی طور پر مخصوص نہیں ہیں اور زندگی کے مختلف واقعات جیسے شادی، پیدائش، موت، طلاق اور معاشی تبدیلیوں کی وجہ سے اکثر وقت کے ساتھ تبدیل ہوتے ہیں۔

10.6 کنبہ کی ساخت میں تبدیلی (Change in Household Structure)

کنبہ میں تبدیلی سے مراد زندگی کے انتظامات میں ہونے والی مختلف تبدیلیاں ہیں ۔ یہ تبدیلیاں سماجی، اقتصادی، ثقافتی اور انفرادی

عوامل کے پیچیدہ تعامل سے متاثر ہوتی ہیں۔ جدید سماج کو سمجھنے کے لیے ان تبدیلیوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ کنبہ کی ساخت میں تبدیلیوں کے کچھ اہم پہلو درج ذیل ہیں:

1۔ **آبادیاتی تبدیلیاں** (Demographic Shift): سماجی تبدیلیاں جیسے شرح پیدائش میں کمی، طویل عمر کی توقعات، اور شادی کے بدلتے ہوئے انداز کنبہ کے ڈھانچے کی تبدیلی میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

2۔ **شادی میں تبدیلیاں**(Marital Changes): طلاق، علیحدگی اور دوبارہ شادی خاندانی ڈھانچے میں تبدیلیوں کا باعث بن سکتی ہے۔ طلاق یافتہ افراد بنیادی خاندانی ڈھانچے سے واحد والدین یا ملاوٹ شدہ خاندانی انتظام میں منتقل ہو سکتے ہیں۔ دوبارہ شادی کے نتیجے میں خاندان ضم ہو سکتے ہیں اور قدم قدم پر تعلقات قائم ہو سکتے ہیں۔

3۔ **زندگی کا چکر** (Life Cycle Transitions): زندگی کے واقعات جیسے شادی، بچے کی پیدائش، بچوں کی تعلیم ،کام کی نوعیت، طلاق، اور خاندان کے افراد کی موت جیسے عوامل سے اکثر کنبے بدل جاتے ہیں۔

4۔ **معاشی عوامل** (Economic Factors): معاشی عوامل جیسے ملازمت میں کمی، بے روزگاری، مشترکہ ذمہ داریوں یا آمدنی میں تبدیلی کنبہ کے ڈھانچے کو متاثر کرتے ہیں۔ بعض اوقات بالغ بچے مالی چیلنجوں کی وجہ سے اپنے والدین کے ساتھ رہتے ہیں جس کی وجہ سے خاندانی کردار میں تبدیلیاں آتی ہیں۔

5۔ **ہجرت** (Migration): کام، تعلیم، یا دیگر وجوہات کی بناء پر ہجرت کنبہ کی ساخت میں تبدیلیوں کا باعث بنتی ہے۔ خاندان کے افراد بہتر مواقع کے لیے نقل مکانی کرتے ہیں جس کے نتیجے میں بین الاقوامی اور دور دراز کے تعلقات قائم ہوتے ہیں۔

6۔ **سماجی اصول اور رویے** (Social Norms and Attitudes): صحبت، شادی، طلاق، اور واحد والدین کے حوالے سے سماجی اصولوں اور رویوں کو تبدیل کرنا کنبہ کے ڈھانچے کو متاثر کر سکتا ہے۔

ٹیکنالوجی کے اثرات (Effects of Technology)

ٹیکنالوجی کنبہ کے بدلتے ہوئے ڈھانچے کے پیچھے ایک اہم عامل رہا ہے جو اس بات کو متاثر کرتا ہے کہ افراد کس طرح بات چیت اور اپنے رہنے کے انتظامات کو منظم کرتے ہیں۔ ٹیکنالوجی سے متعلق کئی عوامل نے ان تبدیلیوں میں اہم رول ادا کیا ہے کچھ اہم عوامل کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1) **دور دراز کا کام** (Remote Work): دور دراز کے کام کا اضافہ کنبے کے ڈھانچے کو متاثر کرنے کا باعث ہے جس سے افراد کو ان کے کام کی جگہ سے مزید دور رہنا پڑتا ہے جو ممکنہ طور پر آنے جانے کے انداز اور رہائش کے انتخاب کو متاثر کرتا ہے۔

2) **مواصلت** (Communication): تکنیکی ترقی نے کنبے کے افراد کی بات چیت کے طرز عمل کو بدل دیا ہے جس سے مختلف افراد دور دراز کے لوگوں کے ساتھ تعلقات بر قرار رکھتے ہیں جو کہ جسمانی قربت کی ضرورت کو متاثر کرتا ہے۔

3) **تعلیمی مواقع** (Educational Opportunities): آن لائن تعلیم نے افراد کو منتقلی کے بغیر ڈگریاں حاصل کرنے یا مہارت کی ترقی کی اجازت دی ہے۔ یہ رہائش کے انتظامات کے بارے میں فیصلوں پر اثر انداز ہوتا ہے، جیسے کہ توسیع شدہ خاندان جو آن لائن تعلیم حاصل کرنے والے اراکین کی مدد کرتے ہیں۔

سماجی و ثقافتی عوامل (Cultural and social factors)

1) **ثقافتی اقدار** (Cultural Values): ثقافتی اصول اور اقدار کنبہ کے ڈھانچے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مختلف ثقافتوں کے درمیان ہم آہنگی، صنفی کردار اور خاندانی ذمہ داریوں کے لیے الگ الگ توقعات ہیں۔

2) **شہری کاری اور نقل و حرکت** (Urbanization and Mobility): لوگ بہتر مواقع کی تلاش میں شہری علاقوں کی طرف ہجرت کرتے ہیں اس طرح وہ اپنے خاندانوں سے الگ ہو جاتے ہیں جس کا اثر کنبہ کی ساخت پر پڑتا ہے۔اس کے نتیجے میں بنیادی خاندان اور دیکھ بھال کی ذمہ داریوں میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

3) **سماجی تبدیلیاں** (Social Changes): سماجی تبدیلیاں، جیسے کہ صنفی مساوات میں اضافہ اور شادی اور ولدیت کے بارے میں بدلتے تاثرات وغیرہ کنبہ کے ڈھانچے کو متاثر کرتے ہیں۔

4) **پالیسی اور قانونی تبدیلیاں** (Policy and Legal Changes): شادی، طلاق، گود لینے، اور جائیداد کے حقوق سے متعلق قوانین میں تبدیلیاں کنبہ کے ڈھانچے کو متاثر کرتی ہیں۔

5) **مذہبی اور ثقافتی اصول** (Religious and Cultural Norms): مذہبی اور ثقافتی عقائد خاندانی اقدار اور ڈھانچے کو تشکیل دیتے ہیں۔ شادی اور بچوں کی پرورش مختلف خاندانی ثقافتوں میں مختلف ہوتی ہے جو کنبہ کے انتخاب کو متاثر کرتی ہے۔

6) **انفرادیت کا عروج** (Rise of Individualism): انفرادیت کی طرف سماجی تبدیلی اور ذاتی خود مختاری کنبہ کے انتخاب کو متاثر کرتی ہے۔ افراد اپنی خواہشات، کیریئر اور ذاتی ترقی کو ترجیح دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے غیر روایتی کنبہ کے ڈھانچے یا خاندان کی

7) تشکیل میں تاخیر ہوتی ہے۔

اجتماعی طور پر، یہ سماجی، ثقافتی عوامل وسیع تر سماجی تبدیلیوں کے ساتھ تعامل کرتے ہیں۔ جس سے کنبہ کے ڈھانچے میں تبدیلی آتی ہے۔ ان عوامل کو سمجھنا بھی نہایت ضروری ہے جن کی وجہ سے خاندان اور کنبہ کی ساخت میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

10.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی میں ہم نے خاندان اور کنبہ کی مختلف اقسام کی تعریف اور بحث کی ہے۔ ہم نے ہندوستان میں خاندان اور کنبہ کے ڈھانچے کو متاثر کرنے والے مختلف عوامل مثلاً شہری کاری، صنعت کاری اور جدیدیت پر بھی تبادلہ خیال کیا ہے۔ روایتی مشترکہ خاندانی نظام اور کنبے میں تبدیلیوں کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔ مزید اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ شہری اور دیہی خاندان ہندوستان میں ترقی اور تبدیلی کی قوتوں سے متنوع طور پر کس طرح متاثر ہوتے ہیں۔ ہم نے دیہی اور شہری خاندانوں میں تبدیلی کے ذمہ دار مختلف عوامل پر تبادلہ خیال کیا اور مشترکہ خاندان کے ٹوٹنے کے اثرات پر بھی بات کی ہے۔ آخر میں شہری خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی، اس کی تبدیلی کی سمت اور کچھ ابھرتے ہوئے رجحانات پر بھی بات کی گئی ہے۔

10.8 کلیدی الفاظ (Keywords)

خاندانی ڈھانچہ : سے مراد کنبہ کے اندر کی ساخت اور رشتے ہیں جس میں مختلف خاندان شامل ہیں جیسے بنیادی، توسیعی، سوتیلے اور واحد والدین خاندان وغیرہ۔

خاندانی تبدیلی: سے مراد خاندانی ڈھانچے اور افراد کے رشتوں میں تبدیلی ہے۔

توسیع شدہ کنبہ : توسیع شدہ کنبے میں متعدد نسلیں ایک ہی چھت کے نیچے ایک ساتھ رہتی ہیں۔ اس میں والدین، بچے، دادا، دادی، اور چچا شامل ہو سکتے ہیں۔

واحد والدین خاندان: ایسے کنبے میں ایک فرد اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور بنیادی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ ایسا کنبہ طلاق، علیحدگی سے پیدا ہوتا ہے۔

10.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ کون سا عنصر جدید سماج میں توسیع شدہ خاندانوں کے پھیلاؤ میں کمی کا باعث ہے؟

(a) شرح پیدائش میں اضافہ (b) متوقع عمر میں اضافہ

(c) شہری معاشی (d) محدود تعلیمی مواقع

2۔ کون سی اصطلاح بیک وقت میں ایک سے زیادہ شریک حیات رکھنے کے عمل سے مراد ہے؟

(a) مونوگیمی (Monogamy) (b) پولینڈری (Polyandry)

(c) پولیگیمی (Polygamy) (d) پولیگیمس (Polygamous)

3۔ اس خاندانی ساخت کے لیے کیا اصطلاح ہے جہاں مختلف نسلوں کے افراد ایک ساتھ رہتے ہیں اور وسائل کا اشتراک کرتے ہیں؟

(a) بنیادی خاندان (b) توسیعی خاندان

(c) واحد والدین خاندان (d) ہم جنس خاندان

4۔ سماجیات کے تناظر میں گھرانہ کیا ہے؟

(a) دوستوں کا ایک گروہ جو ایک ساتھ رہتے ہیں (b) ایسے لوگ جو ایک ہی علاقے میں رہتے ہوں

(c) اکٹھے رہنے والے لوگوں پر مشتمل ایک سماجی اکائی (d) کام کی جگہ کا اشتراک کرنے والے لوگوں کا ایک گروہ

5۔ کس سماجی رجحان کی وجہ سے آمدنی میں اضافہ اور صنفی کردار میں تبدیلی آتی ہے؟

(a) طلاق کی شرح میں کمی (b) طے شدہ شادیوں میں اضافہ

(c) تولیدی ٹیکنالوجی میں پیش رفت (d) افرادی قوت میں خواتین کی شرکت

6۔ خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی کی عام وجہ درج ذیل میں سے کون سی ہے؟

(a) ثقافتی روایات (b) معاشی استحکام

(c) تعلیمی حصول (d) سیاسی وابستگی

7۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سا غیر خاندانی گھرانے کی مثال ہے؟

(a)والدین اور ان کے بچے (b) دادادادی اور پوتے پوتی

(c) غیر متعلقہ روم میٹ (d) بے اولاد شادی شدہ جوڑا

8۔ ایک ایسا کنبہ جہاں ایک فرد اکیلا رہتا ہے کس کے نام سے جانا جاتا ہے؟

(a) بنیادی خاندان (b) توسیعی خاندان

(c) اکیلا فرد کا خاندان (d) خونی رشتے داروں کے ساتھ رہنا

9۔ کس عنصر نے واحد فرد والے گھرانوں کے اضافے میں اہم کردار ادا کیا ہے؟

(a) مضبوط خاندانی اقدار　　(b) طلاق کی کم شرح

(c) شہری کاری اور کیریئر کے مواقع　　(d) متوقع عمر میں کمی

10۔ کون سے عناصر نے روایتی کنبہ کو متنوع شکل میں تبدیل کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے؟

(a) ثقافتی اصولوں کا تحفظ　　(b) شہری کاری میں کمی

(c) تکنیکی ترقی　　(d) صنفی کردار میں تبدیلی

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. بنیادی خاندان کی تعریف کریں۔
2. کنبہ اور خاندان میں کیا فرق ہے؟
3. شہری زندگی نے کنبے کی ساخت کو کس طرح تبدیل کیا ہے؟ بیان کریں؟
4. شہری خاندان میں تبدیلی کو بیان کریں۔
5. کنبے کی ساخت پر ٹیکنالوجی کے اثرات پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ان ثقافتی و سماجی عوامل کی نشاندہی کریں جو کنبے کی ساخت کو متاثر کرتے ہیں۔
2. خاندانی ڈھانچہ اور اس میں تبدیلی پر نوٹ لکھیں۔
3. مشترکہ خاندان میں تبدیلی سے افراد پر کیسے اثرات پڑھتے ہیں واضح کریں۔

10.10 مزید مطالعے کے لئے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

1. Augustine, J.S. (Ed.) 1982. The Indian Family in Transition. Vikas Publishing House, New Delhi.
2. Shah, A.M. 1992. "Changes in the Indian Family". In Yogesh Atal (Ed.) Understanding Indian Society. Har-Anand Publications, New Delhi.

اکائی 11۔ خاندان کا تصور نو

(Reimagining Family)

اکائی کے اجزا

11.0 تمہید

11.1 مقاصد

11.2 کلاسیکی سماجیات میں خاندان کی سمجھ

11.3 گھریلو گروہ اور خاندان کے درمیان فرق

11.4 سماجی نقطہ نظر

11.5 کلاسیکی نظریات میں مسائل اور چیلنج

11.6 خاندان کی نئی شکلیں

11.7 اکتسابی نتائج

11.8 کلیدی الفاظ

11.9 نمونہ امتحانی سوالات

11.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

11.0 تمہید (Introduction)

خاندان سماج کے اہم اداروں میں سے ایک ہے۔ سماجیات میں خاندان کو سماج کا بنیادی ادارہ کہا جاتا ہے جو بنیادی ضروریات، دیکھ بھال اور سماج کاری کے افعال کو انجام دیتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک عالمگیر ادارہ ہے لیکن خاندان کی تعریف میں مختلف ثقافتی تغیرات ہیں۔ خاندان کی کوئی واحد ساخت اور نمونہ نہیں ہے۔ جب کہ بعض ثقافتوں میں خاندان کو ایک بڑے گروہ کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو شوہر، بیوی، بچوں اور رشتہ داروں پہ مشتمل ہوتا ہے۔ اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خاندان سے مراد مرد، عورت اور ان کے بچے ہیں۔ خاندان کی ساخت کو افراد کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے۔ عام طور پر خاندان کو ایک ایسے گروہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو ایک ہی چھت کے

نیچے رہتے ہوں اور رشتے داری کا تعلق شادی یا خونی رشتے کے ذریعے ہو۔
خاندان کی ساخت کے ساتھ ساتھ معنی میں بھی کئی تبدیلیاں آئی ہیں۔ بہت سے ایسے عناصر اس اکائی میں موجود ہیں جو خاندان کی ساخت اور اس کے معنی کی تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔ خاندان مسلسل ترقی کے ساتھ اپنی شکلیں بدلتا رہا ہے۔ رونما ہونے والی تبدیلیوں کی روشنی میں خاندان کو اس نقطہ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خاندان کے تصور پر بات کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم خاندان کے معنی اور تصور کو کلاسیکی نظریات کی روشنی میں سمجھیں۔

11.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد بدلتے ہوئے حالات میں خاندانوں کے تصور کو از سر نو سمجھا جائے۔
اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- خاندانوں کے تصور کو سمجھ سکیں۔
- خاندان کے تصوراتی موضوع پر بحث کر سکیں۔

11.2 کلاسیکی سماجیات میں خاندان کی سمجھ (Understanding Family in Classical Sociology)

خاندان کی کوئی ایک واضح تعریف نہیں ہے۔ اس کا استعمال وسیع معنوں میں ہوتا ہے جیسے مشترکہ خاندان میں آباواجداد اور ان کی اولاد شامل ہوتی ہیں جبکہ بعض تعریفوں کے مطابق خاندان کو ایک ایسے گروہ کے طور پر دیکھا گیا ہے جس میں والدین اور ان کے بچے ہوں۔ سماجیات میں خاندان کی تعریف ایک اکائی کے طور پر کی جاتی ہے جس میں ایک ساتھ رہنے والے افراد شامل ہوتے ہیں جن کا تعلق خون یا شادی سے ہوتا ہے۔ لفظ خاندان کا حوالہ دینے کے لیے مختلف اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے جیسے کٹمبا، کلا، گراہا، وامسا اور پریوار (kutumba, kula, graha, vamsa, Parivar)۔ خاندان کو خاص طور پر بچوں کی بقا، صحت، تعلیم اور تحفظ کی اکائی کے طور پر سمجھا جاتا ہے اسے پرورش اور جذباتی بندھن کے ایک بڑے ذریعہ کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے۔ خاندان کے ایسے تصورات خاندان اور اس کے افعال کی وضاحت کرتے ہیں۔ کلاسیکی نظریات میں خاندان کو تین عناصر کے طور پر سمجھا گیا ہے شادی، ولدیت اور رہائش۔ خاندان کی غالب سمجھ (Dominant Understanding) میں حیاتیاتی عوامل (Biological Factors) سب سے اہم ہے کیونکہ متضاد جنس کو خاندان کی تشکیل کے لیے بنیادی عنصر سمجھا جاتا ہے۔

کئی تصورات کو اکثر خاندان کا مترادف (Synonyms) سمجھا جاتا ہے لیکن سماجیات میں خاندان کا فہم عوامی تصورات سے مختلف ہے۔ خاندان کی کوئی ایک تعریف نہیں ہے۔ مختلف ماہرین سماجیات نے اس کی الگ تعریفیں بیان کی ہیں۔ اس حصے میں ہم خاندان کے متعلق کچھ بنیادی تصورات اور تعریفوں کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔

کنبہ (Household)

خاندان کی تعریف ایک ایسے گروہ کے طور پر کی جاتی ہے جس میں افراد ایک ہی جگہ رہتے ہوں اور آمدنی کا اشتراک کرتے ہوں۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایک بنیادی رہائشی اکائی ہے جہاں اقتصادی پیداوار، وراثت، بچوں کی پرورش، اور پناہ گاہ کا انتظام کیا جاتا ہے یعنی یہ ایک رہائشی اکائی ہے جو ایک یا ایک سے زیادہ افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں موجود افراد ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہیں اور ایک ہی باورچی خانے میں کھانا پکاتے ہیں۔

سماجی نقطہ نظر کے مطابق خاندان کی تعریف میں افراد ہمیشہ ایک لازمی عنصر نہیں ہو سکتے کیونکہ لوگ ایک خاندان کے ممبر ہو سکتے ہیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ وہ مشترکہ گھر میں شریک ہوں۔ (A.M. Shah 1968:129) اے ایم شاہ نے ہندوستانی منظر نامے کے سلسلے میں توجہ مرکوز کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دو بھائی، ان کی بیویاں اور بچے الگ الگ گھرانوں میں رہ سکتے ہیں لیکن کئی قسم کے رشتوں کی تعداد کے پابند ہو سکتے ہیں جیسے اقتصادی کاموں میں تعاون، مشترکہ جائیداد کا انتظام، کئی مواقوں پر ایک دوسرے کی مدد، تہواروں، رسومات اور تقریبات کو مشترکہ طور پر منانا وغیرہ۔ اس طرح یہ ایک ایسا عمل ہے جو خاندان اور کنبہ کے درمیان فرق کو اجاگر کرتا ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کنبے الگ ہو کے وہ ایک خاندان بن سکتے ہیں۔

گھریلو گروہ (Domestic Group)

گھریلو گروہ سے مراد وہ لوگ جو مشترکہ جگہ پر اکٹھے رہتے ہیں، جیسے گھر یا اپارٹمنٹ۔ یہ صرف خاندان کے افراد پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ اس میں دوست یا گھر میں شریک کوئی بھی فرد شامل ہو سکتا ہے۔ یہ گروہ اکثر کام، اخراجات، روزمرہ کے معمولات میں تعاون کرتا ہے اور ایک ساز گار ماحول پیدا کرتا ہے جہاں ہر کوئی گھر کے کام فلاح اور بہبود میں اپنی ذمہ داری ادا کرتا ہے۔ یہ گروہ حرکیات کی بنیاد پر مختلف ہو سکتا ہے لیکن یہ مشترکہ ذمہ داریوں اور تعاملات کے ارد گرد گھومتا ہے جو گھر کے افراد میں اتحاد اور تعاون کا احساس پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے۔ میئر فورٹس (Meyer Fortes) نے گھریلو گروہوں کی تعریف ہاؤس ہولڈنگ اور ہاؤس کیپنگ (House-Holding and Housekeeping) کے طور پر کی ہے جو اپنے تمام افراد کی ترقی کے لیے درکار وسائل کو منظم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ فورٹس کے مطابق ہر گھریلو گروہ دوری ترقی (cyclical development) سے گزرتا ہے۔

میر فورٹس (Meyer Fortes) نے گھریلو گروہ کی ترقی کے تین اہم مراحل کا ذکر کیا ہے۔ پہلا مرحلہ دو افراد کی شادی سے لے کر ان کے بچوں کی پیدائش تک رہتا ہے۔ دوسرا مرحلہ سب سے بڑے بچے کی اسکول یا نوکری کے لیے روانگی (Physical Departure) یا سب سے بڑے بچے کی شادی کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور آخری مرحلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ تمام بچے شادی شدہ نہ ہو جائیں۔ یہ خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی کے مراحل ہیں جن کی بنیاد خاندان کے بچوں پر ہے۔

11.3 گھریلو گروہ اور خاندان کے درمیان فرق (Difference between Domestic Group and Family)

لاطینی زبان میں خاندان کا اصل معنی گھریلو گروہ سے ملتا جلتا ہے لیکن سماجیات میں ان دونوں میں فرق کیا گیا ہے کیونکہ کچھ گھریلو گروہ ان افراد کی بنیاد پر تشکیل پاتے ہیں جن کا رشتے داری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ ان افراد کا تعلق روایتی خاندانی تعلقات سے ہٹ کر ہو سکتا ہے جس میں مختلف رشتے شامل ہوتے ہیں جیسے دوست یا غیر متعلق افراد جو عملی یا معاشی وجوہات کی بنا پر ساتھ رہتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی خاندان کے افراد دو یا دو سے زیادہ گھریلو گروہ کے افراد ہو سکتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ گھریلو گروہ کے افراد میں رشتے داری کا ہونا لازمی نہیں ہے جبکہ خاندان افراد کے آپسی تعلق سے تشکیل پاتا ہے۔ اگرچہ گھریلو گروہ اور خاندان دونوں میں مشترکہ رہائش کے انتظامات شامل ہیں لیکن کلیدی فرق رشتوں میں ہے گھریلو گروہ کی توجہ ہم آہنگی اور مشترکہ ذمہ داریوں پر ہے جبکہ خاندان رشتہ داری اور جذباتی روابط پر زور دیتا ہے۔

11.4 سماجی نقطۂ نظر (Sociological Perspectives)

سماجیات میں خاندان کو کئی نظریات کی بنیاد پر دیکھا گیا ہے لیکن اس کے تین غالب نظریاتی اقسام درج ذیل ہیں:

1. فنکشنلزم (Functionalism)
2. تصادم کا نظریہ (Conflict Theory)
3. علامتی تعامل پسند (Symbolic Interactionism)

یہ نظریات خاندان کو سماجی ادارے کے طور پر سمجھنے کے لیے مختلف نقطہ نظر فراہم کرتے ہیں۔

1. **فنکشنلسٹ نقطہ نظر (Functionalist Perspective):** یہ نظریہ خاندان کو ایک اہم ادارے کے طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے مطابق خاندان سماج اور افراد کے لیے اہم رول ادا کرتا ہے۔ اس نظریے کے حامل مفکرین نے افعال کی بنیاد پر خاندان کا تجزیہ کیا اور مثبت افعال پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ خاندان کو ایک ایسے نظام کے طور پر دیکھتے ہیں جو مختلف اکائیوں سے بنا ہے اور ہر اکائی ایک دوسرے پر منحصر ہے۔ جارج مرڈاک اور ٹالکٹ پارسن جیسے ماہرین سماجیات خاندان کے بارے میں ایک فعال تفہیم کی وکالت کرتے ہیں۔ جارج مرڈاک نے 1949 میں خاندان کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ٹالکٹ پارسن نے خاندان کے بارے میں مرڈاک کے خیالات کو اہمیت دی ہے۔ جارج مرڈاک نے خاندان کے چار اہم کاموں کی بات کی ہے جیسے جنسی رویے کا ضابطہ (Regulation of Sexual Behaviour) تولید (Reproduction) معاشی تعاون (Economic Cooperation) اور سماجکاری (Socialisation) اور ٹالکٹ پارسن نے خاندان کی افادیت بچوں کی بنیادی سماج کاری کے طور پر کی ہے۔ انہوں نے دلیل دی کہ جدید صنعتی سماج میں ریاست معاشی افعال، فلاحی انتظامات اور تعلیم فراہم کرنے میں اہم رول ادا کر رہی ہے لیکن خاندان بنیادی اور اہم کام انجام دیتا رہا ہے۔

انہوں نے خاندان کی طرف سے انجام دی جانے والی ساختی خصوصیات اور اہم سماجی افعال پر توجہ مرکوز کی جن کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

- خاندان دو بالغ افراد کو ایک جوڑے کے طور پر جنسی تعلق قائم کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔
- خاندان پناہ، خوراک، سماجی و معاشی جیسی ضروریات کو پورا کرتا ہے ۔
- خاندان ایک معاشی اکائی کے طور پر کام کرتا ہے جس میں ہر فرد پیداواری سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔
- خاندان میں فرد کی حیثیت ، عمر اور جنس کی بنیاد پر گھریلو کاموں کی تقسیم ہوتی ہے۔

2. **تصادم کا نظریہ (Conflict Theory):** اس نظریے کے مطابق سماج میں سماجی گروہوں کے درمیان تصادم کی کیفیت ہمیشہ رہتی ہے۔ غیر مساوی طاقت(Unequal Power) کی وجہ سے مختلف گروہ قلیل وسائل(Scarce Resources) کے لیے مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ ساختی عدم مساوات کو برقرار رکھنے کے لیے خاندان کس طرح کام کرتا ہے۔ یہ نقطہ نظر اس بات کی وکالت کرتا ہے کہ خاندانی ڈھانچہ سماجی عدم مساوات کے لئے ذمہ دار ہے کیونکہ یہ پدرسری اقدار کو تقویت دے کر معاشی اور صنفی عدم مساوات کی حمایت کرتا ہے۔ مثال کے طور پر خاندان میں دولت نسل در نسل منتقل ہوتی ہے جو عدم مساوات کو نہ صرف پیدا کرتی ہے بلکہ اسے برقرار بھی رکھتی ہے۔

3. **علامتی تعامل پسندی (Symbolic Interactionism):** ایسا سماجی نظریہ ہے جو اس بات پر توجہ مرکوز کرتا ہے کہ کس طرح افراد مواصلات، تشریح اور چیزوں کے معنی کے ساتھ خود کو ایڈجسٹ کرتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر اس بات پر زور دیتا ہے کہ خاندان علامتی طریقہ کار کی رسومات اور ثقافتی بندھن کے ذریعے چیزوں کو برقرار رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ خاندان سے منسلک بدلتے ہوئے معنی بھی تلاش کرتے ہیں۔ مزید یہ نظریہ استدلال کرتا ہے کہ مشترکہ سرگرمیاں خاندان کے افراد کے درمیان میں جذباتی تعلقات برقرار رکھنے میں مدد کرتی ہیں۔

11.5 کلاسیکی نظریات میں مسائل اور چیلنجز (Problems and Challenges in Classical Theories)

اب ہم اس بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے کہ خاندان کی تشکیل حیاتیاتی افراد یا خاندانی رشتوں کے طور پر ہوتی ہے۔ جدید سماج میں جب خاندان کو محفوظ پناہ گاہ کے طور پر طے کرنے کی بات آتی ہے تو بہت زیادہ غیر یقینی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہر ثقافت میں خاندان اپنے افراد کو جذباتی اور جسمانی تحفظ فراہم کرتا ہے؟ کیونکہ خاص طور پر بنیادی گروہ کے افراد کے ذریعے بچوں کے جنسی استحصال میں اضافہ، جائیداد پر بہن بھائیوں کے درمیان جھگڑے، خواتین پر گھریلو تشدد کی شرح میں اضافہ اور طلاق کے ساتھ ساتھ ذہنی صحت کے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے خاندان کو افراد کے درمیان اتحاد کے طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بہت سارے لوگوں نے خاندان کے تصور پر سوال اٹھانا شروع کر دیے ہیں ۔

11.6 خاندان کی نئی شکلیں (New Forms of Family)

خاندان مختلف قوتوں اور عوامل جیسے صنعت کاری، خواتین کی بڑھتی ہوئی آزادی، شرح خواندگی میں اضافہ، معاشی تبدیلی، قانونی ضوابط، حقوق نسواں کی تنقید اور سیاسی گفتگو سے متاثر ہوتا رہا ہے۔1970 کی دہائی سے خاندان کی نئی شکلوں کا ظہور ہوا جیسے واحد والدین کا خاندان(Single Parent Family)، ہم جنس خاندان(Same-sex family)، پسند کے مطابق خاندان (Family by choice) اور بغیر شادی کے شریک رہائش(Cohabitation without marriage) وغیرہ۔خاندان کی ان اقسام کو غیر روایتی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ خاندان کی کلاسیکی تعریف میں فٹ نہیں بیٹھتی ہیں۔اس لئے مختلف ماہرین نے خاندان کی نئی اصطلاح استعمال کرنے کو ترجیح دی ہے کہ وہ خاندان کی ان شکلوں کا حوالہ دیں جو بیسویں صدی کے آخر تک موجود نہیں تھیں۔یہ باب ان مختلف نمونوں اور انتظامات پر توجہ مرکوز کرتا ہے جو خاندان کی روایتی سمجھ سے ہٹ کر تبدیلی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

گود لینے کے ذریعہ خاندان (Family by Adoption)

گود لینے سے والدین اور ان بچوں کے درمیان خاندانی رشتہ قائم ہوتا ہے جن کا حیاتیاتی طور پر کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ تاریخی طور پر گود لینے کا عمل تقریباً تمام سماج میں رہا ہے لیکن روایتی سماج میں گود لینے کا مقصد عصری سماج سے مختلف رہا ہے۔جیسے روایتی سماج میں اکثر ان بچوں کو گود لیا جاتا تھا جن کے والدین کی وفات ہو جاتی تھی یا وہ بچوں کی پرواہ کئے بغیر کسی اور سے شادی کر لیتے تھے یا اپنے بچے کی دیکھ بھال کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے۔اس کے علاوہ روایتی دور میں بے اولاد جوڑے سیاسی، مذہبی یامعاشی وجوہات کی بنا پر مردانہ لائن (Patriarchal Line) کے تسلسل کو یقینی بنانے کے لیے گود لینے کا سہارا لیتے تھے۔ مگر جدید دور میں ہم جنس جوڑے اور وہ افراد جو آزاد خاندان شروع کرنا چاہتے ہیں وہ بچوں کو گود لیتے ہیں۔

ہندوستان میں نابالغ کے حق اور اس کی حفاظت کے لئے 2015 میں ایک ایکٹ بنایا گیا جس میں گود لینے کے شرائط اور معیارات مرتب ہیں۔اس ایکٹ کے مطابق گود لینا وہ عمل ہے جس کے ذریعے بچے کو گود لیا جاتا ہے وہ اپنے حیاتیاتی والدین سے مکمل طور پر الگ ہو جاتا ہے اور وہ تمام حقوق اور ذمہ داریوں کے ساتھ گود لینے والے والدین کا حلال بچہ بن جاتا ہے۔

سوتیلا خاندان (Step-Family)

سوتیلے خاندان کی تعریف ایک ایسے خاندان کے طور پر کی جاسکتی ہے جس میں دو افراد رشتہ یا شادی کی بنیاد پر اکٹھے ہوتے ہیں اور ان میں سے کم از کم ایک بچہ سابقہ رشتوں سے ہو۔یہ ایک متحرک خاندان ہے جو سوتیلے والدین، سوتیلے بہن بھائی اور بعض اوقات سوتیلے دادا، دادی، سوتیلی خالہ یاماموں کو متعارف کرواتا ہے۔ایسے خاندان میں چیلنجز بھی ہوسکتے ہیں کیونکہ مختلف پس منظر، روایات اور کام کے طریقہ کار کے مطابق خود کو ترتیب دینے میں وقت لگ سکتا ہے۔مواصلت اور سمجھ سوتیلے خاندان کو صحت مند بنانے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔اس کے علاوہ صبر سوتیلے خاندان کو مضبوط بناتا ہے جہاں وقت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے لیے محبت، احترام اور دیکھ بھال میں اضافہ ہوتا ہے۔

سوتیلا خاندان کئی حوالوں سے بنیادی خاندان سے مختلف ہے۔ سوتیلے خاندان میں والد یا والدہ میں سے کسی ایک کی دوبارہ شادی سے خاندان میں اور بھی افراد داخل ہوسکتے ہیں۔ یہ صرف بچوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ افراد کے درمیان ذمہ داریاں بانٹنے کا مسئلہ بھی ہے جس میں والدین کی ذمہ داری کا پورا تصور ہی بدل جاتا ہے۔ افراد کے درمیان تعلقات کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ جذباتی اور ذہنی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

پسند کے مطابق خاندان (Family by Choice)

پسند کے مطابق خاندان سے مراد ایسے افراد کا ایک قریبی گروہ ہے جن کا خونی طور پر کوئی رشتہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ روابط اکثر باہمی احترام، محبت، اعتماد اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔ ایسے خاندان کی تشکیل مختلف وجوہات کی بنیاد پر ہوتی ہے جیسے رشتے داروں اور خاندان کے لوگوں سے دوری، اکیلا پن، ہم خیال افراد کے درمیان تعلق کا احساس پیدا کرنا وغیرہ۔ یہ منتخب کردہ خاندان صحبت، جذباتی مدد اور احساس فراہم کرنے میں اہم رول ادا کرتا ہے اس کے علاوہ اس میں خونی رشتوں کے بجائے انتخاب کے ذریعے بننے والے بندھنوں کی اہمیت پر زور ہوتا ہے۔

سروگیسی خاندان(Surrogacy Family)

سروگیسی خاندان کی تشکیل تولیدی عمل (Reproduction) کے ذریعے ہوتی ہے جہاں ایک عورت کسی دوسرے فرد یا جوڑے کے لیے بچے کو جنم دیتی ہے۔ اس میں یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کا کوئی دعویٰ یا رشتہ نہیں ہوگا۔ یہ پیچیدہ انتظام ان افراد کو اجازت دیتا ہے جو حاملہ نہیں ہونا چاہتے یا بچہ پیدا نہیں کرسکتے۔ یہ خاندان روایتی خاندان کے طور پر کام کرتا ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ماں کا تصور پیچیدہ ہے۔ سروگیسی ایسے افراد کو مواقع فراہم کرتی ہے جو طبی وجوہات کی وجہ سے حاملہ نہیں ہو سکتے۔ ایسے خاندانوں میں اکثر پیچیدہ قانونی، جذباتی، اور اخلاقی تحفظات شامل ہوتے ہیں۔ سروگیسی خاندان کی بنیاد اعتماد، افہام و تفہیم (Understanding) اور واضح معاہدوں (Clear Agreements) پر مبنی ہوتی ہے تاکہ تمام متعلق افراد کی فلاح و بہبود اور بچے کے لیے محبت اور معاون ماحول کی تخلیق کو یقینی بنایا جاسکے۔

11.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں اس بات سے واقفیت ہوتی ہے کہ کس طرح خاندان کے معنی اور اس کی ساخت میں تبدیلیاں ہوئیں ہیں جس میں کنبہ، گھریلو گروہ کی تعریف بھی شامل ہے۔ مزید ہم نے خاندان اور گھریلو گروہ کے درمیان فرق اور خاص طور پر سماجی نقطہ کو سمجھا ہے جس میں کلاسیکی سماجیات کے تین اہم نظریات کو بیان کیا گیا ہے فنکشنلزم (Functionalism)، تصادم کا نظریہ (Conflict Theory)، اور علامتی تعامل (Symbolic Interactionism)۔ اس کے علاوہ کلاسیکی نظریات میں مسائل

اور چیلنجز، خاندان کی نئی شکلیں جیسے گود لینے پر مبنی خاندان، سوتیلا خاندان، پسند کے مطابق خاندان، ہم جنس پرست خاندان، رشتے کی نبیاد پر طے شدہ اور سروگیسی خاندان وغیرہ شامل ہیں۔

11.8 کلیدی الفاظ (Keywords)

کنبہ (Family): یہ بنیادی رہائشی اکائی ہے جہاں معاشی پیداوار، وراثت، بچوں کی پرورش اور پناہ گاہ کو منظم طور پر انجام دیا جاتا ہے۔ یہ رہائشی اکائی ایک یا ایک سے زیادہ افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔

سوتیلا خاندان (Step Family): سوتیلے خاندان کی تعریف ایک ایسے خاندان کے طور پر کی جاتی ہے جب دو افراد رشتے یا شادی کی بنیاد پر اکٹھے ہوتے ہیں اور ان میں سے کم از کم ایک بچہ سابقہ رشتوں سے ہو۔

سروگیسی خاندان (Surrogacy Family) : سروگیسی خاندان کی تشکیل تولیدی عمل (Reproduction)کے ذریعے ہوتی ہے جہاں ایک عورت کسی دوسرے فرد یا جوڑے کے لیے بچے کو جنم دیتی ہے۔ اس میں یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کا کوئی دعویٰ یا رشتہ نہیں ہوگا۔ یہ پیچیدہ انتظام ان افراد کو اجازت دیتا ہے جو حاملہ نہیں ہونا چاہتے یا بچہ پیدا نہیں کرسکتے۔

11.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ مندرجہ ذیل میں سے کون سی غیر روایتی خاندانی ساخت کی مثال ہے؟

(a) توسیعی خاندان (b) بنیادی خاندان

(c) ملاوٹ شدہ خاندان (d) بچوں کے بغیر شراکت داروں کے ساتھ رہنا

2۔ مساوی خاندانی ڈھانچے(Egalitarian Family Structure) کی خصوصیت کیا ہے؟

(a) سخت درجہ بندی کے کردار (b)طاقت اور ذمہ داریوں کی مساوی تقسیم

(c)روایتی صنف پر مبنی کردار d)والدین کی اختیاری

3۔ مندرجہ ذیل خاندان میں سے خاندان کس کی ایک اہم اور بنیادی اکائی ہے؟

a) سماجی تنظیم (b) مذہبی تنظیم

(c) ثقافتی تنظیم (d) سائنسی تنظیم

4۔ خاندان ایک سماجی گروہ ہے جس میں کونسی خصوصیت مشترکہ ہیں؟

a) زبان (b) باورچی خانہ

(c) بینک اکاؤنٹ (d) رہائش گاہ

5۔ کلاسیکی نظریات میں خاندان کونسے تین عناصر کے طور پر سمجھا گیا ہے؟

(a) شادی، ولدیت اور رہائش (b) فرد، شادی اور حق

(c) رہایش، ولدیت اور ہم آہنگی (d) ان میں سے کوئی نہیں

6۔ خاندان کی غالب سمجھ (Dominant Understanding) کیا ہے؟

(a) حیاتیاتی عوامل (b) رہایشی عوامل

(c) معاشی عوامل (d) ثقافتی عوامل

7۔ جارج مرڈاک خاندان کے چار اہم افعال کی بات کرتا ہے مندرجہ ذیل میں کون سا نہیں ہے؟

(a) تولید (b) معاشی تعاون

(c) سماج کار (d) انفرادیت

8۔ سروگیسی خاندان کی تشکیل کس عمل کی بنیاد پر ہوتی ہے؟

(a) تولید (b) گود لینا

(c) رشتے کی بنیاد پر (d) ان میں سے کوئی نہیں

9۔ سوتیلے خاندانوں کو درپیش مشترکہ چیلنج کون سا ہے؟

(a) معاشی وسائل (b) خاندان کے افراد کے درمیان اخلاق کی کمی

(c) نئے خاندان کو اپنانے میں دشواری (d) کم جذباتی بندھن

10۔ ٹالکٹ پارسن کس نظریہ سے منسلک ہے؟

(a) فنکشنلزم (b) تصادم کا نظریہ

(c) علامتی تعامل پسندی (d) نسائی نقطہ نظر

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. رشتے کی بنیاد پر تشکیل شدہ خاندان کو بیان کریں۔
2. فنکشنل نظریہ کے حوالے سے خاندان کے کوئی بھی چار افعال بیان کریں ۔
3. کلاسیکی سماجیات میں خاندان کی سمجھ پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔
4. گھریلو گروہ اور خاندان کے درمیان فرق واضح کریں۔

5. کلاسیکی نظریات میں مسائل اور چیلنجز کو واضح کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. خاندان کی نئی شکلوں پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں۔
2. ان غالب نظریات کو بیان کریں جو خاندان کو سماجی ادارے کے طور پر سمجھنے میں مدد کرتے ہیں۔
3. تولیدی ٹیکنالوجیز (Reproductive Technologies) کے اثرات کی وجہ سے خاندان کی نئی شکلوں کی تشکیل کو مناسب مثال سے واضح کریں۔

11.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Books for Further Readings)

1. Shah, A.M. (1974) The household dimension of the family in India: A Field Study in the Guhurat Villae and a review of other studies. California: University of California Press.
2. Haralambos (2004) Sociology themes and perspectives. London: Lions.
3. Weston, K. (1991) Families we choose: Lesbians, Gays, kinship. New York: Columbia University Press.
4. Sonawat, Reeta.2001. 'Understanding Families in India: A Reflection of Societal Changes' in Psicologia: Teoria e Pesquisa Vol. 17 No.2 Brasilia May/Aug.
5. Mitterauer, Michael and Reinhard Sieder. The European Family. Chicago, University of Chicago Press, 1982. Chapter 1 Family as a Historical Social Form Pp. 1-21.
6. Okin, Susan Moller.1989. Justice, Gender, and the Family. New York: Basic Books, 1989. Chapter 2 The Family Beyond Justice Pp. 25-40.

اکائی 12۔ عصری سماج میں خاندان کی معنویت

(Relevance of Family in Contemporary Society)

اکائی کے اجزا

12.0 تمہید
12.1 مقاصد
12.2 خاندان کی تعریف
12.3 خاندان بطور ادارہ
12.4 خاندانی شکل میں تغیرات
12.5 خاندان کی عالمگیر نوعیت
12.6 خاندان کی حیاتیاتی بنیاد
12.7 صنعتی سماج میں خاندان کا کردار
12.8 عصری سماج میں خاندان کی معنویت
12.9 خاندان کی اہمیت
12.10 اکتسابی نتائج
12.11 کلیدی الفاظ
12.12 نمونہ امتحانی سوالات
12.13 مزید مطالعے کے لئے تجویز کردہ کتابیں

12.0 تمہید (Introduction)

خاندان ایک قدیم ادارہ ہے جو عصری سماج میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگرچہ تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں خاندان کی ساخت

میں تبدیلی ہوئی ہے لیکن خاندان کی معنویت پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ خاندان ایک ایسا ادارہ ہے جو ہر فرد کی زندگی میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ انسانی زندگی، حمایت، سماجی کاری، ثقافتی تحفظ اور تعلق کے احساس کو تشکیل دینے کا کام کرتا ہے۔ خاندان کے مفادات کو عام طور پر فرد کے مفادات پر ترجیح دی جاتی ہے، اور کسی کی ذاتی زندگی پر اثر انداز ہونے والے فیصلے جیسے شادی، سماجی تنظیم، گھر اور کیریئر کے راستے عام طور پر کسی کے خاندان کی مشاورت سے کیے جاتے ہیں۔ یہ خاندان ہی ہے جو ہمیں ہماری بنیادی شناخت، ہماری سماجی حیثیت اور یہاں تک کہ نام بھی دیتا ہے۔ لوگ اپنے خاندان کی شہرت کے لیے کام کرتے ہیں کیونکہ ایک فرد کا عمل اس کی برادری کے پورے خاندان کی پہچان کو متاثر کر سکتا ہے۔

12.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد عصری سماج (Contemporary Society) میں خاندان کی معنویت کو بیان کرنا ہے۔
اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- عصری سماج میں خاندان کی معنویت کو سمجھ سکیں۔
- عصری سماج میں خاندان کی معنویت کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

12.2 خاندان کی تعریف (Definitions of Family)

ابتدائی اور کلاسیکی ماہرین نے اس بات پر زور دیا کہ خاندان شادی، مشترکہ رہائش، جذباتی بندھن، اور گھریلو خدمات کی شرائط پر مبنی ایک گروہ ہے۔ اس کے علاوہ خاندان کی تعریف ازدواجی تعلقات، والدین کے حقوق اور فرائض، والدین اور بچوں کے درمیان باہمی تعلقات پر مبنی گروہ کے طور پر بھی کی گئی ہے۔ کچھ سماجی ماہرین کا خیال ہے کہ خاندان ایک سماجی گروہ ہے جس کی خصوصیات مشترکہ رہائش، معاشی تعاون اور تولید (Reproduction) ہے۔

موجودہ وقت میں خاندان کے تصور کو ہر سماج پر لاگو ہونے والے بعض معیارات کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے اور یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ خاندان ایک بنیادی اکائی ہے جو جنسی، تولیدی، معاشی اور تعلیمی افعال کے پہلوؤں کو انجام دیتا ہے۔ ان تعریفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم عام طور پر ایک خاندان کو بچوں یا ان کے بغیر شوہر اور بیوی کی پائیدار رفاقت کے طور پر تصور کرتے ہیں۔ اس طرح خاندان کے افراد صرف ایک ساتھ ہی نہیں رہتے بلکہ اپنے وسائل جمع کرتے ہیں اور مل کر کام کرتے ہیں۔ خاندان کو ایک بالغ مرد اور عورت کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے جو کم و بیش مستقل اپنی اولاد کے ساتھ رہتے ہیں۔

یہ تعریفیں سماجی گروہ بندی کے طور پر خاندان کی ان بنیادی باتوں کی نشاندہی کرتی ہیں جن کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1) دو مخالف جنس کے درمیان جنسی تعلق۔

2) ایک ساتھ رہنا۔

3) ان کے درمیان تعلقات کا مستقل رہنے کی توقع۔

4) سب سے اہم یہ ہے کہ رشتہ ثقافتی طور پر بیان ہو اور سماجی طور پر منظور ہو۔

شادی اور خاندان ایسی چیز نہیں ہے جس میں لوگ خود ہی شامل ہوتے ہیں بلکہ دونوں افراد کے درمیان تعلق کا سماجی طور پر منظور ہونا ضروری ہے۔ یہ ایک معروف اور تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ شادی خاندان کی بنیاد ہے۔ قانونی ادارے کے طور پر شادی ایک اہم عنصر (Factor) بن گیا ہے جس کو رشتے کے طور پر پہچانا جاتا ہے کیونکہ یہ وہ رشتہ ہے جس میں خاندان بنتے اور قائم رہتے ہیں ۔

12.3 خاندان بطور ادارہ (Family as an Institution)

جیسا کہ آپ نے سیکھا کہ خاندان ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جو ہر سماج میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ مختلف سماج میں خاندان کی مختلف شکلیں پائی جاتی ہیں۔ زیادہ تر ماہرینِ سماجیات اور ماہرِ بشریات اس بات پر متفق ہیں کہ عالمی طور پر ایک خاندان کی سب سے عام خصوصیت خونی رشتے، شادی یا گود لینے کے ذریعے افراد اور ان کے درمیان تعلق پر مشتمل ہے۔ خاندان سماج کے کسی دوسرے اداروں کی طرح پیچیدہ اور سماجی مسائل کے اردگرد تشکیل پاتا ہے۔ ہر سماج میں سماجی مسائل کا حل اجتماعی زندگی کے لیے ضروری ہے۔

جارج مرڈاک (1949) نے بنیادی خاندان کے ذریعے انجام پانے والے چار اہم کاموں کی فہرست دی ہے۔ یہ افعال سماج کے چار بڑے مسائل کو حل کرنے کا کام کرتے ہیں۔

ان کے مطابق بنیادی خاندان دیگر سماجی اداروں کی طرح درج ذیل کام انجام دیتا ہے۔

1) جنسی تعلقات کو منظم کرنا۔ (Regulate sexual relations)

2) معاشی بقا کا حساب۔ (Account for economic survival)

3) تولید کو کنٹرول کرتا ہے۔ (Controls reproduction)

4) بچوں کو سماجی بناتا ہے۔ (Socialises children)

کچھ مفکرین کا خیال ہے کہ بچوں کی سماج کاری خاندان کے مرکزی کاموں میں سے ایک ہے۔ اس طرح خاندان ایک ادارے کے طور پر جنسی رویے کو منظم کرنے، اقتصادی طور پر زندہ رہنے، سماج اور ثقافت کے موثر فرد بننے اور سماجی مسائل کو حل کرنے میں مدد کرتا ہے۔

12.4 خاندانی شکل میں تغیرات (Variations in Family Form)

خاندانی شکلوں کی مختلف اقسام کو انسانی تاریخ میں دیکھا گیا ہے جو دلچسپی کا ایک ثقافتی رجحان ہے۔ مثال کے طور پر رہائش کی بنیاد پر کچھ سماج شادی اور خاندانی رسم و رواج کے لحاظ سے میٹریلوکل (Matrilocal) ہوتے ہیں جبکہ دیگر پدر سری (Patrilocal) ہیں۔ سابقہ صورت میں شادی شدہ جوڑا دلہن کے والدین کے گھر رہائش اختیار کرتا ہے جبکہ بعد کی قسم میں جوڑا دولہے کے والدین کے گھر رہتا ہے۔
ہندوستان کے بیشتر حصوں میں رہائش پدر سری ہے کیونکہ شادی کے بعد رہائش کی جگہ کا انتخاب کرنے کا حق بیوی کے بجائے شوہر کو زیادہ دیا جاتا ہے۔

نسب (Descent) کے مسئلے کو جاننا اتنا آسان نہیں ہے کہ کس کا تعلق کس سے ہوگا اور کیسے ہوگا۔ وہ لوگ جو سماجی طور پر کسی مخصوص سماج کی طرف سے متعلقہ طور پر بیان کیے جاتے ہیں رشتہ دار کہلاتے ہیں۔ لہذا نسب کے نقطہ نظر سے، وراثت کا پتہ لگانے کے تین مختلف طریقے ہیں۔ مادر سری سماج میں نسب کا پتہ زنانہ لکیر (Female Line) کے ذریعے ہوتا ہے، اور پدر سری سماج میں مردانہ لکیر (Male Line) کے ذریعے۔ بعض معاشروں میں دوطرفہ نسب وراثت کا سراغ لگایا جاتا ہے۔

اختیار کی بنیاد پر خاندان میں غلبہ اور فیصلہ سازی کا انداز ہر سماج میں دو مختلف نمونے (Patterns) نظر آتے ہیں۔ پہلا پدر سری (Patriarchal) جس میں اختیار مرد کے پاس ہوتا ہے اور مادر سری (Matriarchal) حکمرانی جس میں خواتین غالب ہوتی ہیں۔ زیادہ تر سماج میں پدر سری طرز عمل ہے۔ لیکن جدید دور میں سماجی اور ثقافتی تبدیلی نے فیصلہ سازی کا مساوی نمونہ قائم کیا ہے جس میں ازدواجی جوڑے کے درمیان اختیار کا اشتراک کیا جاتا ہے۔ پھر بھی ایک فرق شادی کے ذریعے تیار شدہ خاندان (Conjugal family) اور خون کے ذریعے خاندان (Consanguine family) کے افراد کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ جب کہ شادی سے تیار شدہ خاندان والدین اور ان کے بچوں پر مشتمل ہوتا ہے اور خونی خاندان والدین اور خونی رشتہ داروں پر مبنی ہوتا ہے جیسے ماں، باپ، ان کے والدین، ان کے بچے وغیرہ۔

افراد کی بنیاد پر خاندان کو بنیادی خاندان (Nuclear family) اور توسیعی (Extended family) اقسام میں بھی درجہ بند کیا گیا ہے۔ بنیادی خاندان ایک شادی شدہ جوڑے اور ان کے بچوں پر مشتمل ہے۔ توسیع شدہ خاندان کو عام طور پر بنیادی خاندان کے طور پر بیان کیا جاتا ہے اور دونوں طرف کے تمام رشتہ دار ایک ساتھ رہتے ہیں۔
یہاں اس بات کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ بنیادی خاندان کا مطلب خونی رشتہ ہے جس میں والدین اور ان کے بچے اور ان کے درمیان تعلق ہے۔

12.5 خاندان کی عالمگیر نوعیت (Universal Nature of Family)

جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے کہ خاندان تمام سماجی اداروں میں سب سے زیادہ مستقل اور وسیع ہے۔ خاندانی نظام کے بغیر کوئی انسانی سماج نہیں ہے۔ ہر سماج چاہے وہ بڑا یا چھوٹا، قدیم یا مہذب، قدیم یا جدید ہو اس نے نسلوں کی افزائش (Procreation of the species) اور جوانوں کی پرورش (Rearing of the young) کے عمل کو ادارہ جاتی شکل دی ہے۔ یہ ایک مستقل اور ہمہ گیر ادارہ ہے جو انسانی زندگی کے استحکام میں سے ایک ہے۔

اس لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ خاندان کی کئی قسمیں ہیں اور ہر جگہ پہ ایک ہی قسم کا خاندان نہیں پایا جاتا مثال کے طور پر مغرب میں بنیادی خاندان پایا جاتا ہے۔ ایسے خاندان میں میاں بیوی اور ان کے بچے ہوتے ہیں۔ ہندوستانی دیہاتوں اور چھوٹے شہروں میں توسیع خاندان پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی بڑے پیمانے پر بنیادی خاندان پائے جاتے ہیں لیکن اکثر دیہاتوں میں خاص طور پر جہاں زرعی زمین، کاروبار اور تجارت سے وابستہ برادریوں میں توسیع خاندان پائے جاتے ہیں۔ اس قسم کے خاندان میں دو، تین یا بعض اوقات چار نسلوں کے افراد ایک ساتھ رہتے ہیں۔

12.6 خاندان کی حیاتیاتی بنیاد (Biological Basis of the Family)

خاندان کے ادارے کی وضاحت حیاتیاتی عنصر یعنی دو جنسوں کا وجود اور انسانی نسل میں تولید (Reproduction) کے جنسی کردار کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ یہ انسانی جنسی حرکات (Human sexual drive) کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ خاندان ان تمام حیاتیاتی سرگرمیوں (biological activities) کو شادی کے ذریعے جائز قرار دیتا ہے۔

خاندان کی خصوصیت اس کا محدود سائز ہے۔ اس خصوصیت کی وجہ سے خاندان کی شناخت ایک بنیادی گروہ کے طور پر کی جاتی ہے۔ جس میں والدین، ان کے غیر شادی شدہ بچے یا شادی شدہ بچے شامل ہو سکتے ہیں۔ ایسے بندھن جو محدود تعداد میں افراد کو جوڑتے ہیں جذباتی عوامل کا نتیجہ ہوتے ہیں جیسے محبت، باہمی پیار، خلوت وغیرہ۔ خاندان کی یہ جذباتی بنیاد اسے ہر سماج میں مثالی طور پر بنیادی گروہ بناتی ہے۔

12.7 صنعتی سماج میں خاندان کا کردار (Role of Family in Industrial Society)

بہت سے ماہرین سماجیات یہ محسوس کرتے ہیں کہ صنعت کاری اور سماجی تبدیلی کی وجہ سے جدید صنعتی سماج میں خاندان نے اپنے بہت سے تصورات کو کھو دیا ہے۔ کاروباری، سیاسی جماعتیں، اسکول، فلاحی اور تفریحی تنظیمیں (Welfare and Recreational Organisations)، کریچ (Creche) اور کھیل کے اسکول جیسے ادارے اب ان کاموں میں مہارت رکھتے ہیں جو پہلے صرف

خاندان کے ذریعے انجام دیے جاتے تھے۔ اس سے فرد کا اپنے خاندان اور رشتہ داروں پر انحصار کم ہوتا ہے۔ صنعتی سماج میں جغرافیائی نقل و حرکت کی شرح میں اضافہ، رشتہ داروں اور خاندانی افراد کے درمیان سماجی رابطے اور سماجی تعلق میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ اس کے علاوہ سماجی نقل و حرکت اور جدید سماج میں حاصل شدہ حیثیت کی اہمیت نے خاندان کی اہمیت اور اس کی توسیع شدہ شکل کو کمزور کر دیا ہے۔ ان سب کے باوجود صنعتی افرادی قوت کے تقاضوں کے مطابق(Demands of the industrial workforce)افراد کو سماجی بنانے میں ایک اہم کردارادا کرتا ہے۔ مزید برآں، خاندان صنعتی زندگی کی تیز رفتاراور مسابقتی نوعیت (Competitive Nature)کی وجہ سے درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ایک معاون نظام بن جاتا ہے۔ چونکہ افراد اپنازیادہ تر وقت کام کی جگہ گزارتے ہیں۔ خاندان ان فراد کو جذباتی مدد اور استحکام (Stability) کے لیے ایک پناہ گاہ کا کام کرتا ہے۔

12.8 عصری سماج میں خاندان کی معنویت (Relevance of Family in Contemporary Society)

خاندان سماج کی ایک بنیادی اکائی ہے اور عصری سماج میں کئی وجوہات کی بنا پر اس کی مطابقت ہمیشہ کی طرح مضبوط رہی ہے جن کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1) **جذباتی مدد(Emotional Support):** خاندان کے سب سے اہم کاموں میں سے جذباتی مدد فراہم کرنا ہے۔ خاندان کے افراد وہ پہلے لوگ ہوتے ہیں جن سے ہم خوشی، غمی، یا تناؤ(Stressed) محسوس کرتے وقت رجوع کرتے ہیں۔ یہ افراد نہ صرف ہمیں بے پناہ محبت و قبولیت فراہم کرتے ہیں بلکہ ہماری زندگی میں مشکل چیلنجوں سے نمٹنے میں بھی ہماری مدد کرتے ہیں۔

2) **سماج کاری (Socialisation):** خاندان فرد کو سماجی بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچے اپنے والدین اور خاندان کے دیگر افراد سے سماجی اصول اور طرز عمل کے بارے میں سیکھتے ہیں۔ خاندان کے افراد بھی بچوں کی سماجی مہارتوں کو فروغ دینے اور دوسروں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

3) **معاشی مدد (Economic Support):** خاندان اپنے افراد کو معاشی مدد بھی فراہم کرتا ہے۔ بچپن میں والدین اپنی اولاد کو مالی مدد فراہم کرتے ہیں اور جب بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے بوڑھے والدین کا سہارا بنتے ہیں۔ خاندان بچوں کی دیکھ بھال، گھریلو کام اور دیگر عملی ضروریات میں ایک دوسرے کی مدد بھی کرتا ہے۔

4) **تعلق کا احساس (Sense of Belonging):** خاندان تعلق کا احساس فراہم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ خاندان کے افراد خونی رشتے، شادی، یا گود لینے کی بنا پر نہ صرف وہ ایک دوسرے سے جڑتے ہیں بلکہ وہ ایک مشترکہ تاریخ اور شناخت رکھتے ہیں۔ خاص طور پر مشکل کے وقت تعلق کا یہ احساس سکون اور طاقت کا ذریعہ بنتا ہے۔

5) **رول ماڈل (Role Models):** خاندان کے افراد بھی ایک دوسرے کے لیے رول ماڈل کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بچے اپنے والدین اور خاندان کے دیگر افراد کے رویے سے چیزوں کو سیکھتے اور اپناتے ہیں۔ اس کے علاوہ والدین اپنی اولاد کو ہمدردی، ایمانداری اور ذمہ داری جیسے مثبت طرز عمل کا نمونہ بنا سکتے ہیں۔

6) **ثقافتی ترسیل (Cultural Transmission):** خاندان ثقافتی ترسیل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ خاندان کے افراد اپنی ثقافتی روایات اور عقائد اپنے بچوں کو منتقل کرتے ہیں۔ اس سے یہ یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے کہ ثقافتی ورثے کو ایک نسل سے دوسری نسل تک محفوظ رکھا جائے۔

عصری سماج میں رونما ہونے والی بہت سی تبدیلیوں کے باوجود خاندان کی معنویت آج بھی برقرار ہے۔ درحقیقت کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ خاندان کی معنویت آج کی دنیا میں اور بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ لوگوں کو مختلف چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے کہ معاشی، سماجی تنہائی، ذہنی صحت کے مسائل وغیرہ۔ خاندان ایک ایسا ادارہ ہے جو ان تمام مسائل کو دور کر سکتا ہے۔ خاندان تناؤ اور صدمے سے نمٹنے میں لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ مضبوط سماجی نیٹ ورک والے لوگ تناؤ اور صدمے سے بہتر طور پر نمٹنے کے قابل ہوتے ہیں۔ آج کے بڑھتے ہوئے صنعتی اور انفرادیت پسند سماج میں بہت سے لوگ دوسروں سے الگ تھلگ اور منقطع محسوس کرتے ہیں۔ اس سماجی تنہائی کو کم کرنے میں خاندان اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اس لئے یہ کہنا ہرگز غلط نہیں ہے کہ خاندان عصری سماج میں ایک اہم سماجی ادارہ ہے۔ یہ جذباتی مدد، سماج کاری، معاشی مدد، تعلق کا احساس، رول ماڈل اور ثقافتی ترسیل فراہم کرتا ہے۔ خاندان لوگوں کو تناؤ اور صدمے سے نمٹنے، اسکول اور زندگی میں کامیاب ہونے، صحت مند رہنے، سماجی تنہائی کو کم کرنے اور ثقافتی روایات اور اقدار (Values) کو محفوظ رکھنے میں مدد کرتا ہے۔

12.9 خاندان کی اہمیت (Importance of Family)

خاندان ایک مضبوط سماج کی بنیاد ہے۔ خاندان کی اہمیت سماجی ڈھانچے اور انفرادی فلاح و بہبود کے لئے اشد ضروری ہے۔ خاندان صرف خون کا بندھن نہیں ہوتا بلکہ وہ ہماری شناخت، جذباتی تعاون، معاشی تعاون، محبت، صحبت اور بہتر افراد بننے میں بنیادی طور پر کام کرتا ہے جو ذاتی ترقی کے لیے انتہائی اہم ہے۔ درحقیقت خاندان کے بعض افعال کے نقصان نے اس کے باقی افعال کو مزید اہم بنا دیا ہے۔ نوجوانوں کو سماجی بنانے میں خاندان کی ذمہ داری ہمیشہ کی طرح اہم ہے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا، خوش اور صحت مند زندگی گزارنا مضبوط خاندان کی پہچان ہے۔ وہ بچے جو پیار کرنے والے اور معاون خاندانوں میں پروان چڑھتے ہیں ان کے اسکول میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے، زندگی میں کامیاب ہونے، خوش اور صحت مند رہنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ خاندان مصیبت کے وقت حفاظتی

جال کے طور پر کام کرتا ہے۔ خاندان تعلق، شناخت اور تحفظ کا احساس بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں زندگی کے اہم اسباق سکھائے جاتے ہیں اور مضبوط تعلقات استوار کیے جاتے ہیں۔ خاندان زندگی کے ہر مراحل میں اہم رول ادا کرتا ہے جہاں ایک فرد کو تراشہ جاتا ہے، اچھے برے کی پہچان اور باقی چیزوں سے روشناس کیا جاتا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں خاندان کی شکل مختلف رہی ہے۔ خاندان نے ثقافت میں ہونے والی ہر تبدیلی کا مقابلہ کیا اور ہر نئی صورت حال سے ہم آہنگ ہونے کے طریقے تلاش کیے ہیں اور ہر سماجی ڈھانچے میں یہ بنیادی گروہ اور سماجی تنظیم کی بنیادی اکائی رہا ہے۔

12.10 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی میں خاندان کے مختلف پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ خاندان کی تعریف کے ساتھ خاندانی شکلوں میں تغیرات کا مطالعہ بھی کیا گیا ہے جس میں خاندان کی حیاتیاتی بنیاد کو بیان کرنا شامل ہے۔ اس کے علاوہ اس اکائی میں خاندان کو بطور ادارہ، خاندان کی عالمگیر نوعیت، خاندان کی اہمیت اور صنعتی سماج میں خاندان کے کردار کی وضاحت کے ساتھ ساتھ عصری سماج میں خاندان کی معنویت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

12.11 کلیدی الفاظ (Keywords)

بنیادی خاندان: وہ خاندان جس کے افراد میاں بیوی (شادی شدہ جوڑے) اور ان کے بچوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

ہم آہنگ خاندان: وہ خاندان جس کے افراد کا تعلق شادی کے بجائے نسل سے ہو۔

توسیعی خاندان: ایک یا زیادہ شادی شدہ جوڑوں، ان کے بچوں اور دیگر قریبی رشتہ داروں پر مشتمل ہوتا ہے۔

میٹریلوکل خاندان: ایسا رواج جس کے تحت ایک شادی شدہ جوڑا بیوی کے گھر رہائش اختیار کرتا ہے۔

پدرسری خاندان: وہ خاندان جس میں ایک شادی شدہ جوڑا شوہر کے گھر میں رہتا ہے۔

12.12 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ پدرسری خاندانی ڈھانچے میں بنیادی اختیار اور فیصلہ سازی کی طاقت کس کے پاس ہوتی ہے؟

(a) دونوں والدین (b) ماں

(c) باپ (d) سب سے بڑا بچہ

2۔ کون سی اصطلاح ایک ایسے خاندانی نظام کی وضاحت کرتی ہے جہاں باپ کو گھر کا سربراہ سمجھا جاتا ہے؟

(a) مادری خاندان (b) پدر سری خاندان

(c) مساوی خاندان (d) فرقہ وارانہ خاندان

3۔ کون سا خاندانی ڈھانچہ روایتی صنفی کرداروں پر زور دیتا ہے جس میں باپ کو کمانے والا اور ماں کو گھریلو ساز کے طور پر سمجھا جاتا ہے؟

(a) مساوی خاندان (b) توسیعی خاندان

(c) پدر سری خاندان (d) مادر سری خاندان

4۔ پدر سری خاندانی ڈھانچے کی مشترکہ تنقید کیا ہے؟

(a) واضح کردار کا فقدان (b) جنسوں کے درمیان طاقت کا عدم توازن

(c) ضرورت سے زیادہ انفرادیت (d) فرقہ وارانہ فیصلہ سازی پر زیادہ زور

5۔ مادر سری خاندان میں خاندانی نسب کا پتہ اکثر کس فرد کے ذریعے ہوتا ہے؟

(a) باپ کی طرف سے (b) ماں کی طرف سے

(c) بڑے لڑکے سے (d) سب سے چھوٹی لڑکی سے

6۔ عصری سماج میں خاندان کا بنیادی کام کیا ہے؟

(a) معاشی استحکام (b) بچوں کی سماج کاری

(3) تفریح (d) سیاسی مصروفیت

7۔ عصری سماج میں ثقافتی اقدار اور روایات کو منتقل کرنے میں خاندان کس طرح کردار ادا کرتا ہے؟

(a) ثقافتی تنوع کی حوصلہ شکنی کرکے (b) انفرادیت کو فروغ دے کر

(c) ثقافتی ترسیل کے بنیادی ایجنٹ کے طور پر خدمات انجام دے کر

(d) ثقافتی اثرات سے افراد کو الگ تھلگ کرکے

8۔ آج کی متنوع اور عالمگیر دنیا میں افراد کی اقدار اور اخلاقیات کی تشکیل میں خاندان کیسا کردار ادا کرتا ہے؟

(a) محدود کردار (b) کوئی کردار نہیں

(c) مرکزی کردار (d) ان میں سے کوئی نہیں

9۔ نوجوان نسل کی سماج کاری میں خاندان اہم کردار ادا کرتا ہے۔اس سلسلے میں خاندان کس قسم کی ایجنسی ہے؟

(a) بنیادی (b) ثانوی

(c) تیسری (d) بنیادی اور ثانوی

10۔ خاندان کیا ہے؟

(a) عالمگیر تنظیم (b) عالمگیر برادری

(c) عالمگیر ادارہ (d) عالمگیر سماج

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. خاندان کو بطور ادارہ بیان کریں۔
2. صنعتی سماج میں خاندان کے کردار پر روشنی ڈالیں۔
3. بنیادی اور توسیعی خاندان کے درمیان فرق واضح کریں۔
4. خاندان سماج کاری میں کس طرح کا کردار ادا کرتا ہے؟ بیان کریں۔
5. خاندان کی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. عصری سماج میں خاندان کی معنویت پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں۔
2. خاندانی شکل میں تغیرات پر بحث کریں۔
3. خاندان کی حیاتیاتی بنیاد کیا ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔

12.13 مزید مطالعے کے لئے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

1. Kapadia, K.M. 1966. Marriage and Family in India, Oxford University Press, Bombay.
2. Sutherland, R.L., Woodward, J.L., and Maxwell, M.A., (editors), 1961. Introductory Sociology, Oxford and IBH Publishing Company, Delhi.
3. Murdock, G.P., 1949. Social Structure, Macmillan, New York

اکائی 13 صنفی کردار

(Gender Roles)

اکائی کے اجزا

13.0 تمہید

13.1 اغراض ومقاصد

13.2 صنفی کردار

13.3 روایتی صنفی کردار

13.4 صنفی کردار کا فہم

13.5 صنفی کرداروں کے اقسام

13.6 پدر سری اور مادر سری کا تصور

13.7 جبر اور تشدد (جنسی، ذات پات، طبقہ اور معذوری)

13.8 خاندان کے تناظر میں صنفی کردار کا تاریخی نقطہ نظر

13.9 صنفی کرداروں میں متحرک تبدیلی

13.10 خاندان کے اندر صنفی کردار کے چیلنجز اور مزاحمت

13.11 اکتسابی نتائج

13.12 کلیدی الفاظ

13.13 نمونہ امتحانی سوالات

13.14 تجویز کردہ اکتسابی مواد

13.0 تمہید (Introduction)

اس یونٹ میں ہم خاندانی حرکیات کے تناظر میں صنفی کرداروں کی تلاش پر توجہ مرکوز کریں گے۔ اس ماڈیول کا مقصد آپ کو اس بات سے مطلع کرانا ہے کہ کس طرح صنفی کردار خاندانی یونٹ کے اندر تعاملات کو تشکیل دیتے ہیں اور ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر معاصر بحث کے لئے خاندان کے اندر صنفی کرداروں کے تاریخی سیاق و سباق کو سمجھنا بھی بہت ضروری ہے اس طور سے کہ یہ ایک عینک فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے ہم موجودہ اصولوں کی ابتدا کو سمجھ سکتے ہیں، پیش رفت کی تعریف کر سکتے ہیں، اور مستقل چیلنجوں کو پہچان سکتے ہیں نیز ان پر مسلسل توجہ دے سکتے ہیں۔ جیسے ہم جدید خاندانی حرکیات کی پیچیدگیوں پر نظر ڈالتے ہیں، ایک تاریخی نقطہ نظر ان قوتوں کے بارے میں قابل قدر بصیرت فراہم کرتا ہے جنہوں نے صنفی کرداروں کے بارے میں ہماری تفہیم کو تشکیل دیا ہے اور مستقبل کے بارے میں جامع بات چیت کی راہ ہموار کی ہے۔

اس اکائی کے اختتام تک آپ روایتی کرداروں کا تنقیدی جائزہ لینے، ابھرتی ہوئی حرکیات کی نشاندہی کرنے، اور زیادہ منصفانہ خاندانی تعلقات کو فروغ دینے میں کام آنے والے ضروری عوامل سے وابستہ ہو جائیں گے۔

صنف ایک ترقی پذیر تصور ہے اور تفریق کو سمجھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ معاشرے میں صنف کو دیکھنے کا مقصد، عورتوں اور مردوں کا مقام، عورتوں اور مردوں کو تقسیم کرنا اور ان کے درمیان تصادم پیدا کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد ان مسائل کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے جو عورتوں اور مردوں کے درمیان غیر مساوی تعلقات کا باعث بنتے ہیں، اور مناسب اقدامات کے ذریعے ان مسائل کو حل کرنے کی اجازت دینا ہے جو عدم مساوات کو برقرار رکھنے کے بجائے عدم مساوات کو کم کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ جنس اور صنفی کردار کا تصور ہمیں یہ جاننے میں مدد کرتا ہے کہ صنفی کردار افراد، برادریوں، اور ان کے ارد گرد کے ماحول کے مابین تعامل سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مردانہ اور نسوانی کردار 'مرد اور عورت' کی حیاتیاتی خصوصیات سے وابستہ نہیں ہے، بلکہ یہ سماجی کاری کے عمل میں سیکھا جاتا ہے۔ اس یونٹ میں، آپ صنفی کرداروں جیسے پدر سری اور زچگی کے تصورات، افرادی قوت میں عورتوں اور عورتوں کے خلاف تشدد، کے بارے میں سیکھیں گے۔ مزید بر آں آپ یہ سیکھیں گے کہ پدر سری کس طرح صنفی اور صنفی کرداروں کی تعمیر کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہے۔

13.1 اغراض ومقاصد (Aims and Objectives)

1. اس اکائی میں ہم ہندوستانی سماج میں صدیوں سے مستعمل صنفی کردار (Gender Roles) کے معنوں پر روشنی ڈالیں گے۔اس اکائی کے مطالعے سے آپ کو درج ذیل چیزوں کے متعلق معلومات حاصل ہو گی:۔

2. پدر سری کس طرح اپنے آپ کی توثیق کرتی ہے اور اپنے مفادات کی حفاظت کرتی ہے
3. صنفی کرداروں کے تصور اور ان کے تاریخی سیاق وسباق کا فہم
4. خاندان کے اندر روایتی صنفی کرداروں کی اہمیت
5. افراد اور خاندانی حرکیات پر صنفی کردار کے اثرات کا جائزہ
6. روایتی صنفی کرداروں کو چیلنج کرنے میں بدلتے ہوئے نمونوں کا تجزیہ
7. خاندان کے اندر مساوات اور مشترکہ ذمہ داریوں کو فروغ دینے کے لئے حکمت عملی کی نشاندہی

13.2 صنفی کردار (Gender Roles)

مختلف ثقافتیں بچوں کے ساتھ مختلف طریقوں سے برتاؤ کرتی اور ان سے متعلق ان کے تصورات کو تشکیل دیتی ہیں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے صنفی کردار سماجی کاری کی پیداوار ہیں، یا وہ عمل جس سے بچے یہ سیکھتے ہیں کہ معاشرے میں کون سا طرز عمل جنس کی بنیاد پر مناسب سمجھا جاتا ہے۔ بچوں کو سماجی کاری عوامل، اداروں جیسے خاندان کے ارکان، ساتھیوں، مذہب، اساتذہ، زبان، اور میڈیا کے ذریعہ سوشلائز کیا جاتا ہے جو لوگوں کو معاشرتی اصولوں پر عمل کرنے کے لئے متاثر کرتے ہیں۔

صنفی کردار وہ کردار ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کو سماج میں کس طرح کام کرنا چاہئے۔ صنفی کردار نسوانیت اور مردانگی کی تفہیم پر مبنی ہیں۔ صنفی کردار معاشرتی اصولوں کا ایک مجموعہ ہے جو طرز عمل کے اقسام کی ہدایت دیتا ہے اور جو عام طور پر لوگوں کے حقیقی یا فرضی جنس یا جنسیت کی بنیاد پر قابل قبول، مناسب، اور پسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔

خواتین کے صنفی کردار مدد، لاپرواہی اور مہربانی جیسی خصوصیات کے گرد گھومتے ہیں۔ روایتی طور پر خواتین کو دیکھ بھال کرنے والی، پرورش کرنے والی، گھریلو خواتین اور مددگار کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ مردوں کے صنفی کردار غلبہ، مضبوطی اور طاقت جیسی خصوصیات کے گرد گھومتے ہیں۔ روایتی طور پر مردوں کے صنفی کرداروں میں کمانے والا، رہنما اور محافظ کی خصوصیات شامل ہیں۔

صنفی کردار صنف اور جنس کی قدیم تفہیم کی پیداوار ہیں۔ صنفی کردار ایک سماجی درجہ بندی کو برقرار رکھتے ہیں جس میں مرد سیاسی اور ذاتی، عوامی اور نجی، ترتیبات میں خواتین پر اختیار رکھتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کو ان کرداروں میں شامل کرنے سے وہ اس سماجی درجہ بندی کو قائم رکھنے اور طاقت کی حرکیات کی نقل کرنے پر اثر انداز ہوتے ہیں جو صنفی عدم مساوات اور امتیازی سلوک کو برقرار رکھتے ہیں۔

13.3 روایتی صنفی کردار (Traditional Gender Roles)

صنفی کردار معاشرے کی نسوانی اور مردانگی کی تفہیم پر مبنی ہوتے ہیں یا خواتین اور مردوں کے لئے مشترکہ خصوصیات کو فطری سمجھا جاتا ہے۔ صنفی کردار صنفی دقیانوسی تصورات سے قریبی تعلق رکھتے ہیں یا اس بارے میں عمومیت کہ کوئی فرد کیسا ہے یا اسے کیسا ہونا چاہئے یہ فرد کی جنس پر مبنی ہوتا ہے۔ صنفی دقیانوسی تصورات چار اہم زمروں میں تقسیم کئے جاتے ہیں:

جسمانی و ظاہری شکل: کسی فرد کے جسم، خصوصیات، جلد کی رنگت، بالوں کا رنگ، ساخت، لباس، اور پریزنٹیشن کے لئے توقعات اور نظریات۔ یہ توقعات اور نظریات معاشرے کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں (مثال کے طور پر، کپڑوں کی شائستگی، اسکی سطح کے بارے میں اصولی مثال)۔

شخصیت کی خصوصیات: کسی شخص کے طرز عمل کے لئے توقعات اور نظریات۔

پیشے: یہ توقعات کہ فرد کو کس قسم کی ملازمت ملنی چاہئے یا اس کی خواہش ہونی چاہئے۔

گھریلو طرز عمل: گھریلو ماحول میں ایک فرد کی ذمہ داریوں کے بارے میں توقعات۔

صنفی دقیانوسی تصورات صنفی کرداروں کو برقرار رکھتے ہیں اور یہ سماجکاری کا ایک اہم حصہ ہیں۔ مندرجہ بالا چار زمروں سے متعلق صنفی دقیانوسی تصورات کو سننے سے بچہ یہ سیکھتا ہے کہ اسے کون سے طرز عمل کی نقل کرنی چاہئے اور کس عمل سے بچنا چاہئے۔ آخر کار، صنفی دقیانوسی تصورات خواتین اور مردوں کے لئے روایتی صنفی کرداروں کی تعمیر میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ ثقافتی سیاق وسباق کے لحاظ سے اصول مختلف ہوتے ہیں لیکن روایتی صنفی کرداروں میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔

روزمرہ کی زندگی میں صنف کی اصطلاح سے عام طور پر گھروں، برادری، بازار اور ریاست میں صنفی تعلقات (مردوں اور عورتوں کے درمیان تعلقات) نیز سماجی قواعد وضوابط اور طرز عمل کے ادارے اور تجزیے، مردوں اور عورتوں کے درمیان وسائل اور ذمہ داریوں کی تقسیم کے طریقے کا تعین کرنا مراد لیا جاتا ہے۔ یہ اکثر جینوٹائپک اختلافات اور مختلف بنیادی جنس کے مطابق مردوں اور خواتین خصوصیات کا حوالہ دیتے ہوئے جنس کے مترادف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے- این اوکلے (1972) جو اپنے دور کے پہلے سماجی سائنس دانوں میں سے ایک تھیں انہوں نے صنف کے تصور کو جنس کے تصور سے الگ کیا۔

اقوام متحدہ (2001) نے صنف کی اصطلاح کو مردوں اور عورتوں کے کردار اور طرز عمل کی توقعات کے حساب سے ثقافتی بنیاد پر بیان کیا ہے۔ اقوام متحدہ نے اس اصطلاح کو مرد اور عورت ہونے کے ناطے حیاتیاتی طور پر طے شدہ پہلوؤں کے بجائے سماجی طور پر تشکیل دیا ہے۔ جنس کی حیاتیات کے برعکس، صنفی کردار اور رویے تاریخی طور پر کبھی کبھی نسبتاً تیزی سے تبدیل ہوسکتے ہیں، بھلے ہی ان صنفی کرداروں کے پہلو حیاتیاتی اختلافات میں پیدا ہوئے ہوں۔ وہ مذہبی اور ثقافتی اختلافات جو مردوں اور عورتوں کے مختلف کردار کی وضاحت اور متوقع طرز عمل کا جواز پیش کرتے ہیں، قابل احترام ہیں اور اسے سماجی طور پر نافذ کیا جاتا ہے۔

نسوانی تحریروں اور دیگر سماجی مباحث میں صنف کا تصور 1970 کی دہائی کے اوائل میں مقبول ہوا۔ معاشرتی مطالعات میں، صنف کی اصطلاح مردوں اور عورتوں کے درمیان رویے میں فرق کو بیان کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جنہیں 'مردانہ' اور 'نسوانی' کے طور پر بھی بیان کیا جاتا ہے۔ لہذا، صنف ایک تجزیاتی زمرہ ہے جو حیاتیاتی فرق کرنے کے لئے سماجی طور پر تعمیر کیا گیا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق کو بیان کرنے کے لئے حقوق نسواں کی تحریریں اس پہلو پر توجہ مرکوز کرتی ہیں اور یہ دعوی کرتی ہیں کہ یہ اختلافات حیاتیاتی نہیں ہیں بلکہ پدرسری معاشرے کی معاشرتی تعمیر ہیں۔ بیوور (1949) خواتین کی پوری زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچیں کہ "عورت پیدا نہیں ہوتی بلکہ عورت بن جاتی ہے" (One is not born but rather becomes women)۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ عورت پیدا نہیں ہوتی ہے بلکہ سماج کاری کے ذریعے بنائی جاتی ہے یعنی یہ ایک عمل کے طور پر کام کرتا ہے۔

جوڈتھ بٹلر (2011) کا استدلال ہے کہ جنس فطری ہے اور یہ سب سے پہلے آتا ہے۔ صنف ایک ثانوی تعمیر کے طور پر سمجھا جاتا ہے جو قدرتی امتیاز کے اوپر مسلط کیا جاتا ہے۔ 'مرد' اور 'عورت' کے درمیان فرق ایک سماجی معاشرے کی طرف سے کیا گیا امتیاز ہے، یعنی یہ ایک سماجی تعمیر ہے۔ یہ ایک 'مرد' اور 'عورت' کے درمیان فرق کو سمجھنے اور تقسیم کرنے کا طریقہ ہے۔ بٹلر وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ 'جنس' اگرچہ حیاتیاتی کے طور پر دیکھا جاتا ہے، لیکن یہ بھی معاشرے کا اتنا ہی جز ہے جتنا کہ صنف۔ جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے یا تو لڑکا یا لڑکی کہا جاتا ہے جو کہ بچے کی جنس کو شامل ہے- جنس سے مراد مرد اور عورت کے درمیان حیاتیاتی فرق ہے۔ دوسری طرف صنف، ایک سماجی تعمیر ہے، حیاتیاتی نہیں-(سین، 2012)۔

ورلڈ ڈیویلپمنٹ رپورٹ (ڈبلیو ڈی آر 2012) کے مطابق، جنس کی تعریف ایسے کی گئی ہے کہ سماجی طور پر تشکیل شدہ اصولوں اور نظریات کے بنیاد پر جو مردوں اور عورتوں کے اعمال اور طرز عمل کا تعین کرتے ہیں۔ اسکو سمجھنے کے لئے وسائل تک افراد کی رسائی اور تقسیم، فیصلہ لینے کی صلاحیت اور جس طریقے سے خواتین اور مرد، لڑکے اور لڑکیاں سیاسی عمل اور سماجی ترقی کے معاملے میں متأثر ہوتے ہیں، ان صنفی تعلقات کو سمجھنا اور ان کے پیچھے کی طاقت کی حرکیات کو سمجھنا ایک شرط ہے۔ صنف کو اصولوں کا ایک حاصل کردہ یا تعمیر شدہ مجموعہ کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے جو کہ مردوں اور عورتوں کے لئے مناسب سمجھا جاتا ہے۔ ان اصولوں میں تعمیر کردہ کردار، طرز عمل،

سر گرمیاں اور خصوصیات شامل ہو سکتے ہیں۔ معاشرے پر منحصر یہ تعمیر شدہ کردار مختلف ہوتے ہیں ان کے متعلق یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس حدود کے اندر ہی انجام دیئے جائیں گے۔ زندگی کے دوران صنفی حرکیات اور تعلقات تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

گھر میں حیثیت کا تعین اکثر عمر، شادی، بچے کی تعداد، معذوری، معاشی وسائل اور حاصل کی گئی تعلیمی سطح سے ہوتا ہے۔ لڑکیاں، جن میں نوعمر لڑکیاں بھی شامل ہیں، اکثر گھر میں سب سے نچلی حیثیت رکھتی ہیں، خاص طور پر ان معاشروں میں جہاں خاندانوں کو جہیز ادا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جہاں بیٹیوں کو شادی کے بعد شوہر کے خاندان کے ساتھ رہنے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ جدید تحقیق نے نوعمر لڑکیوں کو خاص طور پر جنسی تشدد، جبری تشدد سمیت صنفی بنیاد پر امتیازی سلوک کا شکار اور کم عمری میں شادی، اسکول چھوڑنا اور بچے کی پیدائش کے دوران موت کا خطرہ وغیرہ جیسی کمزوری سے متصف طور پر شناخت کیا ہے۔ کم عمری میں شادی اور کم عمری میں حمل لڑکیوں کی صحت پر منفی اثرات مرتب کر سکتا ہے نیز تعلیم اور ملازمت کے مواقع سے فائدہ اٹھانے کی ان کی صلاحیت کو روک سکتا ہے۔ بہت سی ثقافتوں میں، بہو اور غیر شادی شدہ عورتیں، بیوائیں اور طلاق شدہ عورتیں عام طور پر مساوی حیثیت نہیں ملتی کیونکہ وہ ان کے لئے قائم شدہ شناخت میں فٹ نہیں ہوتی ہیں۔

13.4 صنفی کردار کا فہم (Understanding Gender Roles)

صنفی کردار وہ کردار ہیں جن پر مردوں اور عورتوں سے ان کی جنس کی بنیاد پر توقع کی جاتی ہے۔ صنفی کردار نسلوں میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ تین سال کی عمر سے، بچے لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان اختلافات سے والدین کے اعمال اور انکے ماحول کی فطرت کی بنیاد پر آگاہ ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ روایتی طور پر، بہت سے معاشروں کا خیال تھا کہ خواتین، مردوں کے مقابلے میں زیادہ تربیت یافتہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا عورت کے بارے میں روایتی نقطہ نظر کے مطابق صنفی کردار یہ تجویز کرتا ہے کہ خواتین کو انکے تربیت یافتہ طریقوں سے برتاؤ کرنا چاہئے۔ ایک طریقہ جس سے ایک عورت روایتی نسوانی صنفی کردار میں مشغول ہو سکتی ہے اسے گھر سے باہر ملازمت کرنے کے بجائے گھر کے اندر کل وقتی کام کر کے اپنے خاندان کی پرورش کرنا چاہئے۔ دوسری طرف، مرد صنفی کرداروں کے روایتی نظریات کے مطابق رہنما ہیں۔ لہٰذا روایتی مردانہ صنفی کردار کا نقطہ نظر یہ تجویز کرتا ہے کہ مردوں کو اپنے گھروں کے سربراہان کا کردار ادا کرنا چاہیے' اور خود کو اس قابل بنانا چاہئے' کہ وہ خاندان کے لئے مال و متاع فراہم کر سکے اور اور اہم خاندانی فیصلے لے سکے۔ اگرچہ یہ خیالات معاشرے کے بہت سے شعبوں میں غالب ہیں، روایتی عقائد پر متبادل صنفی کرداروں کے نقطہ نظر میں اکیسویں صدی میں اضافہ ہوا ہے۔ صنفی کردار کے بارے میں مختلف مضامین مختلف قسم کے نقطہ نظر کی پیش کش کرتے ہیں۔

صنفی کرداروں کے بارے میں ایک ماحولیاتی نقطہ نظر یہ بتاتا ہے کہ صنفی کردار افراد، برادریاں، اور ان کا ماحول کے مابین تعامل سے پیدا ہوتے ہیں، یعنی، جب لوگ انفرادی طور پر صنفی کرداروں کی تعمیر میں کوئی ایک کردار ادا کرتے ہیں، تو اسی طرح جسمانی اور

معاشرتی میں بھی اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ صنفی کردار کے بارے میں حیاتیاتی نقطہ نظر سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین کو نسوانی صنفی کردار کے ساتھ فطری تعلق ہے اور یہ کہ مردوں کو مردانہ صنفی کردار کے ساتھ فطری وابستگی ہے۔ تاہم حیاتیاتی نقطہ کسی موجود کردار کو کسی دوسرے کردار سے فطری طور پر زیادہ اہمیت رکھنے کی رائے سے اتفاق نہیں کرتا ہے۔ ایک سماجی نقطہ نظر ان صنفی کرداروں کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مردانہ اور نسوانی کردار سماج میں سیکھے جاتے ہیں۔ اور یہ کہ مردانہ اور نسوانی صنفی کردار مرد اور عورت کی حیاتیاتی خصوصیات کے لئے لازمی طور پر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے نہیں ہیں۔

ماہر سماجیات معاشرے میں مردانہ اور نسوانی صنفی کردار کے متعلق اقدار کے مختلف معنوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ متعلقہ سماجی نقطہ نظر سے، صنفی کرداروں کے بارے میں ایک نسوانی نقطہ نظر ہو سکتا ہے جو اس بات پر زور دیتے ہیں کہ چونکہ صنفی کردار سیکھے جاتے ہیں لہذا وہ نہیں بھی سیکھے جاسکتے ہیں، اور یہ کہ نئے اور منفرد کردار تخلیق بھی کیے جاسکتے ہیں۔ نسوانی نقطہ نظر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ، صنفی کردار مردوں اور عورتوں کے لئے صرف مناسب طرز عمل کے بارے میں ہی خیالات نہیں ہیں بلکہ یہ طاقت کی مختلف سطحوں سے بھی منسلک ہیں جو معاشرے میں مردوں اور عورتوں کی ملکیت ہے۔ جیسا کہ یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں، صنفی کردار صنف کے بارے میں دقیانوسی تصورات کی بنیاد پر تخلیق کی جاتی ہے۔ صنفی دقیانوسی تصورات مردوں اور عورتوں کے درمیان اختلافات کے بارے میں حد سے زیادہ سادہ فہیم ہیں۔ بعض اوقات اوقات مناسب صنفی کرداروں کے بارے میں ان کے صنفی دقیانوسی تصورات کی بنیاد پر منحصر ہوتے ہیں۔ صنفی دقیانوسی تصورات میں مردوں اور عورتوں کی فطرت کے بارے میں مبالغہ آرائی یا غلط بیانی بھی شامل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مردوں کے بارے میں ایک عام صنفی دقیانوسی تصور یہ ہے کہ وہ جذباتی نہیں ہوتے ہیں اور دوسری طرف، خواتین کو عام طور پر غیر منطقی کے طور پر دقیانوس یا حد سے زیادہ جذباتی سمجھا جاتا ہے۔

13.5 صنفی کرداروں کے اقسام (Types of Gender Roles)

موزر (1993) کے بقول خواتین کو عام طور پر تین طرح کا کردار ادا کرنا ہوتا ہے:

(ا) تولیدی؛ (ii) پیداواری؛ (iii) کمیونٹی مینجمنٹ سرگرمیاں، جبکہ مرد بنیادی طور پر دو یعنی پیداواری اور اجتماعی سیاسی سرگرمیاں انجام دیتے ہیں۔

تولیدی کردار، بچے کی پرورش / تربیت کی ذمہ داریاں، اور خواتین کے ذریعہ کیے گئے گھریلو کام، لیبر فورس کی دیکھ بھال اور افزائش کی ضمانت دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اس میں نہ صرف حیاتیاتی افزائش شامل ہے بلکہ ورک فورس (مرد پارٹنر اور کام کرنے والے بچے) کی دیکھ بھال اور محافظت اور مستقبل کی ورک فورس (نوزائیدہ بچے اور اسکول جانے والے بچے) بھی شامل ہیں۔ پیداواری کردار میں مردوں اور عورتوں دونوں کے ذریعہ نقد تنخواہ یا مہربانی کے لئے کیا گیا کام شامل ہیں۔ اس میں تبادلے کی قیمت کے ساتھ مارکیٹ کی پیداوار،

اور گزر بسر /گھریلو پیداوار کے ساتھ، اور اصل استعمال کی قیمت کے ساتھ ممکنہ تبادلے کی قیمت بھی شامل ہیں۔ زرعی پیداوار میں خواتین کے لئے، آزاد کسان، کسان کی بیویاں اور اجرت پر کام کرنے والے مزدور شامل ہیں۔

کمیونٹی سرگرمیوں میں خواتین کے ذریعہ انجام دی جانے والی بنیادی طور پر ان کی تولیدی صلاحیت کی توسیع کے طور پر کمیونٹی کی سطح پر انتظام کا کردار ادا کرنا، اجتماعی کھپت کے نایاب وسائل جیسے پانی، صحت کی دیکھ بھال اور تعلیم کی فراہمی اور دیکھ بھال کو یقینی بنانے کے لئے محنت کرنا شامل ہیں۔ یہ رضاکارانہ ہے یعنی بغیر معاوضے کا کام، جو 'خالی' وقت میں کیا جاتا ہے۔ کمیونٹی سرگرمیاں جو بنیادی طور پر کمیونٹی میں مردوں کے ذریعہ انجام دی جاتی ہیں سیاسی کردار کی سطح، رسمی سیاسی سطح پر انتظام کرنا جو اکثر قومی سیاست کے فریم ورک کے اندر ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر تنخواہ والا کام ہے جو یا تو براہ راست یا بالواسطہ، حیثیت یا طاقت کی شکل میں ملتا ہے۔ ہر سماجی و اقتصادی ماحول میں صنفی بنیاد پر مزدوری کی تقسیم مردوں اور عورتوں کے کردار کا تعین کرتی ہے۔ چونکہ مرد اور عورتیں مختلف کردار ادا کرتے ہیں، انہیں اکثر بہت مختلف ثقافتی، ادارہ جاتی، جسمانی اور معاشی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن میں سے بہت سوں کی جڑیں منظم تعصبات اور امتیازی سلوک میں پائی جاتی ہیں۔

13.6 پدرسری اور مادرسری کا تصور (The Concept of Patriarchy and Matriarchy)

پدرسری (Patriarchy)

ایسے معاشرے جن میں خاندانوں کی نسلیں باپ کی لائن کے ذریعے جڑی ہوتی ہیں وہ فطرتی طور پر پدرسری خاندان کہلاتا ہے اور ایسے معاشروں کو ابوی معاشرہ بھی کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف جن میں خاندانوں کی نسلیں ماں کی لائن کے ذریعے جڑی ہوتی ہیں وہ فطرتی طور پر مادرسری خاندان کہلاتا ہے اور ایسے معاشروں کو مادری معاشرہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ معاشرہ مادری نوعیت کا ہوتا ہے۔ یہ معاشرے میں نسب نامہ، جائیداد کی جانشینی، ایک خاندان میں عنوانات اور دیگر قیمتی چیزوں کے تقسیم کے قانون کی وضاحت کرتی ہے۔ مختلف معاشروں میں انہیں یا تو عورت کی لائن یا مرد لائن کے ذریعے منتقل کیا جا سکتا ہے۔ ابوی خاندانوں کی اکثریت کے ساتھ دنیا کے خاندانی معاشروں میں، پدرسری معاشروں کا غلبہ ہے جبکہ مادری معاشرے بنیادی معاشرے ہوتے ہیں۔ پدرسری ایک اصطلاح ہے جو عام طور پر فیمنسٹ اسکالرز کے ذریعہ استعمال کی جاتی ہے اور اپنی روزمرہ زندگی میں آبادی کی واضح اکثریت کی طرف سے اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ لیکن پدرسری کا کیا مطلب ہے؟ یہ قدیم یونانی لفظ "پیٹریارک" Patriarche" سے ماخوذ ہے ایک پدرسری معاشرہ، ایک ایسا معاشرہ ہے جہاں اقتدار مرد بزرگوں کے ذریعہ لیا جاتا ہے اور منتقل کیا جاتا ہے۔

پدرسری کی ایک اور آسان تعریف آکسفورڈ ڈکشنری میں یوں مذکور ہے: معاشرے یا حکومت کے ایک نظام کے طور پر جس میں باپ یا سب سے بڑا مرد خاندان اور نسل کا سربراہ ہوتا ہے۔ نسب مرد کے ذریعے شمار کیا جاتا ہے۔ پدرسری وہ اصطلاح ہے جو ایسے

معاشرے کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے جس میں آج ہم رہتے ہیں- موجودہ دور میں عورتوں اور مردوں کے درمیان غیر مساوی طاقت کی وجہ سے عورتیں منظم طور پر محرومی اور مظلومیت کا شکار ہوتی ہیں۔ یہ تناسب تقریباً ہر جگہ جیسے ورک فورس میں کم نمائندگی کی شکل میں، فیصلہ سازی کے عہدوں اور سرکاری اداروں میں پایا جاتا ہے۔ مردوں کا خواتین کے خلاف تشدد بھی پدرسری معاشرے کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ اس معاشرے میں اقلیتی گروہوں میں خواتین کو نسل، طبقہ اور جنسیت کی بنیاد پر ایک دوسرے سے جڑے ہونے کی وجہ سے متعدد ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جنگ اور تنازعہ کے موقعے پر خواتین کے جسموں کو داؤ پر لگا دیا جاتا ہے نیز اس میں اجتماعی عصمت دری جیسے جابرانہ نظریات پر عمل کیا جاتا ہے۔

پدرسری کا تصور جو نسوانی تحریروں میں تیار کیا گیا ہے یہ ایک واحد یا عام فہم تصور نہیں ہے بلکہ اس کے مختلف معنی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ عام سطح پر پدرسری کو مرد کا حوالہ دینے اور طاقت کے تعلقات جن کے ذریعہ مرد عورتوں پر غلبہ رکھتے ہیں، کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (ملیٹ، 1970)۔

مادرسری (Matriarchy)

آکسفورڈ انگلش ڈکشنری (او ای ڈی) کے مطابق مادریت ایک ایسی سماجی تنظیم کی شکل ہے جس میں ماں یا گھر کی سب سے بڑی عورت کی سربراہی ہوتی ہے۔ اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا حساب عورت کے ذریعے لگایا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر مادرسری سے مراد ایک ایسا معاشرہ ہے جس میں اقتدار خاندان کے ارکان، انفرادی اور معاشرتی سطح پر عورت کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور اسے عورت کے ذریعے ہی منتقل کیا جاتا ہے۔ مادرسری معاشرے میں خواتین بنیادی طور پر روزگار، فیصلہ سازی کے عمل میں اور اس مال پر قبضے کے معاملے میں اقتدار پر ہوتی ہیں۔

ایسے بہت سے مطالعات ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ مادری معاشروں میں بھی نسل، طاقت کا ڈھانچہ یا تو مساوات پر مبنی ہے یا رسمی طور پر والد یا کوئی اور مرد شخصیت اس پر حاوی ہوتا ہے۔ ایک سماجی نظام کو مادرسری قرار دینے کے لئے ایک ایسی ثقافت کی پیروی کرنے کی ضرورت ہوگی جو عورت کی تعریف کرتی ہو یا جس میں خواتین ایک مستند موقف میں ہوں اور جس میں ان کی بالادستی پر غور کیا جارہا ہو۔ وسیع پیمانے پر زندگی کے ایک طریقے کے طور پر پدرسری نے مردوں کو اتنا ہی متاثر کیا ہے جتنا کہ اس نے دنیا بھر میں خواتین کو متاثر کیا ہے۔ زیادہ تر قوم کے وجود کے ساتھ پدرسری فطرت میں، مردوں کو خاندان کا کمانے والا بننے پر مجبور کیا جاتا ہے جبکہ خواتین کو اس کی دیکھ بھال کرنے والی بننے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ صنفی کرداروں کے مسائل ہمیشہ سے رہے ہیں جن پر محققین کی طرف سے وقت کے ساتھ ساتھ تحقیق اور بحث بھی کی گئیں ہیں۔ اگر صنفی کردار کے برعکس معاملہ کرنا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان روایتی کرداروں کو تبدیل کیا جائے یعنی مرد خاندان کی دیکھ بھال کرنے والے اور عورتیں کمانے والی بنیں۔ لیکن یہاں اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ چیلنج پدرسری کے اصول اور صنفی مساوات کے حصول کے لئے کافی ہیں۔

وہ جوڑے (زوجین) جن کے صنفی کرداروں کو الٹ دیا گیا ہے انہیں اپنے شناخت کا احساس اور مساوات حاصل کرنے کے لئے اپنی قربت کو متوازن کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ کام کی جگہ کی ثقافتیں اب بھی روایتی صنفی دقیانوسی تصورات سے جڑی ہوئی ہیں۔ جب مرد اپنے خاندان کی دیکھ بھال کرنے والے بن جاتے ہیں تو ان کی 'مردانگی' اور انکے کردار پر اکثر سوال اٹھائے جاتے ہیں اور انہیں حقیر سمجھا جاتا ہے خواتین جنکو دیکھ بھال کا کردار ادا کرنے والی سمجھا جاتا ہے تو ان سے بھی اس وقت سوالات کئے جاتے ہیں جب وہ قیادت کے عہدوں پر فائز ہوتی ہیں اور ان کے کردار کو کام کی جگہ پر اور گھر کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔ پرجوش خواتین، جو تنظیموں میں قیادت کی اعلی سطح پر ہوتی ہیں انہیں اکثر 'بری ماؤں' کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے اور ان کی مادری جبلت پر سوال اٹھائے جاتے ہیں۔ جدید کاری معاشرے میں دقیانوسی کرداروں کی کارکردگی سمجھوتہ کرنے والی ہوتی ہے، بھلے ہی کمائی کی کمی یا بیرونی اثرات کی وجہ سے اس طرح کے کردار فطری اور اختراعی ہی رہیں۔ لہٰذا صنفی کردار کی تبدیلی پدر سری مسئلے کا حل نہیں ہے بلکہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ دقیانوسی تصورات کی بنیاد پر صنفی کرداروں سے آزادی ہے اور مردوں اور عورتوں کو اتنا بااختیار بنایا جائے کہ وہ اپنے پیشوں کو آگے بڑھا سکیں اور بنیادی اقدار اور خوبیوں کو پسند کر سکیں اور اسے برقرار رکھ سکیں۔

13.7 جبر اور تشدد (جنسی، ذات پات، طبقہ اور معذوری) (Oppression And Violence)

سماج کے مختلف ارکان کے درمیان طاقت کے تعلقات کا ملاپ معاشرہ میں پدر سری کی بنیاد بناتا ہے۔ یہ طاقت کے تعلقات مرد اور عورتیں، دو مردوں یا دو عورتوں کے درمیان ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بحث کی گئی ہے، پدر سری ماحول میں طاقت ایک بنیادی خصوصیت ہے اور پدر سری کے مفادات کے تحفظ کے لئے انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ طاقت خاندان کی ماں کے پاس بھی ہو سکتا ہے اور وہ بھی مالی یا جسمانی آزادی یا جہیز کے معاملے میں اپنے بچوں یا بہو پر ظلم کر سکتی ہے۔ اس طرح کے طاقت کے تعلقات پدر سری کے غلبے کو بڑھاوا دیتے ہیں جو صنفی بنیاد پر تشدد پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ اس طرح کا غلبہ اور تشدد مزید اقتدار کو جوں کا توں برقرار رکھتا ہے۔ پدر سری ایک ساختی قوت ہے جو طاقت کے تعلقات پر اثر انداز ہوتی ہے، چاہے وہ جسمانی یا ذہنی طور پر بدسلوکی ہوں یا نہیں۔

ہندوستان روایتی طور پر مردوں کے غلبے والا معاشرہ رہا ہے جہاں خواتین اور ان کا جسم اپنے روزمرہ کی زندگی میں جسمانی اور ذہنی مظالم کا شکار رہے ہیں- مثال کے طور پر پبلک ٹرانسپورٹ میں چھیڑ چھاڑ، راستے میں چھیڑ چھاڑ، ڈکیتی اور عصمت دری ان کی زندگی کی دنیاوی حقیقت بن جاتے ہیں۔ کسی بھی قوم کی ترقی کا فیصلہ صرف معاشی اور شماریاتی عوامل کے لحاظ سے نہیں کیا جاتا ہے بلکہ یہ سماجی میدان میں جرائم کی شرح پر بھی بہت زیادہ منحصر ہوتا ہے۔ جدید ہندوستانی معاشرے میں عصمت دری، سفاکانہ قتل، ہراسانی، حملہ اور چین چھیننا وغیرہ واقعات عام ہو گئے ہیں۔ روزمرہ کے معمولات میں خواتین کے خلاف تشدد جہیز کی بنیاد پر اموات، قتل، دلہن کو جلانے کے واقعات وغیرہ میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ خواتین کے خلاف تشدد میں بیک وقت اضافہ ملک کی سماجی، اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی ترقی میں رکاوٹ بن رہا ہے۔

13.8 خاندان کے تناظر میں صنفی کردار کا تاریخی نقطہ نظر

(Historical Perspective of Gender Roles in the Context of Family)

خاندانی سیاق و سباق میں صنفی کرداروں کی تلاش کے لئے تاریخ پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ان معاشرتی اصولوں اور توقعات کے پیچیدگیوں کو بے نقاب کرتا ہے جنہوں نے افراد کے لئے ان کی جنس کی بنیاد پر تفویض کردہ کرداروں کو تشکیل دیا ہے۔ یہ تاریخی نقطہ نظر روایتی صنفی کرداروں کی جڑوں کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے جس سے اس بات کی صحیح تفہیم ملتی ہے کہ یہ کردار کس طرح وقت کے ساتھ ساتھ خاندان کی حرکیات کو فروغ دیتے ہیں اور انہیں متاثر کرتے ہیں۔

قدیم تہذیبوں میں صنفی کردار اکثر مذہبی عقائد اور ثقافتی طریقوں کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے تھے۔ روایتی خاندانی ڈھانچہ پدرسری تھا جس میں مردوں کو گھروں کے غیر متنازع سربراہ کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ اس تناظر میں، مرد عام طور پر شکار یا زراعت کے ذریعے رزق فراہم کرنے کے ذمہ دار تھے نیز محافظ اور فیصلہ ساز کے طور پر ان کا کردار سب سے اہم تھا۔ اس کے برعکس، خواتین کے لئے گھریلو ذمہ داریاں تفویض کی گئیں تھیں جن میں بچوں کی دیکھ بھال، کھانا پکانا اور گھر کی دیکھ بھال شامل تھا۔ محنت کی یہ تقسیم نہ صرف عملی تھی بلکہ ادارہ جاتی شکل اختیار کر گئی تھی اور آنے والی نسلوں کے لئے سماجی توقعات کو بھی تشکیل دی تھی۔

جوں جوں معاشرے ترقی کرتے گئے، صنفی کرداروں کی پیچیدگیاں بھی بڑھتی گئیں۔ مثال کے طور پر نشاۃ ثانیہ کے دور میں صنفی اصولوں کی سختی سے پاسداری دیکھی گئی، جسے اس وقت کے مروجہ نظریات نے تقویت بخشی۔ خواتین سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ عاجزی اور فرمانبرداری جیسی خوبیوں کی حامل ہوں گی جبکہ مردوں کو خاندان کے فکری اور اخلاقی رہنما کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ اس عرصے نے مختلف صنفی شعبوں کے ابھرنے کی بنیاد رکھی، جس میں خواتین کو ذاتی دائرے میں اور مردوں کو عوام کے سامنے رکھا گیا۔

صنعتی انقلاب نے خاندان کے اندر صنفی کردار کے تاریخی تناظر میں ایک اہم موڑ کی نشاندہی کی۔ جیسے جیسے معاشی ڈھانچے تبدیل ہوتے گئے، مرد تیزی سے گھر سے باہر مزدوری سے وابستہ ہوگئے، جبکہ خواتین کا کردار گھریلو ذمہ داریوں کے اردگرد مرکوز رہا۔ اس دور میں "علیحدہ دائروں" کے نظریے کو تقویت ملی، جس نے اس خیال کو تقویت بخشی کہ مرد اور عورت کا تعلق الگ الگ، غیر متضاد حلقے سے ہے۔

بیسویں صدی میں سماجی، معاشی اور سیاسی تبدیلیوں کی وجہ سے صنفی کرداروں میں انقلابی تبدیلیاں آئیں۔ مثال کے طور پر دوسری جنگ عظیم میں خواتین کی افرادی قوت میں شرکت ضروری ہوگئی تھی کیونکہ مرد لڑنے کے لئے روانہ ہوگئے تھے۔ یہ روایتی صنفی اصولوں کو چیلنج کرنے اور بعد کی دہائیوں کی نسوانی تحریکوں کے لئے اسٹیج تیار کرنے کا ایک اہم لمحہ تھا۔ بیسویں صدی کے دوسرے نصف حصے میں کچھ روایتی صنفی کرداروں کو بتدریج ختم کیا گیا جس میں خواتین تیزی سے افرادی قوت میں داخل ہو رہی ہیں اور مرد پرورش اور گھریلو ذمہ داریوں میں زیادہ فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔

تاہم صنفی کرداروں کا تاریخی ارتقا مساوات کی طرف ایک لکیری پیش رفت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ جب پیش رفت ہوئیy تو بھی گہری دقیانوسی تصورات اور توقعات برقرار رہیں۔ صنفی مساوات کی جدوجہد آج تک جاری ہے، سماجی رویئے اور توقعات اکثر قانونی اور ادارہ جاتی تبدیلیوں سے پیچھے رہ جاتی ہیں۔

13.9 خاندان میں روایتی صنفی کردار (Traditional Gender Roles in the Family)

خاندان، معاشرے کے ایک چھوٹے سے حصے کے طور پر، ایک طویل عرصے سے ایک تماشہ گاہ (تھیٹر) رہا ہے جہاں روایتی صنفی کردار اسکرپٹ کے ساتھ ادا کیے جاتے ہیں۔ یہ کردار جو ثقافتی اور تاریخی سیاق وسباق میں گہرے طور پر سرایت کرتے ہیں افراد کے لئے ان کی صنف کی بنیاد پر تفویض کردہ توقعات اور طرز عمل کو طے کرتے ہیں۔

ان روایتی کرداروں کا اثر گہرا اور کثیر الجہات ہے۔ مردوں کے لئے، بنیادی فراہم کنندہ ہونے کی توقع ان کے کیریئر میں کامیاب ہونے کے لئے بہت زیادہ دباؤ دباؤ ڈال سکتی ہے۔ مردانگی کی سماجی تعریف، جو معاشی کامیابی اور طاقت سے جڑی ہوئی ہے، تناؤ اور اضطراب کا باعث بن سکتی ہے کیونکہ مرد کام اور خاندانی زندگی کی پیچیدگیوں سے گزرتے ہیں۔ اس کے برعکس، گھریلو دائرے تک محدود خواتین کو اپنی امنگوں میں کمی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ دیکھ بھال کرنے والوں اور گھریلو خواتین کی پرورش کرنے کے لئے ان پر رکھی گئی توقعات پیشہ ورانہ اور ذاتی ترقی کے لئے ان کے مواقع کو محدود کرسکتی ہیں۔

یہ انفرادی اثرات کے علاوہ، روایتی صنفی کردار پورے خاندان کی حرکیات کو تشکیل دیتے ہیں۔ تخصیص کاری (کاموں کی تقسیم) طاقت اور فیصلہ سازی میں عدم توازن پیدا کرسکتی ہے۔ مرد خود کو ذمہ داری کے بوجھ تلے دبا سکتے ہیں جبکہ خواتین گھر کے اندر اپنے تعاون کے لئے کم قدر محسوس کرسکتی ہیں۔ یہ کردار بچوں کی نشوونما پر بھی اثرانداز ہوسکتے ہیں- دقیانوسی تصورات کو برقرار رکھ سکتے ہیں نیز مستقبل کے خاندانوں میں صنفی کرداروں کے بارے میں ان کی توقعات کو تشکیل دے سکتے ہیں۔

روایتی صنفی کرداروں کا تسلسل صرف انفرادی انتخاب کا نتیجہ نہیں ہے۔ ان میں معاشرتی توقعات اور ثقافتی اقدار اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ میڈیا، ادب اور ثقافتی نمائندگی اکثر ان کرداروں کو تقویت دیتے ہیں اور اسے ہمیشہ برقرار رکھنے میں مدد کرتے ہیں جو طرز عمل اور توقعات کو معمول پر لانے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ ان روایتی اصولوں کو توڑنے، گہرے عقائد کو چیلنج کرنے اور معاشرتی توقعات کو از سر نو بیان کرنے کے لئے اجتماعی کوشش کی ضرورت ہے۔

روایتی صنفی کرداروں سے پیدا ہونے والے چیلنجوں کے باوجود، ان حرکیات کو نئی شکل دینے میں افراد اور خاندانوں کی ایجنسی کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرنے، کھلی بات چیت کی حوصلہ افزائی کرنے اور صنف کے بجائے مہارت کی بنیاد پر ذمہ

داریوں کو دوبارہ تقسیم کرنے کے اقدامات زیادہ منصفانہ خاندانی ڈھانچے کو فروغ دینے کی طرف ضروری اقدامات ہیں۔ اس میں صنف سے قطع نظر خاندان کے ہر رکن کی طرف سے کی جانے والی متنوع خدمات کو تسلیم کرنا اور ان کی قدر کرنا بھی شامل ہے۔

خاندان میں روایتی صنفی کردار تاریخی، ثقافتی اور معاشرتی سیاق وسباق میں گہرائی سے سرایت کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ کردار وقت کے ساتھ ساتھ تیار ہوئے ہیں، لیکن افراد اور خاندانی حرکیات پر ان کے اثرات اب بھی واضح ہیں۔ روایتی صنفی کرداروں کی پیچیدگیوں کو سمجھنے سے باخبر بات چیت کی اجازت ملتی ہے، جس سے خاندانوں کو زیادہ جامع اور مساوی ڈھانچے کی طرف جانے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ خاندان کے اندر صنفی کرداروں کی از سر نو وضاحت کی طرف سفر نہ صرف ایک ذاتی کوشش ہے بلکہ زیادہ منصفانہ اور ہم آہنگ مستقبل کو فروغ دینے کے لئے ایک معاشرتی ضرورت ہے۔ معاشی عوامل اہم چیلنجز پیش کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ان دنوں دوہری آمدنی والے گھرانوں کی ضرورت کا بڑھتا ہوا اعتراف ہے، لیکن معاشی بنیادی ڈھانچہ اور کام کی جگہ کی پالیسیاں ہمیشہ ان بدلتی ہوئی خاندانی حرکیات سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں۔ غیر مساوی تنخواہ، والدین کی چھٹی کی پالیسیوں کا فقدان اور کام کے انتظامات میں محدود لچک ان خاندانوں کے لئے رکاوٹیں پیدا کر سکتی ہے جو ذمہ داریوں کو مساوی طور پر متوازن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

13.10 صنفی کرداروں میں متحرک تبدیلی (Exploring Gender Roles in Family Dynamics)

حالیہ دہائیوں میں خاندان کے اندر صنفی کرداروں کے منظر نامے میں گہری تبدیلی آئی ہے۔ بدلتے ہوئے سماجی، اقتصادی اور ثقافتی تصورات نے بدلتی ہوئی حرکیات کو جنم دیا ہے جو روایتی توقعات کو چیلنج کرتے ہیں اور ان کی از سر نو توضیح کرتے ہیں۔ خاندان کے اندر صنفی کرداروں کا روایتی خاکہ، جس میں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ دائرے شامل ہیں، نے بہت زیادہ تبدیلی دیکھی ہے۔ معاشی تبدیلیاں، جیسے افرادی قوت میں خواتین کی بڑھتی ہوئی شرکت نے مردوں کو واحد کمانے والے کے تصور کو چیلنج کیا ہے۔ آج خواتین اپنے کیریئر کی پیروی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے راستے میں آنے والے رکاوٹوں کو بحسن وخوبی نمٹ رہی ہیں نیز فیملی کی آمدنی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ اس معاشی آزادی نے خاندان کے اندر طاقت کی حرکیات کو نئے سرے سے بیان کیا ہے جس سے ذمہ داریوں کی زیادہ منصفانہ تقسیم کو فروغ ملا ہے۔

تعلیم نے صنفی کرداروں کے بارے میں تصورات کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جیسے جیسے تعلیم تک رسائی زیادہ وسیع ہوتی جاتی ہے- مرد اور خواتین دونوں کو وسیع تر امکانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ نمائش روایتی دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرتی ہے اور صنفی کرداروں کی زیادہ جامع تفہیم کو فروغ دیتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد روایتی توقعات پر سوال اٹھانے اور نئے سرے سے بات چیت کرنے کا زیادہ امکان رکھتے ہیں جس سے خاندان کے اندر کرداروں کی زیادہ متوازن تقسیم ہوتی ہے۔

صنفی کرداروں میں بدلتی ہوئی حرکیات کے پیچھے نسوانی تحریکوں کا ابھرنا ایک محرک قوت رہا ہے۔ مساوات کی وکالت کرتے ہوئے اور بنیادی اصولوں کو چیلنج کرتے ہوئے، ان تحریکوں نے صنف کے بارے میں زیادہ جامع تفہیم کی راہ ہموار کی ہے۔ محدود دقیانوسی تصورات کو ختم کر کے اور اس خیال کو فروغ دے کر کہ افراد کو روایتی کرداروں کے مطابق ہونے کے بجائے ان کی صلاحیتوں کے لئے قدر کی جانی چاہئے۔ تانیثیت (فیمنزم) نے خاندانوں کے صنفی کرداروں کو سمجھنے کے طریقے کار میں ثقافتی تبدیلی پیدا کی ہے۔

تکنیکی ترقی اور عالمگیریت (گلوبلائزیشن) نے بھی خاندانی حرکیات کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ڈیجیٹل دور نے دور دراز کے کام کی سہولت فراہم کی ہے جس سے خاندانی زندگی میں افراد کی شراکت میں زیادہ لچک پیدا ہوئی ہے۔اس نے ماضی سے قائم شدہ خیال، کہ کچھ کردار فطری طور پر مخصوص صنفوں سے جڑے ہوئے ہیں، کو چیلنج کرتے ہوئے کام اور خاندانی ذمہ داریوں کو متوازن کرنے کے لئے زیادہ لطیف نقطہ نظر کی اجازت دی ہے۔

صنفی حرکیات میں تبدیلی کا اثر انفرادی تجربات سے آگے بڑھ کر خاندانی تعلقات کے تانے بانے کو شکل دینے تک پھیلا ہوا ہے۔ مشترکہ ذمہ داریاں اور فیصلہ سازی کے لئے زیادہ مساوی نقطہ نظر، صحت منداور زیادہ اطمینان بخش شراکت داری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایسے ماحول میں، جہاں صنفی کردار لچکدار ہوتے ہیں اور انفرادی طاقتوں کے مطابق ڈھل جاتے ہیں، پرورش پانے والے بچے ان اصولوں کو اپنی زندگیوں میں اپنانے کا امکان رکھتے ہیں، جو زیادہ ترقی پسند اور جامع معاشرے میں اچھا کردار ادا کرتے ہوں۔

اگرچہ خاندان کے اندر صنفی کرداروں میں بدلتی ہوئی حرکیات اہم پیش رفت کی نمائندگی کرتی ہیں اس کے باوجود چیلنجز بدستور موجود ہیں۔ گہری جڑی ہوئی ثقافتی اقدار اور معاشرتی توقعات تبدیلی کی مزاحمت کر سکتی ہیں، جس سے خاندانوں کے اندر تناؤ اور کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔ مواصلاتی رکاوٹیں خاندان کے اندر صنفی کرداروں کی تشکیل نو کے پیش رفت میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ نئے کرداروں اور ذمہ داریوں پر تبادلہ خیال اور بات چیت کے لئے کھلے مکالمے اور فعال سننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ غلط فہمیاں، مؤثر مواصلاتی مہارتوں کی کمی، یا تصادم کا خوف اس عمل میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ خاندان کے ممبران کے لئے اپنے خدشات، خواہشات اور توقعات کے اظہار کے لئے ایک محفوظ جگہ قائم کرنا بہت ضروری ہے۔ ان چیلنجوں سے نمٹنے اور ایک ایسے ماحول کو فروغ دینے کے لئے کھلی بات چیت، باہمی حمایت اور مساوات کے لئے مشترکہ عزم انتہائی اہم ہے جہاں افراد صنف سے قطع نظر اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے آزاد ہوں۔

13.11 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

خاندان، معاشرے کی بنیادی اکائی کے طور پر، اقدار، رویوں اور طرز عمل کے لئے انکیوبیٹر کے طور پر کام کرتا ہے۔ معاصر منظر نامے میں، خاندان کے اندر صنفی مساوات کا مطالبہ پہلے سے کہیں زیادہ واضح ہے۔ اس اکائی میں خاندان کے اندر مساوات کو فروغ دینے کی ضرورت کے تجزیاتی مطالعے کے ساتھ ان کثیر الجہات حکمت عملیوں کا بھی تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جو روایتی صنفی اصولوں کو ختم کرنے اور

شمولیت کے ماحول کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

خاندان کے اندر مساوات کو فروغ دینا ایک متحرک اور جاری عمل ہے جس کے لئے تمام ممبران کی طرف سے ایک مربوط کوشش کی ضرورت ہے۔ کرداروں کا از سر نو جائزہ لے کر، تعلیم اور مواصلات کو فروغ دے کر، باہمی مدد فراہم کرکے، اور واضح توقعات قائم کرکے خاندان شمولیت کے کلچر کو تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ یہ عزم نہ صرف خاندان کے اندر افراد کو فائدہ پہنچاتا ہے بلکہ. مزید منصفانہ مستقبل کی طرف وسیع تر معاشرتی تبدیلی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ لچک اور مطابقت پذیری خاندان کے اندر مساوات کو فروغ دینے کے کلیدی اجزاء ہیں۔ جیسے جیسے افراد بڑھتے اور ترقی کرتے ہیں، اسی طرح خاندانی حرکیات بھی ہونی چاہئیں۔

خلاصہ یہ کہ خاندان کے اندر صنفی کرداروں کو از سر نو تشکیل دینے میں چیلنجز اور مزاحمت ایک سماجی تبدیلی کے لئے فطری ہیں۔ ترقی کے لئے ان چیلنجوں کو سمجھنا اور ان سے نمٹنا بہت ضروری ہے۔ جب خاندان برابری کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ ان چیلنجوں سے ہمدردی، کھلے ذہن اور اجتماعی عزم کے ساتھ نمٹا جائے جہاں افراد صنف سے قطع نظر ترقی کر سکیں۔

13.12 کلیدی الفاظ (Key Words)

صنفی کردار: صنفی کردار وہ کردار ہیں جس میں مردوں اور عورتوں سے ان کی جنس کی بنیاد پر توقع کی جاتی ہے۔

پدرسری: پدرسری سماج کا وہ نظام ہے جس میں باپ یا گھر کے سب سے بڑے مرد کی سربراہی ہوتی ہے۔ اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا حساب مرد کے ذریعے لگایا جاتا ہے

مادرسری: مادرسری سماج کا وہ نظام ہے جس میں ماں یا گھر کے سب سے بڑی عورت کی سربراہی ہوتی ہے۔ اسمیں خاندان، نسب اور تعلقات کا حساب عورت کے ذریعے لگایا جاتا ہے۔

13.13 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) بہت سے معاشرے میں مردوں کے ساتھ جڑا روایتی صنفی کردار کیا ہے؟

(a) کھانا پکانا (b) بچوں کی دیکھ بھال

(c) پیسہ کمانا (d) صفائی

(2) خاندانی حرکیات کے تناظر میں، اصطلاح "صنفی کردار" سے کیا مراد ہے؟

(a) ایک شخص کی حیاتیاتی جنس (b) کسی کی جنس کی بنیاد پر طرز عمل کے لئے معاشرے کی توقعات

(c) ایک شخص کا جنسی رجحان (d) گھریلو کاموں کی تقسیم

(3) تاریخی طور پر خاندان کے اندر خواتین کی بنیادی ذمہ داری کون سی مقرر کی گئی ہے؟

(a) مالی انتظام (b) فیصلہ سازی

(c) بچوں کی پرورش (d) سیاسی

(4) کون سی اصطلاح خاندان میں شراکت داروں کے درمیان مشترکہ ذمہ داریوں اور فیصلہ سازی کے تصور کو بیان کرتی ہے؟

(a) روایتی کردار (b) صنفی مساوات

(c) پیٹریارکی (d) مادری زندگی

(5) گزشتہ چند دہائیوں میں خاندان کے اندر صنفی کرداروں میں تبدیلیوں میں کس عنصر نے اہم کردار ادا کیا ہے؟

(a) معاشی تبدیلیاں اور خواتین کا افرادی قوت میں داخل ہونا

(b) مردوں اور عورتوں کے درمیان حیاتیاتی اختلافات

(c) ثقافتی روایات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی

(d) مذہبی نظریات جو روایتی کرداروں کو فروغ دیتے ہیں

(6) پدرسری کی اصطلاح "پیٹریارک" کس لفظ سے ماخوذ ہے؟

(a) یونانی (b) لاطینی

(c) جرمن (d) جاپانی

(7) خاندانی کرداروں کے تناظر میں "صنفی دقیانوسی تصورات" کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟

(a) مردوں اور عورتوں کے کردار اور صفات کے بارے میں متعین اعتقادات (b) صنف کی بنیاد پر والدین کی ذمہ داریاں

(c) ہر صنف کو تفویض کردہ قانونی ذمہ داریاں (d)صنفی اختلافات کی حیاتیاتی بنیاد

(8) صنفی کرداروں کے بارے میں معاصر بحث میں خاندانی حرکیات سے متعلق ایک عام مقصد کیا ہے؟

(a)روایتی کرداروں کو مضبوط بنانا (b)سخت صنفی امتیاز کو فروغ دینا

(c)زیادہ سے زیادہ صنفی مساوات کا حصول (d)صنفی درجہ بندی کو برقرار رکھنا

(9) خاندانی کرداروں کے تناظر میں مندرجہ ذیل میں سے کون سا "مساوی پرورش" کے تصور کو بہترین طور پر بیان کرتا ہے؟

(a) روایتی صنفی کرداروں پر سختی سے عمل کرنا

(b) مشترکہ ذمہ داریاں اور دونوں والدین کی مساوی شمولیت

(c)فیصلہ سازی میں مادری غلبہ (d) والدین کے فیصلوں پر پدری کنٹرول

(10) کون سا سماجی عنصر خاندان کے اندر روایتی صنفی کرداروں کے بارے میں افراد کے تصورات اور پیروی پر اثر انداز ہو سکتا ہے؟

(a)تعلیمی پس منظر b (b)معاشی حیثیت

(c)میڈیا کی نمائندگی (d)مندرجہ بالا سب

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

درج ذیل کے ہر سوال کا جواب پندرہ(15)سطروں میں دیجئے۔

1. مادری سری اور پدری سری کی اصطلاحات کی وضاحت کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ کس طرح سماجی تنظیموں کی دونوں شکلیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں؟
2. پدری سری نظام کو مردوں کے غلبے کے نظام کے طور پر کس طرح بیان کیا جاتا ہے؟
3. وضاحت کریں کہ سماج میں مردانگی اور نسوانیت کے تصورات کیسے تعمیر ہوتے ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

درج ذیل کے ہر سوال کا جواب تیس(۳۰)سطروں میں دیجئے۔

(1)صنفی کرداروں سے وابستہ تصورات کی وضاحت کریں۔

(2)معاشرے میں پدر سری اور زچگی کے تصور کی وضاحت کریں۔

(3) نسوانی نقطہ نظر سے صنفی کردار کے تاریخی تصور کی وضاحت کریں۔

13.14 تجویز کردہ مواد (Suggested Learning Resources)

1. Beauvoir, Simone de, Constance Borde, and Sheila Malovany- Chevallier. 2010. The second sex. New York: Alfred A. Knopf.
2. Bhasin, Kamla. 2000. Understanding gender. New Delhi: Kali for
3. women.
4. Oakley, Ann. 2015. Sex, Gender and Society. Ashgate Publishing, Ltd.
5. Sen, Sujata. 2012. Gender Studies. Pearson.

اکائی 14: پدر سری نظام

(Patriarchy)

اکائی کے اجزا

14.0 تمہید
14.1 مقاصد
14.2 پدر سری کے معنی
14.3 ہندوستانی پدر سری نظام کی خصوصیات
14.4 عورت اور پدر سری ہندوستانی تناظر میں
14.5 پدر سری خاندان میں عورت کا مقام
14.6 اکتسابی نتائج
14.7 کلیدی الفاظ
14.8 نمونہ امتحانی سوالات
14.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

14.0 تمہید (Introduction)

انسانی سماج مرد وزن سے مرکب ہے۔ ان دونوں کے مابین اچھا اور خوشگوار رشتہ صحت مند اور مستحکم سماج کی علامت ہے۔ جبکہ ان کے درمیان اختلاف وتنازع سے سماج میں ابتری وبد نظمی پیدا ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ روایتی طور پر مرد اور عورت کے کام اور اس کے دائرے ایک دوسرے سے مختلف رہے ہیں۔ عورت کا کام بچہ پیدا کرنا، اس کی دیکھ بھال کرنا، کھانا بنانا، سب کے کپڑے صاف کرنا، کپڑے کی سلائی کرنا اور مردوں کی دیکھ بھال کرنا رہا ہے۔ سماجی طور پر یہی سب عورتوں کے کام ہیں اور اس کا دائرہ گھر ہے۔ یعنی تمام ہی گھریلو کام کی ذمے داری عورت کی ہے۔ یہ سماج کی متعین کردہ ذمے داریاں ہیں جو ہر عورت کو کرنے ہوتے ہیں۔ اس طرح سے گھر کے باہر کام کاج سے

انہیں علاحدہ رکھا گیا ہے۔ وہ کام جنہیں سماجی طور پر اہمیت حاصل ہے اور جو سیاست، معیشت اور مذہب سے تعلق رکھتے ہیں وہ مردوں کے ہیں۔ لہذا بیرونی کام کاج اور معاملات کی ذمے داری مردوں کی ہے۔

ماہرین سماجیات کے مطابق کاموں کی یہ تقسیم کہ کون سے کام مردوں کے ہیں اور کون سے عورتوں کے، یہ پیدائشی نہیں ہے۔ بلکہ یہ سماج طے کرتا ہے کہ کون سے کام کسے کرنے ہیں۔ سماج ہی یہ طے کرتا ہے کہ کس قسم کے کام کو زیادہ اہمیت حیثیت (High Status) دینی ہے اور کسے کم (Low Status)۔ تمام ہی طرح کے گھریلو کام کاج کو سماج نے کم درجے کا مانا ہے جبکہ بیرونی معاملات کو سماج میں زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لہذا عورتوں کو بیرونی معاملات اور اقتدار و قوت کے دائرے سے کاٹ کر گھر کی چار دیواری میں قید کر دیا گیا ہے۔ یہاں ہم دو اہم اصطلاح کو بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں؛ ایک سیکس یعنی جنس (Sex) اور دوسرا جینڈر (Gender)۔ اولاً سے مراد مرد اور عورت کے جسمانی اعضاء ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور جن کی بنیاد پر ہم کسی کو مرد اور کسی کو عورت کہتے ہیں۔ یعنی دونوں کے مابین جسمانی فرق کو ہم سیکس یعنی جنس کہتے ہیں۔ اس کے برعکس دوسری اصطلاح جینڈر کی ہے جس سے مراد سماجی طور طریقے، کام کاج، اصول و معیارات، ترجیحات، خواہش اور مقاصد کی حدیں جنہیں سماج نے ایک دوسرے کے لئے الگ الگ متعین کئے ہیں۔ اور جنہیں دیکھ کر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مردوں کے کام ہیں اور یہ عورتوں کا، یہ طریقہ مردوں کا ہے اور یہ عورتوں کا۔ غرض یہ کہ مرد اور عورت کی وہ مختلف فرق اور خصوصیات جنہیں حیاتیاتی (Biological) نہیں ہیں، بلکہ سماجی طور پر مان لی گئی ہیں انہیں جینڈر کہتے ہیں۔ سیکس میں حیاتیاتی فرق ہے، جبکہ جینڈر میں سماجی فرق ہے۔

ان دونوں اصطلاحات کی مختصر وضاحت کے بعد اب ہم یہ سمجھ سکتے ہیں مذکورہ بالا کام کاج اور دائرے کار حیاتیاتی نہیں ہیں، بلکہ سماج نے انہیں بنائے ہیں۔ سماج نے بعض کاموں کا زیادہ فضیلت دی ہے اور بعض کو کم۔ اسی بنیاد پر مردوں اور عورتوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ مرد کو سماج برتری حاصل ہے، جبکہ عورت ہر شعبے میں مرد کی تابع فرمان ہے۔

اس بنیادی گفتگو کے بعد ہم تیسری اصطلاح پدرسری (Patriarchy) کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ خواتین کے ساتھ بھید بھاؤ، ناانصافی اور ظلم کا اہم سبب پدرسری کیسے ہے۔

14.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- پدرسری کے معنی و مفہوم سے واقف ہو سکیں۔
- پدرسری کی تاریخ کو جان سکیں۔
- پدرسری کے نظریات سے واقف ہو سکیں۔

- ہندوستانی تناظر میں پدر سری کس طرح عمل کرتی ہے،اس کے بارے میں معلومات ہو سکے۔
- سرمایہ دار پدر سری کے حوالے سے بنیادی علم ہو سکے۔ نیز
- خاندان میں عورت کی حیثیت سے واقف ہو سکیں۔

14.2 پدر سری کے معنی (Meaning of Patriarchy)

لفظ 'پٹری آرکی' (Patriarchy) کو سنتے ہی ہمارے ذہنوں یہ بات آتی ہے کہ اس اصطلاح کو نسائی مفکرین (Feminist Thinkers) نے ہی وضع کیا ہو گا۔ جب کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ لفظ انیسویں صدی میں انسانیات (Anthropology) سے استعمال ہو تا تھا۔ وہیں سے سماجیات میں بھی مستعمل ہونے لگا جس کا لفظی مفہوم 'والد کی حکمرانی' (Rule of the father) ہے۔ یہ لفظ دو لاطینی زبان کا مرکب ہے۔ پہلا لفظ 'پیٹر' (Pater) جس کے معنی باپ (Father) ہے اور دوسرا لفظ 'آرکی' (Arche) جس کے معنی حکومت (Rule) کے ہیں۔ یعنی پیٹر اور آرکی (Pater+arche) سے مل کر لفظ 'پٹری آرکی' (Patriarchy) بنا ہے جس کے دونوں لفظ کو ملا کر پڑھا جائے تو 'والد کی حکمرانی' (Rule of the father) کا مفہوم ہو تا ہے۔ اس اصطلاح کے ترجمے دوسری زبانوں میں کئے گئے ہیں جو آسان اور قابل فہم ہیں۔ مثال کے طور پر ہندی میں اسے پتر ستھا (Pitrsattha) اور اردو میں پدر سری کہتے ہیں۔

اس لفظ کا ظہور انیسویں صدی کے وسط میں قرابت داری مطالعے اور انسانی سماج کی ابتدائی تحقیقات کے پس منظر میں ہوا۔ اس وقت کے کچھ یوروپی مؤرخین کا ماننا تھا کہ قدیم زمانے اور قبل از تاریخ (pre-historic) کا سماج میٹر آرکل (Matriarchal) تھا جہاں ہر گروہ کے لوگ ایک ساتھ رہتے تھے اور سب اپنی ماں کے ماتحت رہتے تھے۔ یعنی اس قدیم سماج میں ماں کی حکمرانی ہوتی تھی۔ چونکہ بچہ جننا عورت کی حیاتیاتی خصوصیت ہے اور مرد اس سے محروم ہے، اس وجہ سے عورت کو ایک طرح کی قوت اور مردوں پر فوقیت حاصل تھی۔ لہذا یوروپی مؤرخین نے یہ گمان کیا کہ ہو سکتا ہو کہ اسی وجہ سے عورت کو سماج میں غلبہ اور تسلط حاصل رہا ہو۔ اگرچہ اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مادر سری سماجی نظام پدر سری سماجی نظام میں بدل گیا۔ اور قبیلے کے سب سے عمر دراز مرد کے پاس فیصلہ کن طاقت اور اختیارات ہوتے تھے۔ وہ گروہ کے تمام ہی مرد اور عورتوں کے معاملات میں فیصلہ کن اختیار رکھتا تھا۔ اس بات میں کوئی علمی اور تاریخی حقیقت نہیں ہے کہ قدیم سماج مادر سری (Matriarchy) نوعیت کا سماج رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس تصور پر آج بھی بحث و گفتگو جاری ہے کہ انسانی ارتقا کے مختلف مراحل میں خاندان اور قرابت داری کے مختلف اقسام رہے ہیں۔ یہ بات ذہن میں ہونی چاہئے کہ یہ مباحث ایسے سماج کے بارے میں ہے جو ساخت اور تقسیم کار کے اعتبار سے سادہ سماج تھے اور جہاں سیاسی اختیارات کی نوعیت مرکزی (Centralized) تھی۔

پہلا شخص جس نے 'پٹری آر کی' (Patriarchy) کی اصطلاح کا استعمال عمومی طور سے عورتوں پر مردوں کے تسلط اور غلبے کے معنی میں کیا تھا وہ فریڈرک اینجلس (Friedrich Engels) تھا۔ اس زاویے سے اگر دیکھا جائے تو اینجلس کو پہلا نسائی (Feminist) مفکر کہا جا سکتا ہے جس نے اس اصطلاح کو بالکل نئے معنی میں استعمال کیا اور جس نے مردوں کے ذریعے عورتوں پر کئے جا رہے ظلم و ناانصافی کے حوالے سے بنیادی سوالات اٹھائے۔ اینجلس کارل مارکس کا بہت قریبی ساتھی تھا۔ اس نے اپنی کتاب "دی اوریجن آف دی فیملی، پرائیویٹ پروپرٹی اینڈ دی اسٹیٹ" The Origin of the family, Private) (Property and the State میں بہت مشہور اور اہم تصور کی بنا ڈالی۔ اس کا کہنا تھا کہ ابتدائی قدیم سماجوں میں ہر کوئی برابر تھا، کسی کو کسی پر فوقیت اور برتری حاصل نہیں تھی، وہ صحیح معنوں میں انصاف پرور (Egalitarian) سماج تھا۔ لیکن نجی جائیداد (Private Property) کی ظہور اور اس کے فروغ کی وجہ سے سماج میں غیر برابری اور ناانصافی بڑھنے لگی جس کے نتیجے میں خواتین کے ساتھ استحصال ہونے لگا۔

اگر مارکسی (Marxian) نظریات کے حامل لوگوں نے جس طرح سے تاریخ کی مادی تعبیر و تشریح کی ہے اس زاویے سے دیکھا جائے تو اینجلس کا یہی کہنا ہے کہ ابتدائی سماج میں طبقات نہیں تھے، ہر فرد یکساں حقوق کا مالک تھا۔ ساخت کے لحاظ سے یہ سماج بالکل غیر پیچیدہ اور سادہ تھا۔ نجی جائیداد کی وجہ سے عورتوں کو کنٹرول کرنا آسان ہو گیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ عورتیں گھر اور سماج کے دوسرے تمام ہی شعبوں میں مردوں کے ماتحت کر دی گئیں۔

اینجلس کے علاوہ مختلف ماہرین انسانیات نے اس اصطلاح کا قرابت داری نظام کے ضمن کرتے تھے جیسا کہ پچھلے صفحے میں ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ انسانیات میں اس کا استعمال والد کی طرف حسب و نسب کا انتساب کرنے کے طور پر کیا جاتا تھا جیسے کہ پیٹری لینی (Patriliny)۔ بیسویں صدی کی شروعات تک اس لفظ کا استعمال انسانیات میں کم ہونے لگا کیونکہ قرابت داری مطالعے میں دوسرے مباحث آنے لگے۔ لیکن کچھ سالوں کے بعد 1970 کی دہائی میں بعض نسائی مفکرین نے اس لفظ کو دوبارہ وضع کیا اور اسے وسیع مفہوم میں استعمال کرنے لگے۔ انہوں نے اس لفظ کو انسانیات اور قرابت داری کے دائرے سے نکال کر مردوں کی حکمرانی و تسلط کے عمومی ڈھانچے کو بیان کرنے کے لئے استعمال کرنے لگے۔ اب اس سے مراد وہ ڈھانچہ ہے جس کے ذریعے مرد عورت کی شہوانیت (Sexuality)، محنت و مزدوری اور اس کو سوچ و فکر پر اپنا قبضہ اور کنٹرول قائم رکھتا ہے۔ مرد اپنا یہ کنٹرول اپنی ازدواجی زندگی میں بھی استعمال کرتا ہے اور گھر کی دوسری خواتین بھی اسی کنٹرول کے تحت زندگی بسر کرتی ہیں جس کے نتیجے میں گھر اور سماج میں ان کی حیثیت غیر مساوی ہوتی ہے۔

14.3 ہندوستانی پدرسری نظام کی خصوصیات (Features of Indian Patriarchy System)

پدرسری ایک ایسا سماجی مظہر جس کی خصوصیات ہر سماج میں ایک جیسی ہیں۔ مختلف سماجی، تہذیبی، معاشی، سیاسی اور مذہبی عوامل

کے ذریعے اس کو عمل میں لایا جاتا ہے۔یعنی ان اسباب کے استعمال سے پدر سری نظام کو جواز فراہم کیا جاتا ہے اور اسے مزید تقویت دی جاتی ہے۔ذیل میں ہم بعض خصوصیات کو بیان کر رہے ہیں؛

مرد کا تسلط(Male Dominance)

پدر سری نظام میں مرد ہی تمام طرح کے فیصلے لیتا ہے خواہ خاندانی معاملات سے متعلق فیصلے ہوں یا پھر سماجی سطح کے۔گھریلو معاملہ خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو مرد کی مداخلت اور فیصلے کے بغیر حل نہیں کیا جاتا۔مردوں کا تمام ہی اداروں میں ان مقامات پر قبضہ ہوتا ہے جو اختیارات اور قوت والے ہوتے ہیں۔یعنی جہاں سے عورتوں کو کنٹرول کر سکیں اور انہیں بااختیار بننے سے روک سکیں۔وہ اپنے اختیارات کا استعمال انہیں کم تر اور اپنا تابع فرمان بنانے کے لئے کرتے ہیں۔اسی لئے سماج میں عورتوں کے مقابلے میں مردوں کو زیادہ فوقیت دی جاتی ہے۔عورت کو عقلی اور ذہنی لحاظ سے کم تر تصور کیا جاتا ہے۔مزید یہ کہ ان دونوں کے ساتھ بعض خصوصیات کا اطلاق کیا جاتا ہے اور انہیں سے ان کی شناخت بھی کی جاتی ہے۔مثال کے طور پر جسمانی مضبوطی، سخت گیری، ہوشمندی، مقابلے کا جذبہ اور جذباتی لحاظ سے مضبوط وغیرہ جیسی صفات کو مردوں سے جوڑا جاتا ہے۔مردوں سے ان صفات کو جوڑنے سے پدر سری نظام کو مزید تقویت ملتی ہے اور اس سے مرد کو عورت کے ساتھ اپنے امتیازی سلوک، چھیڑ چھاڑ اور ظلم وزیادتی کے لئے جواز ملتا ہے۔

مردوں کے اختیار کا تحفظ (Protection of Men's Authority)

ہندوستان جیسے سماج میں پدر سری نظام کا مقصد خاندان کے مردوں میں سب سے عمر داز مرد جسے انگریزی میں پیٹری آرک (Patriarch) کہا جاتا ہے، کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے اور اس کے کنٹرول کو اور مضبوط کرنا ہوتا ہے۔اس معنی میں پدر سری مردوں کو قوت اور اختیار عطا کرتا ہے۔انہیں گھریلو زندگی کے ساتھ ساتھ سماجی زندگی میں بھی قوت واقتدار حاصل ہوتا ہے۔سماجی زندگی میں وہ بہت پر اعتماد ہوتے ہیں اوران کے لئے ملازمت کے مواقع بھی عورتوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتے ہیں۔انہیں سماج میں بہت ذہین، محنت کش، باشعور، غیر جذباتی اور بہادر سمجھا جاتا ہے اور یہی ان کی مردانگی (Masculinity) کی شناخت ہوتی ہے۔اس طرح کی خصوصیات مزید پدر سری ساخت کو مضبوطی دیتے ہیں۔

عورتوں کے ساتھ بھید بھاؤ (Discrimination against Women)

پدر سری نظام کی ایک اہم خصوصیت عورتوں کے ساتھ بھید بھاؤ اور امتیازی سلوک کرنا ہے۔چونکہ اس نظام کے تحت عورتوں پر مردوں کے اختیارات ہوتے ہیں۔مرد اپنی قوت اور اختیار کو برقرار رکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اسے استعمال کرتا ہے۔جس کے نتیجے میں عورت ہر معاملے مرد کے تابع فرمان رہتی ہے۔بھید بھاؤ کا تجربہ ایک عورت کو گھر سے ہونا شروع ہو جاتا ہے۔بھائیوں اور گھر کے دوسرے مرد افراد کو بہنوں اور دوسری عورتوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ان کو گھروں میں تعلیمی و معاشی میدان میں بھید بھاؤ جھیلنا پڑتا ہے۔نیز بعض

اوقات گھر سے باہر سیر و تفریح کے لئے جانے پر بھی سختی سے ممانعت ہوتی ہے۔ جبکہ گھر کے مرد افراد کے لئے اس طرح کی کوئی ممانعت نہیں ہوتی ہے۔

عورتوں کے روایتی کردار (Traditional Roles of Women)

ایک عورت کے ساتھ بھید بھاؤ اور ظلم و زیادتی اس کی پیدائش سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ لوگ لڑکی کے مقابلے لڑکے کو ترجیح دیتے ہیں۔ آج بھی جب گھروں میں بچی کی پیدائش ہوتی ہے تو لوگ اس قدر خوشی کا اظہار نہیں کرتے ہیں جتنا کہ لڑکے کی پیدائش سے کرتے ہیں اور بعض گھروں میں تو شوہر اور اس کے گھر والے بیٹا نہ جننے کی وجہ سے بیوی کے ساتھ جسمانی و نفسیاتی ظلم کرتے ہیں۔

پیدائش کے بعد بھی لڑکی کو اس کے بہت سے سماجی حقوق سے محروم رہنا پڑتا ہے۔ اسے وہی تعلیم دی جاتی ہے جو اسے شادی کے بعد کام آئے۔ اسے اعلیٰ تعلیم سے اس لئے روک دیا جاتا ہے کیونکہ روایتی عقیدہ ان کے رول کے متعلق یہی ہے کہ ان کو گھر میں رہنا ہے، بچوں اور شوہر کی دیکھ بھال کرنی ہے وغیرہ۔ ایک لڑکی کے تعلق سے سماج کی یہی سوچ آج بھی لہٰذا شادی سے پہلے انہیں اسی وجہ سے بھید بھاؤ جھیلنا پڑتا ہے۔ غرض یہ کہ پدر سری سماج کا ہی اثر ہے کہ اگر کوئی مرد غیر شادی شدہ رہتا ہے تو سماج میں اسے بہت زیادہ معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس کوئی عورت غیر شادی شدہ ہو تو سماج میں اسے بہت برا مانا جاتا ہے۔ اس وجہ سے اس عورت کو بہت طرح کی زبانی و نفسیاتی اذیت جھیلنی پڑتی ہے۔

14.4 عورت اور پدر سری ہندوستانی تناظر میں (Women and Patriarchy in Indian Context)

یہ ایک بالکل فطری بات ہے کہ علوم نسواں (Women' Studies) میں کوئی بھی مطالعہ یا تحقیق اگر ہوتی ہے تو اس کا مرکز عورت ہی ہوتی۔ عورتوں کی زندگی، تجربات، مسائل اور ترقی کی راہ رکاوٹیں وغیرہ کے عناوین پر مطالعت کئے جاتے ہیں تاکہ ان کو درپیش مسائل کے اسباب کی تحقیق کی جاسکے اور مسائل کے حل کے لئے مناسب حل پیش کیا جاسکے۔

1960 اور 1970 کی دہائی میں جب دنیا کے مختلف ممالک میں حقوق نسواں کو لے کر بیداری میدا ہونے لگی، تحریک نسواں کا وجود ہونے لگا، ان تحریکات نے حقوق نسواں، مساوات نسواں، آزادی نسواں وغیرہ کی صدائیں بلند کرنے لگیں تو اسی زمانے میں ان تحریکوں کا ایک بنیادی مقصد 'علم کی تخلیق' (Knowledge Creation) کرنا تھا۔ چونکہ علم اور نظریے کی سطح پر سولات اٹھائے گئے تھے کہ ہم جو علوم اور نظریے پڑتے ہیں وہ دراصل معروضی علوم نہیں ہیں بلکہ ان میں خواتین کے متعلق تعصبات کی آمیزش ہے۔ یہ علوم مردوں کی غلبے اور تسلط کا جواز پیش کرتے ہیں۔ اسی لئے اس طرح کے سوالات اٹھائے گئے کہ؛ کس کا علم؟ کس علم کی معنویت ہے؟ کس قسم کے علوم کو فروغ دیا جارہا ہے؟ کس طرح کے علوم کو بڑھنے نہیں دیا جارہا ہے؟ اور موجودہ مروجہ علوم میں پدر سری نظام کو کس طرح

جواز فراہم کیا جارہا ہے ؟ وغیرہ۔ یونیورسٹی میں پڑھانے والے بہت سے نسائی مفکرین اور سماجی کارکنان اس قسم کے سوالات اٹھانے لگے اور مروجہ علوم پر سخت تنقیدیں کیں۔ پوری دنیا میں عورتوں کے حوالے سے تحریکیں اور مہمات چل رہی تھیں۔ فرانس، برطانیہ اور امریکہ جیسے ممالک میں لوگ زیادہ فعال اور متحرک تھے۔

ہندوستان میں تحریک نسواں جو آزادی سے پہلے وجود میں آئی تھی، آزادی کے بعد اس کی سرگرمیاں کم ہونے لگیں۔ اس کی وجہ مشہور نسائی مفکر نیرا دیسائی (Neera Desai) نے یہ بتایا کہ آزادی کے بعد ملک کی باگ ڈور ملک کے معروف لیڈر پنڈت جواہر لعل نہرو کے ہاتھوں میں آئی۔ لوگوں کو یہ امید تھی کہ پنڈت نہرو کی قیادت میں عورتوں کو ان کے حقوق ملیں گے۔ سماج کے تمام ہی شعبوں میں ان کی بھی نمائندگی ہوگی اور سماج کے تمام ہی طبقات کے ساتھ ساتھ ان کی بھی ترقی و خوشحالی کے لئے کوششیں کی جائیں گی۔ 1970 کی دہائی میں پورے ملک کو معاشی اور سیاسی بحران نے گھیر لیا۔ لوگ مہنگائی، بدعنوانی، قبائلی زمینوں پر قبضے وغیرہ جیسے مختلف سماجی مسائل کے حل کے لئے سڑکوں پر احتجاجات کرنے لگے۔ اسی زمانے میں اہل علم کے ایک گروہ نے عورتوں کے سماجی حیثیت پر ایک جامع تحقیق کی جس کا عنوان 'ہندوستان میں عورتوں کی حیثیت (Status of women in India) تھا۔ اس تحقیق کو حکومت ہند کی رپورٹ کے طور پر تسلیم کر لیا گیا جو 1974 میں مکمل ہوئی۔ اس تحقیق کے نتائج بہت حیران کن تھے۔ اس میں عورتوں کی حقیقی صورتحال کو بتایا گیا تھا۔ اس تحقیق نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ماضی کے مقابلے میں اب عورتوں کی صورتحال اور بھی زیادہ خراب اور پریشان کن ہے۔ ان حالات کے پیش نظر نیرا دیسائی نے 1974 میں علوم نسواں کا پہلا تحقیقی مرکز ممبئی میں قائم کیا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ عورت کو بحیثیت تحقیقی عنوان کے مطالعات کیا جانے لگا۔ ان مطالعات کے نتیجے میں دو اہم سوالات جو بہت بنیادی قسم کے تھے اٹھائے گئے اور مطالعات نسواں میں انہیں بنیاد کے طور پر تسلیم کیا جانے لگا۔ یہ سوالات درج ذیل ہیں؛

1. تعلیمی نصاب اور اسکول و کالج میں پڑھائی جانے والی کتابوں میں عورتوں کو کیوں جگہ نہیں دی گئی ہے ؟ ان کی خدمات سے نئی نسل کو کیوں بے خبر رکھا جارہا ہے ؟
2. دوسرا یہ سوال اٹھایا گیا کہ عورت اور مرد کے درمیان تصور مساوات کو غلط پیش کیا جارہا ہے۔

اس علمی بیداری کے نتیجے میں مختلف سماجی علوم میں عورتوں کی نمائندگی اور ان کی خدمات کو متعارف کرانے کی سعی و جدوجہد شروع ہوگئی۔ سماجیات، معاشیات، تاریخ، ادب وغیرہ میں ان کے کردار مباحث کئے جانے لگیں۔ سماجیات میں ان کے متعلق روایتی طور پر قائم شدہ تصورات اور کردار، مختلف شعبوں میں ان کے ساتھ غیر مساوی رویے، گھریلو تشدد وغیرہ پر تحقیقات کی جانے لگیں۔ معاشیات میں ان کے کاموں تسلیم نہ کئے جانے اور ان کو معاوضے نہ دینے پر سوالات اٹھائے گئے، ادب میں ان کی تحریوں کو سماج کے سامنے لانے کی کوششیں کی جانے لگیں۔ غرض یہ کہ مختلف الجہات کوششوں کے نتیجے میں عورتوں میں اب بہت حد تک بیداری پیدا ہوئی ہے۔ ان

کوششوں کو مزید تیز کرنے کی ضرورت ہے تاکہ سماج کا ایک بڑا طبقہ عدل وانصاف سے محروم نہ رہ سکے۔

14.5 پدرسری اور خاندان میں عورت کا مقام (Women' Status in Patriarchal Family)

نسائی مفکرین نے خاندان اور قرابت داری میں خواتین کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کیا جاتا ہے اور خاندان کی عزت کے نام پر انہیں ان کے جائز حقوق سے کیسے محروم رکھا جاتا ہے، اس قسم کے بہت اہم سوالات اٹھائے ہیں۔ خاندان کے مختلف معاملات میں انہیں حاشیے پر رکھا جاتا ہے اس پر بھی ان مفکرین نے تفصیل سے بحث کی ہے۔ ان کے مطابق خواتین کو حاشیے پر رکھنے کی سب سے واضح شکل جو سماج میں نظر آتی ہے وہ یہ کہ ان کی نقل و حرکت پر پابندی عائد کی جاتی ہے، خاندان کی عزت کے نام پر ان کو کنٹرول کیا جاتا ہے اور اکثر معاملات میں ان پر جسمانی تشدد کو بھی کیا جاتا ہے۔ بچپن سے ہی ان کی سماج کاری لڑکوں سے مختلف کی جاتی ہے، ان کے طور طریقوں پر گہری نظر رکھی جاتی ہے اور انہیں ایک خاص طریقے جو پدرانہ سماج نے بنائے ہیں، اس کے مطابق رہنے کے لئے کہا جاتا ہے۔

خاندان کی عزت کے نام پر خواتین کی پوری زندگی پر مرد ایک نگراں کی حیثیت سے مسلط رہتا ہے۔ اس ضمن میں نسائی مفکرین نے ذات پات کے نظریے (Caste Ideology) اور خاندان کی عزت کے تصور کو بیان کرتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ کس طرح خاندان کے اندر ذات پات کا تصور عورتوں کو حاشیے پر رکھنے کا کام کرتا ہے۔ یہ دونوں مل کر عورتوں پر مکمل کنٹرول بنائے رکھتے ہیں۔ خاندان کی عزت اور ذات میں پاکی (Purity) عورت کے جسم اور اس کی جنسی شہوت (Sexuality) کی پاکی پر منحصر ہے۔ یعنی اگر کوئی لڑکی کسی دوسری ذات کے لڑکے سے شادی کر لیتی ہے یا اس سے محبت کر بیٹھتی ہے تو وہ درحقیقت پورے خاندان کو سماج میں رسوا کر دیتی ہے۔ اسی لیے گھر کے سب مردوں کی یہ ذمے داری ہوتی ہے کہ وہ لڑکی کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھیں تاکہ وہ کچھ اس طرح اقدامات نہ اٹھائیں جن سے خاندان اور ذات کی بدنامی ہو۔

اس کے علاوہ دوسرے اور بھی طریقے ہیں جن کے ذریعے عورتوں کو کنٹرول میں رکھا جاتا ہے جیسے کہ ان کی نقل و حرکت پر پابندی، لڑکوں سے انہیں علاحدہ رہنے پر زور دینا، تصور پاک دامنی پر زیادہ زور دینا جب کہ اس طرح کی تعلیم لڑکوں کو نہیں دی جاتی، کم عمر میں ان کی شادی کر دینا تاکہ ذات اور خاندان کی عزت خراب نہ ہو۔

14.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے ہمیں سماج میں خواتین کے ساتھ ہو رہی زیادتی، ناانصافی اور ان کو حاشیے پر رکھنے کے طریقوں سے واقفیت ہوئی ہے۔ ہم نے یہ جانا کہ جس سماجی ڈھانچے کے تحت انہیں سماج کے تمام ہی شعبوں میں مرد کے تابع رکھا جاتا ہے اسے پدرسری نظام (System of Patriarchy) کہا جاتا ہے۔ اس اکائی کے بغور مطالعے سے ہم نے پدرسری کے معنی ومفہوم کے بارے میں جانا

ہے۔ ہمیں اس بات کا بھی علم ہوا کہ آزادی کے بعد ہندوستان میں نسائی تحریک نے اپنی سرگرمیوں کو روک دیا اور پھر اس کا احیا کس نے کیا۔ نیز اس کے مطالعے سے پدر سری نظام کی خصوصیات، ہندوستانی سماج میں پدر سری نظام کا اطلاق، گھر وخاندان میں پدر سری نظام کا طریقۂ عمل اور خواتین کی پوری زندگی پر مردوں کا کنٹرول ہونا اسے پدر سری نظام سے جواز فراہم کرنا وغیرہ نکات کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔

14.7 کلیدی الفاظ (Keywords)

پدر سری: پدر سری سماج کا وہ نظام ہے جس میں باپ یا گھر کے سب سے بڑے مرد کی سربراہی ہوتی ہے۔ اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا انتساب کی طرف کیا جاتا ہے۔ یعنی حسب و نسب کا سراغ مرد کی طرف منسوب کر کے لگایا جاتا ہے۔

مادر سری: پدر سری سماج کا وہ نظام ہے جس میں ماں یا گھر کے سب سے عمر دراز عورت کی سربراہی ہوتی ہے۔ اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا انتساب کی طرف کیا جاتا ہے۔ یعنی اس میں حسب و نسب کا سراغ عورت کی طرف منسوب کر کے لگایا جاتا ہے۔

14.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) لفظ 'پٹری آرکی' (Patriarchy) کن دو لفظوں سے ماخوذ ہے؟

(a) 'پیٹر' (Pater) اور 'آرکی' (Arche) (b) پوٹر (Poter) اور آرخی (Arkhi)

(c) پیٹرن (Pattern) اور (Archee) (d) ان میں سے کوئی نہیں

(2) لفظ 'پٹری آرکی' (Patriarchy) کس زبان سے لیا گیا ہے؟

(a) عربی (b) یونانی

(c) لاطینی (d) عبرانی

(3) لفظ 'پیٹر' (Pater) کے کیا معنی ہے؟

(a) والد (b) دادا

(c) چاچا (d) ماما

(4) پٹری آرکی لفظی مفہوم کیا ہے؟

(a)'والد کی حکمرانی' (b)ماں کی حکمرانی

(c)دونوں کی درست ہیں (c)ان میں سے کوئی نہیں

(5) لفظ'آرکی' (Arche) کے کیا معنی ہے؟

(a)حکومت (Rule) (b)حاکم

(c)عوام (d)وقت

(6)سب سے پہلے کس نے' پٹری آرکی' کی اصطلاح کا استعمال عمومی طور سے عورتوں پر مردوں کے تسلط کے معنی میں کیا تھا؟

(a)فریڈرک اینجلس (c)کارل مارکس

(c)ایڈم اسمتھ (d)ان میں سے کوئی نہیں

(7)پدر سری سماج کی بنیادی خصوصیت کیا ہے؟

(a)مرد کا تسلط (b)خواتین کے ساتھ بھید بھاؤ

(c)دونوں (b)ان میں سے کوئی نہیں

(8)ماہرین سماجیات کے مطابق کاموں کی تقسیم کہ کون سے کام مردوں کے ہیں اور کون سے عورتوں کے، یہ کیسے طے ہوتے ہیں؟

(a)پیدائشی طے شدہ ہوتے ہیں (b)سماج طے کرتا ہے

(c)مذہب طے کرتا (d)ان میں سے کوئی نہیں

(9) مرد اور عورت کے جسمانی اعضاء کے مابین فرق کی بنیاد پر ہم کسی کو مرد اور کسی کو عورت کہتے ہیں۔ دونوں کے مابین حیاتیاتی فرق کو ہم کیا کہتے ہیں؟

(a)سیکس (Sex) (b)جینڈر(Gender)

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(10)مرد اور عورت کے مابین فرق اور خصوصیات جنہیں حیاتیاتی (Biological) نہیں ہیں، بلکہ سماجی طور پر مان لی گئی ہیں انہیں کہتے ہیں؟

(a)جینڈر(Gender) (b)سیکس(Sex)

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. پدر سری نظام کسے کہتے ہیں؟ مثال دے کر سمجھائیں۔
2. عورت کی ترقی میں پدر سری کس طرح رکاوٹ ہے؟ واضح کیجئے۔
3. خواتین کو خاندان میں کس طرح کے عدم مساوات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ بیان کیجئے۔
4. خاندان کی عزت اور ذات کے درمیان کیا تعلق ہے اور اس میں پدر سری کا کیا رول ہے؟ بتائیے۔
5. پدر سری نظام کو کس طرح کے روایتی عقائد اور رول سے تقویت ملتی ہے؟ اس پر ایک مختصر مضمون لکھئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ہندوستان میں پدر سری نظام کو تفصیل سے بیان کیجئے۔
2. ہندوستانی پدر سری نظام کی خصوصیات بیان کیجئے۔
3. عورت، خاندان اور پدر سری نظام پر ایک تفصیلی مضمون لکھئے۔

14.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

سیکس (Sex): اس سے مراد مرد اور عورت کے مختلف جسمانی اعضاء کی بنیاد پر ہم کسی کو مرد اور کسی کو عورت یا زن کہتے ہیں۔ یعنی دونوں کے مابین جسمانی فرق کو ہم سیکس یعنی جنس کہتے ہیں۔

جینڈر (Gender)۔ اس سے مراد سماجی طور طریقے، کام کاج، اصول و معیارات، ترجیحات، خواہش اور مقاصد کی حدیں جنہیں سماج نے ایک دوسرے کے لئے الگ الگ متعین کئے ہیں۔ اور جنہیں دیکھ کر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مردوں کے کام ہیں اور یہ عورتوں کا، یہ طریقہ مردوں کا ہے اور یہ عورتوں کا۔ غرض یہ کہ مرد اور عورت کی وہ مختلف فرق اور خصوصیات جنہیں حیاتیاتی (Biological) نہیں ہیں، بلکہ سماجی طور پر مان لی گئی ہیں انہیں جینڈر کہتے ہیں۔ یعنی جینڈر میں سماجی فرق ہے۔

پدر سری (Patriarchy): اس سے مراد ایک ایسا سماجی نظام ہے جس میں والد یا گھر کے سب سے عمر رسیدہ مرد فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ وہی گھر اور خاندان کا مالک ہوتا ہے۔ حسب ونسب کا پتہ اسی کی جانب منسوب کر کے لگایا جاتا ہے۔

مادر سری (Matriarchy): اس سے مراد ایک ایسا سماجی نظام ہے جس میں ماں یا گھر کی سب سے عمر رسیدہ خاتون فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے۔ وہی گھر اور خاندان کی مالک ہوتی ہے۔ حسب ونسب کا پتہ اسی کی جانب منسوب کر کے لگایا جاتا ہے۔

14.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

11. William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi.
12. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life, Viva Books Private Limited, New Delhi.
13. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore.
14. Ahmed, Imtiaz. (ed.). 1976. Family, Kinship and Marriage among Muslims in India, Monohar Book Service, New Delhi.
15. Dube, Leela. 1997. Women and Kinship: Comparative Perspectives on Gender in South and South-East Asia. United Nations University Press.

اکائی 15: بھید بھاؤ

(Discrimination)

اکائی کے اجزا

15.0 تمہید
15.1 مقاصد
15.2 قوت، بھید بھاؤ اور خاندان
15.3 لڑکوں کی ترجیحی حیثیت
15.3.1 شادی اور جہیز
15.3.2 تعلیمی مواقع اور نقل و حرکت اور آزادی
15.3.3 وراثت اور خواتین
15.4 اکتسابی نتائج
15.5 کلیدی الفاظ
15.6 نمونہ امتحانی سوالات
15.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد

15.0 تمہید (Introduction)

اس اکائی کا عنوان فرق یا بھید بھاؤ (Discrimination) ہے۔ یہ اکائی شادی، خاندان اور قرابت داری کے وسیع عنوان کے تحت ہے۔ اس میں ہم خواتین کے ساتھ فرق، بھید بھاؤ اور امتیازی سلوک کو تفصیل سے جاننے کی کوشش کریں گے۔ خاص طور پر خاندان میں ان کے ساتھ مردوں کے رویے اور شادی کے مواقع و ترجیحات کے حوالے سے ان کی خواہش اور آزادی پر تبصرہ کریں گے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی انسانی سماج ظلم، ناانصافی اور عدم مساوات سے پاک نہیں ہے۔ ہر سماج میں کسی نہ کسی طبقے یا سماجی گروہ کو بھید بھاؤ اور غیر برابری جیسے مسائل سے سابقہ ہے۔ فرق و بھید بھاؤ کی بنیادیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ کسی سماج میں بھید بھاؤ اور امتیازی رویے کی بنیاد رنگ ہے، تو کہیں نسل، کسی سماج میں بعض لوگوں کو بعض پر ان کے مذہب اور عقیدے کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے، تو کہیں لوگوں میں بھید بھاؤ اور غیر مساوی رویے کی بنیاد ان کی زبان (Language) کا مختلف ہونا ہے۔ کسی سماج میں لوگوں کے درمیان بھید بھاؤ اور فرق کی وجہ دولت اور جائیداد ہے، تو کسی سماج میں صنف (Gender) کی بنیاد پر لوگوں میں فرق کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ غیر مساوی رویے اپنائے جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ کوئی بھی سماج ایسا نہیں ہے جہاں مذکورہ بالا بنیادوں میں سے کسی ایک پر بھی بعض لوگوں کو بعض پر فوقیت نہ دی جاتی ہو۔ اس اکائی میں ہم لوگوں کے مابین امتیاز کی ایک اہم وجہ 'صنف' (Gender) پر ہندوستانی تناظر میں تفصیلی بحث کریں گے اور یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ خواتین کے ساتھ گھریلو زندگی کے کن کن معاملات میں امتیازی برتاؤ کیا جاتا ہے۔

سماج کے تمام ہی اداروں کے کچھ متوقع کام (Expected Function) ہوتے ہیں جن کی ادائیگی کی وجہ سے سماج منظم اور مستحکم رہتا ہے۔ چونکہ خاندان بھی سماج کا ایک بنیادی اور آفاقی ادارہ ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ یہ اپنے مطلوبہ کردار ادا کرے تاکہ سماج میں نظم بنا رہے۔ خاندان کا مطلوبہ اور متوقع کام یہ ہے کہ وہ افراد خاندان کی تربیت اور سماج کاری کرے۔ انہیں ہر قسم کا تعاون فراہم کرے جس سے وہ سماج کے لئے مفید ثابت ہو سکیں۔

خاندان ایک آفاقی سماجی ادارہ ہے۔ یعنی یہ انسانی سماج کی لازمی اکائی ہے۔ دنیا کے ہر سماج میں الگ الگ شکلوں میں اس کا وجود رہا ہے۔ برگیس اور لوک (Burgess and Locke) کا کہنا ہے کہ خاندان افراد کا ایک ایسا گروہ ہے جو ایک دوسرے سے شادی کے رشتے، خونی رشتے یا گود لینے کے رشتے سے جڑتے ہیں، ایک کنبے (Household) کی تشکیل کرتے ہیں، ان کا آپس میں ملنا جلنا ان کے متعلقہ سماجی رول کے تحت ہوتا ہے اور سب مل کر ایک مشترک تہذیب کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جہاں سے فرد کی شناخت بنتی ہے۔ اس ادارے سے افراد کو پیار، جذباتی، نفسیاتی، معاشی اور علمی تعاون ملتا ہے۔ خاندان میں ہمیں والدین، بھائی اور بہنوں سے پیار اور مختلف قسم کا تعاون حاصل ہوتا ہے۔

روایتی سماج کی طرح آج بھی خاندان افراد کے لئے ایک سودمند ادارے کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ مختلف مثبت پہلوؤں کے ساتھ ساتھ خاندان ایک ایسا ادارہ ہے جہاں افراد کے آپسی رشتے میں قوت (Power) کا بہت اہم کردار ہے اور اسی قوت و اختیار (Authority) کا استعمال لوگوں کے ساتھ بھید بھاؤ اور تفریق کرنے میں کیا جاتا ہے۔ اس اکائی میں ہم خاندان کے تفریقی پہلوؤں (Discriminatory Aspects) کو بیان کریں گے تاکہ طلبہ ان باتوں سے واقف ہو سکیں کہ خاندان کس بنیاد پر لوگوں کے ساتھ تفریق کرتا ہے۔

15.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ کو درج ذیل معلومات حاصل ہو سکے گی:

- وہ خاندان میں قوت پر مبنی رشتے (Power Relations) کی نوعیت کو سمجھ سکیں گے اور اس بنیاد پر خواتین کے ساتھ کئے جانے والے غیر مساوی برتاؤ سے واقف ہو سکیں گے۔
- خاندان میں اختیار اور تسلط (Authority and Dominance) کی نوعیت کو سمجھ سکیں گے۔
- گھریلو کام کاج کی تقسیم کی بنیاد کو جان سکیں گے، نیز
- خواتین کے ساتھ مختلف اقسام کی تفریق جیسے کہ انہیں اعلیٰ تعلیم سے محروم رکھنا، ان کی آزادی اور نقل و حرکت پر قابو رکھنا اور والدین کی جائیداد میں سے ان کو حصہ نہ دینا وغیرہ کے بارے میں جانکاری حاصل ہوگی۔

15.2 قوت، بھید بھاؤ اور خاندان (Power, Discrimination and Family)

ہندوستان میں خاندان کی حیثیت ایک پدر سری ادارے کی ہے جہاں مرد بالخصوص باپ کو ایک حیثیت حاصل ہوتی ہے جو گھر کے تمام ہی افراد کو کنٹرول کرتا ہے۔ پدر سری (Patriarchy) کی اصطلاح جس کا مفہوم 'باپ کی حکمرانی(Rule of the father) ہے۔ یہ خاندان میں ترتیب وار طاقت کے اس رشتے و اصول پر مبنی ہے جس میں مرد کا عورت کی ہر چیز خواہ وہ رہن سہن سے متعلق ہو یا تولید یعنی اولاد کی پیدائش سے متعلق ہو سب، پر مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔

خاندان وہ بنیادی ادارہ ہے جو افراد کی سماج کاری کرتا ہے۔ خاندان سے ہی انسان کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کے الگ الگ کام ہوتے ہیں۔ کس عمر کے فرد کو کیا کام کرتا ہے، کس جنس یعنی مرد اور عورت کو کیا کام کرنے ہیں، یہ سب خاندان ہی طے کرتا ہے۔ بچوں کی تعلیم، ان کا ذریعۂ معاش، ان کی شادی وغیرہ سب کے فیصلے خاندان میں ہی ہوتے ہیں۔ خاندان ہی لوگوں کو لڑکی اور لڑکے کے درمیان فرق بتاتا ہے۔ بچپن سے ہی دونوں (لڑکا اور لڑکی) کی تربیت اور سماج کاری میں فرق کیا جاتا ہے۔ ان کو مختلف طریقوں کے ذریعے یہ ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ لڑکا اور لڑکی دو الگ قسم کے انسان ہیں۔ ان کے کپڑے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، ان کی چال چلن، اٹھنے اور بیٹھنے کے طریقوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ ان کے کھلونے بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ بچیوں کو گڑیا (Doll) اور بچوں کو کرکٹ بیٹ یا بندوق وغیرہ کھلونے کے طور پر دئے جاتے ہیں۔ اس کے ذریعے انہیں بالواسطہ اس بات کی تعلیم دی جاتی ہے کہ لڑکیاں کمزور اور جذباتی ہوتی ہیں، ان کا دائرہ کار خاندان ہے، ان کا کام بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کرنا ہے۔ اس کے برعکس لڑکوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ وہ بہت بہادر ہوتے ہیں، غیر جذباتی اور باشعور ہوتے ہیں، گھر کے باہر کے تمام ہی مسائل خواہ وہ معاشی، سیاسی، سماجی یا کسی بھی نوعیت کے

ہوں، یہ انہیں کا دائرہ (Field) مانا جاتا ہے۔ اس طرح سے دو انسانوں کی سماج کاری میں فرق کیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ افراد کی پوری زندگی میں نظر آتا ہے۔

اب تک کی گفتگو سے ہمیں یہ پتہ چلا کہ خاندان سماج کاری کی ایک اہم ایجنسی ہے جو افراد کو ان اقدار کی تعلیم دیتا ہے جن سے پدر سری نظام کو تقویت ملتی ہے۔ معروف نسائی مفکر شیری اورٹنر (Sherry Ortner) کا ماننا ہے کہ ہر سماج میں عورتوں کی حیثیت مردوں سے کم تر اور ثانوی ہے۔ اس کی وجہ وہ یہ بتاتی ہیں کہ سماج میں عورت کی شناخت فطرت (Nature) سے کی جاتی ہے جب کہ مرد کی تہذیب (Culture) سے۔ فطرت اور تہذیب کا یہ تصور مختلف علامتوں، خواہشات اور توقعات کے ذریعے مضبوط ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے عورت ہی وہ ذات ہے جو بچے پیدا کرتی ہے اور اس کا حد درجہ خیال رکھتی ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے۔ اسی طرح یہ مانا جاتا ہے کہ عورت فطری طور سے مرد کے مقابلے میں بہت جذباتی اور حساس ہوتی ہے۔ اورٹنر کا ماننا ہے کہ عورت کو مردوں سے کم تر سمجھے جانے کے ذمے دار ہماری سوچ ہے۔ ہم انسانی تہذیب کو فطرت پر فوقیت دیتے ہیں اور تہذیب انسانوں کا بنایا ہوا ڈھانچہ ہے۔ اس کے مطابق عورت کو فطرت سے جوڑ کر اس لئے دیکھا جاتا ہے کیونکہ بعض ایسے کام ہیں جو حیاتیاتی طور سے اس سے جڑے ہوئے ہیں جیسے کہ حیض (Menstruation) اور بچے جننا وغیرہ جیسے کام۔

چونکہ عورت کو فطرت اور مرد کو تہذیب سے جوڑ کر دیکھا جاتا ہے۔ لہذا عورت سے یہ امید ہوتی ہے کہ وہ بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی پرورش کرے، گھر کے تمام کام ہنرمندی سے انجام دے، جبکہ مرد کے بارے میں مانا جاتا ہے کہ وہ گھر کے باہر کے کام کو انجام دے۔ وہ آزادی کے ساتھ سماجی و تہذیبی سرگرمیوں میں حصہ لے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرد اور عورت کے کام کاج اور رول کی تقسیم حیاتیاتی نہیں ہے، بلکہ سماج کاری کے طریق کی مدد سے سماجی رول کا تعین ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ خاندان سماج کی ایک پدر سری اکائی کے طور پر کام کرتا ہے جو مختلف طریقوں سے مرد کو عورت پر فوقیت و برتری دیتا ہے۔ یہ ایک ایسی اکائی ہے جو تحکمانہ (Authoritative) مزاج رکھتی ہے۔ گھر کے سب سے عمر دراز مرد کی حیثیت گھر کے سرادر کی ہوتی ہے۔ وہ ایک طرح سے سب پر نگراں ہوتا ہے۔ خاندان کے سب افراد کی طرف سے یہی فیصلے لیتا ہے اور سب اپنی زندگی کے معاملات کے متعلق اسی کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ خاندان میں طریقۂ برتاؤ، حقوق اور مراعات کے معاملے میں لوگوں کے مابین جنس کی بنیاد پر فرق کیا جاتا ہے۔ جب کسی لین دین یا وراثت کی تقسیم کا معاملہ آتا ہے وہاں بھی عورتوں کو اپنے بہت سے حقوق سے محروم رہنا پڑتا ہے۔ درجہ بندی والے اس ڈھانچے میں مرد کو طرح سے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ وہ گھر کی تمام عورتوں اور لڑکیوں کے رہن سہن اور طور طریقوں کو کنٹرول کرتا ہے اور ان کے ساتھ غیر مساوی رویہ اپناتا ہے۔

ہمارے سماج میں کاموں کی تقسیم کے حوالے سے بھی مرد اور عورت میں فرق کیا جاتا ہے۔ہم یہ مانتے ہیں کہ گھر کی معاشی ضروریات پوری کرنا مرد کا کام ہوتا ہے، جبکہ عورت کی ذمے داری ہوتی ہے کہ گھر کے کام جیسے کہ کھانا پکانا، بچوں کی دیکھ بھال، گھروں کی صفائی ستھرائی وغیرہ کریں۔ مرد کے کام کا دائرہ گھر کے باہر ہے۔اس کا کام سب کو نظر آتا ہے، اسے سماجی شناخت حاصل ہوتی ہے، اس کے کام کا مالی معاوضہ دیا جاتا ہے اور اس کے کام کو ہی سماج اصل کام مانتا ہے۔ جبکہ عورت کے کام کا دائرہ ان کا گھر ہوتا ہے۔لہذا گھر کے باہر ان کے کاموں اور محنتوں کی کوئی پہچان اور اہمیت نہیں ہوتی۔ جبکہ دیہی علاقوں میں عورتیں کھیتوں میں کام کرتی نظر آتی ہیں۔اس طرح سے یہ عورتیں گھریلو کام کے علاوہ کھیت میں فصلوں کی بوائی سے لیکر دھان کی کٹائی اور اس سے متعلق دیگر کام بھی کرتی ہیں۔ پھر بھی گھر میں مرد کو فوقیت حاصل رہتی ہے۔

15.3 لڑکوں کی ترجیحی حیثیت (Preferential Status of Boys)

کثیر ہندوستانی سماج ایک پدر سری سماج ہے جہاں عورتوں پر مرد کو فوقیت حاصل رہتی ہے اور یہ فوقیت و تسلط سماج کے تمام ہی شعبوں میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ پدر سری مزاج کی ابتدا خاندان سے ہوتی ہے جہاں لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دیا جاتا ہے۔ہندوسانی خاندان (Indian Families) میں لوگ لڑکیوں کی پیدائش کے مقابلے لڑکوں کی پیدائش پر زیادہ خوش ہوتے ہیں اور بعض گھروں میں تو لڑکی کے پیدا ہونے کی وجہ سے ماں کو لعنت و ملامت سہنا پڑتا ہے۔لڑکیوں کے ساتھ بچپن سے گھروں میں غیر مساوی برتاؤ کیا جاتا ہے اور یہ غیر مساوی برتاؤ اور بھید بھاؤ لڑکیوں کی صحت پر بہت منفی اثر ڈالتا ہے۔

محققین نے لڑکیوں کے ساتھ بھید بھاؤ کی مختلف شکلوں کو بیان کیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ عام طور سے وہ لوگ جو لڑکیوں پر لڑکوں کو ترجیح دیتے ہیں جب ان کے یہاں کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے تو وہ اس کو صحت مند غذا فراہم کرنے میں بہت دلچسپی نہیں لیتے ہیں، ایسے گھروں میں اس کی بیماری کو بہت سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا ہے اور تھوڑی عمر بڑھنے پر اس کو تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے اور گھریلو کام کاج کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔لڑکیوں پر لڑکوں کو ترجیح دینے کے بہت سے اسباب بتائے جاتے ہیں۔ان میں سے ایک اہم سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ بیٹا باپ کی نسل کو آگے بڑھاتا ہے جبکہ بیٹی ایسا نہیں کر سکتی۔ دوسرے یہ کہ باپ دادا کی جائیداد کے اصل وارث بیٹے ہی ہوتے ہیں۔بیٹے کی وجہ سے خاندانی جائیداد خاندان میں ہی رہتی ہے۔ جبکہ بیٹی کا مستقبل دوسرے گھر سے وابسطہ رہتا ہے۔اسے شادی کے بعد دوسرے کے گھر زندگی گزارنی ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ لوگوں میں یہ عقیدہ بھی پایا جاتا ہے کہ موت سے متعلق بہت سے مراسم ہیں جنہیں صرف بیٹا ہی ادا کر سکتا ہے۔باپ کی جائیداد میں بیٹوں کا حق اس وجہ سے بھی مانا جاتا ہے کہ والدین کے بڑھاپے میں یہی ان کو سہارا دیتے ہیں اور شادی شدہ بہنوں

کے یہاں مختلف مواقع پر تحائف یہی لوگ دیتے ہیں۔ جبکہ بیٹی کے متعلق بچپن سے یہ تصور بنایا جاتا ہے کہ ان کا مستقبل دوسرے کے گھر سے وابستہ ہے، شادی کے بعد انہیں اپنے شوہر کے گھر جانا ہے۔ لڑکیوں کے حوالے سے لوگوں کا یہ تصور بہت طرح کے بھید بھاؤ اور غیر مساوی رویے کا باعث ہے۔

15.3.1 شادی اور جہیز

لڑکیوں کے تعلق سے والدین کی ایک اہم ذمے داری یہ ہوتی ہے کہ وہ وقت پر ان کی شادی کر دیں۔ شادی اور بچہ پیدا کرنے کو سماج میں بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ شادی کے بعد بعض وجوہات سے اگر کسی لڑکی کو کوئی اولاد نہیں ہوتی ہے تو گھر اور سماج میں اسے اچھا تصور نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ پدر سری سماج میں شادی کا ایک اہم مقصد نسل کو جاری رکھنا ہے۔ اسی وجہ سے ہر ذات، قبیلے، نسلی اور مذہبی گروہ میں شادی کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اور اس کا بنیادی مقصد خاندان (Family) کو قائم کرنا ہے، بچے پیدا کرنا تاکہ نسل آگے بڑھتی رہے اور خاندان کی سماجی و معاشی حیثیت کو برقرار رکھنا ہے۔ لوگوں پر لڑکیوں کی شادی کے لئے اس قدر سماجی دباؤ رہتا ہے کہ بہت سارے علاقوں میں کم عمر میں ہی ان کی شادی کر دی جاتی ہے۔ اسے ہم بچہ شادی (Child Marriage) کہتے ہیں۔

اگر کسی لڑکی کی عمر 18 سال سے کم ہے اور اس کی شادی کر دی جاتی ہے تو ایسی شادی کو بچہ شادی (Child Marriage) کہتے ہیں اور یہ قانونی جرم ہے۔ لیکن اس کے قانونی طور پر جرم ہونے کے باوجود ہندوستان کے بہت سارے علاقوں میں آج بھی اس طرح کی شادیاں ہوتی ہیں۔ اس کے بہت سارے اسباب ہیں جیسے کہ غربت، سماجی تعلق کو رشتے میں بدلنے اور اسے مزید مضبوط کرنے کی سوچ اور یہ تصور کہ شادی سے لڑکی کو سماجی تحفظ فراہم ہوگا وغیرہ۔ کم عمر میں لڑکی کی شادی کی وجہ سے اسے بہت ساری چیزوں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ ان میں سب سے اہم چیز تعلیم ہے۔ تعلیم سے محرومی کی وجہ سے اس کا ذہنی ارتقاء نہیں ہو پاتا جس کا نقصان اسے پوری زندگی جھیلنا پڑتا ہے۔

ہندوستانی سماج میں شادی بیاہ طے کرنے کی ذمے داری بھی خاندان پر ہوتی ہے۔ انسان اپنی خواہش اور مرضی سے جس سے چاہے شادی کرے، اس بات کو سماج میں اچھا نہیں مانا جاتا ہے اور اسے خاندان کی بے عزتی کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اس اہم کام کی ذمے داری خاندان کی ہوتی ہے۔ والدین اپنی ہی ذات میں اور اپنی سماجی و معاشی حیثیت کے برابر لوگوں میں ہی اپنی اولاد کی شادی کرتے ہیں۔ شادی کی اہم رسم جہیز (Dowry) ہے۔ شادی کے وقت لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے کو روزمرہ استعمال کئے جانے والے سامان، زیورات اور نقدی پیسے بھی دئے جاتے ہیں جسے جہیز کہتے ہیں۔ یہ ہندوستانی سماج کی قدیم روایت ہے جو پدر سری نظام کی عکاسی کرتی ہے۔ لڑکی خواہ کتنی بھی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو شادی کے وقت اسے بھی جہیز دینے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے سماج میں لڑکی کو ایک بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ لڑکی کی پیدائش کے وقت سے ہی والدین ان کی تعلیم کے مقابلے میں ان کے جہیز کی زیادہ فکر کرتے ہیں۔ یہ

ہندوستان میں شادی کے نظام کا ایک لازمی جز ہے۔ سماجی دباؤ والدین کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ جہیز دیں۔ بعض دفعہ تو دولہا یا اس کے گھر والوں کی طرف سے بعض چیزوں یا نقد پیسوں کا تقاضا بھی کیا جاتا ہے جو لڑکی کے والدین کو مصیبت میں ڈالنے کا سبب بنتا ہے۔

جہیز کی رسم عورتوں کے ساتھ ناانصافی اور بدسلوکی کی ایک بہت اہم وجہ ہے۔ جہیز دینے کے نتیجے میں لڑکی کے گھر والوں کو معاشی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے گھر کی دوسری غیر شادی شدہ لڑکیوں کی زندگی پر بہت منفی اثر پڑتا ہے۔ مطلوبہ جہیز نہ دے پانے کی صورت میں بعض اوقات دلہن کو اپنے شوہر یا اس کے گھر والوں کی طرف سے مختلف طرح کے بھید بھاؤ، لعن طعن اور ذہنی وجسمانی تکلیف دی جاتی ہے اور بعض دفعہ تو اسی وجہ سے دلہن کو جلا کر مار دینے کے واقعات بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

جہیز اور بچہ شادی کے علاوہ بیوہ ہونا (Widowhood) خاندان میں عورتوں کی صورتحال کو مزید بدتر بنا دیتا ہے۔ ایسی عورت اپنے والدین اور بھائیوں پر ایک بوجھ تصور کی جاتی ہے، اسے اپنے ہی گھر میں علاحدگی (Isolation) کا احساس ہونے لگتا ہے۔ نیز مختلف سماجی، معاشی اور جذباتی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

15.3.2 تعلیمی مواقع اور نقل وحرکت پر پابندی

ہندوستانی سماج بالخصوص شمالی علاقوں میں یہ کہا جاتا ہے کہ لڑکیوں کو زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ زیادہ پڑھی لکھی لڑکی کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ لہذا کم پڑھی لکھی لڑکی خاندان کے ماحول کے لئے بہتر ہوتی ہے، اسے خاندانی اقدار سکھانا آسان ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ایک دوسری بات جو لڑکیوں کی آزادی کے حوالے سے سماج میں بہت مشہور ہے وہ یہ کہ اگر انہیں گھر سے باہر بلا روک ٹوک جانے کی آزادی دے دی جائے تو یہ بگڑ جائیں گی۔ لڑکیوں کے تعلق سے اس قسم کی باتیں انہیں اعلیٰ تعلیم کے حصول اور ان کی نقل وحرکت میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

تعلیم انسان کی مجموعی ارتقا کے لئے نہایت ضروری ہے۔ یہ انسان کی شخصیت تشکیل کرتی ہے۔ اس کی پوشیدہ صلاحیتوں کو نکھارتی ہے اور سماج کا ایک اچھا فرد بناتی ہے تاکہ سماجی استحکام میں وہ اپنا رول ادا کر سکے۔ ہندوستان جیسے پدرسری سماج میں لوگ لڑکیوں کے مقابلے میں لڑکوں کی تعلیم کو لے کر زیادہ سنجیدہ اور حساس ہوتے ہیں۔ خاندان میں بچپن سے ہی لڑکی کو تعلیم کے لئے اتنے مواقع نہیں ملتے جتنے لڑکوں کو ملتے ہیں۔ بچپن سے ہی لڑکی کی جنسیات (Sexuality)، اس کو باحیا، باعفت اور پاکباز رہنے کے سماجی تصورات ان کی تعلیم کے حصول میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ یہ تصورات ذات کی حیثیت (Caste Status)، خاندان اور رشتے داروں کی عزت سے وابستہ ہیں۔ رسمی تعلیم (Formal Education) کے لئے لڑکی کو اسکول اور کالج میں جانا لازمی ہے جہاں لڑکوں اور مرد اساتذہ سے ان کا اختلاط اور ملنا ہوتا ہے جسے والدین پسند نہیں کرتے اور اسی وجہ سے انہیں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس کے برعکس لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ممالک جانے کی نہ صرف اجازت ہوتی ہے بلکہ اس کے لئے والدین اپنی استطاعت سے زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ

سمجھا جاتا ہے کہ لڑکے بڑھاپے میں ان کا سہارا ہوں گے، جبکہ لڑکی شادی کے بعد دوسرے گھر کی ہو جاتی ہے اس لئے بھی اس کی تعلیم کے لئے بہت سنجیدہ کوشش نہیں کی جاتی۔

سماج میں لڑکیوں سے غیر مساوی رویے کی ایک شکل ان کی سیر و تفریح اور عوامی جگہوں (Public Places) پر ان کے جانے پر پابندی ہے۔ لڑکیوں پر مختلف طرح کی پابندیاں دراصل خاندان میں قوت (Power) اور بھید بھاؤ کا پتہ دیتی ہیں۔ نوجوان لڑکیوں کے تعلق سے حیا، عفت اور پاکدامنی کا تصور ہندوستانی سماج کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ مثال کے طور جب لڑکیاں بڑی ہونے لگتی ہیں تو والدین کو ان کی جنسی تحفظ کی فکر ستانے لگتی ہے۔ انہیں ہر وقت اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ اسکول جاتے وقت راستے میں کوئی ان کے ساتھ بدتمیزی اور چھیڑ چھاڑ نہ کر دے۔ کیونکہ عام طور سے اس طرح کے واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں کہ نوجوان لڑکیوں کے ساتھ جب کہ وہ اکیلے کہیں جا رہی ہوتی ہیں تو مرد ان کے ساتھ بدتمیزی اور غیر اخلاقی رویہ اپناتے ہیں۔ اسی ڈر کی وجہ سے والدین لڑکیوں کو گھر سے باہر کہیں جانے سے سختی سے منع کرتے ہیں۔ انہیں کسی عوامی جگہ جیسے کہ پارک، کلب، سنیما ہال یا دوستوں کے ساتھ کسی تقریب میں خاص طور سے جبکہ اس میں لڑکے بھی شامل ہوں، جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اور اگر کہیں جانے کی اجازت مل بھی جاتی ہے تو شام ہونے سے پہلے ہی انہیں گھر واپس آنا ضروری ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ جیسے جیسے لڑکی بالغ اور جنسی طور سے باشعور ہونے لگتی ہے اس کے طور طریقے اور اٹھنے بیٹھنے کے انداز وغیرہ پر نگرانی شروع ہو جاتی ہے۔ والدین، بھائی اور والد کی طرف سے دوسرے قرابت دار جیسے کہ چچا وغیرہ کی یہ ذمے داری ہوتی ہے کہ وہ لڑکی کی حرکات و سکنات پر نگاہ بنائے رکھیں۔ خاندان میں لڑکیوں کے تعلق سے اس طرح کے برتاؤ کی وجہ سے خواتین مختلف شعبوں میں مردوں سے پیچھے رہ گئی ہیں۔ اسی لئے انہیں مردوں کے مساوی سماجی و معاشی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ ان کے ساتھ بشمول خاندان ہر سماجی شعبے میں تفریقی رویہ اپنایا جاتا ہے۔

15.3.3 وراثت اور خواتین

عورتوں کے ساتھ بھید بھاؤ کی ایک اہم مثال باپ کی جائیداد سے ان کو محروم رکھنا ہے۔ خاندان میں جس طرح مردوں کو جائیداد میں حصہ دیا جاتا ہے عورتوں کو نہیں دیا جاتا۔ جائیداد پر عورتوں کا حق ایک ایسا موضوع ہے جسے عام طور پر تحقیق کا موضوع نہیں بنایا گیا ہے۔ اپنی کتاب 'دی اوریجنس آف فیملی، پراویٹ پروپرٹی اینڈ دی اسٹیٹ (The Origins of Family, Private Property and the State) میں فریڈرک اینجلس نے عورتوں کی ماتحتی کی ابتدا کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ عورتیں مرد کے ماتحت اس وجہ سے نہیں ہیں کہ وہ جسمانی طور سے کمزور ہے یا کوئی اور حیاتیاتی سبب ہے بلکہ ماتحتی کی وجہ ذاتی ملکیت کا ظہور ہے۔ عورتوں کو خود ہی ہمیشہ سے ایک ذاتی ملکیت کے طور پر سمجھا جاتا رہا ہے۔ بہت سی تہذیبوں میں مردوں کو باپ کی جائیداد میں حصہ دیتے وقت اس بات

کی توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان کی ضعیفی کے وقت ان کا دیکھ بھال کریں گے اور شادی شدہ بہنوں کے یہاں مختلف تقریبات کے موقع پر انہیں تحائف دیں گے تا کہ صحت مند رشتہ بنا رہے۔

غرض یہ کہ ہندوستانی سماج میں عورتوں کے ساتھ بھید بھاؤ اور فرق کا آغاز اس کی پیدائش سے ہی ہو جاتا ہے۔ یہ سلسلہ اس کی تربیت اور سماج کاری کے طریق میں بھی جاری رہتا ہے۔ اس کے زندگی کے تمام ہی مرحلے میں الگ الگ طرح سے اس کے ساتھ غیر مساوی رویہ اپنایا جاتا ہے اور بہت سے جائز خاندانی اور سماجی حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ یہ تمام ہی بھید بھاؤ ان کی ایک بہت بنیادی وجہ سماج اور خاندان کا پدر سری نظام ہے جو ہر معاملے میں مردوں کو عورتوں پر فوقیت دیتا ہے اور اس برتری اور فوقیت کے مختلف جواز بھی پیش کرتا ہے۔

15.4 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے طلبہ کو درج ذیل معلومات حاصل ہوئی ہیں؛

1. طلبہ خاندان میں خواتین کے ساتھ بھید بھاؤ کی بنیاد سے واقف ہوئے ہیں۔
2. انہیں مردوں کی قوت اور تسلط کے بارے میں معلومات ہوئیں۔
3. اس کے مطالعے سے انہیں خاندان میں لڑکوں کی ترجیحی حیثیت کے اسباب کے فہم میں مدد ملی۔
4. طلبہ نے یہ بھی جانا کہ شادی، جہیز، تعلیمی مواقع سے محرومی، نقل و حرکت پر شدید پابندی اور وراثت سے محروی جیسے بھید بھاؤ ہیں جو عورتوں کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ نیز
5. طلبہ کو اس بات سے بھی واقفیت ہوئی ہے کہ عورتوں کے ساتھ غیر مساوی رویے کی ایک مثال باپ کی جائیداد میں ان کو حصہ نہ دینا بھی ہے۔

15.5 کلیدی الفاظ (Keywords)

پدر سری: پدر سری سماج کا وہ نظام ہے جس میں باپ یا گھر کے سب سے بڑے مرد کی سربراہی ہوتی ہے۔ اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا انتساب کی طرف کیا جاتا ہے۔ یعنی حسب و نسب کا سراغ مرد کی طرف منسوب کر کے لگایا جاتا ہے۔

مادر سری: پدر سری سماج کا وہ نظام ہے جس میں ماں یا گھر کے سب سے عمر دراز عورت کی سربراہی ہوتی ہے۔ اس میں خاندان، نسب اور تعلقات کا انتساب کی طرف کیا جاتا ہے۔ یعنی اس میں حسب و نسب کا سراغ عورت کی طرف منسوب کر کے لگایا جاتا ہے۔

15.6 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer type Questions)

(1) پدر سری سماج کی بنیادی خصوصیت کیا ہے؟

(a) مرد کا تسلط (b) خواتین کے ساتھ بھید بھاؤ

(c) دونوں (b) ان میں سے کوئی نہیں

(2) ماہرین سماجیات کے مطابق کاموں کی تقسیم کہ کون سے کام مردوں کے ہیں اور کون سے عورتوں کے، یہ کیسے طے ہوتے ہیں؟

(a) پیدائشی طے شدہ ہوتے ہیں (b) سماج طے کرتا ہے

(c) مذہب طے کرتا (d) ان میں سے کوئی نہیں

(3) پدر سری (Patriarchy) کی اصطلاح کا کیا مفہوم ہے؟

(a) باپ کی حکمرانی (Rule of the father) (b) ماں کی حکمرانی (Rule of the Mother)

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

(4) کتاب 'دی اوریجنس آف فیملی، پراویٹ پروپرٹی اینڈ دی اسٹیٹ (The Origins of Family, Private Property and the State) کے مصنف کون ہیں؟

(a) فریڈرک اینجلس (b) کارل مارکس

(b) بی۔ آر۔ امبیڈکر (d) ان میں سے کوئی نہیں

(5) مرد اور عورت کے جسمانی اعضاء کے مابین فرق کی بنیاد پر ہم کسی کو مرد اور کسی کو عورت کہتے ہیں۔ دونوں کے مابین حیاتیاتی فرق کو ہم کیا کہتے ہیں؟

(a) سیکس (Sex) (b) صنف (Gender)

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

(6) مرد اور عورت کے مابین فرق اور خصوصیات جنہیں حیاتیاتی (Biological) نہیں ہیں، بلکہ سماجی طور پر مان لی گئی ہیں انہیں کہتے ہیں؟

(a) صنف (Gender) (b) سیکس (Sex)

(c) دونوں (d) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. خاندان میں عورتوں کے ساتھ بھید بھاؤ پر ایک مختصر مضمون لکھو۔
2. لڑکی اور لڑکے کی سماج کاری میں کس طرح کا فرق کیا جاتا ہے؟ مختصراً واضح کیجئے۔
3. پدر سری نظام اور مردوں کے تسلط پر ایک مضمون لکھو۔
4. لڑکی کی تعلیم سے محرومی کے دو اسباب بیان کیجئے۔
5. گھریلو تشدد کے عنوان پر ایک مضمون لکھو۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. خاندان میں عورتوں کے ساتھ بھید بھاؤ کرنے کے لئے مرد کس طرح اپنی قوت کا استعمال کرتا ہے؟ تفصیل سے بتایئے۔
2. لڑکوں کی ترجیحی حیثیت پر تبصرہ کیجئے۔
3. لڑکیوں کے تعلق سے پاکدامنی کا مردانہ تصور کس طرح ان کی ترقی میں رکاوٹ ہے؟ واضح کیجئے۔

15.7 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

16. William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi.
17. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life, Viva Books Private Limited, New Delhi.
18. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore.
19. Ahmed, Imtiaz. (ed.). 1976. Family, Kinship and Marriage among Muslims in India, Monohar Book Service, New Delhi.
20. Dube, Leela. 1997. Women and Kinship: Comparative Perspectives on Gender in South and South-East Asia. United Nations University Press.

اکائی 16۔ تشدد

(Violence)

اکائی کے اجزا

16.0 تمہید

16.1 مقاصد

16.2 گھریلو تشدد کے حوالے سے چند بنیادی باتیں

16.3 گھریلو تشدد سے متعلق نظریات

16.4 گھریلو تشدد کے اقسام

16.5 گھریلو تشدد کے اسباب

16.6 گھریلو تشدد کے اثرات

16.7 گھریلو تشدد کو کم کرنے کے اقدام

16.8 اکتسابی نتائج

16.9 کلیدی الفاظ

16.10 نمونہ امتحانی سوالات

16.11 `تجویز کردہ اکتسابی مواد

16.0 تمہید (Introduction)

خاندان (Family) اور شادی (Marriage) سماج کے دو اہم ادارے ہیں جن کے ذریعے لوگ اپنی مختلف طرح کی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں۔خاندان ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جو افراد کی پرورش، دیکھ بھال، سماج کاری، تعلیمی، معاشی اور نفسیاتی ضروریات کو پوری کرتا ہے اور افراد کی مجموعی وہمہ گیر ارتقاء ونشو نما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔خاندان کا ادارہ ارکان خاندان کو بیرونی

مسائل و خطرات سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ لیکن جب اس ادارے کو پدارانہ (Patriarchal) اور نسائی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ادارہ بھی سماج کے دیگر اداروں کی طرح افراد خانہ کے مابین امتیازی سلوک اور غیر مساویانہ رویہ رکھتا ہے۔

یہ اکائی خاندان، شادی اور قرابت داری کے وسیع عنوان کے تحت ہے۔ اس کا عنوان تشدد (Violence) ہے۔ اس عنوان کے تحت ہم خاندان میں خواتین کے خلاف ناانصافی، امتیازی اور غیر مساوی سلوک اور تشدد کو تفصیل سے جاننے کی کوشش کریں۔ دوسرے لفظوں میں اس اکائی میں ہم گریلو تشدد (Domestic Violence) پر بحث کریں گے۔

16.1 مقاصد (Objectives)

اس کے درج ذیل مقاصد ہیں؛

- خواتین کے خلاف ظلم و تشدد سے واقف ہونا۔
- گھریلو تشدد سے متعلق نظریات کو جاننا۔
- گریلو تشدد کے اسباب اور زمرے کو تفصیل سے سمجھنا۔
- گھریلو تشدد کے اثرات سے واقفیت حاصل کرنا۔
- گھریلو تشدد کو کم کرنے کے اقدام کے بارے میں جانکاری حاصل کرنا۔

16.2 گھریلو تشدد کے حوالے سے چند بنیادی باتیں (Some basic points related to Domestic Violence)

دنیا کا کوئی بھی سماج ایسا نہیں ہے جہاں ہر ایک طبقے کو دولت، اقتدار اور سماجی حیثیت میں مساوی سمجھا جاتا ہو۔ ہر سماج میں کسی نا کسی طبقے اور سماجی گروہ کے ساتھ الگ الگ وجوہات سے سماجی ناانصافی کی جاتی رہی ہے۔ یعنی کوئی بھی سماج ایسا نہیں ہے جہاں پورے اور مکمل طور سے ہر فرد اور طبقے کے ساتھ یکساں برتاؤ کیا جاتا ہو۔ لوگوں کے درمیان غیر مساوی سلوک اور ناانصافی کی مختلف بنیادیں رہی ہیں۔ مثال کے طور پر کہیں کالے اور گورے کی تقسیم کی بنیاد پر، تو کہیں نسل اور علاقے کی بنیاد، کہیں ذات پات اس کی اہم وجہ ہے، تو کہیں جنس کی بنیاد پر ناانصافی اور ظلم کو سماجی قبولیت حاصل رہی ہے۔

اس اکائی میں ہم خواتین کے ساتھ ہورہی ناانصافی اور ظلم و تشدد کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ خاندان میں ایک عورت کے ساتھ تشدد کی نوعیت کیا ہے اور مختصر طور پر چند نظریات کی روشنی میں ہم ان مظالم کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

اگر خواتین پر ہونے والے مظالم اور تشدد کے اسباب و علل کو ہم باریکی سے مطالعہ کریں تو معلوم کرسکیں گے کہ ان کے خلاف ہمیشہ سے ہورہی ظلم و زیادتی تاریخی طور سے مرد و زن کے درمیان اقتدار کی غیر مساوی تقسیم کا نتیجہ ہے۔ یعنی سماج ہمیشہ سے پدر سری (Patriarchal) نوعیت کا رہا ہے جس میں مردوں کو عورتوں پر مکمل اختیارات اور اقتدار حاصل رہا ہے۔ اس کی وجہ سے مردوں نے ہمیشہ

سے عورتوں کو کم تر اور کمزور سمجھا ہے اور ان پر مختلف نوعیت کے تشدد کو روا رکھا ہے۔ لہٰذا ایسے حالات میں عورتوں کے اندر خود بھی یہ احساس ہونے لگا کہ وہ مردوں کے مقابلے میں کمزور اور کم صلاحیت رکھتی ہیں نتیجتاً وہ مردوں کی طرح سماجی تبدیلی و ترقی میں کوئی اہم رول ادا نہیں کر سکتیں۔ اسی پس منظر میں بعض خواتین کی تحریکات (Women's Movements) کا وجود ہوا جن کا بنیادی مقصد عورتوں پر ہو رہے مظالم کے خلاف اٹھنا اور انہیں ان کا حق دلانا تھا۔ ان تحریکات کی کوششوں کے نتیجے میں سماج میں بہت بیداری پیدا ہوئی اور ان کے خلاف تشدد کے واقعات پہلے کے مقابلے میں بہت کم ہوئے۔ لیکن آج بھی ہندوستانی سماج میں گھریلو تشدد کے واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں جو کہ مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اس اکائی میں ہم صرف گھریلو تشدد پر ہی اپنی توجہ مرکوز رکھیں گے۔

گھریلو تشدد (Domestic Violence) سے مراد دھمکی، جسمانی اذیت، چھیڑ چھاڑ، جنسی تشدد اور گالی گلوج والا رویہ ہے جو ایک قریبی ساتھی (Intimate Partner) اپنے دوسرے ساتھی پر کرتا ہے۔ یہ برتاؤ اقتدار (Power) اور کنٹرول کے منظم نمونے (Pattren) کا اہم حصہ ہے۔ گھریلو تشدد میں جسمانی اذیت، جنسی تشدد، نفسیاتی تشدد اور جذباتی تشدد شامل ہیں۔ مختلف سماج میں گھریلو تشدد کے واقعات کی نوعیت مختلف ہے لیکن ایک مشترک عنصر ہے جو تمام ہی طرح کے گھریلو تشدد میں پایا جاتا ہے وہ یہ کہ ایک قریبی ساتھی کی مسلسل یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے دوسرے قریبی ساتھی پر اقتدار اور کنٹرول کو برقرار رکھنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

گھریلو تشدد ایک ایسا مسئلہ ہے جو خاندان سے متعلق ہے۔ بلا لحاظ عمر، جنس، مذہب اور سماجی طبقے کے خاندان کے تمام ہی افراد کو متاثر کرتا ہے۔ اس میں تشدد کا ارتکاب کرنے والا فرد قوت (Power) کا غلط استعمال کرتا ہے جس سے وہ دوسرے فرد کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔ اس میں تشدد کے مختلف طریقوں کے ذریعے کنٹرول اور خوف کو قائم کیا جاتا ہے۔ تشدد کے مختلف اقسام جیسے کہ جسمانی اذیت دینا، نفسیاتی تکلیف پہنچانا، معاشی طور پر تنگ دست بنانا اور جنسی پریشانی میں مبتلا کرنے، کے ذریعے مرتکب مظلوم پر اپنا اور قابو بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

گھریلو تشدد کسی خاص سماج، کمیونٹی، قوم یا ملک کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا سماجی مسئلہ ہے جو عالمی (Global) ہے جو سماج کے ہر طبقے کو متاثر کرتا ہے۔ اس کا پھیلاؤ بہت وسیع ہے اور اس کی جڑیں بہت مضبوط ہیں۔ یہ خواتین کی صحت کو بہت بری طرح متاثر کرتا ہے۔ لیکن سماج میں اس کو بہت حد تک آج بھی قبولیت حاصل ہے۔ لہٰذا لوگ اسے بہت سنجیدگی سے نہیں لیتے ہیں جس سے کہ ان مسائل کے حل کی طرف کچھ سنجیدہ اور ٹھوس اقدامات کئے جا سکیں۔ سماج و قانون کی اس غیر سنجیدگی کا نتیجہ اکثر و بیشتر خواتین کے قتل یا خودکشی کی شکل میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ اگرچہ اس حوالے سے کچھ قوانین بنائے گئے ہیں تاکہ خواتین کو گھریلو تشدد سے تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ مثال کے طور پر گھریلو تشدد سے خواتین کے تحفظ کا قانون (The Protection of Women from Domestic Violence Act,2005) اس ضمن میں کافی اہم قانون ہے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اس طرح کے قوانین کے باوجود سماج سے ظلم و بدعنوانی کم نہیں ہو رہی ہے۔

ہندوستان میں گھریلو تشدد کے اسباب سماجی و تہذیبی ہیں۔ چونکہ سماج میں مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں ہر شعبے میں فوقیت دی جاتی ہے، عورتوں کی زندگی میں مردوں کے اختیارات سماجی طور پر مانے جاتے ہیں، عورت، خواہ وہ بہن کی حیثیت سے ہو یا بیوی یا ماں کی

حیثیت سے وہ مرد کے تابع ہی رہتی ہے۔ غرض یہ کہ سماج میں پدرسری روح (Patriarchal Spirit) کی جڑ کافی مضبوط ہے جس کے اثرات انسانی زندگی کے ہر شعبے میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ لہذا انسان کی ازدواجی زندگی میں بھی پدرسری سوچ وفکر کا غلبہ رہتا ہے۔ اس وجہ سے شادی شدہ خواتین کو مختلف نوعیت کے گھریلو مظالم سہنے پڑتے ہیں۔ گھریلو تشدد میں ضروری نہیں ہے کہ صرف مرد ہی خواتین پر ظلم کرتا ہے بلکہ اکثر مشاہدات میں یہ پایا جاتا ہے کہ خواتین بھی شریک جرم رہتی ہیں۔ مثال کے طور پر شوہر کے علاوہ ساس، نند اور گھر کی دوسری خواتین بھی اس میں شامل ہوتی ہیں۔

16.3 گھریلو تشدد سے متعلق نظریات (Theories related to Domestic Violence)

گھریلو تشدد کے حوالے سے بہت سے نظریات ہیں جنہیں ہم ذیل میں بیان کریں گے؛

نظریہ وسائل (Resource Theory): اس نظریے کے سب سے پہلے حامی نامور مفکر گوڈے (Goode) ہیں۔ اس نظریے کا کہنا ہیکہ ازدوجی زندگی میں شوہر کے پاس جتنے زیادہ وسائل و ذرائع ہوں، خاندان میں اتنا ہی زیادہ اسے اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور وہ زیادہ سے زیادہ اپنی طاقت کا احساس کرانے کی کوشش کرتا ہے۔ خاندان میں زیادہ وسائل کی فراہمی کی وجہ سے اسے اپنی بیوی پر مکمل اختیار اور قابو حاصل ہوتا ہے۔ اسی حالت میں وہ کم تشدد کی طرف مائل ہوتا ہے کیونکہ بیوی مکمل طور سے اس کے تابع فرمان ہوتی ہے۔ لیکن جب بیوی تعلیم یافتہ ہوتی ہے اور معاشی طور سے کسی نہ کسی حد تک خود کفیل ہوتی ہے تو ایسی صورت میں شوہر کو اپنے خاندان میں اپنے غلبے (Dominance) کو کم ہونے کا یا ختم ہوجانے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے اور بغیر کسی مخالفت کے اپنی مرضی نہ چلا پانے کا ڈر ستانے لگتا ہے۔ تب شوہر اپنے اختیار اور کنٹرول کو بچانے اور برقرار رکھنے کے لئے بیوی پر ظلم و تشدد کرتا ہے۔

نظریہ تبادلہ (Exchange Theory): اس نظریے کے مطابق گھریلو تشدد کے واقعات اس سماج میں زیادہ ہوتے ہیں جہاں تشدد کرنے والوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ مفادات حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ان سماجوں میں گھریلو تشدد کے واقعات کم دیکھنے کو ملتے ہیں جہاں تشدد کرنے والوں یعنی شوہر کو اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ تشدد کرنے سے مسائل اور زیادہ بڑھ سکتے ہیں جنہیں قابو میں نہیں کیا جا سکتا۔

پدرسری نظریہ (Patriarchal Theory): پدرسری نظریے کا کہنا ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں سماج کے تمام ہی شعبے میں مردوں کا غلبہ رہا ہے اور آج بھی یہ غلبہ کم قائم ہے۔ اس وجہ سے سماج میں خواتین کو دوسرے درجے کا شہری مانا جاتا ہے اور ان کو تمام طرح کے سماجی حقوق سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ مرد طبقہ خواتین کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھتا ہے۔ مجموعی طور سے سماج کے بیرونی اثرات خاندان میں اور انسان کی ازدواجی زندگی پر پڑتے ہیں۔ لہذا شوہر اپنی بیوی پر مکمل کنٹرول چاہتا ہے اور اس کے لئے وہ جذباتی، معاشی، جسمانی اور جنسی اذیتیں دینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اس جرم کی قباحت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب شوہر اپنے جرائم کو مختلف دلائل اور بہانوں سے جائز قرار دینے کی کوشش کرتا ہے۔

16.4 گھریلو تشدد کے اقسام (Types of Domestic Violence)

گھریلو تشدد کا لفظ سامنے آتے ہی ہم جسمانی اذیت کے بارے میں سوچتے ہیں جو شوہر اپنی بیوی کو پہنچاتا ہے۔ جب کی حقیقت یہ ہے کہ گھریلو تشدد میں صرف جسمانی حملہ یا اذیت ہی شامل نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ اذیت دینے کے بہت سے اقسام ہیں جو جسمانی اور زبانی نہیں ہیں۔ ذیل میں ہم گھریلو تشدد کے چند اہم اقسام سمجھنے کی کوشش کریں گے؛

جسمانی اذیت (Physical Violence): گھریلو تشدد میں سب سے اہم تشدد جس سے ہر کوئی واقف ہے اور جو ہمارے سماج میں بہت زیادہ مشاہدے میں آتی ہے وہ ہے جسمانی تشدد۔ تشدد کی اس قسام سے مراد جسمانی اذیت دینا ہے۔ مثال کے طور پر دھکیلنا، طمانچہ مارنا، گلہ گھونٹنا، دانت کاٹنا، بال کھینچنا، بدن کے کسی عضو کو جلانا، کسی ہتھیار سے مارنا وغیرہ شامل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں مرد اپنی ازدواجی زندگی میں اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرتا ہے۔ خاص طور سے وہ مرد جو کسی نشہ جیسے کہ شراب یا جوا وغیرہ کے عادی ہوتے ہیں یا جو کسی طرح کی معاشی تنگی سے جوجھ رہے ہوتے ہیں ان کی ازدواجی زندگی میں اس طرح کے مسائل اکثر پیش آتے ہیں۔

جنسی اذیت (Sexual Abuse): چونکہ ہمارا سماج قدیم زمانے سے پدرسری سماج رہا ہے۔ اس وجہ سے زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کی بالادستی قائم رہی ہے۔ خواتین کو جہاں ایک طرف ایسے مظالم کو جھیلنا پڑتا جو بظاہر نظر آتے ہیں جیسے کہ مختلف طریقوں سے جسمانی ایذا پہنچانا، وہیں دوسری طرف انہیں جنسی تشدد کو بھی سہنا پڑتا ہے جو نظروں سے چھپا ہوا ہوتا ہے۔ چونکہ تشدد کی یہ قسم جنسیات سے متعلق ہے اس لئے عام طور پر خواتین اسے خاموشی سے جھیلتی رہتی ہیں۔ جنسی اذیت یا تشدد میں بیوی کی مرضی کے بغیر جنسی تعلق بنانا، غیر فطری طرح سے جنسی خواہش پوری کرنا، تعلق بناتے وقت بیوی کو قصداً تکلیف دینا یا ایسے طریقے سے جنسی لذت حاصل کرنا جس سے انسانی فطرت کراہیت محسوس کرتی ہو وغیرہ شامل ہے۔

تشدد کی یہ قسم جسمانی تشدد سے دو وجہ سے زیادہ خطرناک ہے۔ پہلے یہ کہ سماج عورت کو مرد کی ملکیت کے طور پر دیکھتا ہے اور یہ مانتا ہے کہ عورت کو مرد کی جنسی خواہش کے لئے منع کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس وجہ سے مرد جب بھی چاہے خواہ بیوی کی مرضی ہو یا نہ ہو اپنی خواہش پوری کرنے کا حق رکھتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے سماج کی ساخت کچھ ایسی ہیکہ وہ اس طرح کے مسائل پر کھل کر گفتگو کرنے کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا اور اسے بے شرمی سے تعبیر کرتا ہے۔ لہٰذا ایسے حالات میں عورت کے پاس خاموشی سے جنسی تشدد کا شکار بنے رہنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہوتا ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس برق رفتاری کے ساتھ سماج اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں، اس معاملے میں بھی لوگوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور اب لوگ ایسے مسائل پر نہ صرف یہ کہ بات چیت کر رہے ہیں بلکہ ایسے فعل کی حوصلہ شکنی کر رہے ہیں اور اسے خواتین کی عزت و عفت کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ لیکن سماج میں اس سوچ کے افراد ابھی بہت کم ہیں۔ لوگوں کی تربیت، علمی بیداری اور خواتین کے تعلق سے عزت و احترام کے جذبے کو فروغ کے ذریعے ان مسائل کو بہت حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔

زبانی اور جذباتی اذیت (Verbal and emotional Abuse): یہ کہا جاتا ہے کہ جسمانی اذیت کا زخم تو مندمل ہو جاتا ہے لیکن زبان کے ذریعے انسان جو تکلیف دیتا ہے وہ دلوں میں ہمیشہ کے لئے رہ جاتا ہے، مندمل نہیں ہوتا۔ گھریلو تشدد کی یہ قسم جذبات کو ٹھیس پہنچانے سے متعلق ہے۔ تشدد کی اس قسم میں فرد کا اپنے شریک حیات سے بدکلامی کرنا، اس کی تحقیر کرنا اور اسے گالی دینا شامل ہے۔ بدزبانی سے انسان کو نفسیاتی اور جذباتی تکلیف ہوتی ہے جس سے ابھرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ازدواجی زندگی میں عام طور سے مرد اس طرح کا سلوک اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ مرد کی بدزبانی سے عورت کو جذباتی و نفسیاتی اذیت پہنچتی ہے جو کہ تشدد کی بہت سنگین قسم ہے۔

مذہبی اور تہذیبی اذیت (Spiritual and Cultural Abuse): تشدد کی اس قسم میں انسان اپنی طاقت و قوت کا استعمال خاندان کے افراد کو مذہبی و تہذیبی حقوق سے روکنے کے لئے کرتا ہے۔ اس کے علاوہ جب فرد مذہبی تعلیمات اور تہذیبی روایات کے سہارے افراد خانہ کے حقوق، ان کی آزادی اور ضروریات کو روکنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے بھی مذہبی اور تہذیبی تشدد کہا جائے گا۔ یعنی اس میں مذہبی اور تہذیبی روایات کا حوالے کے طور پر غلط استعمال کیا جاتا ہے تاکہ اس سے اپنے رویے کو جواز فراہم کیا جاسکے۔

سماجی اذیت (Social Abuse): سماجی اذیت گھریلو تشدد کی ایک قسم ہے جس کا ارتکاب عام طور سے مرد کرتا ہے۔ اس قسم کے تشدد میں بیوی یا افراد خاندان کو اکیلا اور تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کی کسی بھی طرح معاشی و نفسیاتی مدد نہیں کی جاتی ہے۔ دیہی علاقوں میں اس طرح کے تشدد دیکھنے کو ملتے ہیں۔۔

معاشی اذیت (Economic Abuse): تشدد کی اس قسم میں معاشی تنگی پیدا کرنا ہے۔ یعنی بیوی یا دوسرے افراد خاندان کو مالی تعاون دینے سے منع کرنا تاکہ وہ اپنی بنیادی ضروریات کو پوری نہ کرسکیں۔

تشدد کی مذکورہ اقسام میں سے ہر ایک قسم ہمارے سماج میں موجود ہے۔ بعض اقسام ایسی ہیں جو نظر آتی ہیں جیسے کی جسمانی اور سماجی اذیت لیکن بعض ایسے اقسام ہیں جو نظر نہیں آتے جو انسان کی زندگی کے لئے بہت خطرناک ہوتے ہیں۔

16.5 گھریلو تشدد کے اسباب (Causes for Domestic Violence)

ہم اپنے سماج میں بہت سے ایسے خاندان کو دیکھتے ہیں جو گھریلو تشدد کے شکار اور اسی تشدد کی وجہ سے بہت سارے خاندان کے افراد ایک دوسرے سے الگ ہوگئے ہیں۔ ابھی تک تو ہم نے گھریلو تشدد کے معنی اور اس کی مختلف اقسام کے بارے میں پڑھا ہے۔ اب ہم اس کے اسباب و علل کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

شراب نوشی (Alcoholism): انسان کے پاس سب سے قیمتی شئ اس کی عقل اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہے۔ شراب اور دوسری نشہ آور اشیا انسان کو بے حس بنا دیتی ہیں۔ گھریلو تشدد کی بنیادی وجہ شراب نوشی اور نشہ آور دوائیوں کا استعمال ہے۔ عام طور سے مرد جب نشے کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ گھر کے پرسکون ماحول کو خراب کر دیتا ہے۔ وہ اپنی بیوی، بچوں پر تشدد کرتا ہے، ان سے بدکلامی کرتا ہے اور بعض اوقات انہیں جسمانی اذیت بھی دیتا ہے۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ شراب نوشی اور نشہ آور اشیا کا استعمال گھریلو تشدد کی بنیادی وجہ ہے۔

غربت اور بے روزگاری (Poverty and Unemployment): غربت اور بے روزگاری بہت سے سماجی مسائل کی وجہ ہیں۔ان مسائل میں گھریلو تشدد بھی ایک اہم مسئلہ ہے جو غربت کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔ معاشی تنگی میں مبتلا شخص اپنے اور افراد خاندان کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ شدید ذہنی دباؤ میں ہوتا ہے۔یہ ذہنی دباؤ اور پریشانی کا اظہار اکثر گھریلو تشدد کی شکل میں دکھائی پڑتا ہے۔

رشتے کو بچانے کے ارادے سے تشدد (Relationship Retention Behaviour): آج کے جدید سماج میں گھریلو تشدد کے الگ الگ طریقے ہیں۔اسی طرح صنفی تشدد کا ایک نیا طریقہ جس کا مقصد رشتے کو محفوظ رکھنا ہے۔یعنی یہ احساس کہ سخت کنٹرول اور تشدد کے ذریعے ہی ازدواجی زندگی محفوظ رہ سکتی ہے۔اس قسم میں مرد اپنی بیوی پر مکمل کنٹرول بنائے رکھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ اس کی تابع و فرمان بردار بنی رہے۔

ازدواجی زندگی میں شک (Suspicion on Marital Life): ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ ہی رشتے کو مضبوط بناتا ہے۔خواہ رشتہ کسی بھی نوعیت کا ہو اگر اس میں شک اور بے وفائی کی بو آنے لگے تو ایسے رشتے ناپائیدار ہوتے ہیں۔ازداجی زندگی میں باہمی اعتماد اور بھروسے کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔اگر ان دونوں (شوہر اور بیوی) میں سے کسی ایک کے اندر دوسرے کے تعلق سے شک پیدا ہو جائے اور بے وفائی کا احساس ہونے لگ جائے تو گھر کا خوشگوار ماحول برباد ہو جاتا ہے۔ آپس میں بحث ومباحثہ سے آگے بڑھ کر لڑائی جھگڑے والا ماحول ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں گھریلو تشدد کے واقعات رونما ہونے لگتے ہیں۔

16.6 گھریلو تشدد کے اثرات (Impacts of Domestic Violence)

انسانی زندگی اور مجموعی طور سے پورے سماج پر گھریلو تشدد کے بے شمار اثرات ہیں۔اس سے انسان کو صرف جسمانی اذیت ہی نہیں پہنچتی ہے بلکہ نفسیاتی، معاشی اور روحانی تکلیف بھی ہوتی ہے۔گھریلو تشدد کے نقصانات صرف مظلوم ہی کو نہیں پہنچتے ہیں بلکہ اس کے منفی اثرات مجرم، خاندان کے دوسرے افراد اور پورے سماج پر پڑتے ہیں۔ عورت کی صحت کی خرابی کی ایک اہم وجہ گھریلو تشدد ہے۔ یہ عورت کے ذہن پر بہت منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ سماج میں ہمیں بعض واقعات تو ایسے دیکھنے کو ملتے ہیں کہ گھریلو تشدد کی وجہ سے عورت مختلف جذباتی ونفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے اور جس کے نتیجے میں وہ خودکشی کر بیٹھتی ہے۔

بچوں کی تربیت اور نفسیاتی وجذباتی طور پر مضبوط بنانے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں خوشگوار ماحول ملے۔ ان کو اچھا انسان بننے کے لئے والدین کی توجہ اور شفقت ضروری ہے۔ والدین کے مابین تعلقات میں کشیدگی کے اثرات بچوں پر بہت منفی پڑتے ہیں۔ لہذا گھریلو تشدد کے واقعات اگر ہوتے ہیں تو اس سے بچوں میں احساس کمتری، مزاج میں چڑاچڑاپن اور دیگر نفسیاتی جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ان کی تعلیم اور صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ اس کے اثرات مجموعی طور پر پورے سماج پر پڑتے ہیں۔ چونکہ گھر میں لڑائی جھگڑے اور کشیدہ تعلقات کے اثرات گھر کے باہر کے افراد پر بھی پڑتے ہیں۔

16.7 گھریلو تشدد کو کم کرنے کے اقدام (Steps to decrease the Domestic Violence)

مرد اور عورت انسانی سماج کا لازمی جز ہیں۔ ان کے درمیان رشتے اگر خوشگوار نہیں ہیں تو پورا سماج ابتری کا شکار رہتا ہے۔ انسان کی ازدواجی زندگی مرد اور عورت سے مرکب ہے۔ لہذا ضروری ہیکہ ان کے آپسی تعلقات محبت اور الفت سے بھرے ہوں تاکہ ایک بہترین خاندان بنے جس سے سماج میں استحکام پیدا ہو۔ گھریلو تشدد خاندان کے خوشگوار ماحول کو خراب کرتا ہے۔ اس لئے خاندان اور سماج کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کو کم کرنے کی طرف توجہ دی جائے۔

اس سماجی مسئلے کو حل کرنے کے لئے دو طرفہ اقدامات کئے جانے چاہئیں۔ پہلا قانونی اقدامات اور دوسرا سماجی اقدامات۔ ان دو طرفہ اقدامات کا مقصد خواتین کو ان کا قانونی حق دلانا اور ان کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ ان کو اس جانب توجہ دلانا کہ گھریلو تشدد کے حوالے سے وہ بہت حساس رہیں۔ ذیل میں ہم چند اقدامات کا ذکر کر رہے ہیں جن کو عمل میں لانے سے اس مسئلے پر بہت حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

خواتین کے تعلق سے مردوں کا رویہ (Attitude of men towards women)

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارا سماج ایک پدرسری سماج ہے جہاں پر ہر معاملے میں عورتوں کے مقابلے مردوں کو ترجیحی حیثیت حاصل ہے۔ اس وجہ سے عام طور سے مردوں کا یہ ماننا ہوتا ہے کہ ان کی مردانگی اسی وقت قائم ہوسکتی ہے جب وہ اپنی ازدواجی زندگی میں عورتوں کو اپنے ماتحت رکھیں اور ان پر اپنے اختیارات چلائیں۔ لہذا اگر گھریلو تشدد کو کم کرنا ہے تو سب سے پہلے عورتوں کے تئیں مردوں کو اپنا رویہ بدلنا ہوگا۔ انہیں عورتوں کی عزت کرنی ہوگی۔ انہیں یہ سمجھنا ہوگا کہ ان کا بھی خواہ وہ بیوی، بیٹی، بہن یا ماں ہو اپنا ایک انفرادی وجود ہے۔ ان کے پاس سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہے۔ ان میں اپنی ترجیحات خود طے کرنے کی صلاحیت ہے۔ اگر مرد اپنے رویے میں اس قسم کی تبدیلی لے آئے تو امید ہے کہ گھریلو تشدد کے واقعات میں کمی واقع ہو۔

مردوں کے تعلق سے خواتین کا رویہ (Attitude of women towards men)

گھریلو تشدد کو کم کرنے کے لئے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی اپنے رویے میں تبدیلی لانی ہوگی۔ چونکہ ایک لڑکی کو بچپن سے ہی یہ سکھایا جاتا ہے کہ لڑکا نہ صرف یہ کہ جسمانی لحاظ سے مضبوہے بلکہ وہ جذباتی لحاظ سے بھی مضبوط ہوتا ہے۔ وہ لڑکی کے مقابلے میں زیادہ عقل رکھتا ہے۔ لہذا لڑکی کی اپنی زندگی کے اہم فیصلے بھی لڑکا ہی لے گا۔ اس طرح ایک عورت خود بھی اپنی حالت کی ذمے دار ہے۔ اس لئے اگر خواتین چاہتی ہیں کہ گھریلو تشدد کے واقعات میں کمی آئے تو انہیں اس طرف توجہ دینی ہوگی اور بچپن سے ہی لڑکیوں کو اس کی تربیت کرنی ہوگی تاکہ وہ زندگی کے دیگر شعبے کے علاوہ اپنی ازدواجی زندگی میں بھی مرد کے ظلم کو خاموشی برداشت نہ کرتی رہیں بلکہ اس کے خلاف آواز اٹھائیں اور اپنے انصاف کے لئے لڑیں۔

خواتین کے تعلق سے خواتین کا رویہ(Attitude of women towards women)

گھریلو تشدد میں مردوں کے ساتھ خواتین بھی برابر کی شریک رہتی ہیں۔ ہم عام طور پر اپنے سماج میں دیکھتے ہیں کہ دلہن پر اگر ظلم ہوتا ہے تو اس میں اس کی نند (Sisters-in-law) اور ساس کا بھی اہم رول ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر شوہر اپنی ماں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے تو اس میں بھی بہت حد تک اس کی بیوی کا رول ہوتا ہے۔ لہذا عورتوں کو اپنی اصلاح کرنی ہوگی اور اپنے جنس کے افراد (عورت) کے درد کو سمجھنا ہوگا۔ تب جاکر صورتحال میں مثبت تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔

سماجی رابطے(Social Networks) : یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ جو بھی شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت اگر وہ خاموش مزاج اور اس کا لوگوں سے ملنا جلنا ہوتا ہو، تو ہو سکتا ہے کہ اسے اپنے اس قسم کے مزاج سے کچھ فائدے ہوتے ہوں۔ لیکن مجموعی طور سے اگر دیکھا جائے تو فائدے سے زیادہ نقصان ہے۔ چونکہ انسان کو ایک سماجی حیوان کہا جاتا ہے جس کی فطرت میں لوگوں سے ملنا جلنا ہے۔ اس کی شخصیت کا ارتقا سماجی تعامل (Social Interaction) کے ذریعے ہوتا ہے۔ جس عورت کا پاس پڑوس والوں سے ملنا جلنا ہوتا ہے اور اس کے دوست و احباب ہوتے ہیں ایسی عورت گھریلو تشدد سے بآسانی نپٹ سکتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ بعض عورتیں ایسی بھی ہیں جو کسی سماجی وفلاحی تنظیموں سے وابسطہ ہوتی ہیں تو ایسی عورتیں بھی اس طرح کے مسائل بآسانی حل کر سکتی ہیں۔ چونکہ ان کے پاس ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ان کو مشورہ دے سکتے ہیں اور بعض اوقات اگر ضرورت پڑے تو قانونی مدد بھی کرتے ہیں۔

اس کے مقابلے میں وہ عورت جو سماجی علاحدگی کو پسند کرتی ہو تو ان کے پاس اس طرح کے مواقع نہیں ہوتے ہیں۔ لہذا اسے گریلو تشدد جیسے مسائل سے نپٹنے میں کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

خاندانی زندگی کو بہتر بنانا(Quality of family life) : گھریلو تشدد کو کم کرنے کا سب سے اہم قدم گھریلو زندگی کو بہتر بنانا ہے۔ گھریلو تشدد کے اسباب کو بیان کرتے وقت ہم نے اس سبب کو بھی بیان کیا تھا کہ معاشی تنگی اپنے ساتھ بہت سارے مسائل لے کر آتی ہے۔ غربت کی زندگی انسان کی عقل اور سوچنے کی صلاحیت کو مفقود کر دیتی ہے۔ انسان کا ذہنی سکون چھن جاتا ہے۔ اس لئے وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ کرتا ہے اور اکثر تشدد کا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ معاشی تنگی کو دور کرنے کی فکر کی جائے، گھر کے افراد کی ضروریات پوری کی جائیں۔ جب معاشی خوشحالی ہوگی تو اس بات کا بہت امکان ہے کہ گھریلو تشدد میں بھی کمی واقع ہوگی۔

مناسب تربیت کی ضرورت (Requirement of proper training): تعاون اور تنازع (Cooperation and Conflict) انسانی سماج کے لازمی اجزا ہیں۔ اسی طرح انسان کی زندگی خوشی اور غم کا مجموعہ ہے۔ گھریلو تشدد ذہنی الجھن، مایوسی، جذباتی ونفسیاتی اور دیگر بیرونی مسائل کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ لوگوں کو اس بات کی ٹریننگ دی جانی چاہیے کہ وہ کیسے ان مسائل کو بآسانی حل کر سکیں۔ لوگوں کو ایک دوسرے کے تعلق سے حسن ظن، پیار اور قربانی کے جذبے کی ترغیب دینی چاہئے۔ چونکہ گھر میں محض تشدد کے نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ گھر کا ماحول خوشگوار ہے۔ جب تک مثبت جذبات کو فروغ حاصل نہیں ہوگا تب تک اس بات کا قوی امکان رہتا ہے کہ کسی نہ کسی وقت تشدد کے واقعات رونما ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے تمام مرد و خواتین دونوں کو بہترین اور مناسب تربیت وٹریننگ کرائی جانی چاہئے۔

16.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں ہم نے ایک بہت اہم سماجی برائی جسے ہم گھریلو تشدد (Domestic Violence) کہتے ہیں، پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ ہم نے گھریلو تشدد کے واقعات اور اس کے اقسام کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ نیز اس کے مطالعے سے ہمیں اس بات کا بھی علم ہوا کہ اس کے متعلق کون سے نظریات ہیں۔ مثلاً نظریہ وسائل، پدرسری نظریہ اور نظریہ تبادلہ سے ہمیں واقفیت ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے گھریلو تشدد کے اسباب و علل، اس کے اثرات اور اسے کم کرنے کے اقدامات کے بارے میں معلومات حاصل ہوئی ہے۔

16.9 کلیدی الفاظ (Keywords)

پدرسری (Patriarchy) : یہ ایک ایسا سماجی نظام ہے جس میں مردوں کو فوقیت اور برتری حاصل رہتی ہے۔ اس اصطلاح کو سماجیاتی نظریات میں سماجی تعلقات کے نظام، سماجی اقدار و معیارات اور ملنے جلنے کے طریقوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو مردوں کے ذریعے تشکیل شدہ ہوں اور جس میں مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں فوقیت دی جاتی ہو۔

قوت (Power): اس اصطلاح سے مراد انسان کی وہ قوت اور صلاحیت ہے جو وہ کسی دوسرے انسان پر اس کی مرضی کے برخلاف اپنا کام کرانے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

16.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) وہ سماج جہاں عورتوں کے مقابلے میں مردوں کو فوقیت دی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(a) پدرسری سماج　　(b) مادر سری سماج

(c) دونوں　　(d) ان میں سے کوئی نہیں

(2) وہ سماج جس میں مردوں سے زیادہ عورتوں کو فوقیت دی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(a) پدرسری سماج　　(b) مادر سری سماج

(c) مذہبی سماج　　(d) نسائی سماج

(3) بیوی کو طمانچہ مارنا یا بال کھینچنا وغیرہ گھریلو تشدد کی کونسی قسم میں شمار ہوگا؟

(a)نفسیاتی تشدد (b)جسمانی تشدد

(c)جذباتی تشدد (d)ان میں سے کوئی نہیں

(4) بیوی کی مرضی کے بغیر جنسی تعلق بنانا یا غیر فطری طرح سے جنسی خواہش پوری کرنا گھریلو تشدد کی کون سی قسم ہے؟

(a)جذباتی تشدد (b)جسمانی تشدد

(c)جنسی تشدد (d)ان میں سے کوئی نہیں

(5) فرد کا اپنے شریک حیات سے بدکلامی کرنا، اس کی تحقیر کرنا اور اسے گالی دینا گھریلو تشدد کی کون سی قسم ہے؟

(a)زبانی تشدد (b)جسمانی تشدد

(c)دوونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(6) جب فرد اپنی طاقت کا استعمال خاندان کے افراد کو مذہبی و تہذیبی حقوق سے روکنے کے لئے کرے تو اسے گھریلو تشدد کی کونسی قسم کہا جائے گا؟

(a)مذہبی تشدد (b)تہذیبی تشدد

(c)دونوں (d)جسمانی تشدد

(7) تشدد کی کس قسم میں بیوی یا افراد خاندان کو اکیلا اور تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے؟

(a)سماجی تشدد (b)جذباتی تشدد

(c)معاشی تشدد (d)زبانی تشدد

(8) جب بیوی یا دوسرے افراد خاندان کو مالی تعاون دینے سے منع کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی بنیادی ضروریات کو پوری نہ کر سکیں۔ تو یہ تشدد کی کون قسم کہلاتی ہے؟

(a)نفسیاتی تشدد (b)معاشی تشدد

(c)جسمانی تشدد (d)تہذیبی و تشدد

(9)گھریلو تشدد کے حوالے سے نظریہ وسائل کے حامی درج ذیل میں سے کون سے مفکر ہیں؟

(a)گوڈے (Goode) (b)مارٹن

(c)جانسن (d)ان میں سے کوئی نہیں

(10) کس نظریے کے مطابق پوری انسانی تاریخ میں سماج کے تمام ہی شعبے میں مردوں کا غلبہ رہا ہے؟

(a)پدر سری نظریہ (b)مادر سری نظریہ

(b)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. گھریلو تشدد پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔
2. گھریلو تشدد کے نظریات کو بیان کیجیے۔
3. گھریلو تشدد کے تین اقسام کو بیان کیجیے۔
4. خاندان کے افراد اور سماج پر گھریلو تشدد کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ واضح کیجیے۔
5. پدر سری سماج کس طرح گھریلو تشدد کی وجہ ہے؟ بتائیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. گھریلو تشدد کے اسباب کی تفصیل سے وضاحت کیجیے۔
2. گھریلو تشدد کو کم کرنے کے تین اہم اقدامات کو بیان کیجیے۔
3. جسمانی اور جذباتی تشدد کی تفصیل سے وضاحت کیجیے۔

16.11 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

21. William Halse Rivers, 2011, Kinship and social organization, Routledge, New Delhi.

22. Barnard, Alan. (2007). Social Anthropology: Investigating Human Social Life, Viva Books Private Limited, New Delhi.

23. Fox, Robin. (1967). Kinship and Marriage. An Anthropological Perspective, Penguin, Baltimore.

24. Ahmed, Imtiaz. (ed.). 1976. Family, Kinship and Marriage among Muslims in India, Monohar Book Service, New Delhi.

25. Dube, Leela. 1997. Women and Kinship: Comparative Perspectives on Gender in South and South-East Asia. United Nations University Press.

اکائی 17۔ ہندو میرج ایکٹ

(Hindu Marriage Act)

اکائی کے اجزاء

17.0 تمہید

17.1 مقاصد

17.2 ہندو میرج ایکٹ 1955: ایک تعارف

17.3 ہندو میرج ایکٹ 1955 کا اطلاق

17.4 ہندو میرج ایکٹ 1955 کی خصوصیات

17.5 ہندو میرج ایکٹ 1955: ایک سماجی بدلاؤ

17.6 میرج قوانین

17.7 اکتسابی نتائج

17.8 کلیدی الفاظ

17.9 نمونہ امتحانی سوالات

17.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد

17.0 تمہید (Introduction)

ہندو دھرم میں شادی کو ایک مقدس ادارہ قرار دیا گیا ہے۔ یعنی ہندو دھرم میں شادی کو جنموں جنم کا سمبندھ مانا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو دھرم میں طلاق کا تصور نہیں ہے۔ اور جو شادی ہندو دھرم کے خلاف ہوتی ہے، وہ نامکمل شادی، تسلیم کی جاتی ہے۔ ہندو دھرم میں شادی کو ایک مذہبی عمل قرار دیا گیا ہے اور عورت کے لئے شادی ایک اہم مذہبی رسم ہے۔ عورت مرد دونوں کو دھارمک باتوں کی پابندی لازم ہے۔ شادی سے اولاد لینا بھی ایک اہم کام ہے لیکن اس کو دوسرے نمبر پر رکھا گیا ہے۔ اور شادی کے بعد اگر نرینہ اولاد ہو تو اسے ہی باپ کو مرنے پر آگ دینا ضروری ہے تاکہ باپ کو جہنم (نرک) سے بچایا جا سکے نیز شادی کو جنسی تعلقات اور خواہشات نفسیاتی کی

تکمیل کیلئے تیسرے نمبر پر رکھا گیا ہے۔

ہندو دھرم میں شادی کے وقت ویدک منتروں کا پڑھنا اور دھارمک رسموں کی ادائیگی کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ اس کے بغیر شادی کو مکمل نہیں مانا گیا ہے مثلاً (1) کنیادان (Kanyadan) (2) پانی گرھن (Panigrahana) (3) لاج ھما (Lajahoma) (4) سپت پتی (Saptpadi) (5) اگنی پرنیا (Agnipranaya) وغیرہ۔

ہندو دھرم میں شادی کو تاحیات نبھانے دائمی سمجھوتہ اور ہمیشہ تال میل قائم رکھنا بھی ضروری ہے اس کے علاوہ شادی کو سماجی اور معاشرتی نظام کا ایک اہم حصہ تسلیم کیا ہے۔ ہندو دھرم میں شادی / میریج کی کئی شکلیں اور قسمیں ہیں، ان میں سے دو قسمیں اہم ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(1) یک زوجگی (Monogamy)

(2) کثرت ازواج (Polygamy)

(1) یک زوجگی (Monogamy) کا مطلب یہ ہے کہ بیک وقت مرد ایک ہی بیوی اور عورت کو ایک ہی شوہر رکھنا ضروری ہے۔

(2) کثرت ازواج (Polygamy) کی دو صورتیں ہیں۔

(i) کثیر زنی (Polygyny)

(ii) پولینڈری (Polyandry)

کثیر زنی (Polygyny) کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرد کے پاس کئی بیویاں ہوں اور پولینڈری (Polyandry) مطلب یہ ہے کہ ایک عورت کی شادی کئی مرد سے ہوں۔ البتہ سماج و معاشرے میں زیادہ تر رواج یک زوجگی (Monogamy) کا ہی ہے اسی پر اکثر لوگ عمل کرتے ہیں۔

17.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے درج ذیل مقاصد ہیں؛

- ہندو میریج ایکٹ 1955 سے طلبہ کو واقف کرانا۔
- طلبہ کو یہ بتانا کہ ہندو میرج ایکٹ 1955 کا اطلاق کن لوگوں پر ہوتا ہے۔
- ہندو میریج ایکٹ 1955 کی خصوصیات سے واقف کرانا۔
- اس بات کو واضح کرنا کہ ہندو میریج ایکٹ 1955 کس طرح سماجی تبدیلی کی وجہ بنی۔
- میریج قوانین میں ترمیمی نکات کو بتانا۔

17.2 ہندو میرج ایکٹ 1955: ایک تعارف (Hindu Marriage Act 1955: An Introduction)

ہندو میرج ایکٹ 1955 دراصل ہندو کوڈ بل کا ایک لازمی حصہ ہے۔ جو 18 مئی 1955 کو پارلیمنٹ کے ذریعہ پاس کیا گیا۔ تاکہ ہندو سماج اور معاشرہ میں جو شادی بیاہ کے رسم و رواج تھا، اس میں ترمیم کر کے ایک نیا قوانین وضع کر کے اسے قانونی درجہ دیتا ہے۔ اس ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے شادی بیاہ کے معاملات میں ریاست (State) کا براہ راست دخل نہیں تھا بلکہ شادی بیاہ کو سماجی اور معاشرتی نظام کا ایک اہم حصّہ مانا جاتا تھا۔ ہندو شادی بیاہ دراصل ایک مقدس اور اٹوٹ بندھن مانا جاتا تھا لیکن اب ہندو میرج ایکٹ 1955 کے نافذ ہونے کے بعد اب اسے اٹوٹ بندھن نہیں مانا جاتا ہے اور نہ ہی جنموں جنم کا رشتہ تصور کیا جاتا ہے بلکہ خاص طرح کی صورت حال میں اسے توڑا بھی جاسکتا ہے اور یہ ہندو شادی کا منظم بندھن کو مہیا کرتا ہے۔

"ہندو میرج ایکٹ 1955" کا نفاذ ہندو طبقات و برادریاں کے علاوہ سکھ، جین اور بودھ پر بھی ہوتا ہے۔ اور ان تمام مذاہب کے ماننے والے جن کا اوپر ذکر ہوا جسے ہندو کی تمام برادریاں، جین سکھ اور بودھ کیلئے یک زوجگی (Monogamy) لازمی ہے اور ہندو میرج ایکٹ کے لاگو ہونے سے پہلے جو کثرت ازواج کا جو رواج تھا اُسے بالکل ختم کر کے اُسے قانونی جرم قرار دے دیا گیا۔

17.3 ہندو میرج ایکٹ 1955 کا اطلاق (Applicability of Hindu Marriage Act:1955)

یہ قانون لاگو ہوتا ہے کہ: (i) ہندو مذہب کے ماننے والے خواہ لینگ گایت، برہمو سماج یا آریہ سماج کسی بھی طبقہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں اُن پر یہ قانون لاگو ہوتا ہے۔ (ii) ہندو مذہب کے علاوہ جین، سکھ، اور بودھ پر بھی یہ قانون لاگو ہوتا ہے۔ (iii) جو ہندو باہر رہتے ہیں اُن پر بھی یہ قانون لاگو ہوتا ہے بشرطیکہ ان کی پیدائش انڈیا میں ہوئی ہو۔ (iv) مسلم، عیسائی، یہودی اور پارسی کے علاوہ جن کی بھی مستقل رہائش گاہ ہندوستان میں ہے اُن پر بھی یہ لاگو ہوتا ہے۔

17.4 ہندو میرج ایکٹ 1955 کی کئی اہم خصوصیات ہیں

(Salient Features of Hindu Marriage Act 1955)

(i) ہندو میرج ایکٹ 1955 سیکشن 5 ہندو میرج ایکٹ 1955 سیکشن 5 (ii) اور (iii) کی روشنی میں ہندو شادی بیاہ کا تعلق مذہب سے کم ہے، بلکہ "باہمی رضامندی" پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

(ii) ہندو میرج ایکٹ 1955 سیکشن 2 اس سیکشن 2 کی روشنی میں ہندو میرج ایکٹ 1955 کے تحت جو بھی مذاہب کے ماننے والے آتے ہیں، جسے ہندو کی تمام برادریاں، سکھ، جین اور بودھ کی شادی بیاہ کو "ہندو شادی" کہا جائے گا۔

(iii)ہندو میرج ایکٹ 1955 سیکشن 17 کی روشنی میں یک زوجگی ہی عملی زندگی میں اپنانے کولازمی قرار دیا گیا ہے۔ نیز پالی گیمی یعنی ایک ساتھ دو بیویاں یا دو شوہر رکھنا اپنانے پر سختی سے منع ہے۔ اگر کسی نے اسے اپنایا تو اسے انڈین پینل کوٹ کی روشنی میں اسے قانوناً جرم قرار دیا گیا ہے۔

(iv) ہندو میرج ایکٹ 1955 کی روشنی میں کئی برادریاں یا کئی طبقات کے درمیان اور کئی مذاہب ماننے والوں کے درمیان جو شادی ہوتی ہے،اسے صحیح اور درست مانا ہے اور اسے قانونی درجہ حاصل ہے۔

(v)ہندو میرج ایکٹ 1955 کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شادی بیاہ اور میرج کیلئے عمر متعین کر دیا گیا ہے۔ جس کے تحت لڑکے کیلئے 21 سال اور لڑکی کیلئے 18 سال کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

(vi)ہندو میرج ایکٹ 1955 کے تحت شادی بیاہ کے رجسٹریشن کا معقول نظم کیا گیا۔

(vii)ہندو میرج ایکٹ 1955 سیکشن 16 کی روشنی میں جو اولاد ہو گی،اسے قانونی حیثیت ہو گی۔

(viii) ہندو میرج ایکٹ 1955 سیکشن 26 کے تحت میاں بیوی کی جدائیگی اور طلاق کی صورت میں نوزائدہ اولاد اور نابالغ اولاد کی کفالت اور پرورش کا بھی معقول نظم ہے اور اسے قانونی حیثیت حاصل ہے

ہندو میرج ایکٹ 1955 کے تحت طلاق دینے کی وجوہات:

(i) ہندو میرج ایکٹ 1955 کی روشنی میں طلاق دینے کی پہلی وجہ زناکاری (Adultery) ہے۔یعنی کہ کوئی بھی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کو اپنے شوہر کے علاوہ یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی غیر مرد یا کسی غیر عورت کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے پر طلاق دی جاسکتی ہے۔

(ii)ہندو میرج ایکٹ 1955 کی روشنی میں طلاق دینے کی دوسری وجہ ظلم و زیادتی ہے۔یعنی عورت یا مرد میں سے کوئی کورٹ میں جسمانی یا ذہنی نقصانات پہنچانے کی بنا پر درخواست گزار ہے تو اس بنیاد پر طلاق لی جاسکتی ہے۔

(iii)طلاق لینے کی تیسری وجہ جواب دہندہ ہے۔یعنی اگر میاں بیوی میں سے کوئی بھی دوسرا مذہب اور دھرم قبول کر لیتا ہے تو اس صورت میں طلاق لی جاسکتی ہے۔

(iv)طلاق لینے کی چوتھی وجہ 'مفقود الخبر (Not seen alive for seven or more years)ہے۔مفقود الخبر (یعنی جو سات سالوں سے لاپتہ ہو) کے متعلق کوئی خبر اور اطلاع نہیں ہے تو اسی صورت میں بھی طلاق لی جاسکتی ہے۔

(v)طلاق لینے کی پانچویں وجہ ناقص الدّماغ (Unsound mind) ہے ۔یعنی اگر جواب دہندہ شادی کے بعد ایسا ناقص العقل اور ناقص الدماغ ثابت ہوا کہ اس کے ساتھ شادی نبھانا مشکل ہے تو ایسی صورت میں بھی طلاق لی جاسکتی ہے۔

(vi)اگر جواب دہندہ کسی لاعلاج مرض یا متعدی یعنی پھیلنے والی بیماری (Communicable disease) میں مبتلا ہے تو ایسی صورت میں بھی طلاق لی جاسکتی ہے۔

(vii)اگر علاحدگی کے ایک سال سے زیادہ مدت کے بعد میاں بیوی ایک ساتھ رہنے کیلئے راضی نہیں ہے تو ایسی صورت میں بھی طلاق ہو سکتی ہے۔

ہندو میرج رجسٹریشن(Registration)

ہندو میرج ایکٹ 1955 سیکشن 8 میں اس بات کا ذکر ہے کہ راجیہ سرکار ہندو شادی رجسٹریشن کے متعلق قانون بنا سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ راجیہ سرکار جو بھی قانون بنائے گی اسے وِدھان سبھا میں پیش کرکے اُسے پاس کرانا ہوگا۔ ہندو میرج رجسٹریشن کا اہم مقصد یہ ہے کہ ہندو شادی بیاہ کے لئے ایک ثبوت کے طور پر اُسے رکھا جاسکے۔ ہندو رجسٹریشن کا دوسرا اہم مقصد یہ ہے کہ رجسٹر میں شادی کے متعلق جو جانکاری دی گئی ہے۔ ضرورت پڑنے پر اُس کی تصدیق کی جاسکے۔

باہمی طلاق(Mutual Divorce)

ہندو میرج ایکٹ 1955 سیکشن B13 کے تحت میاں بیوی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ دونوں باہمی رضامندی سے شادی کو توڑ سکتے ہیں۔ اور یہ ایسا قانون ہے جو دونوں میاں بیوی کے درمیان خوشگوار ماحول اور دوستانہ انداز میں بغیر جھگڑے لڑائی اور جذباتی قدم اٹھائے آپسی رضامندی سے شادی کو توڑ سکتے ہیں۔

حقوقِ زوجین کی بحالی(Restitution of Conjugal rights)

ہندو میرج ایکٹ 1955 میں یہ بھی نظم ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی بھی ازواجی زندگی سے الگ ہو کر الگ تھلگ رہنے لگے، مثال کے طور پر بیوی شوہر کو چھوڑ دے یا شوہر بیوی کو چھوڑ دے تو ایسی صورت میں جس کو چھوڑ دیا گیا ہے، وہ عدالتی نظام اور قانونی سہارا لینے کے لئے عدالت اور کورٹ جاسکتا ہے۔ اپنی مانگ کا یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ پھر سے ازواجی زندگی کی شروعات کرنے کے لئے اختیارات دیئے جائیں۔

عدالتی علیٰحدگی(Judicial Separation)

ہندو میرج ایکٹ 1955 کے سیکشن 10 میں یہ عدالتی علیٰحدگی کا معقول نظم ہے۔ یعنی میاں بیوی میں سے کوئی بھی الگ تھلگ رہنے کے لئے کورٹ میں اپنی عرضی دے سکتا ہے۔ اب عدالت کو یہ اختیارات حاصل ہے کہ عرضی سننے کے بعد مناسب جو لگے اُس پر عمل کرے، یعنی عرضی اور فرمان کو منسوخ بھی کر سکتا ہے اور قبول بھی کر سکتا ہے۔

اس ضابطہ کے تحت یہ بھی نظم ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی بھی ایک سال کے اندر اپنی عرضی طلاق کے لئے داخل کر سکتا ہے۔ سنگین حالات میں ایک سال سے پہلے بھی عرضی داخل کر سکتے ہیں۔

کفالت اور دیکھ بھال(Alimony and Maintenance)

ہندو میرج ایکٹ 1955 کے سیکشن 25 میں یہ انتظام کیا گیا ہے کہ طلاق کی صورت میں میاں بیوی میں سے کوئی بھی اپنی کفالت اور پرورش کے لئے اپنی عرضی کورٹ میں داخل کر سکتا ہے۔ اور یہ مانگ کر سکتا ہے کہ ہماری کفالت اور پرورش کے لئے معقول بندوبست

کیا جائے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے معاشی اعتبار سے جو کمزور اور مفلوک الحال ہے اُسے مالی امداد ملے اور عدالت جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ لے۔ بلکہ میاں بیوی میں سے ہر ایک کی آمدنی حیثیت ضروریات اور دیگر چیزوں کو ہر اعتبار سے جائزہ لینے کے بعد ہی فیصلہ لے۔

17.5 ہندو میرج ایکٹ 1955: ایک سماجی بدلاؤ (Hindu Marriage Act 1955: A Social Change)

قانون (law) کا کام صرف سماج و معاشرہ کو کنٹرول کرنا ہی نہیں ہے بلکہ سماج و معاشرہ کے افراد کی سوچ، رہن سہن، طور و طریقہ ، طرز زندگی اور اخلاق و کردار میں بھی بدلاؤ لانا ہے۔ چنانچہ اس ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد سماج میں ایک بڑا بدلاؤ دیکھنے کو ملا ہے۔ ہندو میرج ایکٹ ایک طرح کا تاریخی فیصلہ اور یہ ایک انقلابی قانون ہے۔ اس قانون کے لاگو ہونے کے بعد عورتوں کی زندگی میں بہت بدلائو دیکھنے کو ملتا ہے۔

ہندو میرج ایکٹ 1955 کثرتِ ازواج (Polygamy) پر پابندی عائد کردی۔ اس قانون سے پہلے ہندو عورتیں خاندان میں اذیتیں جھیلتی تھیں مگر طلاق کی مانگ کرنے کی جرأت نہیں کرپاتی تھیں اور انہیں طلاق لینے کا سماجی حق نہیں حاصل تھا۔ اب اس قانون کے آنے کے بعد ہندو عورت کو بھی ناگوار صورت حال میں طلاق مانگنے کا اختیار حاصل ہوا۔ اور اس قانون کے بعد عورت و مرد دونوں کو شادی بیاہ اور طلاق کے معاملہ میں مساوی حقوق حاصل ہوئے۔

ہندو میرج ایکٹ 1955 نے سماج میں شادی بیاہ کیلئے پہلے سے چلی آرہی تمام طرح کی ذات پات کی پابندیوں کو بالکل ختم کردیا۔ پہلی بابھارت میں ہندو کی تمام ذاتوں کیلئے یکساں قانون کا نفاذ ہوا۔ اور اس قانون کے نفاذ کے بعد مختلف برادریوں اور کاسٹوں کے درمیان شادی بیاہ کرنے پر قانونی مہرلگ گیا۔ اور یک زوجگی (Monogamy) قانون نافذ ہونے کے نتیجے میں میاں بیوی کے درمیان برابری اور مساوات پیدا ہوا۔ اور اس قانون کے آنے پر سماج میں عورت و مرد کے درمیان عدالتی علیحدگی اور طلاق کا معقول نظم ہوا۔

17.6 میرج قوانین (Marriage laws)

ہندو میرج قوانین (ترمیمی) بل 2010 کو ہندو میرج ایکٹ 1955 اسپیشل میرج ایکٹ 1954 میں ترمیم کرنے کے لئے راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا تھا۔ اور یہ بل راجیہ سبھا میں پاس ہو گیا لیکن لوک سبھا میں پاس نہیں ہوا۔

ہندو میرج قوانین (ترمیمی) بل 2010 میں درج ذیل کی صراحت تھی: (i) کورٹ طلاق کو اُسی وقت منظوری دے جب اولاد کی تعلیم و تربیت اور کفالت و پرورش کا معقول نظم ہونے کے ساتھ اولاد پر بُرے اثرات نہ پڑے (ii) اسپیشل میرج ایکٹ 1954 میں طلاق لینے کے لئے 6 مہینے کی قید تھی۔ اُسے ترمیمی بل 2010 ختم کرکے یہ بل لایا تھا کہ کورٹ جب مناسب سمجھے طلاق کی عرضی کی سنوائی کرسکتا ہے۔

17.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے ہندو مذہب میں شادی بیاہ کے تصورات و نظریات کی جانکاری ہوئی۔ اور اس اکائی کے مطالعے سے خاص طور پر ہندو میرج ایکٹ 1955 کے متعلق اور اس ایکٹ کے ہندو سماج و معاشرے پر پڑنے والے کے اثرات کے بارے میں قیمتی معلومات حاصل ہوئیں۔ اس اکائی کے اختتام پر ہندو میرج ایکٹ 1955 کی روشنی میں ہندو عورتوں کے حقوق و فرائض کی تفصیلی جانکاری ملی۔ نیز اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ یہ قانون عورتوں کے حق میں کتنا مفید ہے۔ ہندو میرج ایکٹ 1955 کے مطالعہ کرنے سے پر یہ پتہ چلا کہ یہ قانون یک زوجگی کی بحالی کرتا ہے اور کثرتِ ازواج کو بالکل مسترد کرتا ہے اور اسے قانونی جرم قرار دیتا ہے۔

17.8 کلیدی الفاظ (Keywords)

یک زوجگی (Monogamy) : بیک وقت مرد ایک ہی عورت اور عورت ایک ہی مرد سے شادی کرے۔

کثرتِ ازواج (Polygamy): بیک وقت مرد کے پاس ایک سے زیادہ بیوی اور عورت کے پاس ایک سے زیادہ شوہر۔

کثیر زنی (Polygyny) : بیک وقت مرد کے پاس ایک سے زیادہ بیوی ہو۔

پولینڈری (Polyandry): بیک وقت عورت کے پاس ایک سے زیادہ شوہر ہو۔

کنیادان (Kanyadan): شادی کے دوران اپنی بیٹی کے ہاتھ کو شوہر کے ہاتھ میں سونپ دینا اور اس رسم کے ذریعہ باپ اپنی بیٹی کی ذمہ داری اس کے ہاتھوں میں سونپ کر دولہا اور دلہن کو ایک نئی زندگی کا آغاز کرنے کیلئے آشرواد دیتا ہے۔

17.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Type Questions)

(1) ہندو میرج ایکٹ کب پاس ہوا؟

(a) 1952 (b) 1953 (c) 1955 (d) 1954

(2) ہندو میرج ایکٹ 1955 نے درج ذیل سے کس شادی کو ضروری قرار دیا ہے؟

(a) یک زوجگی (b) کثرتِ ازواج

(c) کثیر زنی (d) ان میں سے کوئی نہیں

(3) ہندو میرج ایکٹ 1955 ہندو کے علاوہ درجہ ذیل میں سے کن مذاہب کے ماننے والوں پر لاگو ہوتا ہے؟

(a) سکھ اور جین (b) بودھ

(c) a اور b (d) ان میں سے کوئی نہیں

(4) ہندو میرج ایکٹ 1955 درجہ ذیل میں سے کن مذاہب کے ماننے والوں پر لاگو نہیں ہوتا ہے؟

(a)مسلمان (b)عیسائی (c) b اور c (d)ان میں سے کوئی نہیں

(5)ہندو میرج ایکٹ 1955 یک زوجگی درجہ ذیل میں سے کن مذاہب کے ماننے والوں کیلئے ضروری قرار دیتا ہے؟

(a)ہندو (b)جین (d)سکھ (d)سبھی پر

(6) ہندو میرج ایکٹ 1955 سیکشن 5 کے تحت لڑکے کی شادی کی عمر کتنی طئے کی گئی ہے؟

(a) 18 سال (b) 21 سال (c) 22سال (d) 19سال

(7) ہندو میرج ایکٹ 1955 میں کس طرح کی شادی کو ختم کرکے اُسے قانونی جُرم قرار دیا گیا ہے؟

(a)ایک زوجگی (b کثرتِ ازواج

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(8) ہندو میرج ایکٹ 1955 میں درج ذیل میں سے کس پر زیادہ زور دیتا ہے؟

(a)دھارمک سنسکار (b)دونوں کی باہمی رضامندی

(c)دونوں (d)ان میں سے سبھی

(9) ہندو میرج ایکٹ 1955 کے زمرے میں درج ذیل میں سے کون کون شامل ہیں؟

(a)باہمی رضامندی سے طلاق (b)عدالتی جدائیگی

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(10) بیک وقت مرد ایک ہی عورت اور عورت ایک ہی مرد سے شادی کرے، تو اسے کیا کہتے ہیں؟

Monogamy(a) Polygamy(b)

Polygyny(c) Polyandry(d)

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. مقدس شادی کیا ہے؟
2. قانون کا کیا کام ہے؟
3. کنیادان سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. کثرتِ ازواج سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
5. ہندو میرج ایکٹ 1955 کے مقاصد کیا ہیں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions):

1. ہندومیرج ایکٹ 1955 کے کچھ اہم خصوصیات پر روشنی ڈالیں؟
2. ہندومیرج ایکٹ 1955 کے تحت طلاق کے شرائط بیان کریں؟
3. ہندومیرج ایکٹ 1955 کے ہندوسماج پر کیا کیا اثرات پڑے، ان پر اپنے خیالات کا اظہار کریں؟
4. ہندومیرج ایکٹ 1955 کے ہندوستانی سماج پر کیا کیا اثرات پڑے، ان پر روشنی ڈالیں؟

17.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Menskik, Werner, 2023, Hindu Law: Beyond Tradition and Modrnity, Oxford University Press, Delhi
2. Kapadia, K.M., 1972, Marraige and faimily in India, Oxford University Press, Delhi
3. Singer, Milton, 1972, when as Great traditioin modernises, Pareger Publishers ,New York
4. Augustine, J.S. (ed.) 1981, The Indian family in transition, Viakas Publishing House, New Delhi
5. CSWI (Committee on the Status of Women in India), 1974, Towards equality, Department ov Social wealfare, Government of India, New Delhi
6. Prabhu, P.N., l954, Hindu Social Organisation, Bomaby
7. Hindu Marraige Act, 1955 & Special Marrage Act 1954, indiankanoon.org. Retrieved, 27 August 2015
8. Fox , Robin, 1969, Kinship and Marraige, London
9. Kuppuswamy, B., 1996, Social change in India, Konark Publishers Pvt. Ltd., Delhi
10. Brown, A.R. Radcliffe, 1950, African System of Kinship and Marraige, London
11. The Hindu Court Marraige in Delhi

☆☆☆

اکائی 18۔ مسلم، سکھ اور عیسائی شادیوں کے متعلق قوانین

(Muslim, Sikh and Christian's Marriage Acts)

اکائی کے اجزا

18.0 تمہید

18.1 مقاصد

18.2 ہندوستان میں مسلم شادی کے قوانین

18.3 مسلم پرسنل لاء (شریعت) اپلی کیشن ایکٹ 1937

18.4 مسلم میرج ایکٹ (1939): کوڈیفائیڈ مسلم پرسنل لاز کے تحت طلاق

18.5 مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986

18.6 مسلم خواتین (شادی پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ، 2019

18.7 عیسائی شادی کے قوانین

18.8 انڈین کرسچن میرج ایکٹ، 1872

18.9 انڈین کرسچن میرج ایکٹ، 1872 کے تحت شادی:

18.10 ہندوستان میں عیسائی طلاق کے متعلق قوانین

18.11 ہندوستان میں سکھ شادی کے متعلق قوانین

18.12 آنند میرج ایکٹ 1909

18.13 اکتسابی نتائج

18.14 نمونہ امتحانی سوالات

18.15 تجویز کردہ اکتسابی مواد

18.0 تمہید (Introduction)

یہ مضمون اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لیے شادی کے قوانین وقت کے ساتھ کس طرح بدلتے رہے ہیں۔ یہاں مسلمانوں، عیسائیوں اور سکھوں کے درمیان شادی اور اس میں ہونے والی اہم قانونی تبدیلیوں کا بڑی وضاحت کے ساتھ تجزیہ کیا گیا ہے۔ نو آبادیاتی دور سے اب تک، ہونے والی تمام تبدیلیوں کا ان کے پس منظر کے ساتھ مطالعہ کیا گیا ہے۔ ساتھ اس کو بھی سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے یہ قوانین مذہب، معاشرے اور قانونی نظام سے کیسے متاثر ہوتے ہیں۔

18.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ہندوستان میں مسلم، عیسائی اور سکھ شادی کے قوانین کے تاریخی پس منظر کو سمجھیں۔
- انہیں اس بات سے واقفیت ہو جائے گی کہ ان مذاہب کے لیے قوانین کب سے بدلنا شروع ہوئے ہیں۔
- وہ دیکھیں کہ سماجی اور مذہبی تبدیلیوں نے شادی کی روایات اور قوانین کو کیسے متاثر کیا۔
- ہر مذہب میں طلاق کی تفصیلات کا بخوبی علم حاصل ہو۔
- قوانین پر عمل کرنے والوں کو درپیش موجودہ چیلنجز کا تجزیہ کریں۔
- یہ جان سکیں کہ سماج میں کس طرح مذہب، قانون اور شادی کے ادارے باہم مربوط ہوتے ہیں۔

18.2 ہندوستان میں مسلم شادی کے قوانین (Muslim Marriage Laws in India)

ہندوستان میں مسلم شادی کے قوانین کا تاریخی ارتقاء

ابتداء میں جب انگریزوں نے ہندوستان پر حکومت کرنی شروع کی تو ان کا ایک اصول تھا کہ وہ لوگوں کے مذاہب بالخصوص مسلم قوانین میں دخل انداز نہیں ہوں گے۔ اس کی ایک مثال 1772 میں ہیسٹنگ پلان تھی۔ اس نے دیوانی اور فوجداری معاملات کے لیے عدالتوں کا نظام قائم کیا، اور یہ عدالتیں مسلمانوں کے لیے قرآنی قوانین کے مطابق فیصلے کرتی تھیں نیز وراثت، شادی، ذات اور دیگر مذہبی رسومات سے متعلق معاملات کو سنبھالتی تھیں۔ 1772 کے ہیسٹنگ پلان نے مسلم پرسنل لاء کے بارے میں عدالتوں کا تعاون کرنے اور مشورے دینے کے لیے مسلم علماء و دانشوروں سے کہا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان اب بھی شادی اور طلاق جیسی چیزوں کے لیے اپنے مذہبی قوانین پر عمل کر سکتے ہیں۔ انگریزوں کی حکومت کے آخری دور یعنی 1930 کی دہائی کے آس پاس، مسلم مذہبی اسکالرز نے ایک نئے قانون کا مطالبہ کیا جو مسلم پرسنل لاء کو لکھے اور منظم کرے، اور اسے تمام مسلمانوں پر لاگو بھی کیا جائے۔ وہ ایسا اس وجہ سے چاہتے تھے کیونکہ نو آبادیاتی عدالتیں اکثر مقامی روایات کی حمایت کرتی تھیں، اور علمائے کرام اس بات کو یقینی بنانا چاہتے تھے کہ مسلم پرسنل لاء / شریعت کو

ان روایتی طریقوں پر فوقیت حاصل ہو۔

چنانچہ انگریزوں نے 1937 میں مسلم پرسنل لاء (شریعت) ایپلی کیشن ایکٹ بنایا۔ اس قانون نے اس بات کو یقینی بنایا کہ مسلمان صرف مسلم پرسنل لاء پر عمل کریں۔ 1939 میں علمائے کرام کی ایک اور درخواست تھی۔ اس وقت خواتین اپنی شادیاں صرف اسی صورت میں ختم کر سکتی تھیں جب ان کے شوہر مرتد ہو جائیں۔ اس سے نمٹنے کے لیے 1939 کا مسلم میرج ایکٹ منظور کیا گیا۔ اس میں خواتین کے لیے طلاق لینے کی قابل قبول وجوہات درج کی گئی ہیں۔ 1947 میں ہندوستان کی آزادی کے بعد، 1950 کی دہائی میں ہندو پرسنل لاء کو ہندو کوڈ بل کے ذریعے تبدیل اور منظم کیا گیا۔ تاہم، ہندوستانی سیکولرازم اور اقلیتی گروہوں کے ثقافتی طریقوں کو آئینی یقین دہانی کی وجہ سے مسلم پرسنل لاء سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی۔

یہاں تک کہ ہندوستان کی آزادی کے بعد، ایسے حالات بنے جب عدالتوں نے مسلم پرسنل لاء میں مداخلت کرنے کی کوشش کی، جیسے شاہ بانو کیس اور حالیہ تین طلاق کیس جیسے اہم معاملات میں۔ شاہ بانو کیس میں سپریم کورٹ نے 65 سالہ مسلم خاتون کے حق میں فیصلہ سنایا جسے اس کے شوہر نے شادی کے 45 سال بعد طلاق دے دی تھی۔ عدالت نے کہا کہ وہ طلاق کے بعد ابتدائی تین ماہ (عدت کی مدت) کے بعد بھی مالی امداد کی مستحق ہے۔ مسلم پرسنل لاء پر انحصار کرنے کے بجائے جن کے لیے جاری حمایت کی ضرورت نہیں تھی، عدالت نے ایک سیکولر قانون، ضابطہ فوجداری کے سیکشن 125، 1973 کا استعمال کیا۔ یہ قانون کہتا ہے کہ اگر شوہر کے پاس کافی رقم ہے تو عدالت اس سے ماہانہ 500 ہندوستانی روپے اپنی بیوی کو ادا کرنے کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ حکومت نے شاہ بانو کیس سے اختلاف کرتے ہوئے اس تنازع کا جواب دیا۔ راجیو گاندھی حکومت نے مسلم کمیونٹی کے خدشات پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے 1986 میں مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ پاس کیا۔

تین طلاق کیس میں حکومت نے اس عمل کو غیر قانونی اور اسے مجرمانہ فعل قرار دیا۔ مسلم ویمن (پروٹیکشن آف رائٹس آن میرج) بل، 2019 میں منظور کیا گیا تھا۔ حکومت کا استدلال ہے کہ تین طلاق فطری طور پر خواتین کے ساتھ ناانصافی ہے، کیونکہ یہ مردوں کو اپنی بیویوں کے لیے بغیر کسی سہارے کے یکطرفہ طور پر شادی ختم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ بہت سے معاملات میں، تین طلاق کے تحت طلاق کے بعد خواتین کو مالی مدد یا ذریعہ معاش کے بغیر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

18.3 مسلم پرسنل لاء (شریعت) ایپلی کیشن ایکٹ 1937

(Muslim Personal Law (Shari at) Application Act 1937)

مسلم پرسنل لاء / شریعت کا اطلاق، معنی اور ذرائع:

مسلم پرسنل لاء (شریعت) ایپلی کیشن ایکٹ 1937 اس بات کا تعین کرتا ہے کہ مسلم پرسنل لاء ہندوستان میں کس طرح لاگو ہوتے ہیں۔ اس ایکٹ کے سیکشن 2 کے مطابق، ہندوستان میں تمام مسلمان (سوائے جموں و کشمیر کے) مختلف معاملات میں مسلم پرسنل لاء /

شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔ جیسے وراثت، خواتین کی خصوصی جائیداد، شادی، طلاق (بشمول طلاق، ایلاء، ظہار، لعان، خلع، اور مبارأت)، نان ونفقہ، مہر، ولایت، تحائف، امانتیں، اور وقف (سوائے خیراتی اداروں کے)۔ یہ ایکٹ "مسلم پرسنل لاء" کی قطعی وضاحت نہیں کرتا، لیکن طاہر محمود جیسے ماہرین اور قانونی حکام اسے "شریعت" کہتے ہیں۔

مختصراً، شریعت کا مطلب ہے "خدا کے احکام" اور اس کا لغوی ترجمہ ہے "پانی کی طرح صاف شفاف راستہ"۔ جس پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیے۔ مختلف لغات مسلم پرسنل لاء / شریعت کی تعریف اس طرح بیان کرتی ہیں: "قرآن پر مبنی اصولی قانون کا ایک ادارہ جو مسلمانوں کے لیے مخصوص فرائض اور سزاؤں کا خاکہ پیش کرتا ہے۔" اس کی تعریف "اسلامی اصولی قانون" کے طور پر بھی کی گئی ہے جو قرآن کی تعلیمات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات (حدیث و سنت) پر مبنی ہے، جس میں مذہبی اور سیکولر دونوں فرائض اور بعض اوقات قانون شکنی کے لیے انتقامی سزائیں تجویز کی جاتی ہیں۔ مسلم پرسنل لاء کے بنیادی ماخذ قرآن پاک، احادیث نبوی اور علماء کے درمیان عمومی اتفاق رائے (اجماع) ہیں۔

شادی: غیر کوڈ شدہ مسلم پرسنل لاء ایکٹ کے تحت

مسلم پرسنل لاء میں شادی کو عام طور پر "نکاح" کہا جاتا ہے۔ اس قانون کے مطابق، شادی کو ایک "معاہدے" کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو افزائش نسل اور بچوں کی قانونی شناخت کا مقصد پورا کرتا ہے۔ ایک درست معاہدے کے لیے بنیادی تقاضے میں دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہے۔ مستقبل کے شوہر اور بیوی نکاح میں اضافی معاہدوں کو شامل کر سکتے ہیں، جب تک کہ یہ معاہدے مسلم پرسنل لاء کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں، جو قرآن پاک اور پیغمبر کی تعلیمات پر مبنی ہیں۔ شادی سے مختلف حقوق پیدا ہوتے ہیں، بشمول بیوی کا اپنے شوہر سے نفقہ کا حق، وراثت کے حقوق کا قیام، اور شوہر اور بیوی کے لیے شادی کو مکمل کرنے کی قانونی صلاحیت۔

طلاق: غیر کوڈ شدہ مسلم پرسنل لاء ایکٹ کے تحت

مسلم پرسنل لاء میں، طلاق کو تین اہم اقسام کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے: مردوں کی طرف سے طلاق، خواتین کی طرف سے خلع، اور باہمی رضامندی سے مبارأت۔

(1) طلاق: یہ علیحدگی کی ایک قسم ہے جس کا آغاز شوہر کی جانب سے ہوتا ہے۔ طلاق کی تین صورتیں ہیں: طلاقِ احسن، طلاقِ حسن، اور طلاقِ بدعت۔ طلاقِ احسن، یہ ہے کہ مرد بیوی کو پاکی کے زمانے میں (یعنی ایسے وقت میں جس میں حیض وغیرہ سے عورت پاک ہو) ایک طلاق دے بشرطیکہ اس تمام پاکی کے زمانے میں صحبت نہ کی ہو اور عدت گزرنے تک پھر کوئی طلاق نہ دے۔ طلاق حسن یہ ہے کہ بیوی کو تین پاکی کے زمانوں میں تین طلاق دے اور ان پاکی کے زمانے میں صحبت نہ کرے۔ طلاق بدعت، طلاق کی ایک فوری اور اٹل شکل ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک مسلمان شوہر ایک ہی ترتیب میں لفظ "طلاق" تین بار کہتا ہے اسے تین طلاق بھی کہا جاتا ہے۔ تین طلاق کے عمل کو اگست 2019 میں ہندوستان کی سپریم کورٹ نے غلط قرار دیا تھا، یہ کہتے ہوئے کہ یہ مسلم خواتین کے برابری کے حق کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

(2) خلع: یہ بیوی کی طرف سے شروع کی گئی طلاق کی ایک شکل ہے۔

(3) مبارأت: یہ طلاق کی ایک قسم ہے جو میاں بیوی کے درمیان باہمی رضامندی سے ہوتی ہے۔

18.4 مسلم میرج ایکٹ (1939): کوڈیفائیڈ مسلم پرسنل لاز کے تحت طلاق

(Muslims Marriage Act, 1939: Divorce Codified Under Mpl)

مسلم میرج ایکٹ 1939 کی تحلیل جو مسلم قانون کے تحت شادی شدہ خواتین کے لیے طلاق سے متعلق مسلم قانون کو مضبوط اور واضح کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ اس کا مقصد شادی شدہ مسلمان عورت کے ازدواجی تعلقات پر اسلام کو ترک کرنے کے اثرات کے بارے میں شکوک کو دور کرنا تھا۔ مسلم میرج ایکٹ 1939 کی تحلیل کی دفعہ 2 ان بنیادوں کا خاکہ پیش کرتی ہے جن کی بنیاد پر ایک مسلمان عورت طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے:

(1) شوہر کا ٹھکانہ 4 سال سے نامعلوم ہو۔

(2) شوہر نے 2 سال تک اپنی بیوی کو کفالت فراہم کرنے میں کوتاہی کی یا ناکام رہا۔

(3) شوہر کو 7 سال یا اس سے زیادہ قید کی سزا سنائی گئی ہو۔

(4) شوہر بغیر کسی معقول وجہ کے، 3 سال تک اپنی ازدواجی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام رہا ہو۔

5)) شوہر نکاح کے وقت نامرد تھا اور اب بھی ہے۔

(6) شوہر 2 سال کی مدت سے پاگل ہے یا جذام یا عصبی بیماری میں مبتلا ہے۔

(7) اگر اس کا نکاح اس کے والد یا سرپرست نے پندرہ سال کی عمر سے پہلے کر دیا ہو اور اٹھارہ سال کی ہونے سے پہلے نکاح سے انکار کر دیا ہو، بشرطیکہ نکاح مکمل نہ ہوا ہو۔

(8) شوہر اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرتا ہو، جس میں عادتاً حملہ کرنا، غیر جسمانی ظلم کے ذریعے اس کی زندگی کو دکھی بنانا، نامحرم عورتوں سے صحبت کرنا، بدنام زمانہ زندگی گزارنا، اسے غیر اخلاقی زندگی گزارنے پر مجبور کرنے کی کوشش کرنا، اس کی جائیداد میں تصرف کرنا، اسے اس کے قانونی حقوق کے استعمال سے روکنا، اس کے مذہبی طریقوں میں رکاوٹ ڈالنا، یا اگر اس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، قرآن کے احکام کے مطابق اس کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش نہ آنا۔

(9) مسلم قانون کے تحت شادیوں کی تحلیل کے لیے درست تسلیم شدہ کوئی اور بنیاد۔

18.5 مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) قانون

(The Muslim Women (Protection of Rights on Divorce, Act of 1986))

یہ ایکٹ ان مسلم خواتین کے حقوق کے تحفظ کے مقصد سے بنایا گیا ہے جن کے شوہروں نے انہیں طلاق دی ہے یا وہ خلع لے چکی ہیں۔ یہ ایکٹ خاص طور پر مسلم خواتین کے طلاق کے بعد کے حقوق سے متعلق معاملات کو حل کرتا ہے۔ اسے شاہ بانو کیس کے فیصلے کے بعد پیدا ہونے والے تنازع کے بعد متعارف کرایا گیا تھا۔ سپریم کورٹ نے شاہ بانو کیس میں کہا تھا کہ مسلم خواتین ضابطہ فوجداری 1973 کی دفعہ 125 کے تحت نان نفقہ کی درخواست کر سکتی ہیں اور یہ کہ عدت کی مدت کے بعد بھی بیوی کی کفالت شوہر کی ذمہ داری ہے۔ اس فیصلے کی وجہ سے مسلم مذہبی رہنماؤں نے احتجاج کیا جو اسے اپنے مذہب کی خلاف ورزی کے طور پر دیکھتے تھے۔ ان مظاہروں کے جواب میں مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 نافذ کیا گیا تھا۔ ایکٹ کا مقصد، جیسا کہ بل میں بتایا گیا ہے، طلاق کے وقت طلاق یافتہ مسلم بیوی کے حقوق کی وضاحت کرنا اور اس کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔

نفقہ کے قانونی حقوق کے بارے میں، مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 کی دفعہ 3 میں کہا گیا ہے کہ ایک طلاق یافتہ مسلم عورت اس کی حقدار ہے:

(1) عدت کی مدت میں معقول اور منصفانہ فراہمی اور نان ونفقہ۔

(2) اگر وہ طلاق سے پہلے یا بعد میں اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچوں کی دیکھ بھال خود کرتی ہے تو ایسے بچوں کی تاریخ پیدائش سے دو سال کی مدت تک اپنے سابقہ شوہر کی طرف سے معقول اور منصفانہ انتظام اور کفالت۔

(3) مہر یا مہر کی رقم کے برابر رقم جو اسے اس کی شادی کے وقت یا اس کے بعد کسی بھی وقت مسلم قانون کے مطابق ادا کرنی ہو۔

(4) وہ تمام جائیدادیں جو اسے شادی سے پہلے یا شادی کے وقت یا شادی کے بعد اس کے رشتہ داروں، دوستوں، شوہروں، یا شوہر یا اس کے دوستوں کے کسی رشتہ دار نے دی تھیں۔

18.6 مسلم خواتین (شادی پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 2019: تین طلاق (طلاق بدعت کا خاتمہ)

(Muslim Women) (Protection of Rights on Marriage) Act, 2019: Abolition of Tripple Talaq (Talaqe Bidaat)

تین طلاق ایکٹ ہندوستان میں ایک قانون ہے جو فوری طور پر تین طلاق کو غیر قانونی قرار دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ایک مسلمان مرد اپنی بیوی کو صرف تین بار "طلاق" کہہ کر طلاق نہیں دے سکتا۔ مسلم خواتین کو فوری اور ناقابل تنسیخ طلاق سے بچانے کے لیے یہ قانون 2019 میں نافذ کیا گیا تھا۔ مسلمانوں کے مطابق، ایک مسلمان مرد تین بار فوری طور پر "طلاق" کہہ کر طلاق دے سکتا ہے۔ تین طلاق ایکٹ فوری تین طلاق کو غیر قانونی اور کالعدم قرار دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان مرد اپنی بیوی کو تین بار

"طلاق" کہہ کر طلاق دینے کی کوشش کرے اسے طلاق نہیں سمجھا جائے گا۔ عورت اب بھی اپنے ازدواجی حقوق کی حقدار ہوگی جس میں اس کے شوہر کی جائیداد میں نفقہ اور حصہ شامل ہے۔ قانون ایک مسلمان مرد کے لیے فوری طور پر تین طلاق دینے کو بھی جرم قرار دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس جرم کا مرتکب ہوا تو اسے تین سال تک قید ہو سکتی ہے۔

18.7 عیسائی شادی کے قوانین (Christian Marriage Acts)

عیسائی شادی کے قوانین کا تاریخی ارتقاء:

یورپی باشندوں کے ہندوستان آنے سے پہلے، مختلف عیسائی برادریوں میں اپنی روایات اور مقامی ثقافتوں سے متاثر ہو کر شادی کے منفرد طریقے تھے۔ مثال کے طور پر شامی عیسائیوں میں منگنی اور تقریبات کے لیے مخصوص رسم و رواج تھے۔ شادیاں اجتماعی تقریبات تھیں، جو کسی مرکزی اتھارٹی کے بغیر سماجی بندھن کو مضبوط کرتی تھیں۔ اس نے متنوع اور ثقافتی لحاظ سے بھرپور ٹیپسٹری کی نمائش کی۔ جب پرتگالی سولہویں صدی میں پہنچے تو ان کا مقصد عیسائی روایات کو معیاری بنانا تھا۔ انہوں نے اپنے رسوم و رواج کو متعارف کرایا، متنوع مسیحی برادریوں میں یکسانیت لانے کی کوشش کی جس کا مقصد رسوم و رواج کے ناپاک چلن کو ختم کرنا تھا جو مقامی اثر و رسوخ سے تیار ہوئے تھے۔ یہ لچکدار، مقامی طور پر متاثر ہونے والے طریقوں سے زیادہ مرکزی نقطہ نظر کی طرف منتقل ہو گیا۔ ہندوستان میں 17 ویں سے 20 ویں صدی تک پھیلے ہوئے برطانوی نو آبادیاتی دور کے دوران، برطانوی اثر و رسوخ کے تحت عیسائی شادیوں کے قانونی پہلوؤں میں نمایاں تبدیلیاں آئیں۔

برطانوی نو آبادیاتی طاقتوں نے کرسچن پرسنل لاء کے ارد گرد باقاعدہ فریم ورک کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا، خاص طور پر شادیوں اور طلاق کے موقع پر۔ 19 ویں صدی میں برطانوی ہندوستان میں عیسائیوں اور ان کے قوانین کی صورتحال کافی پیچیدہ تھی۔ سب سے پہلے یہ طے نہیں کیا گیا کہ ان پر اور ان کے بچوں پر کس قسم کے قانونی اصول لاگو کیے جائیں۔ وہ زیادہ تر اسلام یا ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے تھے اور عدالتیں اب ان پر ان کے سابقہ مذاہب کے قوانین اور رسم و رواج کا اطلاق نہیں کر سکتی تھیں۔ مزید یہ کہ وہ برطانوی بھی نہیں تھے اس لیے شادی، طلاق وغیرہ کے معاملات میں انگریزی قانون کا اطلاق ناممکن تھا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ عیسائی مشنریوں کو زیادہ تر اس صورتحال کا سامنا کرنا پڑا جس میں شادی شدہ جوڑے میں سے صرف ایک شخص (زیادہ تر مرد) نے عیسائیت اختیار کی جبکہ دوسرے نے نہیں کیا۔ ایسی صورتوں میں میاں بیوی، جنہوں نے مذہب تبدیل نہیں کیا، اکثر شادی کے بعد اپنی شریک حیات یا کنزیومیٹ (جن بچپن میں منگنی ہو جاتی ہے) کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے تھے۔ اس لیے ہندوستانی عیسائیوں کو کئی قانونی چیلنجز در پیش تھے۔ اس سے نمٹنے کے لیے کئی ایکٹ پاس کیے گئے جس نے کمیونٹی کو بہتر طریقے سے منظم کرنے اور کمیونٹی اور ریاست کی اصلاح میں مشنریوں کی مدد کی۔

ہندوستان میں عیسائی شادی کے قوانین:

ہندوستان میں عیسائی مذہب کی پیروی کرنے والے لوگوں کے درمیان شادیوں کی رسم سے متعلق قوانین کئی ایکٹ میں بیان کیے گئے ہیں۔ ایک بنیادی ایکٹ انڈین کرسچن میرج ایکٹ 1872 ہے۔ یہ ایکٹ ملک میں عیسائیوں کی شادیوں کے عمل کو منظم کرنے کے

لیے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ، دیگر ایکٹ بھی ہیں جو عیسائی شادیوں کو منظم کرنے اور ازدواجی مسائل کو حل کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ انڈین کرسچن میرج ایکٹ 1872، ایک اہم قانون سازی ہے۔ یہ ہندوستان میں مسیحی شادیوں کو پختہ کرنے کے لیے قواعد و ضوابط بیان کرتا ہے۔ مزید بر آں، شادیوں کی توثیق ایکٹ، 1892 جیسے دیگر ایکٹ بھی ہیں، جو بعض شادیوں کی توثیق کرنے میں مدد کرتا ہے جن میں بے ضابطگیاں ہوسکتی ہیں۔ مزید بر آں، مخصوص علاقوں کے عیسائی شادیوں سے متعلق اپنے قوانین ہوسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کوچین کرسچن سول میرج ایکٹ، 1905، کوچین کے علاقے پر لاگو ہوتا ہے اور عیسائی شادیوں کے شہری پہلوؤں کو حل کرتا ہے۔ جنگ کے وقت کی شادیوں کے تناظر میں، انڈین میٹریمونیل کاز ایکٹ، 1948، (دوران جنگ شادی کا قانون) عمل میں آتا ہے۔ یہ ایکٹ ازدواجی مسائل سے متعلق ہے جو جنگ کے دوران پیدا ہوتے ہیں۔ مزید بر آں، کنورٹس میرج ڈسولوشن ایکٹ، 1866، اور انڈین ڈیورس ایکٹ، 1869 جیسے ایکٹ موجود ہیں۔ یہ ایکٹ خاص طور پر تبدیلیٔ مذہب کرنے والے افراد کے درمیان شادیوں کی تحلیل پر توجہ دیتے ہیں اور ہندوستان میں عیسائیوں کے درمیان طلاق کے لیے قانونی فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ یہ ایکٹ اجتماعی طور پر ہندوستان میں مسیحی شادیوں کے قانونی ڈھانچے کا خاکہ پیش کرتے ہیں، جس میں شادیوں کی تقریب سے لے کر تحلیل اور توثیق سے متعلق مسائل کے حل تک مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

18.8 انڈین کرسچن میرج ایکٹ، (1872: Indian Christian Marriage Act)

معنی، ذرائع اور وجوہات: انڈین کرسچن میرج ایکٹ 1872، کو ہندوستان میں عیسائی مذہب کے ماننے والے افراد کے درمیان شادیوں کی تکمیل سے متعلق موجودہ قوانین کو آسان اور مستحکم بنانے کے مقصد سے متعارف کرایا گیا تھا۔ اس بل میں پچھلے قوانین میں کچھ خامیوں کو دور کرنے اور قانونی ڈھانچہ کو مزید جامع بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔

ایک مخصوص مسئلہ جس کا مقصد ایکٹ کو درست کرنا تھا مقامی عیسائیوں کے درمیان شادی کے لیے عمر کی شرط تھی۔ ایکٹ سے پہلے، قانون مقامی عیسائیوں کے درمیان شادیوں کی اجازت دیتا تھا جہاں معاہدہ کرنے والے فریقین کی عمریں بالترتیب سولہ اور تیرہ سال سے کم نہ تھیں۔ تاہم، بنگال کرسچن ایسوسی ایشن کی طرف سے خدشات کا اظہار کیا گیا کہ یہ فراہمی مشکل ہے۔ یہ استدلال کیا گیا تھا کہ اس شق نے مقامی عیسائی والدین کے بچوں کو اس کنٹرول سے آزاد کر دیا ہے کہ دوسرے والدین اپنے بچوں کو بالغ ہونے سے پہلے قانونی طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ ایکٹ نے مقامی عیسائیوں کے درمیان شادی کے لیے والدین یا سرپرستوں کی رضامندی کی ضرورت کے ذریعے اس تشویش کو دور کیا اگر دونوں فریق اٹھارہ سال سے کم ہوں۔

ایکٹ نے موجودہ قانون میں کچھ ابہام کو بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے، خاص طور پر ریٹرن جمع کرانے اور مقامی عیسائیوں کے درمیان شادیوں کی رجسٹریشن سے متعلق ریکارڈ کو ٹھکانے لگانے کے بارے میں۔ اس نے واضح ہدایات فراہم کیں کہ ایسی شادیوں کو کیسے ریکارڈ کیا جانا چاہیے اور ان ریکارڈوں کو ضائع کرنے کے لیے طریقہ کار قائم کیا جانا چاہیے۔

مزید بر آں، ایکٹ نے مقامی حکومت کو یہ اختیار دیا کہ وہ شادی سے منسلک فیس کو شادی کے رجسٹرار کے ذریعے یا اس کے سامنے ، مقررہ شرحوں کے ساتھ طے کرے۔ مزید بر آں، اس نے شادی کے قانون کو ان کی عظمت کے ساتھ منسلک مقامی شہزادوں کے علاقوں کے اندر تمام جگہوں تک بڑھا دیا، یہ ان علاقوں میں عیسائی مذہب کا دعویٰ کرنے والے برطانوی رعایا کے درمیان شادیوں پر لاگو کیا گیا۔

مختصر طور پر یہ کہ 1872 کے انڈین کرسچن میرج ایکٹ کا مقصد موجودہ قوانین کو مستحکم کرنے، کوتاہیوں کو دور کرنے، اور عمر کے تقاضوں، والدین کی رضامندی، اور رجسٹریشن کے طریقہ کار سمیت مختلف پہلوؤں پر وضاحت فراہم کرتے ہوئے ہندوستان میں عیسائی شادیوں کو کنٹرول کرنے والے قانونی ڈھانچے کو ہموار اور بہتر بنانا ہے۔

18.9 انڈین کرسچن میرج ایکٹ، 1872 کے تحت شادی

(Marriage Under Indian Christian Marriage Act, 1872)

یہ ایکٹ ہندوستان میں مسیحی شادیوں کے لیے ایک جامع قانونی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے، جس میں مختلف پہلوؤں جیسے جائز ہونے کی شرائط، رسومات کی ادائیگی کے طریقہ کار، رجسٹریشن، جرائم کے لیے سزائیں، اور متفرق معاملات شامل ہیں۔

انڈین کرسچن میرج ایکٹ 1872 کے تناظر میں "کرسچن" کی اصطلاح ایکٹ کے سیکشن 3 میں بیان کی گئی ہے۔ اس حصے کے مطابق، "کرسچن" سے مراد وہ افراد ہیں جو عیسائی مذہب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ تعریف جامع ہے اور اس میں نہ صرف وہ لوگ شامل ہیں جو عیسائی عقیدے میں پیدا ہوئے تھے بلکہ ہندوستان کے مقامی باشندوں کی عیسائی اولاد بھی شامل ہیں جنہوں نے عیسائیت اختیار کی، ساتھ ہی وہ افراد بھی شامل ہیں جنہوں نے خود عیسائیت اختیار کی ہے۔ ایکٹ کا اطلاق ان شادیوں پر ہوتا ہے جہاں فریقین میں سے کم از کم ایک عیسائی ہو۔ یہ ایسی شادیوں کے لیے ایک جامع قانونی ضابطہ کے طور پر کام کرتا ہے اور اس کا اطلاق پورے ہندوستان میں ہوتا ہے، سوائے تراونکور، کوچین اور منی پور کی ریاستوں کے۔ ایکٹ کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ہر ایک عیسائی شادیوں کے مختلف پہلوؤں پر توجہ دیتا ہے:

حصہ اول: یہ سیکشن ایکٹ کے تحت شادی کے درست ہونے کے لیے شرائط قائم کرتا ہے۔ یہ خاکہ پیش کرتا ہے کہ فریقین کا مسیحی ہونا چاہیے جیسا کہ سیکشن 3 میں بیان کیا گیا ہے، یا کم از کم ان میں سے ایک مسیحی ہونا چاہیے۔ شادی سیکشن 5 کی دفعات کے مطابق ایک بااختیار شخص کے ذریعہ کی جانی چاہئے۔ ریاستی حکومتوں کو شادیوں کے لیے لائسنس دینے اور منسوخ کرنے کا اختیار ہے۔

حصہ دوم: یہ حصہ عام اصول طے کرتا ہے کہ ایکٹ کے تحت شادیاں صبح 6 بجے سے شام 7 بجے کے درمیان چرچ میں کی جانی چاہیے۔ مستثنیات کی اجازت ہے، جیسے کہ جب خصوصی لائسنس دیا جاتا ہے۔ ان قوانین کی خلاف ورزی پر سزا ہو سکتی ہے۔

حصہ سوم: یہ سیکشن مطلوبہ شادی کے نوٹس اور اس کی اشاعت سے متعلق ہے۔ اس کے لیے شادی کرنے کا ارادہ رکھنے والے افراد میں سے ایک کو مقام کے لحاظ سے وزیر برائے مذہب یا میرج رجسٹرار کو تحریری نوٹس دینے کی ضرورت ہے۔ تقاریب سے پہلے وزیر مذہبی کا سرٹیفکیٹ ضروری ہے۔

حصہ چہارم: یہ حصہ ہندوستانی عیسائیوں کے درمیان ایکٹ کے تحت ہونے والی شادیوں کی رجسٹریشن کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ طے شدہ قواعد کے مطابق ہونے پر زور دیتا ہے اور پادریوں سے آرچ ڈیکن کی عملداری کو سہ ماہی واپسی بھیجنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

حصہ پنجم: یہ سیکشن میرج رجسٹرار کے ذریعہ یا اس کی موجودگی میں ہونے والی شادیوں سے متعلق ہے۔ یہ نوٹس دینے، سرٹیفکیٹ جاری کرنے اور شادیوں کی رجسٹریشن کے طریقہ کار کا خاکہ پیش کرتا ہے۔

حصہ ششم: یہ حصہ ہندوستانی عیسائیوں کی شادی سے متعلق ہے اور شرائط اور طریقہ کار کی وضاحت کرتا ہے، بشمول میرج آفیسر کے سامنے حلف اٹھانا۔

حصہ ہفتم: یہ حصہ جھوٹے اعلانات کرنے، جھوٹے نوٹس یا سرٹیفکیٹ پر دستخط کرنے اور ایکٹ کے تحت دیگر جرائم کے لیے سزاؤں کا خاکہ پیش کرتا ہے۔

حصہ ہشتم: آخری حصہ متفرق معاملات سے متعلق ہے، یہ بتاتے ہوئے کہ معمولی بے ضابطگیاں شادی کو باطل نہیں کرتی ہیں، اور یہ ریاستی حکومت کو شادی سے متعلق مختلف سرگرمیوں کے لیے فیس مقرر کرنے کا اختیار دیتا ہے۔

18.10 ہندوستان میں عیسائی طلاق کے متعلق قوانین (Christian Divorce Acts in India)

انڈین طلاق ایکٹ، 1869، ایک قانونی فریم ورک ہے جو ہندوستان میں عیسائی مذہب پر عمل کرنے والے افراد کے لیے طلاق کے معاملات کو کنٹرول کرتا ہے۔ ایکٹ اس وقت لاگو ہوتا ہے جب قانونی کارروائی میں شامل فریقین میں سے کم از کم ایک عیسائی ہو۔ ابتدائی طور پر انگریزی طلاق کے قانون پر مبنی، ایکٹ میں صنفی امتیاز اور دیگر مسائل سے متعلق خدشات کو دور کرنے کے لیے ترامیم کی گئی ہیں۔ ایک صدی قبل قائم کیے گئے ایکٹ میں ابتدائی طور پر ایسی دفعات شامل تھیں جن پر سخت اور امتیازی سلوک کی وجہ سے تنقید کی گئی تھی۔ ایک قابل ذکر مثال طلاق کی کارروائی میں صنفی تفاوت تھی۔ طلاق حاصل کرنے کے لیے شوہر کو صرف اپنی بیوی کی طرف سے زنا ثابت کرنا پڑتا تھا۔ اس کے برعکس، ایک بیوی کو زنا کو ثابت کرنے کے ساتھ ازدواجی جرائم جیسے ظلم، فرار، تبدیلیٔ مذہب، یا دوسری شادی کے اضافی ثبوت فراہم کرنے پڑتے تھے۔ قانون داں، سپریم کورٹ اور لاء کمیشن نے ہندوستانی طلاق ایکٹ میں اصلاحات کی ضرورت کو تسلیم کیا۔ ایکٹ کے سیکشن 10 کی آئینی حیثیت کو چیلنج کیا گیا تھا جس میں متنازعہ دفعات شامل ہیں۔ عدالت نے یونین کو ہدایت کی کہ وہ ایک مقررہ مدت کے اندر ایکٹ میں ترمیم کے لیے کارروائی کرے۔ مزید برآں، کیرالہ ہائی کورٹ نے امینی ای جے بمقابلہ یونین آف انڈیا کے معاملے میں، نہ صرف امتیازی پہلوؤں کو اجاگر کیا بلکہ عرضی گزاروں کو بامعنی راحت فراہم کرنے کے لیے کچھ فقروں کو بھی ختم کیا۔ عدالت نے، مثال کے طور پر، طلاق حاصل کرنے کے لیے ایک مسیحی بیوی کے لیے "بے حیائی پر مبنی زنا" یا "زناکاری کے ساتھ ظلم یا فرار" ثابت کرنے کی شرط کو باطل کر دیا۔ تبدیلی کی تسلیم شدہ ضرورت کے جواب میں، ہندوستانی طلاق (ترمیمی) ایکٹ، 2001 نافذ کیا گیا۔ اس ترمیم نے ایکٹ میں اہم تبدیلیاں کیں۔ ایک نیا سیکشن A-10 داخل کیا گیا جس میں باہمی رضامندی سے شادی کو تحلیل کرنے کی شرائط رکھی گئی

ہیں۔ ایکٹ کے حصہ سوم میں شادی کی تحلیل سے متعلق، اور حصہ چہارم میں ترمیم کی گئی تھی، جو نکاح کے فسخ ہونے سے متعلق ہے۔ ان ترامیم کا مقصد امتیازی دفعات سے متعلق خدشات کو دور کرنا اور ہندوستان میں مسیحی طلاق کی کارروائی کے لیے ایک زیادہ منصفانہ اور عصری قانونی ڈھانچہ لانا ہے۔

انڈین ڈیورس ایکٹ کے تحت شادی کو تحلیل کرنے کی بنیادیں، جیسا کہ 2001 میں ترمیم کی گئی، درج ذیل ہیں:

زنا(اڈلٹری): اگر مدعا نے نکاح کے بعد سے زنا کیا ہو۔

تبدیلیٔ مذہب: اگر جواب دہندہ نے دوسرے مذہب کو قبول کر کے عیسائی ہونا چھوڑ دیا ہو۔

ناقص العقل: اگر جواب دہندہ درخواست پیش کرنے سے فوراً پہلے دو سال سے کم عرصے سے لاعلاج ناقص العقل کا شکار ہو۔

جذام: اگر جواب دہندہ درخواست پیش کرنے سے فوراً پہلے دو سال سے کم عرصے سے جذام کی ایک خطرناک اور لاعلاج شکل میں مبتلا ہے۔

حیض کی بیماری: اگر جواب دہندہ درخواست پیش کرنے سے فوراً پہلے دو سال سے کم عرصے سے ایک متعدی شکل میں جنسی بیماری میں مبتلا ہے۔

سات سال سے لاپتہ: اگر جواب دہندہ کے زندہ ہونے کے بارے میں ان لوگوں کے ذریعہ سات سال یا اس سے زیادہ عرصے تک زندہ ہونے کے بارے میں نہیں سنا گیا ہے جنہوں نے فطری طور پر جواب دہندہ کے بارے میں سنا ہے اگر جواب دہندہ زندہ ہوتا۔

شادی کی عدم تکمیل: اگر مدعی علیہ نے جان بوجھ کر شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے، اور اس وجہ سے شادی مکمل نہیں ہوئی ہے۔

حکم نامے کی عدم تعمیل: اگر مدعاعلیہ کے خلاف حکم نامے کی منظوری کے بعد دو سال یا اس سے زیادہ مدت تک ازدواجی حقوق کی بحالی کے حکم نامے کی تعمیل کرنے میں ناکام رہا ہے یا نکاح کو تحلیل کر دیا گیا ہے۔

18.11 ہندوستان میں سکھ شادی کے متعلق قوانین (Sikh Marriage Act in India)

ہندوستان میں سکھ شادی کے قوانین کا تاریخی ارتقاء:

تاریخی طور پر سکھوں کی اکثریت نے ویدک روایت سے شادی کی تھی جس کے تحت ہندوؤں کی طرح آگ کے گرد چکر لگائے جاتے تھے۔ 20ویں صدی کے ابتدائی سالوں میں نرنکاری تحریک اور سنگھ سبھا نے سکھوں کی سماجی اصلاحات میں فعال کردار ادا کیا۔ وہ تبدیل کرنا چاہتے تھے کہ سکھ کس طرح اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں، ان کا مقصد سکھوں کے اصولوں کی اپنی سمجھ کی بنیاد پر سکھوں کی شادی کی رسومات کی نئی تعریف کرنا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ سکھ مت کے بانی گرونانک کی اصل تعلیمات پر واپس جانا ضروری ہے۔ انہوں نے سکھ برادری میں شادی کی موجودہ شکلوں پر سوال اٹھایا۔ اور دلیل دی کہ شادی کے موجودہ طریقے اصل تعلیم سے ہٹ گئے ہیں اور ہندو ثقافت سے متاثر اور گھل مل گئے ہیں۔ ایک بڑی تبدیلی جو انہوں نے تجویز کی تھی وہ سکھوں کی شادی کی ایک رسم آنند کی تقریب تھی۔

اکتوبر 1909 میں آنند میرج ایکٹ کو قانونی حیثیت دی گئی۔ اس کے بعد سے، سکھوں کو گرو گرنتھ صاحب کے گرد چار پھیرے لگا

کر شادی کرنی طے ہوئی

۔ 1909 کے ایکٹ نے سکھوں کی شادیوں کو قانونی شناخت اور رجسٹریشن فراہم کرنے کی طرف ایک باضابطہ قدم اٹھایا، وسیع قانونی فریم ورک کے اندر سکھ برادری کی مخصوص ضروریات اور مذہبی طریقوں کو پورا کیا۔

آزادی کے بعد، سکھوں کو ابتدا میں آئینی طور پر 'ہندو' سمجھا جاتا تھا، جس کی وجہ سے ان کے پرسنل لاز ہندو زمروں کے تحت آتے تھے۔ 1955 کا ہندو میرج ایکٹ، اصل میں ہندوؤں کے لیے، بعد میں 1956 کے ہندو میرج ایکٹ (غیر ہندوؤں میں توسیع) ایکٹ کے ذریعے سکھوں، بدھسٹوں اور جینوں کا احاطہ کرنے کے لیے بڑھایا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سکھ اس ایکٹ کے تحت اپنی شادیوں کو رجسٹر کر سکتے ہیں، اور اس نے سکھوں کے لیے طلاق، نان ونفقہ، اور بچوں کی تحویل کے معاملات کو بھی کنٹرول کیا۔

ہندوستان میں سکھوں کو اکثر پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اگرچہ وہ سکھ مذہب کی پیروی کرتے ہیں، ان کی شادیاں ہندو میرج ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ یہ بیرون ملک رہنے والے سکھوں کے لیے خاص طور پر پریشانی کا باعث بنتا ہے، جس سے الجھن اور چیلنجز پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو حل کرنے کے لیے، بہت سے سکھ ہندو کے زمرے میں شامل ہونے کی بجائے صرف سکھوں کی شادیوں کے لیے الگ قانون چاہتے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ سکھوں اور جینوں کو ہندو میرج ایکٹ کے تحت رکھنا ہندوستانی آئین میں مذہبی آزادی کے خیال کے خلاف ہے۔ 1909 سے آنند میرج ایکٹ ہونے کے باوجود، جو سکھوں کی شادیوں کو تسلیم کرتا ہے، پھر بھی خاص طور پر سکھ شادیوں کے لیے مخصوص قانون کے لیے زور دیا جا رہا تھا۔ آخر کار، مرکزی حکومت نے 2012 میں ایکٹ میں ترمیم کر دی۔ مرکزی حکومت کی طرف سے ترمیم کے بعد، ریاستوں کو اس نئے ترمیم شدہ ایکٹ کے تحت سکھوں کی آنند شادیوں کے رجسٹریشن کو آسان بنانے کے لیے اپنے قوانین بنانے تھے۔ سکھ میرج ایکٹ سکھوں کی شادی کی تقریب (آنند کرراج) کی وضاحت نہیں کرتا بلکہ صرف اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ سکھ مذہب کے تحت منعقد کی جانے والی شادی کی تقریب اور سکھوں کے درمیان ''آنند کرراج'' کہلانے والی تقریب درست ہے۔ اور تمام ریاستیں سکھ آنند میرج ایکٹ کے تحت مناسب نکاح نامہ جاری کریں گی۔

18.12 آنند میرج ایکٹ (The Anand Marriage Act) 1909

1909 کا آنند میرج ایکٹ ہندوستان میں سکھوں کے لیے بہت اہم ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ سکھ شادیوں کو قانونی طور پر تسلیم کیا جائے، اور یہ سکھ جوڑوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ یہ ایکٹ روایتی سکھ شادی کی تقریب کو تسلیم کرتا ہے، جسے آنند کارج کہا جاتا ہے، بشمول مذہبی رسومات اور دعائیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سکھوں کی شادیوں کو قانونی ثبوت کے لیے ایک مخصوص وقت کے اندر اندر رجسٹر کیا جائے، جس سے کاغذی کارروائی آسان ہو جاتی ہے۔ ایکٹ کہتا ہے کہ شادی کرنے والے دونوں افراد کا سکھ قوانین کے مطابق سکھ ہونا ضروری ہے، اور یہ رضامندی اور عمر کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ سکھ مذہبی رہنما اور سول افسران سکھوں کی شادیوں کو سنبھالنے کے مجاز ہیں۔ یہ ایکٹ وراثت اور طلاق جیسی قانونی چیزوں کا بھی احاطہ کرتا ہے، سکھ جوڑوں کو وہی حقوق دیتا ہے جو

دوسروں کو دیتا ہے۔

آنند میرج ایکٹ 1909: سکھ مذہب میں شادی:

سکھ برادری میں شادیاں ایک خصوصی تقریب کے ذریعے کی جاتی ہیں جسے آنند کارج کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے خوشی کا موقع۔ یہ کچھ ایسا ہی ہے کہ شادیوں کو دوسری ثقافتوں میں مختلف نام سے جانا جاتا ہے، جیسے شادی یا نکاح۔ سکھ مت میں، شادی کو عملی اور روحانی دونوں لحاظ سے، زندگی کے لیے دو لوگوں کے اکٹھے ہونے کے راستے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ آنند کارج کی تقریب کے دوران، جوڑا سکھوں کی مقدس کتاب، گرو گرنتھ صاحب کے چار بھجن سنتا ہے، اور ہر ایک بھجن کے ساتھ اس کے گرد گھومتا ہے۔ یہ ایک ساتھ ان کے سفر کی علامت کی طرح ہے۔ یہ تقریب سکھ گرودوارے میں یا لڑکے کے گھر، خاندان اور دوستوں کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ گرنتھی نامی ایک مذہبی ماہر ایک اچھی اور مذہبی زندگی گزارنے کے بارے میں کچھ مشورے دیتا ہے۔ جوڑا یہ ظاہر کرنے کے لیے جھک جاتا ہے کہ وہ مشورے سے متفق ہے۔ پھر، گرنتھی چار بھجن پڑھتا ہے، اور ہر ایک کے ساتھ، جوڑے مقدس کتاب کے گرد گھومتے ہیں، ایک دوسرے سے چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد آخری دعا ہوتی ہے اور سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گرنتھی ایک اور دعا پڑھتا ہے، اور کڑاہ پرساد نامی ایک مبارک نذرانہ سب کے ساتھ شیئر کیا جاتا ہے۔

آنند میرج ایکٹ 1909: سکھ مذہب میں طلاق:

آنند میرج ترمیمی بل 2012 بھارتی پارلیمنٹ نے منظور کر لیا ہے۔ تاہم، ترمیم شدہ بل میں طلاق کی شق کی عدم موجودگی نے سکھ برادری میں ایک زبردست بحث چھیڑ دی ہے، کچھ طبقے اس کے خلاف ہیں اور کچھ اس کی حمایت کر رہے ہیں۔

جہاں ایک مکتبہ فکر کا خیال ہے کہ سکھ "رہت مریادا" میں طلاق کی کوئی جگہ نہیں ہے اور اس لیے شادی بل میں طلاق کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیے، دوسرے طبقے کا خیال ہے کہ آنند شادی ایکٹ میں طلاق کا بندوبست ہونا چاہیے تاکہ سکھ کو طلاق لینے کے لیے دوبارہ ہندو میرج ایکٹ پر انحصار کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ تاہم، سکھ زمین کے دیوانی قانون کے تحت طلاق حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندو میرج ایکٹ 1955 کے تحت سکھ اپنی شادیوں کو اس ایکٹ میں دی گئی شرائط پر منسوخ کر سکتے ہیں۔ ہندو میرج ایکٹ، 1955، ضرورت پڑنے پر شادی کو ختم کرنے کے طریقے پیش کرتا ہے۔ تین اہم طریقے ہیں:

عدالتی علیحدگی: یہ ایک عارضی وقفے کی طرح ہے جہاں جوڑے الگ رہتے ہیں، لیکن وہ اب بھی قانونی طور پر شادی شدہ ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر شوہر اور بیوی کو سنگین مسائل کا سامنا ہے لیکن وہ فوری طور پر طلاق نہیں چاہتے ہیں، تو وہ عدالتی علیحدگی کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

ازدواجی حقوق کی بحالی: یہ ایک قانونی حکم ہے جو میاں بیوی کو ایک ساتھ رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر کوئی معقول وجہ کے بغیر چلا جاتا ہے تو عدالت ان سے واپس جانے کو کہہ سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر شوہر یا بیوی بغیر کسی معقول وجہ کے گھر سے نکل جائے، تو دوسرا شریک حیات ازدواجی حقوق کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

طلاق: طلاق شادی کا مکمل اور آخری انجام ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جوڑا اب شادی شدہ نہیں ہے، اور وہ دوبارہ شادی کرنے کے لیے آزاد

ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر شوہر اور بیوی کا ایک ساتھ رہنا ناممکن ہے اور وہ نئے رفیق حیات کے ساتھ نئی شروعات کرنا چاہتے ہیں، تو وہ طلاق ک اانتخاب کرسکتے ہیں۔

18.13 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

طلبہ نے ہندوستان میں مسلم، عیسائی اور سکھ برادریوں کے لیے بدلتے ہوئے شادی کے قوانین کے بارے میں تفصیل سے جانکاری حاصل کی۔ برطانوی حکمرانوں نے ابتدا میں مسلم قوانین میں مداخلت سے گریز کیا، اور 1772 میں قرآنی قوانین کی اجازت دی۔ 1937 میں مسلم پرسنل لاء (شریعت) اپلی کیشن ایکٹ نے مسلم قوانین کو باقاعدہ شکل دی۔ 1939 میں دی ڈیزولوشن آف مسلم میرجز ایکٹ (Dissolution of muslim marriages act) نے مسلم خواتین کے طلاق لینے کی وجوہات کی نشاندہی منظم انداز میں کی۔ شادی کی عیسائی رسمیں اور ان پر ریاستی قوانین کی ضرب یورپی اثر ورسوخ کے نتیجے میں پروان چڑھی، جس کے نتیجے میں 1872 میں انڈین کرسچن میرج ایکٹ (Indian Christian Marriage Act) آیا۔ تہذیبی طور پر سکھ مذہب اپنے ایک خاص ڈھنگ سے شادی کی رسمیں ادا کرتا چلا رہا ہے جسے آنند کاراج کہا جاتا ہے۔ انگریزوں نے اسے قبول کرتے ہوئے 1909 میں آنند میرج ایکٹ (Anand marriage act) پاس کرکے اسے قانونی حیثیت دی۔ اس کو پوری طرح عمل میں لانے کے لیے 2012 میں، سکھ میرج ایکٹ کو اپ ڈیٹ کیا گیا۔

18.14 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) انگریزوں نے ہیسٹنگ پلان کب متعارف کرایا، جس میں مسلم عدالتوں کو دیوانی اور فوجداری معاملات کے لیے قرآن کے قوانین پر عمل کرنے کی اجازت دی گئی؟

(a) 1800

(b) 1772

(c) 1857

(d) 1900

(2) کون سا ایکٹ جو 1937 میں منظور کیا گیا اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمان صرف مسلم پرسنل لاز پر عمل کریں گے؟

(a) مسلم میرجز ایکٹ کی تحلیل   (b) مسلم پرسنل لا (شریعت) اپلی کیشن ایکٹ

(c) ہندو کوڈ بلز   (d) تین طلاق ایکٹ

(3) کس کیس نے حکومت کو1986 میں مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ پاس کرنے پر مجبور کیا؟

a)) ہیسٹنگز پلان کیس (b) شاہ بانو کیس

c)) تین طلاق کیس (d) مسلم میرج ایکٹ کی تحلیل کا مقدمہ

(4) مسلم پرسنل لاز کے تناظر میں، "شریعت" کو عام طور پر کیا کہا جاتا ہے؟

a)) مقدس کتاب (b) خدا کے احکام

c)) قانونی ضابطہ (d) عدالتی نظام

(5) ہندوستان میں برطانوی نو آبادیاتی دور میں، کس ایکٹ نے عیسائی پرسنل لا، خاص طور پر شادیوں اور طلاق کے متعلق ریگولیٹری فریم ورک کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا؟

a)) ہندوستانی طلاق ایکٹ، 1869 (b) انڈین کرسچن میرج ایکٹ، 1872

c)) شادیوں کی توثیق ایکٹ، 1892 (d) شادی تحلیل ایکٹ 1866

(6) انڈین کرسچن میرج ایکٹ 1872 کو متعارف کرانے کی بنیادی وجہ کیا تھی؟

a)) عیسائی برادریوں پر انگریزی قانون مسلط کرنا (b) ہندوستان میں عیسائی روایات کو معیاری بنانا

c)) مسیحی شادیوں سے متعلق موجودہ قوانین میں موجود خامیوں کو دور کرنا

d)) مسیحی شادیوں کے لیے عمر کی شرط کو محدود کرنا

(7) ہندوستانی طلاق ایکٹ 1869 میں اہم تبدیلیاں لانے اور امتیازی دفعات کو دور کرنے کے لیے ہندوستانی طلاق (ترمیمی) ایکٹ کب نافذ کیا گیا تھا؟

1999 (a) 2000(b)

2002(c) 2001(d)

(8) 20ویں صدی کے اوائل میں نرنکاری تحریک اور سنگھ سبھا نے سکھوں کی شادی کی رسومات میں کون سی اہم تبدیلی کی تجویز پیش کی؟

a)) ویدک روایات کا تعارف (b) ہندو رسم و رواج کو اپنانا

c)) آنند کی تقریب کا نفاذ اور اسکی قانونی حیثیت (d) شادی کی رسومات کا خاتمہ

(9) آنند میرج ایکٹ کو کب قانونی شکل دی گئی، جو سکھ شادیوں کی قانونی شناخت اور رجسٹریشن کی طرف ایک باضابطہ قدم ہے؟

1955(a) 1909(b)

2012(c) 1956(d)

(10) سن 2012 میں مرکزی حکومت نے سکھوں کی شادیوں کے حوالے سے کون سی اہم ترمیم کی تھی؟

a)) ویدک روایات کا تعارف (b) ہندو میرج ایکٹ کے تحت سکھ شادیوں کو شامل کرنا

c)) آنند میرج ایکٹ کی ترمیم اور اسکے تحت سکھ شادیوں کا رجسٹریشن

d)) ایک علیحدہ سکھ میرج ایکٹ کی تشکیل

طویل جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

A. ہندوستان میں برطانوی حکومت کے دوران مسلم قوانین کے سلسلے میں 1772 کے ہیسٹنگ پلان کی اہمیت کی وضاحت کریں۔

B. مسلم خواتین (طلاق پر حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 کی کلیدی دفعات کیا تھیں، اور اس کے نفاذ کا سبب کیا تھا؟

C. 1872 کے انڈین کرسچن میرج ایکٹ کو متعارف کرانے کے پیچھے کیا اہم وجوہات تھیں، اور اس نے موجودہ قوانین میں کچھ خامیوں کو کیسے دور کیا؟

D. انڈین طلاق ایکٹ 1869 میں انڈین طلاق (ترمیمی) ایکٹ 2001 کے ذریعے کی گئی اہم ترامیم اور ان تبدیلیوں کے پیچھے کی وجوہات بیان کریں۔

E. آنند میرج ایکٹ 1909 کی اہمیت اور سکھ شادیوں کو قانونی شناخت فراہم کرنے میں اس کے کردار کی وضاحت کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

A. ہندوستان میں مسلم خواتین کے قانونی حقوق پر ان کے مضمرات کو واضح کرتے ہوئے شاہ بانو کیس اور تین طلاق کیس سے متعلق قوانین کا تنقیدی جائزہ لیں۔

B. سکھ مت میں آنند کارج کی تقریب کی وضاحت کریں، اس کی اہمیت، رسومات، اور گرو گرنتھ صاحب کے کردار کی تفصیل بیان کریں۔

18.15 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Chatterjee, N. (2010). Religious change, social conflict and legal competition: the emergence of Christian personal law in colonial India. Modern Asian Studies, Vol. 44, No. 6, pp. 1147-1195 (49 pages), Cambridge University Press.
2. https://en.wikipedia.org/wiki/The_Indian_Christian_Marriage_Act,_1872

3. https://ssrn.com/abstract=3823125 http://dx.doi.org/10.2139/ssrn.3823125
4. https://blog.ipleaders.in/marriage-under-Muslim-law/
5. http://chdslsa.gov.in/right_menu/act/pdf/Muslim.pdf
6. https://www.alec.co.in/judgement-page/a-case-law-which-challenged-the-constitutional-validity-o
7. http://www.legalserviceindia.com/helpline/helpline_HOME.htm
8. https://scroll.in/latest/853850/allow-gay-marriages-give-couples-police-protection-if-needed-suggests-draft-uniform-civil-code
9. http://14.139.60.114:8080/jspui/bitstream/123456789/15051/1/005_Matrimonial%20Law%20in%20India%20%2871-98%29.pdf
10. https://feminisminindia.com/2020/05/19/same-sex-marriage-india-unveiling-marriage-project/
11. Rasheed, Q. S., & Sharma, A. K. (2016). Muslim Women's Rights in India: Codified Personal Laws Needed. Economic and Political Weekly, 51(37), 22-25.
12. Tushar, T K,(2021) Evolution of Muslim Marriage Laws. social science research networks.

اکائی 19۔ دلہن کی رقم اور جہیز

(Bride Wealth and Dowry)

اکائی کے اجزا

19.0 تمہید

19.1 مقاصد

19.2 شادی کے لین دین کا تاریخی پس منظر اور اہمیت

19.3 جہیز اور دلہن کی قیمت کے پیچھے والدین کے مقصد

19.4 دلہن کی قیمت اور جہیز

1.5 دلہن کی رقم اور جہیز میں فرق

19.6 جہیز کے لین دین پر ثقافتی تناظر

19.7 دلہن کی رقم اور جہیز کے طریقوں کا تاریخی ارتقاء

19.8 جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت

19.9 جہیز کا صنفی کردار اور خاندانی ڈھانچے پر اثرات

19.10 دلہن کی قیمت

19.11 دلہن کی رقم کے اہم عوامل

19.12 اکتسابی نتائج

19.13 کلیدی الفاظ

19.14 نمونہ امتحانی سوالات

19.15 مزید مطالعے کے لئے تجویز کردہ کتابیں

19.0 تمہید (Introduction)

دلہن کی رقم اور جہیز شادی سے متعلق دو الگ الگ ثقافتی رواج ہیں ان دونوں کی اپنی سماجی، اقتصادی اور علامتی اہمیت ہے۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ یہ طرز عمل مختلف ثقافت اور سماج میں وسیع پیمانے پر مختلف ہوتا ہے تمام خاندان اس پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں شادیاں دیگر چیزوں کے علاوہ شامل خاندانوں کے درمیان شادی کے وقت کی جانے والی منتقلی کی خصوصیت رکھتی ہیں۔ رقم یا سامان کی یہ منتقلی دونوں سمتوں میں ہوسکتی ہے- دلہن کے خاندان سے دولہا تک یا اس کے برعکس۔ پہلے کو جہیز کے نام سے جانا جاتا ہے، جبکہ بعد والے کو دلہن کی قیمت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگرچہ افریقہ کے بہت سے حصوں میں دلہن کی قیمت ایک عام رواج ہے، لیکن برصغیر پاک وہند میں جہیز شادی کے لین دین کی غالب شکل ہے۔

ہندوستان کے تناظر میں جہیز اور دلہن کی قیمت کے ادارے کو سمجھنے کے لیے، سب سے پہلے ہمیں شادی کے ارد گرد کے پیچیدہ نمونوں، عمل اور ثقافتی اصولوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ شادی ہندوستانی مردوں اور عورتوں کی زندگی کے سب سے اہم واقعات میں سے ایک ہے، جو بالغ ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ شادی کی مثالی عمر چاہے وہ جلدی ہو یا دیر سے عام طور پر والدین خاص طور پر ہندوستان میں طے کرتے ہیں۔ والدین نہ صرف یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کس عمر میں شادی کرنی ہے بلکہ مناسب ساتھی کا انتخاب بھی کرتے ہیں اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔ سماجی، معاشی اور ذات پات کی حیثیت سے کامل ساتھی کا انتخاب کرنا ایک مشکل کام ہو سکتا ہے۔

19.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد دلہن کی رقم اور جہیز کو بیان کرنا ہے۔

اس اکائی کا مطالعہ کرنے سے طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- دلہن کی رقم اور جہیز کو سمجھ سکیں۔
- دلہن کی رقم اور جہیز کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

19.2 شادی کے لین دین کا تاریخی پس منظر اور اہمیت

(Historical Background and Significance of Marriage Transaction)

شادی کے موقع پر سامان اور خدمات کا تبادلہ روایتی ہندوستانی شادیوں کی اولین خصوصیات میں سے ایک ہے۔ ماضی میں جنوبی ہندوستان کے بیشتر معاشروں میں منتقلی کی سمت دولہا اور اس کے خاندان سے دلہن اور اس کے خاندان کی طرف تھی۔ دلہن کی قیمت ادا کرنے کا یہ رواج اعلیٰ ذات کے برہمنوں میں بھی بڑے پیمانے پر رائج تھا(Srinivas, 1989) ۔ دوسری طرف شمالی ہندوستان میں شادی

کے سلسلے میں دلہن کی قیمت کے بجائے جہیز ہمیشہ سے رائج ہے۔

غالب ہندو مذہب میں، مقدس متن "منو کے قوانین "Laws of Manu کے مطابق، ہندو مت میں موکش یا روشن خیالی تک پہنچنے کے دس راستوں میں سے ایک کنیادان (kanyadana) ہے، جو مالی اور دیگر تحائف کے ساتھ دولہا کو کنواری دلہن دینے کا عمل ہے۔ جسے دکھیشنہ (dakhshina) یا جہیز کہا جاتا ہے۔

ہندوستان میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہیز ایک سنگین سماجی مسئلہ بن گیا جب دولہا اور ان کے اہل خانہ نے شادی کی بات چیت کے وقت جہیز کی مخصوص رقم کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ جہیز کا رواج اپنی رضاکارانہ جڑ سے بدل کر دلہن کے خاندان کے لیے لازمی ہو گیا۔ جہیز کے معنی میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ مالکانہ حقوق بھی بدل گئے ہیں کیونکہ ادائیگیوں پر دلہن کے کی بجائے دولہا کے خاندان کو حقوق حاصل ہے۔

مجموعی صورت حال مزید خراب ہو گئی کیونکہ رقم کے ساتھ دلہن کے خاندان نے بہتر معیار کے دولہے کو راغب کرنے کے لیے زیادہ جہیز کی پیشکش شروع کر دی۔ اس کے نتیجے میں غریب خاندان بھی اپنی بیٹیوں کی شادی کے لیے زیادہ جہیز دینے کے پابند ہیں۔ ماہرین بشریات (Anthropologists) کا دعویٰ ہے کہ یہ تبدیلی انیسویں صدی کے وسط میں ہوئی تھی۔ اسی زمانے میں نچلی ذات نے بھی دلہن کی قیمت کے بجائے جہیز کا رواج اپنا لیا۔

دلہنوں ان کے خاندانوں اور معاشرے پر جدید جہیز کے ممکنہ منفی اثرات کی وجہ سے، ہندوستانی قانون کے تحت 1961 سے جہیز وصول کرنا یا ادا کرنا غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس عمل نے جہیز کے پھیلاؤ کی وبا پر قابو پانے کے لیے بہت کم مدد فراہم کی۔ جہیز دلہن کے خاندان کو شدید غربت اور قرض میں لا سکتا ہے خاص طور پر اگر بیٹوں سے زیادہ بیٹیاں ہوں۔ شوہر کے خاندان میں دلہن کی حیثیت عام طور پر اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ وہ شادی کے وقت اپنے ساتھ کتنا جہیز لے کر آتی ہے۔ ایک دلہن جس کا خاندان شادی کے وقت جہیز کا مطالبہ پورا کرتا ہے عام طور پر اس کے شوہر کے خاندان میں بہتر حیثیت اور سسرال والوں سے بہتر سلوک ملتا ہے۔ جہیز کے مطالبات پورے نہ ہونے کی صورت میں دلہن کو جن نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں نوجوان بیویوں کے ساتھ ذہنی اور جسمانی زیادتی، ناروا سلوک اور نظر انداز کرنا شامل ہیں۔ ہیز سے متعلق بدسلوکی اور حادثاتی طور پر دلہن کو جلانے کے ردعمل کے طور پر دلہن کی خودکشی بھی عام ہے۔

19.3 جہیز اور دلہن کی قیمت کے پیچھے والدین کے مقصد

(Parental Motives behind the Practice of Dowry and Bride price)

ہندوستان میں شادی کے لین دین کے وجود اور تبدیلی کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ والدین کو جہیز یا دلہن کی قیمت ادا کرنے کے لیے کیا ترغیب دیتی ہے۔ دلہن کے خاندان کی طرف سے جہیز کی ادائیگی کے لیے دو الگ الگ وجوہات نہیں ہو سکتیں۔ سب سے پہلے، جہیز رضاکارانہ ہو سکتا ہے - بیٹی کو وصیت کرنا تاکہ وہ اپنے سسرال کے گھر میں بہتر حیثیت سے لطف اندوز ہو سکے جہاں وہ

اپنی شادی کے بعد منتقل ہوتی ہے۔ دوسرا دولہا کی مانگ کو پورا کرنے یا بہتر معیار کے دولہے کو راغب کرنے کے لیے جہیز ادا کیا جا سکتا ہے۔ یہ جہیز کی وہ قسم ہے جو معاشرے میں کافی منفی نتائج پیدا کر سکتی ہے۔

دولہا کے خاندان کی طرف سے دلہن کی قیمت ادا کرنے کی دو وجوہات کے بارے میں سمجھ سکتے ہیں۔ سب سے پہلے، دلہن کی قیمت حیثیت کی علامت کے طور پر باخوشی ادا کی جاسکتی ہے۔ اس صورت میں وصیت کرنا قابل اطلاق نہیں ہے کیونکہ شادی کے بعد دولہا کا اپنے سسرال کے ساتھ رہنے کے لیے جانا ثقافت کے خلاف ہے۔ دوسرا، دلہن کی قیمت یا تو بہتر معیار کی دلہن کو راغب کرنے کے لیے ادا کی جا سکتی ہے یا دلہن کے خاندان کی طرف سے اس کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دلہن کے خاندان کی طرف سے دلہن کی قیمت کا مطالبہ کرنے کا امکان کم ہے کیونکہ ہندوستانی روایتی معاشرے میں بیٹوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور دولہا کے خاندانوں کو ہمیشہ شادی کے مذاکرات میں بالخصوص دیہی علاقوں میں ہندوؤں میں بالادستی حاصل ہوتی ہے۔ اگر بہتر معیار کی دلہن کو راغب کرنے کے لیے دلہن کی قیمت ادا کی جائے تو دلہن کی قیمت کے تعین میں دلہن کے معیار کا نمایاں اثر ہو گا۔

شادی کے کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ دولہا کے رشتہ داروں اور دلہن کے رشتہ داروں کے درمیان اتحاد قائم کیا جائے۔ بہت سی ثقافتوں میں دو گروہوں کے درمیان میں "تحائف" کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اگر دلہن کے خاندان کو جوڑے (یا اکثر براہ راست دولہا کو) تحفہ فراہم کرتے ہیں تو اس عمل کو جہیز کہا جاتا ہے۔ اگر دولہا کے خاندان کو دلہن کے خاندان کو تحفہ فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، تو اس عمل کو دلہن کی رقم یا دلہن کی قیمت کہا جاتا ہے۔

19.4 دلہن کی قیمت اور جہیز (Bride Price and Dowry)

دولہا اور دلہن کے رشتہ داروں کے گروہوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا شادی کے کاموں میں سے ایک ہے۔ بہت سی ثقافتوں میں دونوں گروہوں کے درمیان "تحائف" تبادلہ ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اگر دلہن کے خاندان دولہا کے والد یا دولہا کو براہ راست تحفہ فراہم کرتے ہیں تو اس عمل کو جہیز کہا جاتا ہے۔ اگر دولہا کے خاندان والے دلہن کے خاندان کو تحفہ فراہم کرتے ہیں تو ہے تو اس عمل کو دلہن کی رقم یا دلہن کی قیمت کہا جاتا ہے۔ اس لیے ان دونوں کے درمیان زیادہ فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں طریقے کار میں تحفے کا تبادلہ خیال ہوتا ہے۔

دلہن یا دلہن رشتہ داروں کو شادی کے موقع پر دی جانے والی رقم یا سامان کو مہر کے طور پر دیا جاتا ہے۔ دلہن کی قیمت سے مراد دولہا کے خاندان کو وسائل کی منتقلی ہے۔ دلہن کی رقم کو پہلے دلہن کی قیمت کہا جاتا تھا لیکن یہ ایک غلط اصطلاح ہے جو اس گمراہ کن تصور کو ظاہر کرتی ہے کہ شادی محض ایک معاشی تبادلہ ہے۔ دلہن کی قیمت کا ایک اہم کام شادی کے ذریعہ تخلیق کردہ نئی تولیدی اور سماجی اقتصادی اکائی کو قانونی حیثیت دینا ہے۔ شادی میں شامل معاشی لین دین کے تحائف کے تبادلے کی تمام شکلوں میں دلہن کی قیمت سب گروہوں سے عام ہے- خاص طور پر پدرانہ (Patriarchal) سماج میں مروجہ ہے اور ایسے سماج میں بہت کم ہے جن میں دو طرفہ گرہوں میں ایک ہی

نسل کے افراد ہوں۔ دلہن کی قیمت عورت اور اس کے خاندان کے لیے اہم ہو سکتی ہے۔ در حقیقت، وہ جو پیسہ وصول کرتے ہیں وہ حفاظت کے طور پر کام کر سکتا ہے۔ عام طور پر ان تحائف کو محفوظ بنانے کے لیے مزید استعمال کیا جا سکتا ہے - گردش کرنے والی رقم کی ایک شکل جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بے گھر سماج میں یکجہتی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

جہیز رقم کی منتقلی کا ایک انمول جز ہے۔ والدین کی طرف سے ایک اہم ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ شادی کے وقت بیٹیوں کو وراثت کے حقوق دیے جائیں۔ تاریخی طور پر جہیز کی اصطلاح شادی کے دوران دلہن کے والدین کو سامان اور خدمات کی ایک بڑی رقم کی منتقلی پر دلالت کرتی ہے۔ جہیز کا رواج جنوبی ایشیا میں غیر معمولی طور پر مقبول ہے خاص طور پر بیسویں صدی میں بہت زیادہ مانگ کی وجہ سے جہیز دینا تاریخی طور پر مشرق وسطی، یورپ، مشرقی ایشیا، جنوبی ایشیا اور امریکہ کے کچھ حصوں میں مقبول تھا۔ جنوبی ایشیا میں دولہے کی قیمت کی اصطلاح جہیز کی جگہ استعمال کی جا سکتی ہے کیونکہ ادائیگی عام طور پر دولہا اور خاندان کو ہوتی ہے۔ جہیز ان معاشروں میں موجود ہے جہاں گروہی مفادات، رقم اور حقوق کی نوعیت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ دلہن کی قیمت سے مراد دلہن کے خاندان کی ادائیگی ہے اور یا دولہے کی معاشی حیثیت پر منحصر ہوتی ہے کیونکہ ادائیگی عام طور پر دولہے کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

تاریخی طور پر دلہن کی قیمت اس سماج میں عام ہے جہاں باغبانی یا دیہی کاشتکاری کے طریقے موجود ہیں۔ مثال کے طور پر یوگنڈا میں دلہن کی قیمت میں دلہن کے خاندان کو رقم کے ساتھ ساتھ گائے اور بکرے جیسے سامان کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ تبادلے کی مجموعی رقم خواہ نقدی ہو یا سامان اور خدمات دلہن کے خاندان کو معاوضہ کے طور پر دلہن کی قیمت سے بنتی ہے۔ ان معاشروں کی پیچیدگی جو دلہن کی قیمت پر عمل کرتے ہیں وہ مغربی افریقی ملک سیرالیون (Sierra Leone) میں عام ہے جہاں دلہن کی قیمت کے حوالے سے قبائلی گروہوں میں تغیر پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں سماجی سطح بندی اس بات پر اثر انداز ہوتی ہے کہ شادی کے بعد عورت کی حیثیت کو دیکھتے ہوئے جہیز دیا جاتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان وسائل کے اختلاف کی وجہ سے استحکام کی ایک قابل فہم وضاحت ہے۔

19.5 دلہن کی رقم اور جہیز میں فرق (Difference between Bride Wealth and Dowry)

دلہن کی رقم اور جہیز شادی سے وابستہ دو الگ الگ ثقافتی عمل ہیں جو دونوں اثاثوں کی منتقلی کی سمت، مقصد اور اثرات میں مختلف ہیں۔ دلہن کی رقم اور جہیز کے درمیان اہم فرق درج ذیل ہیں:

منتقلی کی سمت (Direction of Transfer)

دلہن کی رقم (Bride Wealth) کو دلہن کی قیمت کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ دلہن کی رقم میں دولہا یا اس کا خاندان شامل ہوتا ہے جو دلہن کے خاندان کو تحائف، رقم یا قیمتی اثاثے فراہم کرتا ہے۔ یہ منتقلی دولہا سے دلہن کے خاندان کو ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جہیز (Dowry) سے مراد دلہن کے والدین کی جائیداد، رقم، یا تحائف سے ہے جو شادی کے دوران دولہا یا اس کے خاندان کو دی جاتی ہے۔

مقصد (Purpose)

دلہن کی رقم: (Bride Wealth) دلہن کی رقم کو اکثر معاوضہ یا اس کے خاندان اور برادری میں دلہن کی قدر کا اعتراف سمجھا جاتا ہے۔ یہ شادی کے عزم کی سنجیدگی کی علامت ہے جو دونوں خاندانوں کے درمیان ایک سماجی معاہدہ قائم کرتا ہے۔

جہیز: Dowry تاریخی طور پر جہیز کا مقصد دلہن کو اس کے نئے گھر میں مالی تحفظ فراہم کرنا تھا لیکن کچھ سیاق و سباق میں، اس نے شادی کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے کے لیے دولہا یا اس کے خاندان کو ادائیگی کی شکل اختیار کر لی ہے۔

سماجی اثرات: Social Implications

دلہن کی رقم: Bride Wealth اگرچہ یہ عمل خاندانوں کے درمیان اتحاد کے قیام میں حصہ ڈالتا ہے بلکہ کہیں نہ کہیں یہ دلہن کی قدر کو تقویت دے کر سماجی حرکیات کو متاثر بھی کرتا ہے۔

جہیز: Dowry کا نظام شادی سے تشکیل شدہ نئے خاندان میں دلہن کی حیثیت اور بہبود کو متاثر کر سکتا ہے۔ کچھ معاملات میں، خاطر خواہ جہیز کا دباؤ دلہن کے خاندان پر مالی دباؤ کا باعث بن سکتا ہے اور صنفی عدم مساوات کو تقویت دے سکتا ہے۔

جغرافیائی اور ثقافتی تغیرات: Geographical and Cultural Variances

دلہن کی رقم: Bride Wealth عام طور پر مختلف افریقی، میلا نیشیائی (Melanesia) اور کچھ مقامی معاشروں میں پائی جاتی ہے جہاں اسے ایک روایتی عمل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس کا رواج ہندوستان سمیت جنوبی ایشیا کے کچھ حصوں کے ساتھ ساتھ مشرق وسطیٰ اور جنوب مشرقی ایشیائی ثقافتوں میں بھی رائج ہے۔

قانونی اور سماجی سیاق و سباق: (Legal and Social Context)

دلہن کی رقم: (Bride Wealth) اس کی قبولیت اور قانونی حیثیت تمام معاشروں میں مختلف ہو سکتی ہے۔ کچھ جگہوں پر، یہ ثقافتی روایات کا ایک لازمی حصہ ہو سکتا ہے، جب کہ کچھ جگہوں پر، خواتین کو کوڈ شدہ (Codified) کرنے کے خدشات کی وجہ سے اس کی حوصلہ افضائی یا اسے ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جہیز: Dowry کے رواج کو صنفی بنیاد پر تشدد اور امتیازی سلوک میں حصہ ڈالنے پر تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس کے جواب میں، کچھ خطوں میں جہیز کے نظام کو روکنے اور دلہنوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانونی اقدامات کیے گئے ہیں۔

جہیز Dowry جہیز دلہن کے خاندان کی طرف سے طے شدہ شادی پر دولہے کے خاندان کو نقد رقم یا تحائف کی ادائیگی ہے۔ اس میں نقدی، زیورات، فرنیچر، بستر، برتن، کار اور دیگر گھریلو اشیاء شامل ہو سکتی ہیں جو نئے جوڑے کو اپنا گھر بنانے میں مدد کرتی ہیں۔ ہندو مذہب میں جہیز کی کوئی مذہبی اجازت نہیں ہے۔

19.6 جہیز کے لین دین کا ثقافتی تناظر (Cultural Perspectives on exchange of dowry)

دلہن کی رقم اور جہیز ثقافتی رواج ہیں جو ہر سماج میں ازدواجی لین دین کے تانے بانے میں شامل ہیں۔ جب کہ دلہن کی رقم میں دولہا یا اس کا خاندان دلہن کے خاندان کو تحائف یا قیمتی اشیاء کے طور پر پیش کرتے ہیں جہیز اس کے برعکس، دلہن کو دولہا یا اس کے خاندان کو شادی پر اثاثے یا رقم پیش کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ طرز عمل گہری ثقافتی اہمیت رکھتے ہیں جو معاشرتی اقدار، معاشی حالات اور خاندانی تعلقات کی حرکیات کی عکاسی کرتے ہیں۔

19.7 دلہن کی رقم اور جہیز کے طریقوں کا تاریخی ارتقاء

(Historical Evolution of Bride Wealth and Dowry Practices)

دلہن کی رقم اور جہیز کے طریقوں کا تاریخی ارتقاء انسانی تہذیب کی تاریخوں کے ذریعے ایک دلکش سفر ہے، جو ثقافتی روایات کی پیچیدگی کی عکاسی کرتا ہے۔ ان ازدواجی لین دین کی جڑیں قدیم معاشروں سے تعلق رکھنے والے متنوع رسم و رواج اور سماجی و اقتصادی ڈھانچے میں ہیں۔ دلہن کی رقم کا رواج قدیم افریقہ سمیت مختلف ابتدائی تہذیبوں سے ہوا ہے۔ دوسری طرف جہیز ہندوستان اور یورپ کی قدیم ثقافتوں میں رائج رہا ہے جہاں دلہن یا اس کا خاندان والے دولہا کے اثاثوں یا رقم کا حصہ ڈالتے تھے۔ کئی صدیوں کے دوران یہ طرز عمل معاشرتی اصولوں، اقتصادی نظاموں اور مذہبی اثرات میں تبدیلیوں سے تیار ہوا ہے جو ایک دلچسپ آئینہ فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے شادی کی ثقافتی تاریخ کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ دلہن کی رقم اور جہیز کی تاریخی رفتار کو سمجھنا نہ صرف انسانی رسم و رواج کے تنوع سے پردہ اٹھاتا ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان رسومات کی پائیدار اہمیت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

19.8 جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت (Changing Nature of Dowry in Modern Times)

جدید دور میں، جہیز کی نوعیت میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں جو سماجی رویوں، معاشی ڈھانچے اور قانونی ڈھانچے میں تبدیلیوں کی عکاسی کرتی ہیں۔ اگرچہ اس عمل کی جڑیں تاریخی ہیں۔ جدید دور میں جہیز کے رواج اکثر تحائف کے تبادلے اور بنیادی سہولیات میں تبدیلیوں سے نمایاں ہوتے ہیں۔ کچھ ثقافتوں میں روایتی اثاثوں سے دلہن کی تعلیمی قابلیت اور طرز زندگی کے امکانات پر منتقل ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ جہیز سے متعلق دباؤ کے منفی نتائج کے بارے میں بیداری بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے قانونی اصلاحات کے ذریعے اس طرح

کے طریقوں کی حوصلہ شکنی اور انہیں ختم کرنے کی کوششیں بڑھ رہی ہیں۔ جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت ثقافتی ارتقا، معاشی حقائق اور صنفی مساوات کے لیے جاری جدوجہد کا ایک پیچیدہ عمل ہے جو 21ویں صدی میں ازدواجی روایات کی متحرک نوعیت کو اجاگر کرتی ہے۔

19.9 جہیز کا صنفی کردار اور خاندانی ڈھانچے پر اثرات

(Impact of Dowry on Gender Roles and Family Structures)

صنفی کردار اور خاندانی ڈھانچے پر جہیز کا اثر بہت گہرا ہے۔ روایتی طور پر، جہیز کو اکثر صنفی عدم مساوات کو تقویت دینے کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے کیونکہ یہ دلہن کے خاندان پر مالی بوجھ ڈالتا ہے اور خواتین کے تصور کو بطور سامان برقرار رکھ سکتا ہے۔ جہیز کی توقع ازدواجی حرکیات کو متاثر کر سکتی ہے خاندانی طاقت، ڈھانچے کی تشکیل اور غیر مساوی صنفی کردار میں حصہ ڈال سکتی ہے۔ کچھ معاملات میں جہیز کا مطالبہ نقصان دہ نتائج کا باعث بنتا ہے جیسے کہ مالی تناؤ، گھریلو تشدد، اور یہاں تک کہ جہیز سے متعلق اموات وغیرہ۔ تاہم، جیسے جیسے سماجی رویوں کا ارتقا ہوتا ہے اسی کے مطابق قانونی ڈھانچہ ان مسائل کو حل کرتا ہے، صنفی مساوات پر جہیز کے منفی اثرات کے بارے میں آگاہی بڑھ رہی ہے۔ روایتی اصولوں کو چیلنج کرنے اور ان کی نئی تعریف کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، زیادہ مساوی خاندانی ڈھانچے کو فروغ دینے اور شادی کے تناظر میں جنسوں کے درمیان حرکیات کو نئی شکل دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ہندوستان میں جہیز دلہن کے خاندان پر بہت زیادہ مالی دباؤ ڈالتا ہے۔ جہیز کی ادائیگی اب ہندوستانی شہری قانون میں جہیز کی ممانعت ایکٹ، 1961 کے تحت ممنوع ہے اور اس کے بعد تعزیرات ہند (IPC) کی دفعہ B304 اور a498 کے ذریعہ بھارت میں جہیز مخالف قوانین کے باوجود، یہ اب بھی ایک عام غیر قانونی عمل ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرنے والے دیگر قوانین میں جہیز اور دلہن کے تحائف کی پابندی کے قواعد، 1976 اور جہیز کی ممانعت کے قواعد، 1985 شامل ہیں جن کا مقصد تحائف کو دستاویز کرنا اور شکایت کنندگان کو مضبوط ثبوت فراہم کرنا ہے۔ دلہن کے خلاف جرائم کی کارروائی بعد میں ہوتی ہے۔

ہندوستان میں جہیز تمام مذاہب میں عام ہے۔ کئی برسوں کے دوران اس عمل نے دائرہ کار اور رسائی کے لحاظ سے ترقی اور توسیع کی ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستانی مسلمان جہیز کو فاطمی جہیز کے لحاظ سے اس عمل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسلام پسند جہیز کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: پہلا دلہن کے لباس اور ازدواجی زندگی کے لیے کچھ ضروری اثاثوں پر مشتمل ہے۔ دوسرا قیمتی سامان زیورات وغیرہ۔

اگرچہ جہیز کے خلاف ہندوستانی قوانین کئی دہائیوں سے نافذ العمل ہیں، لیکن ان پر بڑی حد تک تنقید کی جاتی رہی ہے کہ وہ غیر موثر ہیں۔ ہندوستان کے کئی حصوں میں جہیز کی وجہ سے ہلاکتوں اور قتل کا سلسلہ جاری ہے اور اس نے نفاذ کے خدشات کو مزید بڑھا دیا ہے۔ یہ شوہر کے خاندان کی طرف سے پہلے گھریلو زیادتیوں کے سلسلے کی انتہا ہے۔ تعزیرات ہند کی دفعہ A498 کے تحت دولہا اور اس کے اہل خانہ کو خود بخود گرفتار ہونا ضروری ہے اگر بیوی جہیز کے لیے ہراساں کرنے کی شکایت کرتی ہے۔ قانون کا بڑے پیمانے پر غلط استعمال کیا گیا اور 2014 میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ گرفتاریاں صرف مجسٹریٹ کی منظوری سے کی جاسکتی ہیں۔

جہیز ایک ادائیگی ہے جیسے جائیداد یا رقم جو دلہن کے خاندان کی طرف سے دولہا یا اس کے خاندان کو شادی کے وقت ادا کی جاتی ہے۔ دلہن کی قیمت اور جہیز کے متعلقہ تصورات سے متصادم ہے۔ جب کہ دلہن کی قیمت یا دلہن کی خدمت دولہا یا اس کے خاندان کی طرف سے دلہن یا اس کے خاندان کو ادائیگی ہے جہیز وہ رقم ہے جو دلہن یا اس کے خاندان سے دولہا یا اس کے خاندان کو منتقل کی جاتی ہے۔ اسی طرح مہر وہ جائیداد ہے جو شادی کے وقت دولہے کی طرف سے خود دلہن پر طے کی جاتی ہے اور جو اس کی ملکیت اور اختیار میں رہتی ہے۔ جہیز ایک قدیم رسم ہے جس کا تذکرہ کچھ قدیم ترین تحریروں میں موجود ہے اور اس کا وجود اس سے پہلے کی تصدیق کے مطابق ہو سکتا ہے۔ دنیا کے کچھ حصوں میں خاص طور پر ایشیا کے کچھ حصوں میں شادی کی تجویز کو قبول کرنے کے لیے جہیز کی توقع اور مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جہیز کا رواج سخت پدرانہ ثقافتوں میں سب سے ہے جو خواتین اپنے شوہر کے خاندان کے ساتھ یا اس کے قریب رہنے کی توقع رکھتی ہے۔ یورپ، جنوبی ایشیا، افریقہ اور دنیا کے دیگر حصوں میں جہیز کی طویل تاریخ ہے۔

جہیز ایک بیٹی کو والدین کی جائیداد سے منتقلی ہے۔ جہیز ایک قسم کی شادی اساس قائم کرتا ہے جس کی نوعیت وسیع پیمانے پر مختلف ہو سکتی ہے۔ یہ اساس بیوہ حالت میں یا لاپرواہ شوہر کے خلاف مالی تحفظ کا عنصر فراہم کر سکتا ہے اور آخر کار اس کے بچوں کو فراہم کیا جا سکتا ہے۔ جہیز ازدواجی گھرانے کے قیام کی طرف بھی مثبت قدم مانا جاتا ہے اور اس لیے اس میں کپڑے اور فرنیچر بھی شامل ہوتا ہے۔ ماہر بشریات جیک گوڈی (Jack Goody's) ایتھنوگرافک اٹلس (Ethnographic Atlas) کا استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا بھر میں جہیز کے نظام کا تقابلی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ جہیز وراثت کی ایک شکل ہے جو جاپان سے لے کر آئرلینڈ تک یوریشین معاشروں کے وسیع پیمانے پر پائی جاتی ہے یعنی کہ جائیداد بچوں تک منتقل ہوتی ہے۔ یہ افریقی معاشروں کی اکثریت سے مختلف ہے جو کہ "یکساں وراثت" پر عمل کرتے ہیں جس میں جائیداد صرف ایک ہی جنس کے بچوں کو منتقل کی جاتی ہے۔

Goody And Boserup کہتے ہیں کہ محنت کی جنسی تقسیم شدید ہل (Plough) کی زراعت اور وسیع تبدیلی باغبانی (Horticulture) میں مختلف ہوتی ہے۔ بہت کم آبادی والے علاقوں میں جہاں بدلتی کاشت کاری ہوتی ہے زیادہ تر کام خواتین کرتی ہیں۔ یہ وہ معاشرے ہیں جو دلہن کی قیمت دیتے ہیں۔ Boserup مزید باغبانی (Horticulture) کو تعدد ازدواج کے رواج کے ساتھ جوڑتا ہے اور اس لیے دلہن کی رقم اس کے خاندان کو اس کی مزدوری کے معاوضے کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ ہل زراعت میں کاشتکاری زیادہ تر مردوں کا کام ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں جہیز دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ہل کی زراعت کا تعلق نجی جائیداد سے ہے اور بنیادی خاندان میں جائیداد کو برقرار رکھنے کے لیے شادی یک زوجاتی ہوتی ہے۔ قریبی خاندان ترجیحی شادی کے شراکت دار ہیں تاکہ گرہوں میں جائیداد کو برقرار رکھا جا سکے۔

19.10 دلہن کی قیمت (Bride-Wealth)

دلہن کی قیمت سے مراد اس تحائف یا رقم یا قیمتی اثاثے سے ہے جو دلہا کے خاندان سے دی جاتی ہے۔ دی گئی اشیاء میں مویشی، پیسے، زیورات، یا دیگر قیمتی اشیاء شامل ہو سکتی ہیں۔ دلہن کی رقم کو اکثر دلہن کے خاندان کی پیداواری اور تولیدی صلاحیتوں کے نقصان کے

معاوضے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یہ دونوں خاندانوں کے درمیان ایک سماجی معاہدہ قائم کرتا ہے اور شادی کے عزم کو سنگین بنانے کی علامت ہے۔ دلہن کی رقم جسے دلہن کی قیمت یا دلہن کا نشان بھی کہا جاتا ہے ایک ثقافتی عمل ہے جس میں دولہا یا اس کا خاندان شادی کے عمل کے دوران دلہن کے خاندان کو تحائف، قیمتی اشیاء، یا ادائیگیاں فراہم کرتا ہے۔ اس روایت کی دنیا بھر کے مختلف معاشروں میں تاریخی جڑیں ہیں اور یہ تعریف، پہچان اور عزم کی علامت کے طور پر کام کرتی ہے۔ دلہن کی رقم کے طور پر پیش کردہ اشیاء وسیع پیمانے پر مختلف ہو سکتی ہیں اور ان میں مویشی، پیسہ، زمین، یا دیگر قیمتی اثاثے شامل ہو سکتے ہیں۔ اس کے مادی پہلوؤں سے ہٹ کر دلہن کی رقم اکثر علامتی اہمیت رکھتی ہے جو دولہا کی دلہن اور اس کے خاندان کی عزت و تکریم کرنے کی صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ عمل وقت کے ساتھ ساتھ ارتقا پذیر ہوا ہے جو سماجی اصولوں، معاشی ڈھانچے اور شادی کے حوالے سے ثقافتی رویوں میں تبدیلیوں کی عکاسی کرتا ہے۔ دلہن کی رقم کا مطالعہ ازدواجی رسوم و رواج کی پیچیدگیوں اور ان متنوع طریقوں کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے جن میں مختلف ثقافتیں اقدار کا اظہار کرتی ہیں اور اس قدیم روایت کے ذریعے سماجی روابط استوار کرتی ہیں۔

دلہن کی قیمت دلہن کا جہیز دلہن کی رقم دلہن کی خدمت یا دلہن کا نشان رقم کی جائیداد ہے یا رقم کی دوسری شکل ہے جو دولہا یا اس کے خاندان کی طرف سے عورت یا اس عورت کے خاندان کو ادا کی جاتی ہے جس سے اس کی شادی ہوگی یا اس سے شادی ہونے والی ہے۔ دلہن کا جہیز کچھ ثقافتوں میں دولہے کو ادا کیے جانے والے جہیز کے مترادف ہے۔ دلہن کے ذریعے نئے گھرانے کے قیام میں مدد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور جہیز جو کہ شادی کے وقت دولہا کی طرف سے خود دلہن پر طے کیا جاتا ہے۔ کچھ ثقافتیں بیک وقت دونوں پر عمل کر سکتی ہیں۔ بہت سی ثقافتیں موجود ہیں جو پہلے دلہن کے جہیز پر عمل کرتی تھیں۔

دلہن کو جہیز دینے کی روایت بہت سے ایشیائی ممالک، مشرقی یورپ، مشرق وسطیٰ افریقہ کے کچھ حصوں اور بحر الکاہل کے جزیرے کے کچھ معاشروں میں خاص طور پر میلانیشیا (Melanesia) میں رائج ہے۔ تبدیل کرنے کی رقم روایتی رسم کو جاری رکھنے کے لیے ٹوکن سے لے کر تھائی لینڈ میں کچھ شادیوں میں ہزاروں امریکی ڈالر تک ہو سکتی ہے۔ کچھ حصوں میں جہاں دلہن کے جہیز کا رواج ہے وہاں غیر معمولی طور پر بڑے دلہن کے جہیز تک ہو سکتا ہے۔

دلہن کی رقم عام طور پر ایسی رواج میں ادا کی جاتی ہے جو عام طور پر دوسری قسم کے تبادلے کے لیے استعمال نہیں ہوتی ہے۔ فرانسیسی ماہر بشریات Philippe Rospabe کے مطابق اس کی ادائیگی میں عورت کی خریداری شامل ہے۔ اس کے بجائے یہ ایک خالص علامتی اشارہ ہے جو بیوی کے والدین پر شوہر کے مستقل قرض کو تسلیم کرتا ہے لیکن کبھی ادا نہیں کرتا۔ دلہن کی رقم ان معاشروں میں موجود ہے جہاں دستی مزدوری سرمائے سے زیادہ اہم ہے۔ افریقہ میں جہاں زمین کم یا کوئی پالتو جانور نہیں تھے دستی مزدوری سرمائے سے زیادہ قیمتی تھی اور اس وجہ سے دلہن کی رقم کا غلبہ تھا۔ مشرقی یورپ میں دلہن کے خاندان کو مزدور کے کھو جانے کی تلافی کی جاتی ہے۔

جہیز اور دلہن کی قیمت کے بارے میں ایک ارتقائی نفسیات کی وضاحت یہ ہے کہ دلہن کی قیمت کثیر زنانہ معاشروں میں عام ہے جہاں خواتین کی نسبتاً کمی ہے۔ یک زوجیت والے معاشروں میں جہاں خواتین کے پاس ذاتی رقم کم ہوتی ہے جہیز اس کی بجائے عام ہے کیونکہ وہاں امیر مردوں کی نسبتاً کمی ہے جو شادی کرتے وقت بہت سی ممکنہ خواتین میں سے انتخاب کر سکتے ہیں۔ یہ اب بھی ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں مسلمانوں کے ذریعہ رائج ہے اور اسے مہر کہا جاتا ہے۔ شمال مشرقی ہندوستان میں، خاص طور پر آسام میں (مقامی آسامی نسلی گروہ) دلہن کی قیمت کی ایک رقم یا نشان مختلف شکلوں میں اب بھی دیا جاتا ہے۔ بھارتی ریاست گجرات کے کچھ حصوں میں دلہن کی قیمت بہت زیادہ ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ معاشرے میں لڑکوں کے مقابلے لڑکیوں کی تعداد کم ہے۔ یہ رواج ایسے معاملات میں بھی پایا جاتا ہے جہاں دولہا کے خاندان کو نچلی ذات کی دلہنوں کے لیے آمادہ ہونا پڑتا ہے جب وہ اپنی ذات میں دلہنیں تلاش کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

19.11 دلہن کی رقم کے اہم عوامل (Key factors of bride wealth)

دلہن کی رقم ایک ایسا ثقافتی عمل ہے جو ہر سماج میں کئی اہم عوامل سے متاثر ہوا ہے جن کو درج ذیل بیان کیا گیا ہے۔

اقتصادی تحفظات: Economic Considerations

مالی تحفظ: Financial Security دلہن کی رقم اکثر دلہن اور اس کے خاندان کے لیے معاشی تحفظ کی ایک شکل کے طور پر کام کرتی ہے۔ دولہا کے خاندان کی طرف سے فراہم کردہ تحائف میں اثاثے، رقم یا دیگر وسائل شامل ہو سکتے ہیں جو دلہن کی مالی بہبود میں حصہ ڈالتے ہیں۔

سماجی حیثیت اور وقار: Social Status and Prestige

ساکھ میں اضافہ: Enhancing Reputation دلہن کی رقم کے تبادلے کو سماجی حیثیت اور وقار کے تصورات سے جوڑا جا سکتا ہے۔ خاندان اپنی خوشحالی کو ظاہر کرنے اور اپنی کمیونٹی میں ایک سازگار ساکھ کو یقینی بنانے کے لیے اس مشق میں شامل ہو سکتے ہیں۔

شادی کے اتحاد: Marriage Alliances

رشتوں کو مضبوط کرنا: Strengthening Relationships دلہن کی رقم خاندانوں کے درمیان مضبوط اتحاد قائم کرنے میں حصہ ڈال سکتی ہے۔ تحائف کا تبادلہ شادی میں شامل خاندانوں کے درمیان خیر سگالی اور تعاون کو فروغ دیتا ہے، باہمی تعاون کا احساس پیدا کرتا ہے۔

ثقافتی اور روایتی اصول: Cultural and Traditional Norms

ورثے کا تحفظ: Preserving Heritage بہت سے معاشروں میں، دلہن کی رقم ثقافتی اور روایتی طریقوں میں گہرائی سے جڑی ہوئی ہے۔ خاندان اپنے ثقافتی ورثے کو محفوظ رکھنے اور نسل در نسل رسومات کو منتقل کرنے کے طریقے کے طور پر ان رسم ورواج کی پابندی کر سکتے ہیں۔

صنفی حرکیات: Gender Dynamics

پدرانہ اثرات: Patriarchal Influences دلہن کی رقم کا تعلق اکثر پدرانہ اصولوں سے ہوتا ہے، جہاں دولہا یا اس کے خاندان سے دلہن کی فراہمی کی توقع کی جاتی ہے۔ یہ شادی کے تناظر میں ہر جنس کے کردار اور ذمہ داریوں کے حوالے سے سماجی توقعات کی عکاسی کرتا ہے۔

معاشی تفاوت: Economic Disparities

قانونی تقاضے: Legal Requirements بعض سماج میں دلہن کی رقم قانونی اصولوں اور ضوابط سے متاثر ہو سکتی ہے۔ جب کہ کچھ علاقوں نے ضرورت سے زیادہ جہیز کے مطالبات کو روکنے کے لیے قوانین نافذ کیے ہیں۔ دوسروں کے پاس ایسے قانونی فریم ورک ہو سکتے ہیں جو خاندانوں کے درمیان تحائف کے تبادلے کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کو منظم کرتے ہیں۔ دلہن کی رقم میں کردار ادا کرنے والے عوامل پیچیدہ اور کثیر جہتی ہیں۔ یہ رواج تاریخی روایات، معاشی تحفظات، سماجی توقعات اور صنفی حرکیات کے امتزاج سے تشکیل پاتی ہے۔ اور یہ سماجی اصولوں اور اقدار میں ہونے والی تبدیلیوں کے جواب میں وقت کے ساتھ ساتھ تیار ہوتی رہتی ہے۔

دلہن کی رقم اور جہیز کے رواج پیچیدہ سماجی و ثقافتی مظاہر ہیں جن کی جڑیں تاریخی روایات اور معاشرتی اصولوں میں گہری ہیں۔ دونوں رسم ورواج میں شادی کے عمل کے دوران خاندانوں کے درمیان تحائف، رقم یا قیمتی اشیاء کا تبادلہ شامل ہے۔ پھر بھی یہ دونوں الگ الگ اہمیت رکھتے ہیں۔ دلہن کی رقم، معاشی سلامتی سے اپنے تاریخی تعلقات اور خاندانی اتحاد کی مضبوطی کے ساتھ ثقافتی روایات کی پیچیدگی کی عکاسی کرتی ہے۔ دولہا کے خاندان سے دلہن کے خاندان تک وسائل کا تبادلہ باہمی تعاون کے احساس کو اجاگر کرتا ہے۔ جو ورثے اور برادری کے رشتوں کے تحفظ میں معاون ہے۔

دوسری طرف جہیز جو کہ مختلف ثقافتوں میں رائج ہے صنف پر مبنی توقعات اور بعض اوقات استحصالی طریقوں سے وابستہ ہونے کی وجہ سے جانچ کا موضوع رہا ہے۔ دلہن کے خاندان کی طرف سے دولہا کے خاندان کو جہیز دینے کو پدرانہ اصولوں کو تقویت دینے اور عدم مساوات کو برقرار رکھنے کے لیے تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ حالیہ دنوں میں جہیز سے منسلک منفی نتائج کے بارے میں بیداری میں اضافہ ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں قانونی مداخلت اور سماجی تحریکیں تبدیلی کی وکالت کرتی ہیں۔ صنفی کرداروں کو چیلنج کرنے، صنفی مساوات کو فروغ دینے اور دلہن کے خاندان پر عائد مالی بوجھ کو ختم کرنے کی کوششیں جہیز کے بارے میں تصورات کو آہستہ آہستہ تبدیل کر رہی ہیں۔ اگرچہ

دلہن کی رقم اور جہیز دونوں ثقافتی تاریخوں میں گہرائی سے شامل ہیں۔ لیکن ان طریقوں کی ارتقاپذیر نوعیت کو پہچاننا بہت ضروری ہے۔ سماجی تبدیلیاں، بدلتے ہوئے رویے، اور قانونی اصلاحات ازدواجی تبادلوں کی حرکیات کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ دلہن کی رقم اور جہیز کی ایک باریک تفہیم کے لیے مخصوص سیاق و سباق کے اندر معاشی، ثقافتی، اور صنف سے متعلق عوامل پر غور کرنے کی ضرورت ہے چونکہ سماجی روایت اور پیش رفت کے درمیان نازک توازن کو الگ کرتے رہتے ہیں۔ سوچ سمجھ کر مکالمہ اور ان طریقوں سے جڑی بنیادی سماجی و اقتصادی عدم مساوات کو دور کرنے کی کوششیں اہم ہو جاتی ہیں۔ شادی کے رسوم ورواج کے لیے ایک زیادہ منصفانہ اور جامع نقطہ نظر کو فروغ دینے میں ایسی مثبت تبدیلی کے امکانات ہیں جو ثقافتی ورثے کا احترام کرتے ہوئے ازدواجی یونینوں میں شامل افراد کی فلاح و بہبود اور خود مختاری کو فروغ دیتے ہیں۔

19.12 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی میں شادی کے لین دین کا تاریخی پس منظر، اہمیت، جہیز ، دلہن کی قیمت کے پیچھے والدین کے مقاصد، دلہن کی رقم، دلہن کی رقم اور جہیز میں فرق، جہیز کے لین دین پر ثقافتی تناظر، جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت، جہیز کا صنفی کردار اور خاندانی ڈھانچے پر اثرات اور دلہن کی رقم کے اہم عوامل پر بحث کی گئی ہے۔

19.13 کلیدی الفاظ (Keywords)

دلہن کی قیمت: دلہن کی قیمت سے مراد اس تحائف یا رقم یا قیمتی اثاثے سے ہے جو دلہا کے خاندان سے دی جاتی ہے ۔ دی گئی اشیاء میں مویشی، پیسے، زیورات، یا دیگر قیمتی اشیاء شامل ہو سکتی ہیں

جہیز: دلہن کے خاندان کی طرف سے طے شدہ شادی پر دولہے کے خاندان کو نقد رقم یا تحائف کی ادائیگی ہے۔ اس میں نقدی، زیورات، فرنیچر، بستر، برتن، کار اور دیگر گھریلو اشیاء شامل ہو سکتی ہیں جو نئے جوڑے کو اپنا گھر بنانے میں مدد کرتی ہیں۔

شادی: شادی ایک قانونی طور پر تسلیم شدہ اور اکثر دو افراد کے درمیان رسمی اتحاد ہے عام طور پر محبت اور باہمی وابستگی پر مبنی ہے اس میں ذمہ داریوں اور جذبات کو بانٹنا اور ایک ساتھ زندگی گزارنا شامل ہے۔

خاندان: ایک خاندان پیدائش، شادی، یا گود لینے سے متعلق دو یا زیادہ افراد کا ایک گروہ ہے جو ایک ساتھ رہتے ہیں اس طرح کے تمام متعلقہ افراد کو ایک خاندان کا فرد سمجھا جاتا ہے۔

19.14 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ جہیز کس کو دیا جاتا ہے؟

a) دلہن کو (b) دلہن کے خاندان کو

(b) دولہا یا اس کے خاندان کو (d) دولہا کے رشتہ داروں کو

2۔ جہیز کب دیا جاتا ہے؟

(a) شادی سے پہلے (b) شادی کے وقت

(c) شادی سے بعد (d) شادی کے ایک سال بعد

3۔ دلہن کی رقم کو انگریزی میں کیا کہا جاتا ہے؟

(a) گفٹ (b) برائڈ ویلتھ

(c) ڈاوری (c) برائڈ گفٹ

4۔ شادی کے وقت جہیز کی شکل میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دیا جاتا ہے؟

(a) پیسہ (b) تحائف

(c) جانور (d) یہ سب

5۔ دلہن کی رقم شادی کے بعد دلہن کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دیتی ہے؟؟

(a) مال ورقم (b) تحافظ

(c) گھر (d) اولاد

6۔ جہیز نہ دینے کا عمل کس سال میں آیا؟

(a) 1891 (b) 1956

(c) 1961 (d) 1963

7۔ دلہن کی رقم یا دلہن کی قیمت یہ ایک ------- عمل ہے؟

(a) ثقافتی (b) قانونی

(c) شرعی (d) پدرانہ

8۔ مختلف ثقافتوں کی وجہ سے کون سا عمل وجود میں آیا؟

(a) مذہبی (b) جہیز

(c) دلہن کی رقم (d) مال ورقم

9۔ جہیز کون دیتا ہے؟

(a) دلہن (b) دولہا

(c) سماج (d) ثقافت

10۔ دولہا کس سے جہیز لیتا ہے؟

(a) دلہن کے خاندان سے (b) آپنے خاندان سے

(c) آپنے رشتے داروں سے d) دلہن کے رشتے داروں سے

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. دلہن کی رقم سے کیا مراد ہے؟
2. دلہن کی رقم اور جہیز میں کیا فرق ہے بیان کریں؟
3. جہیز پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں؟
4. دلہن کی رقم کے اہم عوامل کو تفصیل سے بیان کریں؟
5. جہیز اور دلہن کی قیمت کے پیچھے والدین کے مقصد کو واضح کیجیے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. شادی کے لین دین کا تاریخی پس منظر اور اہمیت پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟
2. دلہن کی رقم اور جہیز کے طریقوں کا تاریخی ارتقائی خلاصہ بیان کریں؟
3. جدید دور میں جہیز کی بدلتی ہوئی نوعیت کو بیان کرتے ہوئے صنفی کردار کا خاندانی ڈھانچے پر اثرات کی وضاحت کیجیے؟

19.15 مزید مطالعے کے لئے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

1. Randeria, S., & Visaria, L. (1984). Sociology of bride-price and dowry. Economic and Political Weekly, 648-652.
2. Sitaraman, B. (1995). Dowry and brideprice: "The meaning of marriage" in two societies. Reviews in Anthropology, 24(2), 123-133.
3. Self, S., & Grabowski, R. (2009). Modernization, inter-caste marriage, and dowry: An analytical perspective. Journal of Asian Economics, 20(1), 69-76.
4. Fortunato, L., Holden, C., & Mace, R. (2006). From bridewealth to dowry? A Bayesian estimation of ancestral states of marriage transfers in Indo-European groups. Human Nature, 17, 355-376.
5. Conteh, J. A. (2016). Dowry and Bride-Price. The Wiley Blackwell encyclopedia of gender and sexuality studies, 1-4.

اکائی 20۔ طلاق

(Divorce)

اکائی کے اجزا

20.0 تمہید

20.1 مقاصد

20.2 طلاق کا تعارف

20.3 علحیدگی اور طلاق میں فرق

20.4 طلاق سے متعلق مختلف نظریات

20.5 اکتسابی نتائج

20.6 کلیدی الفاظ

20.7 نمونہ امتحانی سوالات

20.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

20.0 تمہید (Introduction)

طلاق کی روایت دنیا کی قدیم ترین روایتوں میں سے ایک ہے۔ پوری دنیا میں جہاں شادی کے ذریعے دو رشتے جڑتے ہیں دو خاندان جڑتے ہیں وہیں طلاق کے ذریعے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ طلاق کسی بھی مذہب کے نزدیک پسندیدہ عمل نہیں ہے بلکہ جملہ مذاہب نے اسے معیوب ہی سمجھا ہے۔ طلاق میں دو زندگیاں تباہ اور برباد ہو جاتی ہیں۔ اگر طلاق کے وقت نابالغ بچے ہوں تو اسکا سب سے زیادہ منفی اثر ان پر ہی پڑتا ہے۔ بچے ماں اور باپ میں سے کسی ایک کی محبت سی محروم ہو جاتے ہیں۔ بعض حالات میں بچوں کو سخت معاشی تنگی سے گزرنا پڑتا ہے۔ دنیا کے ہر مذاہب نے طلاق کے وصول کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ طلاق ایک ایسی سماجی حقیقت ہے جس سے کوئی ماہرین سماجیات اپنے آپ کو الگ نہیں کر سکتا۔ ایک ماہرین سماجیات کا سماجی مطالعہ اس وقت تک ادھورا ہے جب تک وہ طلاق سے پیدہ ہونے والے مسائل سے پوری طرح واقف نہ ہو جائے۔ اس طرح طلاق کا مطالعہ سماجی مطالعے میں ایک اہم مطالعہ ہے۔

اس اکائی میں ہم نے طلاق کے مختلف نظریات پر روشنی ڈالی ہے اور یہ جانے کی کوشش کی ہے کہ ماہرین سماجیات نے طلاق اور طلاق سے پیدا ہونے والے حالات و مسائل کو کس طرح دیکھا ہے۔ ماہرین سماجیات درخیم کے مطابق طلاق ایک سماجی حقیقت ہے اور اسکا مطالعہ کرنا ایک سماجیات کے طالب علم کے لئے بے حد ضروری ہے۔

20.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد طلاق کیا ہے؟ اسے جاننا اور سماج میں رائج مختلف اقسام کے طلاق کو ماہرین سماجیات کے نظریے سے دیکھنا ہے۔ اس اکائی میں مندرجہ ذیل عناوین پر بحث کی گئی ہے۔

- علحیدگی اور طلاق میں فرق
- فنکشنلسٹ نظریہ
- طلاق کا تصادمی نظریہ
- طلاق کا تفاعلی نظریہ
- مبنی بر خواہش طلاق کا نظریہ
- غلطی اور جرم کا نظریہ
- شادی کی مایوسی نظریہ
- طلاق کی رضامندی کا نظریہ

20.2 طلاق کا تعارف (Introduction to Divorce)

طلاق کے لفظی معنی علیحدگی اختیار کرنا، چھوڑ دینا، ترک کرنا اور آزاد کرنا ہے۔ اصطلاح میں میاں بیوی کا ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کرنے کو طلاق کہتے ہیں۔ پوری دنیا میں شادی کے ذریعے میاں اور بیوی کے درمیان ایک پاکیزہ رشتہ وجود میں آتا ہے اور طلاق کے ذریعہ یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دنیا کے بہت سے مذہبی گروہوں میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ شادی کا رشتہ آسمانوں میں طے ہوتا ہے اور زمین پر یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ طلاق کا نہ کوئی وقت ہوتا ہے نہ کوئی عمر، طلاق کسی بھی وقت ہو سکتا ہے اور کسی عمر میں بھی ہو سکتا ہے۔ مگر طلاق کے مختلف وجوہات ہوتے ہیں۔ جن کی بنا پر سماج میں روزانہ رشتہ ٹوٹتے رہتے ہیں۔ مختلف مذاہب میں طلاق کی روایت اور طور طریقے مختلف رہے ہیں۔ طلاق کے برے اثرات زیادہ تر عورتوں پر پڑتے ہیں۔ ایک بار طلاق ہو جانے کے بعد دوبارہ رشتہ جڑنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ عام حالات میں سماج طلاق شدہ کو دوبارہ رشتہ ازدواج میں بندھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر کچھ مخصوص حالات میں سماج دوبارہ ازدواجی رشتہ

میں جڑنے کی اجازت دیتا ہے لیکن ایسا تمام سبھی مذاہب میں نہیں ہے۔ جس طرح طلاق دینا اور لینا آسان ہے، اس کے برعکس طلاق کے مسائل کافی پیچیدہ ہیں اور اس سے مترتب ہونے والے اثرات بھی کافی مضر ہیں۔

طلاق کے اثرات صرف دو فرد تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے مضر اثرات دو خاندانوں پر پڑتے ہیں۔ بعض حالات میں جانی اور مالی نقصانات سے بھی دونوں خاندان کو گزرنا پڑتا ہے۔ اگر طلاق شدہ جوڑے کے پاس بچے ہوں تو اس کے مضر اثرات بچوں پر سب سے زیادہ پڑتے ہیں۔ بچے کو ماں اور باپ میں سے کسی ایک کی محبت کو کھونا پڑتا ہے۔ بعض حالات میں بچے نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ بچوں کا تعلیمی سفر رُک جاتا ہے۔ وہ اچھی تعلیم حاصل نہیں کرپاتے، بعض بچوں کو مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ طلاق سے جڑے مسائل اس قدر سنگین ہے کہ بعض حالات میں عورتیں اپنے حقوق اور انصاف کے لئے لیے عدالت کا دروازہ بھی کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔ بعض حالات میں طلاق کے مسائل اس قدر الجھے ہوئے ہوتے ہیں کہ عدالتی فیصلے میں برسوں لگ جاتے ہیں اور عدالتی فیصلے کا دونوں فریق کو احترام کرنا پڑتا ہے۔ طلاق کے مضر نفسیاتی اثرات مرد اور عورت دونوں پر پڑتے ہیں بس کسی پر کم اور کسی پر زیادہ۔

کچھ سال پہلے تک ہندوستانی سماج میں طلاق کا رواج کم تھا جس کی وجہ سے یہ سماجی مسئلوں میں سے کوئی اہم مسئلہ نہیں تھا مگر جدیدیت اور صنعت کاری کے دور میں طلاق کا رواج طول پکڑتا جارہا ہے اور بہت سارے سماجی مسائل کو جنم دے رہا ہے۔ جس کی بنا پر فیملی کورٹ کا وجود عمل میں آیا جہاں طلاق اور طلاق سے پیدا ہونے والے مسائل کو حل کیا جاتا ہے۔ جیسے جیسے سماج میں عورتوں کا تعلیمی اور روزگار کے میدان میں تناسب بڑھ رہا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ سماج میں طلاق کا تناسب بھی بڑھ رہا ہے۔ معاشی خوشحالی اور بڑھتی ہوئی آمدنی کے درمیان میاں بیوی کے درمیان آپسی انا بھی بڑھ رہا ہے۔ خاص کر جب میاں اور بیوی دونوں برسرِ روزگار ہوں۔ ہندوستانی سماج میں طلاق کے فیصد میں اضافہ کی وجہ ایک یہ بھی ہے۔

طلاق کے بعد عورتوں کا اپنے ماں باپ کے پاس رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ شادی سے پہلے لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر میں شہزادی ہوتی ہے مگر طلاق کے بعد سماج اسی لڑکی کو ایک الگ نظر سے دیکھتا ہے۔ سماج یہ کہتا ہے کہ یہ لڑکی گھر توڑ کر آئی ہے اس کے اندر مل جل کر چلنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اسے اس وقت بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ جب تک ماں باپ زندہ ہوتے ہیں۔ طلاق شدہ کو ایک جذباتی سہارا ہوتا ہے۔ مگر ماں باپ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بہت ساری مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑ جاتا ہے۔ اگر عورت برسرِ روزگار نہ ہو تو مالی مشکلات سے نکلنا بہت دشوار ہو جاتا ہے نیز اگر اس کے پاس کا کوئی چھوٹا بچہ ہو تو اسے اور زیادہ مالی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ہندوستانی سماج میں دوبارہ شادی کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے طلاق کا مضر اثرات عورتوں پر زیادہ مرتب ہوتے ہیں۔ بعض حالات میں مردوں پر بھی طلاق کے مضر اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں مگر یہ عورتوں کے مقابلے میں کم ہوتا ہے۔

طلاق کا عمل ہندوستانی سماج میں کسی بھی مذہب، ذات، برادری اور کلاس میں معیوب سمجھا جاتا ہے اور اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش اور تدابیر کی جاتی ہے۔

20.3 طلاق اور علیحد گی میں فرق (Difference between Divorce and Separation)

طلاق ایک ایسا فیصلہ ہے جو شادی کو مستقل طور پر ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتا ہے۔ طلاق کے بعد دوبارہ رجوع کے مواقع نہیں ہوتے ۔اس کے بعد میاں بیوی جنسی تعلقات قائم نہیں کر سکتے نیز شوہر کے ذمہ سے بیوی کی کفالت ختم ہو جاتی ہے۔ طلاق کے بعد میاں بیوی آزاد ایک دوسرے کی تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ طلاق قانونی طور پر شادی کو تحلیل کر دیتا ہے اس کے بعد جوڑے کے درمیان سے حقوق اور فرائض کی ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہے۔

علیحد گی شادی کو ختم نہیں کرتی ہے۔ دونوں فریق الگ الگ رہتے ہیں اور دونوں فریق کو قانونی طور پر شادی شدہ سمجھا جاتا ہے۔ علیحد گی کی مدّت کچھ بھی ہو سکتی ہے۔ یہ لمبی بھی ہو سکتی ہے اور مختصر بھی۔ مگر شادی قانونی طور پر تحلیل نہیں ہوتی۔ بس محض میاں بیوی کے درمیان حقوق و فرائض کی ذمہ داریاں عارضی طور منقطع ہو جاتی ہے۔ علیحد گی میں دوبارہ رجوع کرنے کا موقع ہوتا ہے مگر طلاق میں ایسا نہیں ہوتا۔ جب میاں بیوی علیحد گی کو ختم کر دیتے ہیں تو حقوق و فرائض کی ذمہ داریاں بحال ہو جاتی ہیں۔ بعض حالات میں علیحد گی طلاق کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

20.4 طلاق سے متعلق مختلف نظریات (Different Theories of Divorce)

ماہرین سماجیات نے طلاق کے مسائل کو مختلف نظریات سے دیکھا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1 ۔طلاق کے فنکسنلسٹ نظریہ (Functionalist Perspective on Divorce)

فنکسنلسٹ نظریہ ہمیشہ فنکشن کی بات کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ سماج میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کا سماج میں کافی عمل دخل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے سماج میں اس کا وجود ہوتا ہے۔ فنکشنلسٹ کے مطابق فیملی سماج کا ایک اہم ادارہ ہے۔ خاندان میں بچہ پیدا ہوتا ہے اس سے نسل چلتا ہے۔ خاندان میں بچے، بوڑھے سب جذباتی طور ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا معاشرہ نہیں ہے جہاں خاندانی نظام نہ ہو۔Functionalist یقین کرتا ہے خاندان کے بہت سارے کام ہوتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ سماج کا ایک اہم حصہ خاندان ہے جو ایک سماج کا تفاعلی اکائی ہے۔ جہاں خاندان کے مختلف اہم فنکشن ہیں وہیں بھی ایک سماجی حقیقت ہے جو سماج میں ہوتا رہتا ہے۔ فنکسنلسٹ کا ماننا ہے کہ سماج میں روایتی اطوار تبدیل ہو رہے ہیں۔ مثلاً پہلے روایتی نظام میں مرد کام کرتا تھا، عورت گھر میں رہتی تھی اور گھر کا کام کاز انجام دیتی تھی جیسے بچوں کی دیکھ بھال اور اس کی تربیت وغیرہ۔ مگر جدید سماج میں بچے کی تربیت Day Care میں ہوتی ہے۔ اپنی ساری ضرورتوں کے لیے پہلے عورت مرد پر منحصر ہوتی تھی اور اب عورتوں نے خود کمانا شروع کر دیا۔ عورتوں کی انحصار مرد پر کم ہو گیا ہے۔ عورتوں کے طلاق کی شرح میں اضافہ ہو گیا ہے۔ خاندان کے روایتی نظام اور خاندان کے جدید نظام پر غور کیا جائے تو خاندانی نظام ختم نہیں ہوا ہے بلکہ خاندانی نظام میں تبدیلی آئی ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سارے روایتی خاندانی طور طریقوں میں تبدیلی آئی ہے۔

یہ ساری تبدیلیاں کہیں نہ کہیں طلاق کی شرح میں اضافے کے وجوہ میں سے ہے۔ خاندان کے بہت سارے فنکشن کو دوسرے اداروں نے لے لیا مثلاً بچوں کی تربیت کا ماں کے گود سے نکل کر Day Care کے حوالہ ہو جانا۔ پہلے مرد عورتوں کے لیے کماتا تھا، اب عورتیں خود کمانے لگی اس لیے اب یہ خاندان کا اہم جز نہیں رہا۔ Functionalist کا ماننا ہے کہ اب خاندان کے روایتی فرائض بہت زیادہ اہمیت کا حامل نہ رہے جس کی وجہ سے اب خاندانی نظام بھی سماج میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل نہ رہا۔ خاندان کے فنکشن کو بھی آہستہ آہستہ دوسرے اداروں نے لے لیا۔ جس کی وجہ سے طلاق لینا بھی آسان ہو گیا۔ عورتیں جب کمارہی ہوتی ہے تو ان کو معاشی تحفظ کی کا کھٹکا نہیں ہوتا، بچوں کا مسئلہ ہے تو اسے Day Care کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ اب جدید سماج میں بچے پالنا بھی آسان ہو گیا ہے۔ خاندان کی روایتی ذمے داری بھی تبدیل ہو رہی ہے اس تبدیلی کی وجہ سے بھی طلاق کی شرح بھی بڑھ رہی ہے۔ فنکسنلسٹ نظریہ کا یہ بھی ماننا ہے کہ جدید خاندانی نظام میں طلاق لینا بھی آسان ہو گیا ہے۔ دوسری طرف سماج میں عورتوں کی تعلیم کی شرح میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ عورتیں اپنے سماجی اور قانونی حق سے واقف ہو رہی ہیں۔ حقوق کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں عورتیں طلاق کا مطالبہ کر دیتی ہیں اور اس طرح طلاق کی شرح میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

فنکسنلسٹ نظریہ کا ماننا ہے کہ مندرجہ ذیل وجوہ سے سماج میں طلاق ہوتا ہے:

1. تعلقات کے بارے میں بدلتا رویہ
2. اسٹگما اور سیکولرائزیشن میں کمی
3. متوقع عمر میں اضافہ
4. صنفی شرح کو تبدیل کرنا
5. معاشرے میں انفرادیت کی بڑھتی ہوئی
6. خاندان میں تنازعہ
7. نئے خاندانوں کی تشکیل
8. دوبارہ شادیوں کی زیادہ تعداد
9. زوجین کے درمیان مالی مسائل

طلاق کے تصادمی نظریہ (Conflict Theory of Divorce)

جب ایک مرد معاشی زندگی کو کنٹرول کرتا ہے تو طلاق کی شرح کم ہوتی ہے کیونکہ خواتین کے پاس شادی کے چند متبادل ہوتے ہیں۔ طلاق کی بڑھتی شرح طاقت کے توازن میں تبدیلی کی عکاسی کرتی ہے۔

تصادمی نظریے کا ماننا ہے کہ سماج میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ سماج میں دولت کے صحیح تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ تصادم نظریہ کا یہ بھی ماننا ہے کہ روایتی سماج میں مرد ہی کماتا ہے، عورتیں پوری طرح سے مرد پر منحصر ہوتی تھیں۔ عورتوں کی ساری ضرورتیں مرد ہی پورا کرتا

ہے۔ عورتیں گھر کا کام کاز دیکھتی ہیں اور اس کو اس کے عوض میں کچھ نہیں ملتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ ایک طرح کی Unpaid (جس کو کام کے بدلے کچھ بھی نہیں دیا جاتا ہو) مزدور ہوتی ہے۔ اس وجہ سے روایتی سماج میں طلاق کی شرح نسبتاً کم ہوتی تھی۔ لیکن جب ہم سرمایہ دارانہ سماج کی بات کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس سماج میں بڑی تعداد میں عورتیں نوکری کرتی ہے۔ معاشی معاملے میں مرد پر پوری طرح منحصر نہیں ہوتی، اس سماج میں عورتیں طلاق سے پیدا ہونے والے معاشی مسائل سے نمٹنے کے قابل ہوتی ہیں۔ اس وجہ کر سرمایہ دارانہ سماج میں طلاق کی شرح زیادہ ہے۔ تصادم نظریہ کا ماننا ہے کہ سماج میں جیسے جیسے عورتوں کی ملازمت کی شرح میں اضافہ ہوگا طلاق کی شرح بڑھے گی۔ روایتی سماج میں مرد سرمایہ کار ہوتا تھا جس کی وجہ سے عورتوں کا انحصار مرد پر زیادہ تھا، طلاق کی صورت میں طلاق سے پیدا ہونے والے مسائل سے نمٹنا آسان نہیں تھا۔ اس وجہ سے روایتی سماج میں طلاق کی شرح کم تھی۔ مگر سرمایہ دارانہ سماج میں عورتوں کی معاشی آزادی کی وجہ سے طلاق کی شرح زیادہ ہے۔

تفاعلی نظریہ (Interactionist Theory)

صنعت کاری اور شہری کاری کی وجہ سے شادی کے کردار میں فرد کا کردار بدل گیا جس کی وجہ سے محبت، شادی اور طلاق کی نئی تعریفیں سامنے آئی ہیں۔

تفاعلی نظریے کا ماننا ہے کہ صنعت کاری اور شہری کاری نے سماج پر بہت ساری تبدیلیاں لائی ہیں۔ خصوصاً شادی کے معاملے میں فرد کا کردار بہت اہم ہوتا تھا۔ روایتی سماج میں گھر اور خاندان کا بڑا بزرگ طے کرتا تھا کہ شادی کس سے ہوگی اور کس طرح ہوگا، دولہا و دلہن کے نہ چاہتے ہوئے بھی فیصلہ ماننا پڑتا تھا۔ انکار کی گنجائش نہ کے برابر ہوتی تھی مگر جدید سماج میں شادی کے معاملہ میں دولہا اور دلہن کی رضامندی کو ترجیح دی جاتی ہے جس کی وجہ سے سماج میں انفرادی رضامندی کی شادی کو کافی بڑھاوا ملا ہے۔ فرد روایتی شادی سے نکل کر اپنے پسند کی شادی کر رہے ہیں۔ شادی کے بعد زیادہ تر دولہا اور دلہن مشترکہ خاندانی نظام نظام سے الگ رہتے ہیں۔ صنعت کاری اور شہری کرن کی وجہ سے جہاں انفرادی ذمے داری میں کافی تبدیلی آئی ہے وہیں طلاق کی شرح میں اور طلاق دینے کے طریقے میں بھی تبدیلی آئی ہے نیز طلاق کی شرح میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جدید سماج میں دولہا اور دلہن بہت آسانی سے آپسی رضامندی سے طلاق لے لیتے ہیں۔ کورٹ میں جاکر طلاق کے مسائل کو آسانی سے حل کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طلاق کے مسائل میں دو خاندانوں کو ملوث ہونے کی نوبت نہیں آتی۔ میاں بیوی خود کورٹ میں جاکر یا آپس میں بیٹھ کر طلاق جیسے حساس مسائل کو حل کر لیتے ہیں۔ تفاعلی نظریے کا ماننا ہے کہ طلاق کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے اور طلاق ایک عام (Common) مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔

خواہش بر مبنی طلاق کا نظریہ (Divorce at will Theory)

شادی ایک پیار بھرا گھر بسانے کے لیے ہوتا ہے جب گھر قید خانے میں تبدیل ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں مرد اور عورت کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس کو طلاق کی صورت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں۔ ایسی صورت میں مرد اپنی مرضی سے عورت کو طلاق دے

دیتا ہے۔ مسلم سماج میں مرد طلاق الفاظ کے ذریعہ رشتہ کو ختم کرتا ہے اور عورت خلع لے کر شادی کے رشتے کو ختم کرتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق طلاق دینے والا اور لینے والا دونوں کورٹ کا رُخ نہیں کرتے اپنی مرضی سے شادی کو ختم کر دیتے ہیں خواہش بر مبنی نظریہ طلاق ہندوستانی سماجی میں معاشی طور سے مضبوط اونچے طبقے میں زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس نظریہ میں شادی کو اپنی مرضی سے ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کا طلاق جدید پیچیدہ معاشرے میں بڑی تعداد میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ ایسا طلاق تقریباً دنیا کے ہر براعظم میں دیکھنے کو ملتا ہے جیسے جیسے سماج جدیدیت کی طرف بڑھ رہا ہے ویسے ویسے اس نظریہ طلاق میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

غلطی اور جرم کا نظریہ (Fault and Guilt Theory)

طلاق کے جرم کا نظریہ بنیادی طور پر 19 ویں صدی کا ہے۔ جہاں معاشرہ طلاق کو شیطانی برائی سمجھ کر نفرت کرتا تھا اور اسے ایک شیطانی طریقہ اور فساد کا ذریعہ سمجھتا تھا اس معاشرہ میں طلاق آسان نہی تھا- طلاق تبھی ہوتا تھا جب فریقین میں سے کسی ایک نے شادی کے خلاف کوئی گھناؤنا ظلم کیا ہو اور دوسرا فریق مکمّل طور پر بے گناہ اور معصوم ہو اس سماج میں طلاق کے ہونے کے لئے ایک فریق کا بے گناہ ہونا شرط تھا۔

اس نظریہ کے مطابق، اگر کوئی فریق ازدواجی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو ایسی صورت میں متاثرہ فریق طلاق کے لیے درخواست کر سکتا ہے- اس نظریے کے مطابق ازدواجی جرم طلاق کی بنیادی وجہ ہوتی ہے- اس نظریے کا یہ بھی ماننا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی جرم اتنا گھناونا نہیں ہے جتنا گھناؤنا طلاق کا ظلم ہے- اس نظریے کے مطابق زنا، عصمت دری ، جنسی زیادتی نابالغ شخص سے شادی کرنا اور بیوی کو اس کا خرچہ نہ دینا یہ سب ازدوازی جرائم میں شامل ہے-

اگر مدعا علیہ نے قتل، ڈکیتی، دھوکہ دہی، چوری، غداری، سمگلنگ، بلیک مارکیٹنگ یا رشوت وغیرہ میں سے کسی بھی جرم کا مجرم ہو اس کے خلاف طلاق نہیں دی جا سکتی خواہ اس نے دے گئے جرم میں سے کسی بھی جرم کا ارتکاب کرتا ہو. طلاق کسی بھی صورت میں نہیں ہو سکتی اس لیے طلاق کے لیے جو چیز اہمیت رکھتی ہے وہ ہے ازدواجی تعلقات کو پہنچنے والی چوٹ-

اس نظریے کا یہ بھی ماننا ہے کے غلطی والی طلاق کا انتخاب عام طور پر شریک حیات میں سی کسی ایک کے ذریعے کیا جاتا ہے جس میں ایک فریق دوسرے فریق کی غلطی کو ثابت کرتا ہے۔ اور اس کے بعد طلاق کا مطالبہ کرتا ہے. اور بعض حالات میں معاوضے کا بھی مطالبہ ہوتا ہے- غلطی ثابت ہونے پر فریقین میں سی کسی ایک کو معاوضہ بھی دینا پڑ جاتا ہے

یہ نظریہ دو چیزوں کا تعین کرتا ہے: (i) ایک مجرم فریق کا یعنی وہ فریق جس نے ازدواجی جرائم کا ارتکاب کیا ہو (ii) دوسرا وہ فریق جو بے قصور ہو- دوسرے لفظوں میں ہم اسے مظلوم کہتے ہیں- یہ نظریہ طلاق کو ظالم اور مظلوم کی حیثیت سی دیکھتا ہے- اور فیصلہ مظلوم کے حق میں ہوتا ہے۔

شادی کی مایوسی نظریہ (Frustration of Marriage Theory)

یہ ایسی شادی ہے جس میں فریقین شادی کے بعد کچھ ایسی ان ہونی سے گزرتے ہیں جسے انہوں نے شادی سی پہلے کبھی سوچا نہیں

تھا- مثلاً میاں بیوی میں سے کسی ایک کا مستقل بیمار رہنا یا کسی حادثات کا شکار ہو جانا مثلاً ایکسیڈنٹ ہو جانا، میاں بیوی میں سی کسی ایک کا نفسیاتی پریشانی میں مبتلا ہونا، اچانک نوکری ختم ہو جانا، مالی پریشانی میں مبتلا ہو جانا وغیرہ- ایسی شادی شدہ زندگی میں انسان کو اکثر اوقات مایوسی ہی مایوسی نظر آتی ہے- زندگی دوبھر ہو جاتی ہے- ایسی حالات میں بھی طلاق ہو جاتا- مگر اس طرح کے طلاق کی تعداد کم ہوتی ہے۔

20.5 اکتسابی نتائج (learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعے سے ہم نے یہ جاننے کی کوشش کی ہے کے طلاق کیا ہے؟ یہ کس طرح کا سماجی مسائل ہے؟ نیز طلاق کس طرح سماج اور افراد کے صحت پر اثر ڈالتا ہے- اس اکائی میں ہم نے یہ بھی جانا ہے کہ طلاق ایک سماجی حقیقت ہے- اس اکائی میں طلاق کے مختلف وجوہ پر روشنی ڈالی گئی ہے- اس کے علاوہ اس اکائی میں یہ بھی جاننے کی کوشش کی ہے کہ مختلف مکتب فکر طلاق سے متعلق کس طرح کا نظریہ رکھتے ہیں نیز طلاق اور طلاق کے مسائل کے متعلق ان کی کیا توجیہات ہیں- اس اکائی کے جملہ مباحث کسی بھی سماجیات کے طالب علم کے لئے کافی اہمیت کا حامل ہیں-

20.6 کلیدی الفاظ (Keywords)

فنکسنلسٹ نظریہ (Functionalist Theory) : سماجیات کا ایک اہم نظریہ ہے جس کے مطابق سماج کے ہر ادارے اور عنصر کا ایک سماجی رول ہوتا ہے جس کی ادئیگی سے سماج میں نظم و استحکام قائم رہتا ہے۔

تصادمی نظریہ (Conflict Theory) : یہ سماجیات کا ایک اہم نظریہ ہے جس کا کہنا ہے کہ تنازع اور تصادم انسانی سماج کا لازمی عنصر ہے۔ اس کے مطابق سماج ہمیشہ دو طبقوں میں منقسم رہا ہے۔ ایک وہ جس کی ملکیت ذرائع پیداوار پر ہوتی ہے اور دوسرا وہ جو اس سے محروم رہتا ہے۔ ان دونوں طبقات میں باہمی تصادم کی کیفیت رہتی ہے۔

20.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) طلاق کے لفظی معنی کیا ہیں؟

(a) علیحدگی (b) چھوڑ دینا

(c) ترک کرنا (d) ان میں سے سبھی

(2) میاں بیوی کا ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کرنے کو کیا کہتے ہیں؟

(a)طلاق (b)شادی

(c)مہر (d)ان میں سے کوئی نہیں

(3) شادی کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان کس طرح کا رشتہ جڑتا ہے؟

(a)پاکیزہ رشتہ (b) نفرت کا رشتہ

(c) جھگڑے کا رشتہ (d)طلاق کا رشتہ

(4) طلاق کے مضر اثرات مندرجہ ذیل میں سے کس پر پڑتا ہے؟

(a)عورتوں پر (b)بچوں پر

(c)مردوں پر (d)ان میں سے سبھی

(5) مندرجہ ذیل میں سے سماج کس کو دوبارہ رشتہ ازدواج میں بندھنے کو اچھا نہیں سمجھتا؟

(a) طلاق شدہ کو (b)بیوہ کو

(c)سیپریٹڈ کو (d)ان میں سے سبھی

(6)مندرجہ ذیل میں سے کس جگہ پر طلاق اور طلاق سے پیدا ہونے والے مسائل کو حل کیا جاتا ہے؟

(a)فیملی کورٹ (b) گرام پنچایت

(c)دونوں صحیح (d)دونوں غلط

(7)مندرجہ ذیل میں سے کس نظریے کا ماننا ہے کہ روایتی سماج میں مرد سرمایہ دار ہوتا تھا جس کی وجہ سے عورتوں کی ماتحتی مرد پر زیادہ تھی اور طلاق کی شرح کم تھی؟

(a)مارکسی نظریہ (b)فنکسلسٹ نظریہ

(c)دونوں صحیح (d)دونوں غلط

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. طلاق کی تعریف کرتے ہوئے اس پر ایک مضمون تحریر کیجئے
2. طلاق اور علیٰحدگی میں فرق کی وضاحت کیجئے۔
3. طلاق کے فنکسنلسٹ نظریے پر مضمون لکھیں۔
4. طلاق کے تصادمی نظریے پر مضمون لکھیں۔
5. 5طلاق کے انٹرایکسنسٹ (تفاعلی) نظریے پر مضمون لکھیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. طلاق کے غلطی، جرم اور مایوسی کے نظریے پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔
2. طلاق ایک سماجی حقیقت ہے-وضاحت کیجئے۔
3. طلاق کے بڑھتی ہوئی مختلف وجوہات پر روشنی ڈالئے۔

20.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

5. Patel, Tulsi. (Ed). (2005). The Family in India: Structure and Practice. New Delhi: Sage Publications.
6. Uberoi, Patricia. (Ed). (1993). Family, Kinship, and Marriage in India. Delhi: OUP
7. Kapadia, K.M. 1966. Marriage and Family in India, Oxford University Press, Bombay.

اکائی 21۔ نئ تولیدی ٹیکنالوجی

(New Reproductive Technology)

اکائی کے اجزا

21.0 تمہید
21.1 مقاصد
21.2 نئ تولیدی ٹیکنالوجیز: ایک تعارف
21.3 نئ تولیدی ٹیکنالوجی اور رشتہ داری
21.4 نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کے اثرات
21.5 نئ تولیدی ٹیکنالوجی پر سماجیاتی تنقید
21.6 اکتسابی نتائج
21.7 نمونہ امتحانی سوالات
21.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد

21.0 تمہید (Introduction)

نئ تولیدی ٹیکنالوجیز انسانی معاشرے میں ایک بڑا انقلاب لے کر آئی ہیں۔ یہ اولاد سے مایوس خاندان کی زندگی میں رونق لانے کا وعدہ کر رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نئ تولیدی ٹیکنالوجی خاندان اور رشتوں کے بارے میں ہماری سمجھ کو تیزی سے بدل رہی ہیں۔ روایتی طور پر، بچے کی پیدائش مکمل حیاتیاتی عمل تھا جس میں کچھ فطری عمل کے ذریعے ہی اولاد حاصل کی جا سکتی تھی۔ لیکن اب نئ تولیدی ٹیکنالوجیز اس پورے فطری عمل کو چیلنج کر رہی ہیں اور اس کے لیے مصنوعی ذرائع کا استعمال کر کے بچے کی پیدائش کو ممکن بنا رہی ہیں۔

اس باب میں، ہم تفصیل سے بحث کریں گے کہ انسانی مسائل کے حل کے طور پہ یہ ٹیکنالوجی سماج میں کیا اثر ڈال رہی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں ہمارے رشتہ داری کے سابقہ تصورات، اور سماجی سخت کو کس طرح متاثر کر رہی ہیں۔ ہم ان نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کے فوائد اور نقصانات کا بھرپور جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔

21.1 مقاصد (Objectives)

اس باب کے مقاصد درج ذیل ہیں:

- اس باب کو پڑھنے کے بعد، طلبہ یہ جان جائیں گے کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز (NRT) کیا ہیں اور وہ کیسے کام کرتی ہیں۔
- طلبہ سیکھیں گے کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کس طرح روایتی تصورات (خاندان، ولدیت، مادریت) کے بارے میں ہماری سمجھ کو متاثر کر رہی ہیں اور ان تصورات کی تعریف نو کر رہی ہیں۔
- طلبہ ہسپتالوں میں استعمال ہونے والی متعدد نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کے طریقہ کار اور ان کے عملی اطلاق کے بارے میں بصیرت حاصل کریں گے۔
- اس باب کا مطالعہ کرنے کے بعد، طلباء نئی تولیدی ٹیکنالوجیز سے متعلق اخلاقی، قانونی اور سماجی بحثوں کو گہرائی سے سمجھیں گے۔
- طلباء نئی تولیدی ٹیکنالوجیز میں تیز رفتار ترقی اور معاشرے پر ان کے مختلف الجہات اثرات کو بھی سمجھیں گے۔

21.2 نئی تولیدی ٹیکنالوجیز: ایک تعارف (New Reproductive Technologies: An Introduction)

نئی تولیدی ٹیکنالوجیز (NRTs) نے تولیدی میدان میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اس نے صدیوں سے چلے آ رہے چیلنجوں کے جدید حل پیش کیے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ خاندان اور ولدیت کے سماجی تصورات کو نئے معنی دیے ہیں۔ یہ ٹیکنالوجیز مختلف انداز میں تولیدی عمل کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ مختلف تولیدی ذرائع پر محیط ہیں جنہیں چار بڑی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ہر ایک قسم تولیدی عمل کے مختلف زاویوں پر فوکس کرتی ہے اور انہیں مصنوعی طریقوں سے متاثر کرتی ہے۔

معاون تولیدی ٹیکنالوجیز (conceptive technology):

معاون تولیدی ٹیکنالوجیز، انسانوں کی تولیدی صلاحیتوں کے کمزور ہو جانے یا تولیدی صلاحیت کے نہ ہونے کی صورت میں مصنوعی حمل (Artificial Insemination) یا سروگیسی (Surrogacy) کے ذریعے تولیدی عمل کے مسائل کو حل کرتی ہے۔ یہ مصنوعی حمل، فطری حمل کی دشواریوں کے نتیجے میں، عورت کے تولیدی راستے میں براہ راست منی داخل کر کے حمل ٹھہرانے میں مدد کرتا ہے۔ دوسری طرف سروگیسی، ایک عورت کے رحم کو کرائے پر لے کر کسی دوسرے کے لیے بچہ پیدا کر کے اولاد کی پیدائش میں مدد کرتی ہے۔ ان وٹرو فرٹیلائزیشن (IVF) معاون تولیدی ٹیکنالوجیز میں ایک قابل ذکر پیش رفت ہے۔ یہ بانجھ پن کے مسائل سے نمٹنے والے جوڑوں کو امید فراہم کرتا ہے۔ یہ عمل انسانی جسم کے باہر لبریٹریز میں انجام دیا جاتا ہے۔ اس میں دو عمل شامل ہوتے ہیں ایک فرٹیلائزیشن (Fertilization) کا اور دوسرا امپلانٹیشن (Implantation) کا۔ فرٹلائزیشن کے عمل میں جنین بنانے کے لیے انڈے اور نطفہ کو لیبارٹری میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔ وہیں امپلانٹیشن کے عمل میں ان ایمبریوز کو پھر احتیاط سے عورت کے رحم میں رکھا جاتا ہے۔ معاون تولیدی ٹیکنالوجیز ان لوگوں کے لیے امید کی کرن لاتے ہیں جو جسمانی / حیاتیاتی محدودیتوں کے باوجود ولدیت کی خواہش رکھتے ہیں۔

انتظامی ٹیکنالوجیز (Managerial Technologies):

نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کی دوسری قسم انتظامی ٹیکنالوجیز کی ہے۔ انتظامی ٹیکنالوجیز وہ خاص ٹولز ہیں جنہیں ڈاکٹر اس بات کو یقینی بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں کہ (In-Vitro Fertilization) (IVF) یا سروگیسی جیسے تولیدی عمل پر مشتمل حمل محفوظ اور صحت مند ہے۔ ان میں سے ایک الٹرا ساؤنڈ ہے۔ یہ ایک سپر کیمرے کی طرح ہے جو ڈاکٹروں کو حاملہ خاتون کے پیٹ کے اندر دیکھنے میں مدد کرتا ہے کہ بچہ کیسے بڑھ رہا ہے۔ یہ تصاویر ڈاکٹر کو یہ یقینی بنانے میں مدد کرتی ہیں کہ حمل کے دوران سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے۔ اس طرح انتظامی ٹیکنالوجیز کی مدد سے ڈاکٹر بچے کی نشوونما پر گہری نظر رکھتے ہیں اور کسی بھی ممکنہ مسائل کا جلد پتہ لگا لیتے ہیں۔

مانع حمل ٹیکنالوجیز (Contraceptive Technologies)

نئ تولیدی ٹیکنالوجیز ٹیکنالوجیز کی چوتھی قسم مانع حمل کی ٹیکنالوجیز ہیں۔ مانع حمل ٹیکنالوجیز خاندانی منصوبہ بندی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ بچے پیدا کرنے یا نہ کرنے کے انتخاب کے ضمن میں یہ ٹیکنالوجیز جوڑوں کی مدد کرتی ہیں کہ وہ جب بچہ پیدا کرنا چاہیں بچہ پیدا کریں اور جب نہ چاہیں تو نہ کریں۔ مانع حمل ٹیکنالوجیز میں کنڈوم اور نس بندی جیسے ذرائع شامل ہیں۔ کنڈوم حفاظتی ڈھال کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ غیر ارادی حمل اور جنسی انفیکشن کے پھیلاؤ کو بھی روکتا ہے۔ وہیں دوسری طرف، نس بندی ان لوگوں کے لیے مستقل حل فراہم کرتی ہے جو مستقبل میں بچہ پیدا کرنا نہیں چاہتے ہیں۔

نئ تولیدی ٹیکنالوجیز (NRTs) نے خاندان، والدیت اور مادریت کے تصور کو بڑے پیمانے پر متاثر کیا ہے۔ اس کے زیر اثر ان تصورات کی تعریف نو کی جارہی ہے۔ نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کی بدولت والدین اپنے بچوں کے لیے مخصوص خصلتوں کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ اور پھر اس بارے میں اخلاقی سوالات کھڑے کیے جارہے ہیں کہ یہ انتخاب کتنا صحیح ہے۔ مزید برآں، عطیہ دہندگان جو سپرم اور انڈے فراہم کرتے ہیں ٹیکنالوجیز کے ذریعے پیدا ہونے والے بچے کی نشوونما اور ان کی تربیت پر جینیاتی طور پر اثر ڈالتے ہیں۔ یہ ٹیکنالوجیز خاندانی حرکیات کو بھی بدل رہی ہیں۔ مثال کے طور پر، جب ہم جنس جوڑے سروگیسی کا استعمال کرتے ہیں، تو سروگیٹ ماں کو بھی خاندان کے ایک اہم فرد کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ تو مختصر یہ کہ نئ تولیدی ٹیکنالوجیز معاشرے میں کئی سہولتیں فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ بڑے پیمانے پر سماجی ساخت پر اثر ڈال رہی ہیں۔ خاندان، ولدیت اور مادریت کے تصورات میں ہمہ گیر تبدیلی دیکھی جارہی ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ اخلاقی قدروں کو بڑی تیزی سے بدل رہی ہیں یہاں تک کہ کئی قانونی پیچیدگیاں اس کے زیر اثر رونما ہوئی ہیں۔

21.3 نئ تولیدی ٹیکنالوجی اور رشتہ داری (Neo Reproductive Technologies And Kinship Relations)

نئ تولیدی ٹیکنالوجی انسانی زندگی میں امیدوں کی کرن لے کر آئی ہے، خصوصاً ان لوگوں کی زندگی میں جن کو اولاد میسر نہیں ہوتی یا جو بچے پیدا کرنے میں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں. اس قسم کے لوگ نئ تولیدی ٹیکنالوجی کی مدد سے حیاتیاتی عمل کے بجائے دیگر ذرائع کا انتخاب کر کے اولاد حاصل کرتے ہیں. جس کے نتیجے میں یہ ٹیکنالوجی خاندان، ولدیت، صنفی کردار اور رشتہ داری کی تعریف میں

ایک بڑی تبدیلی لارہی ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجی کوئی آج کی پیداوار نہیں ہے بلکہ اس کا وجود برطانیہ میں 1978 میں ہوا جہاں دنیا کا پہلا ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا ایک کامیاب تجربہ ہوا۔ لیکن آج کے دور میں نیا یہ ہے کہ یہ ٹیکنالوجی اتنی ترقی یافتہ ہوگئی ہے کہ یہ ایک منفرد میدان کے طور پر وجود میں آگئی_

درحقیقت تولیدی ٹیکنالوجیز بائیو ٹیکنالوجی میں ہوئی ترقی کا نتیجہ ہیں۔ انہوں نے معاشروں کو فطرت کے شکنجے سے نکال کر آزادی انتخاب و عمل کی طرف گامزن کیا ہے۔ اس نے ان لوگوں کے لیے والدینیت کے امکانات پیدا کیے جن کے لیے فطری طریقوں سے حاصل کرنا ممکن تھا۔ مثال کے طور پر، بانجھ پن کے شکار جوڑے، ہم جنس جوڑے یا طلاق یافتہ، بیوہ / بیوہ تولیدی ٹیکنالوجیز نے یہ واضح کر دیا ہے کہ رشتہ داری کی تشکیل محض خونی ربط یا شادی جیسے دوسرے ذرائع تک ہی محدود نہیں ہے۔ لیکن کیا ان رشتوں کو معاشرے میں مکمل طور تسلیم کیا جاتا ہے اور کیا جائے گا۔ اس سے آگے بڑھ کر یہ کہ مستقبل میں اس پر سماج کا کیا ردعمل ہوگا۔ یہ ایک بہت زیادہ پیچیدہ سوال ہے۔ مختلف ثقافتوں میں اولاد کو ایک جائز رکن کے طور پر شامل کرنے کے لیے سخت ضابطے تشکیل دیے گئے۔ کچھ معاشروں میں ایسا سمجھا جاتا ہے کہ صرف حیاتیاتی والدین کے ذریعے ہی ایک جائز خاندان تشکیل پا سکتا ہے_ مثال کے طور پر، بعض روایتی کمیونٹی میں، خون کے رشتوں پر زور دیا جاتا ہے، جہاں صرف حیاتیاتی تعلق رکھنے والے افراد کو حقیقی خاندانی / جائز افراد کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ تاہم، مغربی معاشروں میں، جیسے یورپ یا شمالی امریکہ کے کچھ حصوں میں، حیاتیاتی روابط کے علاوہ افراد بھی جائز خاندان تشکیل دیتے ہیں اور ان کو حقیقی خاندانی / جائز افراد کے طور پر اب دیکھا جا رہا ہے۔ ہندوستانی معاشرے کی سیاق میں نئی ٹیکنالوجی کے استعمال کے سلسلے میں یہ پریشانی سامنے آتی ہے کہ جو گروہ دوسرے گروپ سے تعاملات کے سلسلے میں کچھ واضح ہدایات و قوانین کا پابند ہو وہ کیسے آسانی سے بغیر کسی تردد کے ایک ایسے عمل کو قبول کر سکتا ہے جس کے بارے میں یہ کہنا دشوار ہو کہ اس عمل میں استعمال ہونے والا مادہ کس مذہب قوم ذات برادری یا طبقے کا ہے۔ ہندوستان جیسے معاشرے میں حیاتیاتی تعلقات ہی محض جائز خاندان کو تشکیل دے سکتے ہیں اور کوئی بھی خاندان صحیح تب تک نہیں مانا جا سکتا جب تک کہ اس کے افراد کے درمیان ایک حیاتیاتی تعلق نہ ہو۔ اور اس طرح سے خاندانی رشتوں کی ایک سخت تعریف ہندوستانی معاشرے نے ترتیب دی۔

رشتہ داری کے مطالعے میں تبدیلی:(Shift In Kinship Studies)

70 کی دہائی میں، رشتہ داری کو سمجھنے کے لیے ایک ثقافتی نقطہ نظر سامنے آیا، جس نے اس خیال کو اجاگر کیا کہ رشتہ داری کے تعلقات رواں اور ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ یعنی رشتوں کی تشکیل کا کوئی فکس فطری پیمانہ نہیں ہوتا بلکہ یہ کسی بھی سماج کے اصول وضوابط اور اقدار کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی دو لوگوں کی تعلقات کیسے ہوں گے اور یہ تعلقات کس طرح سے بنیں گے یہ سب منحصر ہے اس بات پر کہ سماجی روایات و اخلاقیات اس بارے میں کیا ضابطے تشکیل دیتے ہیں۔

حالیہ برسوں میں، بائیو ٹیکنالوجی پر مبنی تولیدی طریقہ کار میں ہونے والی پیشرفت نے رشتہ داری کے ثقافتی نظریے کو اور بھی زیادہ

واضح کر دیا کہ مختلف ثقافتوں میں رشتہ داری کیسے تشکیل پاتی ہے اور اسے کیسے دیکھا اور سمجھا جاتا ہے۔ نئی ثقافت نے رشتہ داری کو نئے انداز میں تشکیل دیا ہے جس میں رشتہ داری کے روایتی تصورات کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ ٹیکنالوجی کی ترقی کے بدولت اس ثقافت میں اب یہ ضروری نہیں رہ گیا کی ایک خاندان کے لوگوں کے بیچ حیاتیاتی ہی ربط ہوں، یعنی ایک مرد اور ایک عورت کے ملنے سے فطری طور پر پیدا ہونے والے افراد کے مجموعے ہی خاندان بنانے کا واحد حق نہیں رکھتے اور صرف انہی کو جائز خاندان نہیں کہا جاسکتا۔ شادی اب والدین بننے کا واحد راستہ نہیں ہے۔ ان ٹیکنالوجیز نے والدینیت کو مزید لچکدار بنا دیا ہے۔

نئی تولیدی ٹیکنالوجیز (NRT) مادریت اور والدیت کے تصورات کی از سر نو تشریح میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ ثقافتی نظریے کے نزدیک مادریت اور والدینیت کی تعریف ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے میں مختلف ہو سکتی ہے۔ مزید یہ کہ یہ اصطلاحات درحقیقت سماجی تعمیرات ہیں۔ اور نئی تولیدی ٹیکنالوجی کے زیر اثر یہ حقیقت روز روشن کی طرح مزید واضح ہو ہو جاتی ہے۔ ڈیوڈ شنائیڈر (David Shnieider) ان نظریات کو چیلنج کرنے والے ایک اہم ماہر سماجیات ہیں انہوں نے رشتہ داری کے ثقافتی نظریے کی بھرپور حمایت کی۔ انہوں نے دنیا بھر کے متعدد معاشروں کا دورہ کیا وہاں پر رشتہ داری کی مختلف شکلوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ پھر وہ اس نتیجے پر پہنچے کے رشتہ داری کی کوئی ایک واحد عالمی شکل نہیں ہے بلکہ مختلف معاشروں میں یہ مختلف شکل میں موجود ہے۔ وہ رشتہ داری کے بارے میں متعین اور جامد مفروضوں کا مکمل انکار کرتے ہیں۔ ان کا استدلال ہے کہ رشتہ داری کا تصور 'مشترکہ بایو جینیٹک مادہ' (Shared Biogenetic Substance) اور 'پائیدار یکجہتی' پر محیط ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جسے خاندان کہا جاتا ہے وہ صرف حیاتیاتی روابط سے وجود میں نہیں آتا بلکہ ثقافتی تعمیرات (Cultral Cunstruction) خاندان کی تشکیل میں غیر معمولی رول ادا کرتے ہیں۔ رشتہ داری کی از سر نو تعریف میں بائیو جینیٹک ٹیکنالوجی کے کردار کو بھی شنائیڈر تسلیم کرتا ہے۔ والدینیت صرف حیاتیاتی روابط پر قائم نہیں بلکہ گود لینے اور رضاعی دیکھ بھال جیسے کردار ہمیشہ سماج کا حصہ رہے ہیں۔ تاہم، ٹیکنالوجی سماجی طور پر تسلیم شدہ والدین کے علاوہ دیگر افراد کے ساتھ بائیو جینیاتی روابط پیدا کر سکتی ہے_

مارلن اسٹرتھرن (Marilyn Strathern) اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ٹیکنالوجی سماجی تحفظات کو کم نہیں کرتی بلکہ درحقیقت قانون سازی کے ذریعے والدینیت کے معاملات میں سماجی مداخلت کو بڑھاتی ہے۔ یعنی تولید کا عمل صرف ایک ذاتی معاملہ تک محدود نہیں رہ گیا بلکہ یہ ریاست اور طبی حکام کے ذریعہ کنٹرول کیا جانے لگا ہے۔ مثال کے طور پر، سروگیسی میں، کسی اور کے بچے کو اپنے پیٹ میں رکھنے والی عورت کا اس بچے سے جینیاتی تعلق تو نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس کے پیٹ میں موجود نطفہ اس کا اپنا نہیں ہوتا۔ لیکن قانونی اور سماجی طور پر اس کا کردار ایک ماں کی صورت پیچیدہ ہو جاتا ہے_ وہیں نطفے یا انڈے کے عطیہ کے معاملات میں، جینیات کا غیر معمولی رول ہوتا ہے۔ جب ایک عورت فراہم کردہ انڈے کا استعمال کرتی ہے تو یقینا پیدا ہونے والا بچہ جننے والی اپنی ماں سے کوئی جینیاتی ربط نہیں رکھے گا، وہیں اگر کوئی مرد فراہم کردہ منی کا استعمال کرتا ہے تو اس سے پیدا ہونے والا بچہ یقینا اس سے جینیاتی طور پر متعلق نہیں ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ بچے اور ان کے والدین میں سے ایک یا دونوں کے درمیان جینیاتی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ ایسے معاملات میں قانونی اور

سماجی عوامل پس و پیش میں رہتے کہ ان حالات سے کیسے نپٹا جائے اور اس کے کیا حل نکالا جائے۔ بعض صورتوں میں، بچہ بالغ ہونے پر اپنے جینیاتی والدین کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا انتخاب کر سکتا ہے، جو رشتہ داری کے تصور میں پیچیدگی کی ایک اور تہہ کا اضافہ کر سکتا ہے۔ ہم جنس جوڑے اکثر بچے پیدا کرنے کے لیے معاون تولیدی ٹیکنالوجیز پر انحصار کرتے ہیں۔ ان صورتوں میں، ماں اور باپ کے روایتی کردار اور بھی زیادہ سیال(Fluid)بن جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر ایک ہم جنس خاتون جوڑے بچہ پیدا کرنے کے لیے سپرم ڈونر کا استعمال کرتے ہیں، تو وہ آپس میں فیصلہ کرتے ہیں کہ دونوں میں سے کون حاملہ ہوگا یعنی کس ساتھی کا بچے سے حیاتیاتی تعلق ہوگا، اور والدین کے کردار کے سلسلے میں دونوں کے درمیان کردار کی تقسیم کار کیا ہوگی۔ یہ صورت حال اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ کس طرح والدینیت کا تصور مکمل طور پر حیاتیات پر منحصر نہیں ہے بلکہ جوڑے کے انتخاب اور سماجی قبولیت کا اس میں غیر معمولی رول ہے۔ جب خاندان بین الاقوامی سطح پر بچوں کو گود لیتے ہیں، تو والدین اور بچے کے درمیان کوئی حیاتیاتی رشتہ نہیں ہوتا۔ ایسے معاملات میں، رشتہ داری بنیادی طور پر ثقافتی اور قانونی عوامل سے تشکیل پاتی ہے۔ گود لیا ہوا بچہ قانونی عمل کے ذریعے خاندان کا حصہ بن جاتا ہے، لیکن گود لینے والے خاندان کا ثقافتی پس منظر نمایاں طور پر اس بات پر اثر انداز ہو سکتا ہے کہ وہ اس رشتہ داری کو کیسے سمجھتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ رشتہ داری قانونی، سماجی اور ثقافتی عناصر کا مرکب ہے، جو اکثر حیاتیات سے بالاتر ہوتا ہے۔

ماں اور مادریت کے بدلتے تصور(Redefining Mother and Motherhood)

روایتی خیالات میں مادریت، خاندان بنانے کی غرض سے، بچے پیدا کرنے کے لئے ایک مرد اور عورت کے بیچ جسمانی تعلقات قائم کرنے کے نتیجے میں وجود میں آتی تھی۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز نے مادریت کی اس روایتی سمجھ کو بدل دیا ہے۔ ٹیکنالوجیز نے ایک مرد اور عورت کے درمیان جسمانی تعلقات کو بچے کی پیدائش کے لیئے غیر ضروری قرار دیا۔ اس پورے بدلاؤ نے اس ضرورت کا شدت سے احساس کیا تھا کہ ایک مرد اور عورت کے بیچ جسمانی تعلقات ہر ایک کے لیے ممکن نہیں اور اگر ممکن ہو بھی تو ہو سکتا ہے بچے کی پیدائش کے لیے ضروری مادے (انڈے اور منی) دستیاب نہ ہوں۔ اس طرح سے عورت اور مادریت کے بیچ قائم شدہ رشتے کو چیلنج کیا گیا۔ یہ بتایا گیا کہ اگر ایک عورت کو ماں بننا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ نو ماہ تک بچے کو اپنے پیٹ میں رکھنے کے لیے مجبور ہو۔ اس طرح سے عورتوں کے اختیارات میں ایک بڑی تبدیلی واقع ہوئی۔ مردوں سے جسمانی تعلق قائم کر کے بچے پیدا کرنا اور پیدا شدہ بچے سے ایک جینیاتی ربط رکھنا مادریت کے لیے یہ ضروری نہیں رہ گیا۔ یعنی مادریت اب صرف جینیاتی تعلقات پر مبنی خاندان کے خیال سے منسلک نہیں ہے۔ مادریت کا تجربہ کرنے کے لیے مختلف محرکات ٹیکنالوجی کی مدد سے سامنے آچکے ہیں جو حیاتیاتی خاندان کی تشکیل سے بالاتر ہیں۔ اس طرح مادریت کی وسیع تر اور زیادہ پیچیدہ تعریف عمل میں آرہی ہے۔ مادریت کا اختیار اب بانجھ، بوڑھی، طلاق شدہ و اکیلی عورتوں کو بھی حاصل ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نئے خاندان جیسے ہم جنس جوڑے بھی مادریت کا تجربہ کر سکتے ہیں۔ یعنی مادریت کا تجربہ اب صرف قدرتی عمل نہیں ہے بلکہ انسانی کوششوں سے اسے وجود میں لایا جا سکتا ہے۔ تولیدی ٹیکنالوجی نے مادریت سے وابستہ معاشرتی اصولوں اور اقدار کو چیلنج کیا ہے۔ خواتین ثقافتی توقعات(Social Expectation)کا بوجھ اٹھاتے ہوئے، طبعیاتی عمل کے ذریعے بچے کی پیدائش کا انتظار کرتی لیکن ان ٹیکنالوجیز نے ان

کے انتظار کو کم اور معاشرتی بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے۔

یہ ٹیکنالوجیز مادریت کے حیاتیاتی پہلوؤں کو جینیاتی مادے (انڈے) اور رحم مادر میں تقسیم کرتی ہیں۔ جب انڈوں کو جراحی سے ایک عورت کے رحم سے نکال کر دوسری عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے، تو اس سے تولیدی امکانات پیدا ہوتے ہیں اور ایک بنیادی سوال بھی پیدا ہوتا ہے: "حقیقی ماں کون ہے؟" اس کا جواب انڈے دینے والی عورت یا وہ جو حمل رکھتی ہے دونوں میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس جواب کے لیے اس روایتی اصول کا کا سہارا لیا جاسکتا ہے کہ والدیت حمل ٹھہرتے ہی قائم ہو جاتی ہے اور مادریت وضع حمل کے وقت۔ بعض حالات میں دو ماؤں کے ہونے کا امکان بھی ہوتا ہے - ایک جس نے انڈا دیا اور دوسری جو بچے کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ انتہائی صورتوں میں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجیز اور انڈے کے ذریعے پیدا ہونے والا بچہ تردد کا شکار ہو کہ کسے حقیقی ماں تسلیم کرے اسے جس کا انڈا ہے یا وہ جس نے اسے نو مہینے پیٹ میں رکھا۔ یہی ہم ہم جنس پرست جوڑوں کے بارے میں بھی نظریہ قائم کر سکتے ہیں کہ جب ان میں جن سے مخالف نہ ہوں تو وہ ان ٹیکنالوجیز کی مدد سے اپنے جنیاتی مادے کی بدولت اولاد پیدا کر کے مادریت کا تجربہ کرتے ہیں

21.4 تولیدی ٹیکنالوجیز کے اثرات (Impact of New Reproductive Technologies)

افزائش اولاد ایک فرد کے ساتھ ساتھ ایک معاشرے کی اہم ضرورت ہے۔ اولاد پیدا نہ ہونے کی وجہ سے عمر کے آخری پڑاؤ میں جسمانی کمزوری کی وجہ سے لوگوں کو دشواریاں ہوتی ہیں۔ خاندانی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے نئے خون اور معاشرے کو آگے بڑھانے کے لیے نئے افراد کی قلت ہو جاتی ہے۔ لہذا اسے ایک اہم ضرورت کے طور پر سمجھا گیا ہے۔ لہٰذا تولیدی ٹیکنالوجی میں ترقی کی بدولت جو لوگ بانجھ پن کی وجہ سے بچے پیدا کرنے کے قابل نہیں تھے، انہیں خاندان مکمل کرنے کے خواب کو ترک نہیں کرنا پڑا۔ سماج نے عملی اہمیت کے پیش نظر ان ٹیکنالوجیز کو خوب قبولیت دی اور اس طرح اس کے نتیجے میں کئی غیر معمولی اثرات مرتب ہوئے جن کو مندرجہ ذیل تین بڑے زمروں میں تقسیم کر کے سمجھا جاسکتا ہے۔

ٹیکنالوجی اور پدرانہ نظام:

حقوق نسواں کے علمبرداروں کا ماننا ہے کہ تولیدی ٹیکنالوجی کا اختیار خاص طور پر پدرانہ نظام کو قائم رکھنے اور اسے تقویت دینے کے لیے کیا جاتا ہے جو خواتین کو محض ایک بچہ پیدا کرنے کی مشین کے طور پر تصور کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی سماج میں عورت کی ضرورت کو صرف افزائش نسل کے طور پر دیکھتا ہے۔ دور جدید میں یہ کنٹرول تولیدی ٹیکنالوجی کے ذریعے اور بھی سخت ہو گیا ہے۔ حقوق نسواں کے علمبرداروں کا کہنا ہے کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجی عورت اور مادریت کے بیچ ایک مضبوط ربط پیدا کر کے پدرانہ نظام کو تقویت پہنچاتی ہے۔ اس پورے خیال کو روبہ عمل لانے کے لیے عورتوں کو کئی غیر انسانی پروسس سے گزارا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک ماہر سماجیات کہن (Cohen) کا کہنا ہے کہ اس پورے عمل میں عورتوں کو بے ہوش کیا جاتا ہے، اور پھر بچہ پیدا کرنے کے قابل بنانے کے لیے حاملہ کرنے کے نام پر طبی آلات کے ذریعے ان پر حملہ کیا جاتا ہے۔ حقوق نسواں کے حامین کے نزدیک نئی تولیدی ٹیکنالوجی خواتین کے جسموں کو الگ الگ حصوں-

انڈے اور رحم میں تقسیم کرتی ہے۔ اس طرح سے خواتین کو ایک شئے کے طور پہ تسلیم کر لیا جاتا ہے جس کے مختلف حصوں کو الگ کر کے بچہ پیدا کرنے کی خاطر واپس جوڑا سکتا ہے۔

نئی تولیدی ٹیکنالوجی اور خواتین کی خود مختاری:

نئی تولیدی ٹیکنالوجی کا ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ تولیدی ٹیکنالوجی کی مدد سے خواتین خود مختار ہو رہی ہیں اور اپنے آپ کو آزاد محسوس کر رہی ہیں۔ تولیدی ٹیکنالوجی کے ذریعے خواتین کو اس پہ کافی کنٹرول حاصل ہوا کہ وہ اپنے گھریلو زندگی میں تولیدی عمل کے حوالے سے خود مختار ہو سکے۔ ٹیکنالوجی نے ان کو یہ موقع دیا کہ وہ اس بات کا فیصلہ کر سکیں کہ انہیں کب بچہ پیدا کرنا ہے اور کب نہیں۔ اور یہ تبدیلی کافی اہم ہے اس معاملے میں کہ اس سے عورتوں کے انتخاب و عمل میں بڑھوتری ہوئی ہے۔

دوسری طرف، نئی تولیدی ٹیکنالوجی کے استعمال سے کئی چیلنجز بھی رونما ہوئے۔ جب افراد یا جوڑے ان ٹیکنالوجیز کا انتخاب کرتے ہیں تو انہیں سماجی بدنامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ سماج نئی تولیدی ٹیکنالوجیز کے ذریعے پیدا ہوئے افراد کو وہ قبولیت نہیں دیتا جو فطری پروسیس کے ذریعے پیدا ہوئے افراد کو ملتی ہے۔ ایسا اس لیے کہ لوگوں ماننا ہے کہ اس میں استعمال ہونے والے انڈے اور منی کے مالکین کے حسب و نسب غیر معلوم ہے جس سے بچے کے جینیاتی نسب کا پتہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے۔ مزید بر آں، مذہب، نسل اور ذات میں فرق کچھ لوگوں کے لیے ناقابل قبول ہو سکتا ہے۔

تولیدی ٹکنالوجی کے استعمال کے متعلق مختلف آراء ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ان افراد یا جوڑوں کے لیے ایک بہترین حل ہے جو قدرتی طور پر بچہ پیدا کرنے میں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ تاہم، کچھ اور ہیں جو ایک مختلف نقطہ نظر رکھتے ہیں. ان کی رائے ہے کہ تولیدی ٹیکنالوجی فطری تولیدی پروسیس اور عمل کو غیر معروف بنا دیتی ہے۔

تولیدی ٹیکنالوجی پسند کے خاندان (Families by choice) کا ظہور:

تولیدی ٹیکنالوجی خاندان کی اصطلاح میں ایک اہم تبدیلی لائی ہیں۔ اس تبدیلی کی مثال "پسند کے خاندان" (Families by choice) کے ظہور سے ملتی ہے، جو خاندانی نظام کی مختلف اور متنوع شکلوں کو جائز قرار دیتا ہے اسی طرح کا ایک خاندانی نظام کی سربراہی ہم جنس پرست جوڑے کرتے ہیں۔ یہ خاندان رشتہ داری کی روایتی تفہیم کو بھی چیلنج کرتے ہیں، اور اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ حیاتیاتی تعلقات خاندانی بندھنوں کا واحد محرک نہیں ہیں۔

"پسند کے خاندان" کا تصور اس خیال کو واضح کرتا ہے کہ رشتہ داری کو حیاتیات اور روایتی ازدواجی تعلقات کی حدود سے آزاد کیا جا سکتا ہے۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ ان خاندانوں کی بنیاد خالص محبت اور پائیدار یکجہتی پر ہے۔ اس تناظر میں یہ تبدیلی اس عقیدہ کو خارج کرتی ہے کہ حیاتیاتی تعلق خاندانی روابط کا بنیادی مرکز ہیں۔ مزید بر آں، "پسند کے خاندان" کا تصور رشتہ داری کے روایتی ماڈل کو چیلنج کرتا ہے جس میں ایک مرد اور عورت کا شامل ہونا اور دونوں کا مل کر اولاد جننا شامل ہے۔ لیکن اس طرح کے خاندان کے حامیوں کا کہنا ہے کہ خاندان افزائش نسل کے مقصد سے اگے بڑھ کر مختلف جذباتی ضرورتوں کی تکمیل کرتا ہے۔ جس میں بچوں کی پیدائش محض ایک خالص

مقصد نہیں رہ جاتا۔

اہم بات یہ ہے کہ پسند کے خاندان خاندان اور رشتہ داری کے حیاتیاتی بنیاد پر ہی سوال اٹھا دیتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ محبت کے بجائے حیاتیاتی بنیادوں پر قائم خاندان زمانے سے ایسے خاندانوں کو دباتے، ان پر ظلم کرتے اور ان کو حاشیہ پر رکھتے آئے ہیں جو محبت کی بنیاد پر قائم ہونا چاہتے تھے لہذا اب جب کہ سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے تو نو تولیدی ٹیکنالوجیز کے ذریعے اس طرح کے خاندانوں کو پوری آزادی کے ساتھ اپنے حقوق کو استعمال کرنے کا موقع مل رہا ہے اور یوں نسل کی ضرورت کو خاندان کے ادارے سے الگ کر کے طبی عمل کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔ لہذا نئی تولیدی ٹیکنالوجی خاندان کے تصور کو ہی بدل دیتی ہے۔

21.5 نئی تولیدی ٹیکنالوجی پر سماجیاتی تنقید

(Sociological Criticism on New Reproductive Technologies)

نئی تولیدی ٹیکنالوجی پر کافی تنقیدیں کی گئی ہیں اس وجہ سے اس بات کی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ سماج میں اس کا استعمال صرف اس کے مثبت پہلو کو دیکھ کر ہوگا اور وہ کلی طور پر سماج کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ لیون جو ایک ماہر سماجیات ہیں ان کا کہنا ہے کہ کئی سماجی مفکرین نئی تولیدی ٹیکنالوجی کے اخلاقی، سماجی اور قانونی نتائج کے بارے میں فکر مند ہیں اور وہ اس کے لیے قانون سازی کی بحث چھیڑ رہے ہیں۔ تولیدی ٹیکنالوجی کا تیزی سے پھیلاؤ سنگین سوالات کو جنم دے رہا ہے جس کی وجہ سے لوگ نئی تولیدی ٹیکنالوجی کے افادیت پر دوبارہ سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

اگر ہم نئی تولیدی ٹیکنالوجی پر دقیق نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نکیل سرمایہ دارانہ نظام کے ہاتھوں میں ہے یہ نظام مختلف طریقوں اس سماجی مظہر کو مزین کر کے پیش کر رہا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے انسانی جسموں کو محض ایک شے کے مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے اور اپنے فائدے کے لیے انسانی جسموں کا بڑے پیمانے پر استعمال کر رہا ہے۔ اس کی طرف روشنی ڈالتے ہوئے ایک ماہر سماجیات رابرٹ کزمین (Robert kitzman) کہتے ہیں کہ نئی تولیدی ٹیکنالوجی کے ذریعے سرمایہ دارانہ نظام نے ایک نئی انڈسٹری فرٹیلٹی انڈسٹری (fertility industry) کو وجود بخشا ہے جس میں عورت کے انڈوں، اور شکم مادر کو اسی طرح مرد کی منی کو بیچا، خریدا اور کرائے پر لیا جاتا ہے۔ یہ انسانی صحت اور انسانی جذبات کو لے کر کئی بڑے سوال کھڑا کر دیتا ہے۔ اس میں مختلف سائنسی تکنیکوں کا بار بار استعمال کر کے انسانی صحت کو چوٹ پہنچتی ہے اور ایک لمبے وقت تک شکم مادر میں کسی دوسری عورت کا بچہ رکھنے والی ماں کے جذباتوں کو مسل دیا جاتا ہے۔ اسی طرح سرمایہ دارانہ نظام اس کے پس منظر میں میڈیکل ٹورزم کی ایک بڑی انڈسٹری چلا رہا ہے۔ اس طرح کہ یہ ٹیکنالوجی آسانی سے تمام ممالک میں میسر نہیں ہے تو لوگ مختلف ملکوں کا جہاں یہ میسر ہوتی ہیں سفر کرتے ہیں۔

ایک اور ماہر نفسیات و سماجیات پٹیل کا کہنا ہے کہ نئی تولیدی ٹکنالوجی نے افراد کے تولیدی نظام کو طبی شکل دے کر انہیں مختلف مسائل میں ڈال دیا ہے۔ ایک طرف، وہ اپنے ہی تولیدی صلاحیت سے جڑے مسائل کے علاج کے لیے، بچے پیدا کرنے کے مقصد سے، طبی

امداد کے حصول کے لیے گاہک بن جاتے ہیں۔ دوسری طرف، وہ دوسروں کو سائنسی تولیدی طریقوں کے ذریعے ولدیت حاصل کرنے کے قابل بناتے ہیں۔ اس طرح مریض جو بچہ پیدا کرنے کے لیے مدد کا طلبگار ہوتا ہے اور ڈونر جو دوسروں کو بچت پیدا کرنے کے لیے مدد فراہم کرتا ہے دونوں کے بیچ کوئی واضح فرق نہیں رہ جاتا۔ اس پورے پروسیس میں حقوق کو بڑے پیانے پر تلف کیا جاتا ہے کیوں کہ اس میں کوئی لگابندھا قانون نہیں ہے جس کی وجہ سے اکثر معصوم لوگوں کو بڑے نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور بڑا مسئلہ مادریت کے سلسلے میں ہے۔ نئی تولیدی ٹیکنالوجی ان تمام خیالات کو چیلنج کر رہی ہے جو بیان کرتے تھے کی ماں بننا کیا ہوتا ہے اور اس کو کیسے محسوس کیا جاتا ہے اور یہ کہ بچے اور ماں کے بیچ کیسا جذباتی رشتہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کے سماجی کردار کے تعلق سے بات ہوتی ہے تو خاص طور سے ہندوستانی معاشرے میں مذہب کا رول بہت بڑھ جاتا ہے اب جب کہ نئے تولیدی ٹیکنالوجی ان کردار کو ہی بدل رہی ہے تو مذہب کو بھی ایک بڑا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ یہ کہ کس طرح مذہب سماجی رشتوں کو نئے اصولوں پر منظم کرے جب کہ اکثر یہ نئے اصول مذہب کے عقیدوں کے برخلاف ہوتے ہیں۔ اور یوں روایت اور جدیدیت کے درمیان ایک نئی بحث چھڑ جاتی ہے۔

تولیدی ٹیکنالوجی کے ذریعے بچوں کی پیدائش نے مندرجہ ذیل نئے سوالات کو جنم دیا ہے کہ:

- کیا تولید کے عالمگیر معنی ہیں؟
- رشتہ داری کو کون سے عنصر ترتیب دیتے ہیں
- کیا رشتہ داری کے تعلق سے قائم موجودہ نظریات رشتہ داری کے طریقوں کے بارے میں ایک عالمی نظریہ پیش کرنے کے لیے کافی ہیں؟

21.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس یونٹ میں ہم نے نئی تولیدی ٹیکنالوجی کے معنی اور اس کے طریقہ کو سمجھا ہے کہ کیسے یہ والدینیت کی نئی تعریف بیان کرتا ہے۔ ہم نے جانا کہ اس ٹیکنالوجی نے ماں اور مادریت کی روایتی سمجھ کو چیلنج کیا۔ ہم نے یہ بھی سیکھا کہ اس نئی تولیدی ٹیکنالوجی نے پورے تولیدی نظام کو اپنے فطری میکنزم سے ہٹا کے طبی نظام سے جوڑ دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کی تخلیق اب صرف ایک حیاتیاتی عمل نہیں رہ گیا بلکہ یہ دعویٰ کیا گیا کہ انسانی زندگی کی تخلیق لیبارٹریوں میں بھی کی جاسکتی ہے۔ اس طرح محض انسان کو ایک مادی شے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے جس کا کوئی اعلیٰ وجود نہیں۔ حالانکہ نئی تولیدی ٹیکنالوجی نے نمایاں طور پر خواتین کی حیثیت کو بڑھانے، اس نے مزید تولیدی انتخاب فراہم کرنے جیسے قابل قدر کم کیے ہیں۔ اس کے کے باوجود، ٹیکنالوجی کے استعمال کے کچھ بڑے منفی اثرات رونما ہوئے۔ جیسے اس نے نو بچے کی شناخت کے سوالات کو جنم دیا وہیں انسانی رتبے اور مقام کو بری طرح مسل دیا

21.7 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Model Examination Questions)

(1) نئی تولیدی ٹیکنالوجی نے ولدیت اور خاندانی حرکیات کے روایتی تصورات کو کیسے متاثر کیا ہے؟

(a) اس نے روایتی خاندانی ڈھانچے کو تقویت دی ہے۔ (b) اس نے والدینیت کو خصوصی طور پر حیاتیاتی بنادیا ہے۔

(c) اس نے روایتی تصورات کو چیلنج کرکے اسے توسیع دی ہے۔ (d) اس کا روایتی تصورات پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

(2) مندرجہ ذیل میں سے کون سی نئی تولیدی ٹیکنالوجی میں انتظامی ٹیکنالوجی کی مثال ہے؟

(a) ان وٹرو فرٹیلائزیشن (IVF) (b) سروگیسی

(c) حمل کے دوران الٹرا ساؤنڈ (d) کنڈوم کا استعمال

(3) نئی تولیدی ٹیکنالوجی میں مانع حمل ٹیکنالوجیز (Contraceptive Technology) کی بنیادی توجہ کیا ہے؟

(a) بچے کی پیدائش میں مدد کرنا (b) حمل کی روک تھام

(c) جینیاتی نسب کو بڑھانا (d) سروگیسی کی سہولت فراہم کرنا

(4) نئی تولیدی ٹیکنالوجی میں کونسیپٹو ٹیکنالوجیز (Conceptive Technologies) کے پیچھے مرکزی تصور کیا ہے؟

(a) حمل کو روکنا (b) جینیاتی تنوع کو بڑھانا

(c) مانع حمل کے ساتھ مدد کرنا (d) لوگوں کو غیر روایتی طریقوں سے حاملہ ہونے میں مدد کرنا

(5) کونسی تولیدی ٹیکنالوجی میں ایک عورت سے انڈوں کو نکال کر دوسری عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے؟

(a) مصنوعی حمل (b) سروگیسی

(c) ان وٹرو فرٹیلائزیشن (d) مانع حمل ٹیکنالوجیز

(6) نئی تولیدی ٹیکنالوجی رشتہ داری کی روایتی سمجھ کو کیسے چیلنج کرتا ہے؟

(a) یہ روایتی رشتہ داری کے ڈھانچے کو تقویت دیتا ہے۔ (b) یہ رشتہ داری کو صرف حیاتیاتی رشتوں تک محدود رکھتا ہے۔

(c) یہ جینیاتی اور تکنیکی عوامل کی بنیاد پر رشتہ داری کی نئی تعریف کرتا ہے۔

(d) اس کا روایتی رشتہ داری پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(7) خواتین کے تولیدی انتخاب کے حوالے سے نئی تولیدی ٹیکنالوجی کا کلیدی سماجی اثر کیا ہے؟

(a) یہ خواتین کے انتخاب اور حقوق کو محدود کرتا ہے۔ (b) یہ خواتین کو تولید پر زیادہ کنٹرول دے کر بااختیار بناتا ہے۔

(c) یہ تولید میں خواتین کے کردار کو ختم کرتا ہے۔ (d) یہ روایتی صنفی کردار کو نافذ کرتا ہے۔

(8) نئ تولیدی ٹیکنالوجی نیوکلیئر خاندان کے روایتی تعلق کو کیسے چیلنج کرتا ہے؟

(a) یہ روایتی نیوکلیئر خاندان کے ماڈل کو تقویت دیتا ہے۔ (b) یہ خاندان کے اندر حیاتیاتی تعلقات پر زور دیتا ہے۔

(c) یہ متنوع خاندانی ڈھانچے جیسے ہم جنس جوڑے کو مضبوطی فراہم کرتا ہے۔ (d) یہ لوگوں کو خاندان بنانے سے روکتا ہے۔

(9) نئ تولیدی ٹیکنالوجیز نے مادریت کی روایتی سمجھ کو کیسے متاثر کیا ہے؟

(a) اس نے روایتی سمجھ کو تقویت دی ہے۔ (b) اس نے مادریت کو مکمل طور پر حیاتیات پر مبنی بنایا ہے۔

(c) اس نے مادریت کے تصور کو حیاتیات سے آگے بڑھایا ہے۔ (d) اس نے مادریت کا تصور ختم کر دیا ہے۔

(10) نئ تولیدی ٹیکنالوجی والدین کی روایتی سمجھ کو کیسے چیلنج کرتے ہیں؟

(a) ماں اور باپ کے روایتی کردار کو تقویت دے کر (b) جینیاتی اور حملاتی کرداروں کو الگ کر کے

(c) ولدیت کے تصور کو ختم کر کے (d) شادی کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. نئ تولیدی ٹیکنالوجی کیا ہیں؟
2. ان وٹرو فرٹیلائزیشن یا IVF کیا ہے؟
3. نئ تولیدی ٹیکنالوجی کے کوئی دو منفی نتائج لکھیں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. مناسب مثالوں کے ساتھ نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کے سماجی مضمرات کو تفصیل سے لکھیں۔
2. تفصیل سے لکھیں کہ نئ تولیدی ٹیکنالوجیز کس طرح رشتہ داریوں کو بدل رہا ہے۔

21.8 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Carsten, Janet (eds.) 2000 Cultures of Relatedness: New Approaches to the Study of Kinship.UK: Cambridge University Press.
2. -------------------- "Constitutive Knowledge: Tracing Trajectories of information in New
    a. Contexts of Relatedness" in Anthropological Quarterly Vol. 80, No.2 Kinship and Globalization (Spring 2007) pp 403-426.
3. Holy, Ladislav 1996. Anthropological Perspectives on Kinship. London: Pluto Press

4. Kahn, Susan Martha. 2004. “Eggs and Wombs: The Origins of Jewishness” in Robert Parkin and Linda Stone (eds.) Kinship and Family: An Anthropological Reader. U.S. A.: Blackwell Pg 362-377.
5. Levine, Nancy. 2008. “Alternative Kinship, Marriage and Reproduction” in Annual Review of Anthropology. Vol. 37 (2008) pp-375-389.
6. Marwah, Vrinda and Sarojini N. 2011. “Reinventing Reproduction, Re-conceiving challenges: An Examination of Assisted Reproductive Technologies in India” in Economic and Political Weekly. Vol. 46, No. 43 (October 22-28).
7. Patel, Tulsi. 2013. “Assisted Reproductive Technologies (ART) and Public Health: Exploring the Oxymoron” in Indian Anthropologist. Vol. 43, No.1 (January –June): 65-78.
8. Schneider, R. 1980. American Kinship: A Cultural Account. Chicago: University of Chicago Press

اکائی 22۔ شادی اور نقل مکانی

(Marriage Migration)

اکائی کے اجزا

22.0 تمہید

22.1 مقاصد

22.2 شادی اور نقل مکانی: ایک تعارف

22.3 شادی اور نقل مکانی کے عوامل

22.4 شادی اور نقل مکانی کے مثبت اور منفی پہلو

22.5 شادی اور نقل مکانی اور رشتہ داری / خاندانی روابط

22.6 شادی اور نقل مکانی اور شادی کے ہندوستانی قواعد

22.7 شادی اور بین الاقوامی ہجرت

22.8 اکتسابی نتائج

22.9 امتحانی سوالات

22.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

22.0 تمہید (Introduction)

شادی اور نقل مکانی اس وقت ہوتی ہے جب ایک مرد اور عورت کی شادی ہو جاتی ہے، اور عورت اپنے شوہر کے گھر چلی جاتی ہے۔ ہندوستان کے کئی حصوں میں یہ ایک عام رواج ہے۔شادی کی ہجرت سب سے زیادہ خواتین کرتی ہیں اور خواتین میں سب سے زیادہ وہ جو دیہی علاقوں سے تعلق رکھتی ہیں، جبکہ مرد عموماً ملازمت کے لیے ہجرت کرتے ہیں۔

یہ اکائی شادی اور ہجرت کے درمیان تعلق کو گہرائی سے سمجھنے میں مدد کرے گی۔ ہم یہاں سے شروع کریں گے کہ لوگ شادی کے لیے ہجرت کیوں کرتے ہیں۔ پھر، ہم دیکھیں گے کہ یہ نقل مکانی مختلف خطوں میں کس طرح مختلف طریقے سے حرکت کرتی ہے اور

شادی کی منتقلی کے فوائد اور نقصانات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے بعد ہم خاندانی نیٹ ورکس کے کردار اور شادی کے قواعد پر بھی غور کریں گے۔ آخر میں، ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ شادی کے لیے کی گئی بین الاقوامی کیسے عمل میں آتی ہے۔

22.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد طلبہ:

- سمجھیں گے کہ شادی اور ہجرت کا آپس میں کیسے گہر تعلق ہے۔ تاکہ شادی کرنے اور نئی جگہ منتقل ہونے کے درمیان تعلق کو پہچان سکیں۔
- جان لیں گے کہ لوگ شادی کے بعد کیوں منتقل ہوتے ہیں اور پھر شادی کی منتقلی کے پیچھے مختلف وجوہات اور لوگوں اور کمیونٹیز پر اس کے اثرات کے بارے تفصیل حاصل کریں گے۔
- واضح ہو جائے گا کہ خاندانی روابط شادی کی منتقلی کو کیسے متاثر کرتے ہیں۔ اور اُن کو معلوم ہو گا کہ خاندانی روابط شادی کے بعد کی ہجرت کے فیصلہ پر کیسے اثر انداز ہوتے ہیں۔
- شادی کے تعلق سے بنائے گئے سماجی ثقافتی قواعد اور نقل مکانی کے مابین تعلق کی فہم حاصل کریں گے

22.2 شادی اور نقل مکانی: ایک تعارف (Migration: An Introduction)

شادی کی ہجرت سے مراد شادی سے متعلق وجوہات کی بنا پر افراد یا جوڑوں کا کسی دوسرے علاقے یا ملک میں منتقل ہونا ہے۔ ہندوستان میں، شادی اور نقل مکانی کے عمل میں اکثر خواتین شامل ہوتی ہیں جو اپنے شوہر کے خاندان کے ساتھ رہنے کے لیے انکے علاقے منتقل ہوتی ہیں۔۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ خواتین کی ایک خاصی فیصد شادی کے بعد اپنے آبائی شہر چھوڑ دیتی ہیں۔ ہندوستان کی 2011 کی مردم شماری کے مطابق ملک میں تقریباً 7.8 ملین شادی اور مہاجر بنے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ نقل مکانی گاؤں کی عورتوں کی ہوتی ہے جو 90 فیصد خواتین کی منتقلی پر مشتمل ہے۔ ہندوستان میں شہری علاقے جیسے دہلی، ممبئی، کولکتہ، اور چنئی شادی اور مہاجرین کے لئے مقبول مقامات ہیں۔ انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار مائیگریشن (IOM) کے مطابق، دنیا بھر میں 244 ملین بین الاقوامی مہاجرین میں سے تقریباً 10٪ وہ مہاجر ہیں جنہوں نے شادی کی وجہ سے یہ ہجرت کی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک جیسے ریاستہائے متحدہ، کینیڈا، آسٹریلیا، اور برطانیہ انکی مشترکہ منزلیں ہیں، جبکہ ترقی پذیر ممالک جیسے کہ چین، بھارت، فلپائن اور تھائی لینڈ وہ ممالک ہیں جہاں سے زیادہ تر شادی کے مہاجرین تعلق رکھتے ہیں۔ اضافی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ بین الاقوامی شادیوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جس میں تقریباً 60٪ شادی شدہ تارکین وطن خواتین ہیں۔ جو جو کہ 20 سے 29 سال کے بیچ کی ہیں۔

شادی کی ہجرت کا تعلق صرف مرد اور بیوی کو ئی متاثر نہیں کرتا بلکہ یہ پوری سماج افراد، خاندان اور کمیونٹیز پر اس کے گہرے

اثرات چھوڑ تا جس کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس کو گہرائی سے سمجھا جائے اس کے عوامل واثرات کا جائزہ لیا جائے۔

22.3 شادی اور نقل مکانی کے عوامل (Factors of Marriage Migration)

شادی کی نقل مکانی ہندوستان میں یہاں کے لوگوں اور برادریوں کے ذریعے متاثر ہوتی ہے جو شادی کے ایسے اصول طے کرتے ہیں جس میں ازواج میں سے کسی ایک کا نقل مکانی کرنا ناگزیر ہوتا ہے۔ جیسے کہ انڈوگیمی اور ایکزوگیمی کے اصول۔ انڈوگیمی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی فرد اپنے ہی قوم برادری میں شادی کر سکتا ہے اس سے باہر اس کو اجازت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی وہی ایکزوگیمی اس بات پر زور دیتا ہے کہ ایک مخصوص گروپ سے شادی کی اجازت نہیں ہوگی جیسے کہ گھر خاندان کے افراد وغیرہ جو محرم کے زمرے میں آتے ہیں۔ انڈوگیمی کے اصول کی وجہ سے لوگ اپنے ہی ذات یا قوم میں مناسب رشتے کی تلاش کے لیے دور دراز علاقوں کا سفر کرتے ہیں اور ان علاقوں کا انتخاب کرتے ہیں جہاں انہیں مناسب رشتے نظر آتے ہیں چاہے وہ کتنا ہی دور کیوں نہ ہو۔ جس کے ذریعے نقل مکانی ایک معمول کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

وہی ایکزوگمی کے اصول کی وجہ سے بہت ہی قریبی رشتہ داروں، گھر خاندان یا ایک ہی گاؤں کے لوگوں سے جب شادی ممنوع کی جاتی تو گھر خاندان اور گاؤں کے باہر رشتے کی تلاش کی جاتی ہے اور اس طرح شادی اور نقل مکانی ایک ناگزیر عمل بن جاتی ہے۔

پدر سری معاشرے میں پٹریلوکل (Patrilocal) رہائش کا نظام چلتا ہے، جہاں نوجوان دلہن عام طور پر شادی کے بعد اپنے شوہر کے گاؤں چلی جاتی ہے۔ یہ روایت خواتین کو بڑی تعداد میں نقل مکانی پر مجبور کرتی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ شہری علاقوں میں بھی شادی کی وجہ سے نقل مکانی کرنے والی خواتین کی تعداد کافی ہے۔ حالانکہ، شہروں میں ان کا قیام مختصر مدت کا ہوتا ہے انہیں واپس اپنے آبائی وطن لوٹنا پڑتا ہے کیونکہ مردوں کے مقابل عورتوں سے زیادہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ شادی شدہ ہونے کی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیں اور یوں عورتوں کی ایک بڑی تعداد شہر سے گاؤں کی جانب واپس ہجرت کرتی ہے۔

22.4 شادی اور نقل مکانی کے مثبت اور منفی پہلو

(Positive and Negative Aspects of Marriage Migration)

شادی اور نقل مکانی کے اچھے برے دونوں پہلو ہو سکتے ہیں- ایک طرف یہ خواتین اور بچوں کے لیے مشکل ہوتا ہے کیونکہ ایک نئے ماحول سے ان کا سامنا ہوتا ہے اور بہت سارے قانونی مسائل سے نمٹتے ہیں، خاص طور پر اگر وہ کسی دوسرے ملک میں جا رہے ہوں۔ جیسے جیسے زیادہ تر لوگ ہندوستان سے باہر بسنے کے خواہاں ہو رہے ہیں ویسے ویسے خواتین کے ساتھ ظلم دھوکہ دہی اور جہیز کے تعلق سے ستائے جانے جیسے واقعات کھل کر سامنے آرہے ہیں اور ان مسائل میں مستقل اضافہ ہو رہا ہے۔

ہندوستان کے اندر، جو خواتین شادی کے لیے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہیں انہیں جسمانی اور جنسی استحصال جیسے مسائل کا سامنا کرنا

پڑتا ہے۔ جن علاقوں میں لڑکوں کے مقابلے لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے، وہاں سے بہت سی لڑکیاں شادی کے لیے مجبوراً کسی دوسری جگہ بہت دور منتقل ہوتی ہیں جہاں انہیں مختلف قسم کی پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ شمال مغربی ہندوستان کے ایک بڑے مسئلے سے جڑا ہوا ہے، جہاں لڑکیوں کی نسل کشی جیسے عوامل کی وجہ سے مردوں کی تعداد عورتوں سے زیادہ ہے۔ یہاں کم لڑکیاں ہونے کی وجہ سے دوسرے صوبوں سے عورتیں بیاہ یہاں کرلائی جاتی ہیں۔ رویندر کور ایک ماہر سماجیات کہتی ہیں کہ مغربی بنگال سے خواتین شادی کے لیے دور دراز اور ثقافتی طور پر مختلف دیہی علاقوں جیسے ہریانہ، اتر پردیش میں ہجرت کرتی ہیں۔ اس عمل کو (MOB) (Male-order Bride) رجحان بھی کہا جاتا ہے۔ پنجاب اور ہریانہ میں دیگر ریاستوں جیسے کیرالہ، آسام، بہار، مہاراشٹرا اور تریپورہ سے بھی دلہنیں ہیں، بنگالی دلہنیں سب سے زیادہ عام ہیں۔ ان دلہنوں کے اہل خانہ اپنی ریاست میں روایتی جہیز کے بدلے اپنی کسی ایک بیٹی کی شادی تو کرلیتے ہیں لیکن باقی کو دوسری جگہوں پر شادی کے لیے بھیج سے دیتے ہیں۔ یہ یہ دوسرے صوبوں سے لائی گئی خواتین صرف بیویوں کا کردار ہی ادا نہیں کرتی بلکہ عام مزدوری یا یوں کہیں کہ غلامی کا کردار ادا کرتی ہیں۔ لہٰذا، اس قسم کی دور دراز کی شادیاں ایک بڑے مظہر کے طور پہ سامنے آئی ہیں۔

شادی اور نقل مکانی اکثر سنگین مسائل کا باعث بنتی ہے جیسے اسمگلنگ، استحصال، جنسی تجارت وغیرہ۔ بعض اوقات، دور دراز شادیوں کو ایک جال کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تاکہ غربت کی ماری خواتین کو جنسی کام کے لیے استعمال کیا جاسکے۔ مغربی بنگال کے جلپائی گوڑی ضلع میں چائے کے باغات میں کی گئی ایک حالیہ تحقیق میں پتا چلا ہے کہ دہلی، ممبئی اور احمد آباد جیسے بڑے شہروں میں روزگار کے منافع بخش وعدوں کے ساتھ بہت سی نوجوان لڑکیوں کو اسمگل کیا جارہا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ متعدد مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ مغربی بنگال خواتین اور بچوں کی اسمگلنگ کے لیے ایک ماخذ، منزل اور ٹرانزٹ پوائنٹ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ بنگالی خواتین کو نہ صرف مغربی بنگال سے بلکہ بنگلہ دیش سے بھی حاصل کیا جارہا ہے۔ تاہم، بنگلہ دیشی دلہنوں کی مشکلات اور پریشانیاں مغربی بنگال کی دلہنوں کے مقابلے میں اور بھی زیادہ ہے۔ جیسے کہ والدین تک انکی رسائی نہ ہونا، ناخواندگی، اور شہریت کا فقدان۔ ان مردوں کے لیے جو بنگلہ دیشی خواتین سے شادی کرتے ہیں اکثر سسرالی رشتے (Affines) کا تصور موجود نہیں ہے۔ شوہر یا تو بنگلہ دیش کا دورہ کرنے سے قاصر ہیں یا خواہش ہی نہیں کرتے اور بنگلہ دیشی دلہنوں کو اپنے آبائی گھروں کو جانے کی اجازت ہی نہیں ہوتی ہے۔ ایسے معاملات میں خواتین کے رشتہ دار ملاقات وغیرہ کے لیے آ بھی جائیں تو اکثر ان کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے، اور انہیں بے عزت و ذلیل کیا جاتا ہے۔۔ کئی ماہر نفسیات کا استدلال ہے کہ آبائی خاندان کی طرف سے فراہم کردہ موثر سپورٹ نیٹ ورکس کی قربت ایسے حالات میں خواتین کی ایجنسی کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہے۔

یہ انوکھی شادیاں کئی سماجی عوامل کی پیداوار ہوتی ہیں جیسے جنسی تناسب، انتہائی غربت، اور جہیز کے بھاری مطالبات۔ غریب والدین اپنی بیٹیوں کی شادی گھر سے دور کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، جب کہ ایسے علاقوں کے مرد جہاں پہ خواتین کا تناسب کم ہوتا ہے جیسے ہریانہ، پنجاب، اتر پردیش اور راجستھان، مشرقی اور جنوبی ریاستوں سے خواتین کو "درآمد" کرتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھار یہ ہجرت اختیاری بھی ہوتی ہے جہاں اقتصادی طور پر پسماندہ علاقوں سے مطلوبہ مقامات پر جانے کے لیے خواتین اس کا انتخاب کرتی ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ اب تک جمع کیے گئے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کراس ریجن شادیاں صرف نچلی ذاتوں تک محدود نہیں ہیں۔ یہ شمال مغربی ریاستوں میں تمام

ذاتوں اور آمدنی کی سطح پر ہو رہی ہیں۔ خواتین کی منتقلی کا یہ بہاؤ بنیادی طور پر ایک ہی سمت سفر کرتا ہے —ہریانہ، پنجاب، یا یوپی کی خواتین کی عام طور پر آسام یا مغربی بنگال کے خاندانوں میں شادی نہیں کی جاتی ہے۔ لیکن بہت ہی مزیدار اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان علاقوں میں جب دوسری جگہوں سے خواتین کو بیاہ کر لایا جاتا ہے تو شادی کے بازار میں مقامی خواتین کی قدر بڑھ جاتی ہے لہذا جب والدین اپنے بیٹوں کے لیے دلہن کی تلاش میں ہوتے ہیں تو دلہن کے گھر والوں کو مزید تحائف رقم یا زمین معاہدے میں دینی ہوتی ہے۔

22.5 شادی اور نقل مکانی اور خاندانی روابط (Marriage Migration and Kinship Networks)

شادی اور نقل مکانی کا سماجی رسم و رواج اور خاندانی رشتوں سے گہرا تعلق ہے۔ حقوق نسواں کے علمبردار دانشوران شادی اور نقل مکانی کے بارے میں ملے جلے جذبات رکھتے ہیں۔ وہ خواتین کو صرف "بغرض شادی مہاجرین" کے طور پر نہیں دیکھتے ہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ عورتیں نقل مکانی صرف شادی کے لیے نہیں کرتی بلکہ شادی کے علاوہ بھی کئی مقاصد ان کے نقل مکانی میں شامل ہوتے ہیں جس کا گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ شادی کے وقت ہونے والی نقل مکانی کو وہ ایک معاشی نقل مکانی کے طور پر بھی دیکھتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ شادی کے پورے عمل میں صرف مرد، ان کے کام, ان کی ذمہ داریوں کو مرکزی موضوع بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور خواتین کے کام کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ہے۔

ایک بات جو ہمیشہ سامنے واضح ہونی چاہیے وہ شادی کی ادارہ جاتی و سماجی اہمیت ہے۔ شادی محض دو لوگوں کی جسمانی و نفسیاتی ضروریات کی تکمیل کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اس کے نتیجے میں ایک پورا معاشرہ صحت کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔ لوگوں اور معاشروں کے مطالعہ میں (جسے بشریات کہا جاتا ہے)، شادی کے بعد جوڑے کی رہائش کے تعلق سے اصول و قواعد مختلف قسم کے خاندانی تعلقات کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ شادی کے بعد جوڑے ایک بالکل نئے گھر میں منتقل ہو سکتے ہیں یا بیوی منتقل ہو کے شوہر کے گھر جا سکتی ہے، بعض صورتوں میں شوہر بیوی کے گھر بھی منتقل ہو سکتا_ (جسے patrilocality کہا جاتا ہے)۔ لیکن ان تمام اصولوں میں سب سے زیادہ رائج اور عام اصول بیوی کا اپنے شوہر کے گھر منتقل ہونا ہی ہے جسے ویری لوکل ریڈنس (Virilocal residence) کہا جاتا ہے۔

اسی طرح رہائش کے تعلق سے ان معاشروں میں واضح اصول ہوتے ہیں کہ ایک مخصوص خاندانی گروپ سے باہر شادی کی جائے۔ جیسے اپنے پریوار اور گھر خاندان یعنی خونی رشتے سے باہر یا جیسے کہ ہندو معاشرے میں چلتا ہے گوتر کے باہر یا جیسے کہ قبیلوں میں چلتا ہے کلین (Clan) کے باہر یا مخصوص حدود سے باہر جسے ولیج ایکزوگیمی (Village exogamy) کہتے ہیں جو اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ شریک حیات کسی دوسری جگہ سے آیا ہو۔

لیکن سب سے عجیب اور حیران کن بات یہ ہے کہ جب رہائش کے متعلق فیصلے پر گفتگو ہوتی ہے تو شادی کے بعد رہائش کے متعلق قائم شدہ پیچیدہ سماجی اصول کو پوری طریقے سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ خاص کر مغربی معاشرے میں ایسا ہوتا ہے جہاں شادی کے بعد ایک الگ رہائش معمول ہوتا ہے۔ ایسے معاشروں میں جہاں بیوی کا شوہر کے گھر جا کر رہنا معمول ہوتا ہے وہاں صرف خواتین کی ہجرت اور ان کی

نقل مکانی ایک بڑا مظہر بن کر سامنے آتی ہے۔ لہذا، یہاں پر زیادہ اہم سوال یہ نہیں رہ جاتا کہ بیوی منتقل ہوتی ہے یا شوہر منتقل ہوتا ہے یا دونوں کہاں منتقل ہوتے ہیں بلکہ یہ اصول زیادہ اہم ہو جاتے ہیں کہ شادی کے متعلق عام سماجی و ثقافتی معمول کیا ہے اور خاندانی رشتوں کے بارے میں سماجی اصول کیا رہنمائی کرتے ہیں۔

22.6 شادی اور نقل مکانی اور شادی کے ہندوستانی قواعد

(Marriage Migration and the Indian Rules of Marriage)

ہندوستان میں، لوگوں کی شادی کا عمل کچھ اہم اصولوں کے تحت ہوتا ہے۔ ان اصولوں میں سے ایک کو اینڈوگیمی (Endogamy) کہا جاتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ آپ کے اپنے سماجی گروپ کے کسی فرد سے شادی کرنا ہے، جیسے آپ کی ذات، مذہب لیکن اپنے گھر و خاندان سے نہیں۔ دوسرے اصول بھی ہیں، جیسے درجہ بندی کے اصول، جہاں دلہن دینے والے خاندان کو کم اہمیت دی جاتی ہے جبکہ دلہن حاصل کرنے والے خاندان کو کافی عزت و تکریم سے نوازا جاتا ہے۔ ایک اصول ہائپر گیمی (Hypergamy) کا بھی ہے جو عورت کو اپنے سے اعلیٰ سماجی اور معاشی حیثیت والے لڑکے کے ساتھ شادی کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ ہندوستان میں ذات پات کو تمام اصولوں میں اس ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ لوگوں کو اپنی ذات کے کسی فرد سے شادی کرنی چاہیے اس ذات کے اندر ان کی سماجی حیثیتیں مختلف ہوں۔ شمالی ہندوستان کے کچھ حصوں میں، گاؤں کی ایگزوگیمی (Village exogamy) نامی ایک قاعدہ ہے، جس کے مطابق شادی کے جائز ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کسی کا شریک حیات اس کے خود کے گاؤں سے نہ ہو۔ یعنی کہ میاں بیوی مختلف گاؤں سے متعلق ہونے چاہیے۔ ہندوستان میں جہیز ایک بڑا رواج ہے۔ اس میں دلہن کے خاندان کی طرف سے دولہا کے خاندان کو تحائف یا رقم دی جاتی ہے۔ ایک ایسی شادی جس میں جہیز کا لینا اور دینا شامل ہوتا ہے ایک آئیڈیل شادی کے طور پر تصور کی جاتی ہے۔

جنوبی ہندوستان میں، شادی کے اصولوں میں یہ شامل ہوتا ہے کہ شادیاں اکثر قریبی رشتہ داروں کے درمیان ہوتی ہیں۔ قریبی رشتہ داروں میں بھی، شادی کی جائز شکل کراس کزن میرج (Cross Cousin Marriage) ہے جس میں ایک بھائی اور ایک بہن اپنے بچوں کی شادیاں اپس میں کرا سکتے ہیں- لیکن پیرلل کزن میرج (Parallel Cousin Marriage) کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ کی دو بہنیں اپنے بچوں کی شادیاں آپس میں کرائیں یا دو بھائی اپنے بچوں کی شادیاں آپس میں کرائیں۔ (ہندوستان کی ایک مشہور ماہر سماجیات پیٹریشیا اوبرائے (Patricia Uberoi) نے شادی کے ساؤتھ انڈین اصولوں کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا ہے)- وہیں اگر شمالی ہندوستان کی بات کی جائے تو یہاں لوگ اجنبیوں سے شادی کو ترجیح دیتے ہیں۔

لہذا ان تمام اصولوں کی روشنی میں یہ بات نکل کے سامنے آتی ہے کہ بغرض شادی نقل مکانی معاشرتی اصولوں کے ذریعے طے ہوتی جو شادی کے ضمن میں تشکیل دیے جاتے ہیں۔ شادی کے یہ تمام اصول عورتوں سے نقل و مکانی کی اپیل کرتے ہیں۔

22.7 شادی اور بین الاقوامی ہجرت (Transnational Marriage Migration)

شادی اور نقل مکانی کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ یہ بین الاقوامی ہجرت سے ایک گہرا تعلق رکھتا ہے جہاں لوگ جیون ساتھی کی تلاش کے لیے مختلف ممالک کا رخ کرتے ہیں۔ ان عالمی مہاجرین میں ہندوستانی سب سے بڑے گروہوں میں سے ایک ہیں۔ ذرا نظر ڈالیں کہ 2020 میں، ہندوستان میں پیدا ہونے والے تقریباً 18 ملین لوگ متحدہ عرب امارات، سعودی عرب اور امریکہ جیسے دیگر ممالک میں رہ رہے تھے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہندوستانیوں کا دنیا کے مختلف حصوں میں جانا ایک عام بات ہے۔ لہذا ہندوستان اور دیگر ممالک کے لوگ پوری دنیا میں دوست اور خاندان رکھتے ہیں۔ دوسرے ملک منتقل ہونے کے باوجود بہت سے خاندان اپنے آبائی ملک سے شریک حیات تلاش کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ سرحد کے پار ہونے والی ان شادیوں کو نہ صرف دلہنوں کے لیے بلکہ ان کے خاندانوں کے لیے بھی بہتر مستقبل اور مزید مواقع حاصل کرنے کے طریقے کے طور پر دیکھا جاتا ہے جس سے وہ عالمی نیٹ ورکس کا حصہ بن جاتے ہیں۔

اگرچہ ایسا لگتا ہے کہ یہ شادیاں بہتر مواقع اور مساوات کا باعث بنتی ہیں، تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ چیزیں ہمیشہ اس طرح کام نہیں کرتی ہیں۔ درحقیقت، کچھ خواتین کے لیے، دوسرے ملک جانے کے بعد زندگی اور بھی مشکل ہو سکتی ہے۔ یہ ان چیلنجوں کی وجہ سے ہو سکتا ہے جن کا انہیں ایک نئی جگہ پر سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ اپنے شوہروں پر زیادہ انحصار کرنے لگتی ہیں، جس کی وجہ سے ضرورت پڑنے پر ان کے لیے شادی کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے- اس میں متعدد مسائل شامل ہوتے ہیں جیسے۔ شریک حیات کی طرف سے چھوڑے جانا، گھر میں تشدد کا سامنا کرنا، یا اس بات کا پتا لگنا کہ ان کے شوہر پہلے ہی شادی شدہ ہیں، جہیز کے مطالبات وغیرہ۔

ان چیلنجز سے نمٹنے اور بیرون ملک مقیم ہندوستانیوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے (خاص طور پر ان خواتین کے لیے جو ان کے غیر مقیم ہندوستانی (این آر آئی) شریک حیات کے ذریعہ بدسلوکی کا شکار ہو سکتی ہیں) ہندوستانی حکومت نے 2019 میں ایک قانون بنایا۔
قانون کے مطابق وہ غیر مقیم ہندوستانی جو کسی بھی ہندوستانی شہری سے شادی کرتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شادی کے دن سے 30 دن کے اندر اندراج کروائیں۔ اگر وہ اندراج نہیں کرتے ہیں، تو اس غیر مقیم ہندوستانی شریک حیات کے خلاف سنگین کارروائیاں کی جائے گی، جیسے کہ ان کا پاسپورٹ منسوخ کرنا اور دُوسرے قانونی نتائج وغیرہ۔

لہذا شادی اور بین الاقوامی ہجرت کا موضوع ایک اہم جائزے کا موضوع بن جاتا ہے۔ خاص کر جب یہ صنفی نظریات کو سامنے لے کر آتا ہے۔ اس سے ہمیں یہ جاننے میں مدد ملتی ہے کہ لوگ بین الاقوامی ہجرت کے لیے کیوں تیار ہو جاتے ہیں کرتے، حکومتیں اس نقل مکانی میں کیا کردار ادا کرتی ہیں اور جب لوگ دنیا کے مختلف حصوں میں رہتے ہیں تو تعلقات میں کیا اثر ہوتا ہے۔ اس قسم کی تحقیق ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے اور اس میں بہت سے عوامل اور طاقت کی حرکیات شامل ہیں۔ یہ ہمیں دکھاتا ہے کہ جدید دنیا کس طرح پیچیدہ ہے، اور مختلف جگہوں کے لوگ مختلف طریقوں سے کیسے جڑے ہوئے ہیں۔

22.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

شادی اور نقل مکانی سے معاشرے کی ثقافتی، سماجی و آبادیاتی ساخت میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں موجودہ اورآنے والی نسلوں پر غیر معمولی اثرڈالتی ہیں۔ اس میں دور جدید میں بڑی تیزی آنے کے نتیجے میں نسل، جنس، طبقے اور قومیت سے متعلق متعدد نئے مسائل رونما ہوئے ہیں۔ وہیں شادی اور نقل مکانی کے پورے مظہر میں خواتین کے تجربات کا جائزہ لینے کی کبھی بھی زحمت نہیں کی گئی لیکن حالیہ برسوں میں، ماہرین سماجیات نے خواتین کے تجربات کے مختلف پہلوؤں کا تنقیدی جائزہ لیا ہے جس میں خواتین کے اختیار و عمل، نئے گھر میں از سر نو رشتہ بنانے کی جدوجہد، نئے خاندان کے ساتھ ہم آہنگی، اور نئے ثقافتی ماحول کے ضمن میں ان کے تجربات کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ یہ تحقیقات شادی کی ہجرت اوراس کے وسیع تر معاشرتی مضمرات کے تناظر میں پیچیدہ حرکیات (Dynamics) پر روشنی ڈالتی ہیں۔

22.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) شادی میں نقل مکانی (Marriage Migration) کیا ہے؟

(a) جب مرد اپنی بیوی کے گھر جاتا ہے۔ (b) جب عورت اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔

(c) جب ایک جوڑا چھٹی کے لیے کسی نئی جگہ پر جاتا ہے۔ (d) جب ایک جوڑا شادی کے بعد اپنے گھر منتقل ہوتا ہے۔

(2) بھارت میں، شادی کے لیے کون زیادہ نقل مکانی کرتا ہے؟

(a) مرد (b) خواتین

(c) بچے (d) بزرگ افراد

(3) بھارت میں 22 سال سے زیادہ عمر کی کتنی فیصد خواتین شادی کے بعد اپنا آبائی شہر چھوڑ دیتی ہیں؟

(a) پچیس فیصد v پچاس فیصد

(c) پچھتر فیصد (d) سو فیصد

(4) شادی کی بین الاقوامی نقل مکانی کا مسئلہ کیوں اہم ہے؟

(a) یہ بالکل بھی اہم نہیں ہے۔ (b) یہ شادی شدہ جوڑوں کے درمیان زیادہ محبت پیدا کرتا ہے۔

(c) اس میں خاص طور پر خواتین کے ساتھ استحصال اور بدسلوکی شامل ہوتی ہے۔

(d) یہ ثقافتی تنوع کو فروغ دیتا ہے۔

(5) پدرانہ معاشروں میں خواتین پر شادی کے لئے ہونے والی نقل مکانی کا ایک اہم اثر کیا ہے؟

(a)معاشی تحفظ میں اضافہ (b)ثقافتی آزادی میں بڑھوتری

(c)سماجی حیثیت میں بہتری (d)ہم آہنگی میں کمی اور شدید تشدد کے امکانات۔

(6) عالمگیریت شادی اور نقل مکانی کو کیسے متاثر کرتی ہے؟

(a)اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔ (b)یہ لوگوں کو اپنی برادریوں میں شادی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

(c)یہ باہمی ربط کو بڑھاتا ہے اور شادی اور نقل مکانی کی وجوہات کو متاثر کرتا ہے۔

(d)اس سے شادیوں کی تعداد میں کمی آتی ہے۔

(7) ہندوستان کے بعض خطوں میں گاؤں سے باہر شادی (Village exogamy) کرنے کا رواج ہے۔ یہ کیا ہے؟

(a)یہ ایک ہی گاؤں میں شادی کو فروغ دیتا ہے۔ (b)یہ مختلف ذاتوں کے درمیان شادیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

(c)میاں بیوی کا مختلف گاؤں سے ہونا ضروری ہے۔ (d)ایک ہی گاؤں کے افراد سے شادیوں پر پابندی لگاتا ہے۔

(8)شادی اور بین الاقوامی نقل مکانی میں خواتین کو درپیش ایک عام مسئلہ کیا ہے؟

(a)بہتر ثقافتی موافقت (b)زیادہ مالی آزادی

(c)استحصال اور بدسلوکی، بشمول ترک کرنا، گھریلو تشدد، اور جہیز سے متعلق ہراساں کرنا

(d)قانونی تحفظات اور شہریت کے فوائد کا حصول

(9) اقوام متحدہ کی "انٹرنیشنل مائیگریشن 2020 ہائی لائٹس" (International migration) رپورٹ کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

(a)نقل مکان کی حوصلہ شکنی کرنا۔ (b)تارکین وطن کے لیے رہنما خطوط فراہم کرنا۔

(c)شادی کے لائسنس کی تقسیم۔ (d)اوپر کے سارے

(10) درجہ ذیل میں سے کون سا اصول ہندوستان میں شادی کے ادارے کو سب سے زیادہ متاثر کرتا ہے۔

(a)جہیز کے احکام (b)بین الذات شادیاں۔

(c)فی الذات شادیاں (d)ازدواجی اور گاؤں کے رسم ورواج

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. شادی اور نقل مکانی کیا ہے؟
2. گاؤں کے باہر شادی (Village exogamy) کیا ہے، اور یہ شادی کی منتقلی کو کیسے متاثر کرتی ہے؟
3. شادی اور نقل مکانی کے ساتھ منسلک منفی پہلوؤں کیا ہیں؟
4. شادی اور نقل مکانی کرنے والی خواتین کو درپیش چیلنجوں کو بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ذات پات کے تصور اور ہندوستان میں شادی کی منتقلی میں اس کے کردار کی وضاحت کریں۔
2. شادی کی منتقلی کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر بحث کریں بشمول خواتین کی معاشی اور سماجی نقل و حرکت پر اس کے اثرات کا تفصیل سے جائزہ لیں۔

22.10 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Charsley, K. (2005). Unhappy husbands: Masculinity and migration in transnational Pakistani marriages. Journal of the Royal Anthropological Institute, 11(1), 85-105.
2. Dube, L. (2000). Doing Kinship and Gender: An Autobiographical Account. Economic and Political Weekly, 35(46), 4037-4047.
3. Grover, S. (2017). Marriage, Love, Caste and Kinship Support: Lived Experiences. Routledge.
4. Hershman, S., & Standing. (1981). Punjabi Marriage and Kinship. Hindustan Publishing Corporation.
5. Kaur, R. (2004). Across-region Marriages: Poverty, Female Migration and the Sex Ratio. Economic and Political Weekly, 2595-2603.
6. Kaur, R. (2013). Mapping the adverse consequences of sex selection and gender imbalance in India and China. Economic and Political Weekly, 37-44.
7. Kaur, R. (2012). Marriage and migration: Citizenship and marital experience in cross-border marriages between Uttar Pradesh, West Bengal and Bangladesh. Economic and Political Weekly, 78-89.
8. Needham, R. (1971). (Ed). Rethinking Kinship and Marriage. London: Tavistock.

1\. Palriwala, R., & Uberoi, P. (2008). Exploring the links: Gender issues in marriage and migration. Marriage, Migration, and Gender, 5, 23-60.

2. Parkin, R., & Stone, L. (2004). Kinship and Family: An Anthropological Reader. Oxford: Blackwell Publishing Ltd.
3. Raghuram, P. (2004). Migration, gender, and the IT sector: Intersecting debates. Women's Studies International Forum, 27(2), 163-176.
4. Uberoi, P. (1993). (Ed). Family, Kinship, and Marriage in India. Oxford University Press: Delhi.
5. Vogel, E. F., & Bell, N. W. (Eds.). (1960). A Modern Introduction to the Family. Free Press.

اکائی 23۔ مسئلہ انتخاب و اختیار

(Issue of choice and agency)

اکائی کے اجزا

23.0 تمہید

23.1 مقاصد

23.2 مسئلہ انتخاب و اختیار: ایک نظر میں

23.3 شادی اور خاندان میں انتخاب و اختیار: ہندوستانی منظر نامہ

23.4 شادی اور خاندان میں انتخاب و اختیار: ایک جدید رجحان

23.5 انتخاب و اختیار کی بڑھتی ہوئی آزادی کے اثرات

23.6 انتخاب و اختیار میں ترقی کے عوامل

23.7 شادی اور خاندان میں انتخاب و اختیار کی آزادی: تنقید

23.8 اکتسابی نتائج

23.9 نمونہ امتحانی سوالات

23.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں

23.0 تمہید (Introduction)

"شادی اور خاندان" (Family and marriage) نے پورے انسانی سماج کی تاریخ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ ہماری زندگی اور سماجی رشتوں کو ایک رخ فراہم کرتے ہیں۔ ان اداروں میں صدیوں سے جاری ایک بڑی بحث انتخاب و اختیار (Agency and Choice) کی ہے۔ جو کہ اس بات پر گفتگو کرتا ہے ان اداروں میں موجود رشتے کس طرح طے پاتے ہیں۔ کیا لوگ خود کی مرضی اور رضا سے رشتے جوڑتے، توڑتے اور باقی رکھتے ہیں یا اسمیں وہ سماجی روایات کے پابند ہوتے ہیں۔ دور حاضر کے سماجی ساخت میں جب کہ مابعد جدیدیت (postmodernity) کے اصول وضوابط کو بڑے پیمانے پر اپنایا جارہا ہے، تب اِنتخاب و اختیار کی بحث اور بھی معنی خیز ہو جاتی ہے

۔ہم اس بحث کو تفصیل کے ساتھ اس باب میں سمجھنے کی کوشش کرینگے۔

23.1 مقاصد (Objectives)

"شادی اور خاندان میں مسئلہ انتخاب و اختیار"(agency and choice)پر یہ مضمون پڑھنے کے بعد طلبہ جان سکیں گے کہ:

- شادی اور خاندان کے تناظر میں انتخاب و اختیار(Agency and Choice)کے معنی اور اسکی اہمیت کیا ہے، اور یہ کہ وہ افراد کو آزاد فیصلے کرنے کا اختیار کس طرح دیتے ہیں_
- ہندوستانی سماج میں رائج انتخاب و اختیار کی صورت حال(agency and choice)کیا ہے_
- وہ کیا مختلف معاشرتی، قانونی اور ثقافتی عوامل ہیں جنہوں نے اِنتخاب و اختیار(agency and choice)کے اختیار کو شادی اور خاندانِ کے تناظر میں میں متاثر کیا ہے.
- شادی اور خاندان جیسے اہم اداروں پر انتخاب و اختیار(agency and choice)کے اثرات کیا ہے_
- ماہر سماجیات اور دانشور کی طرف سے اِنتخاب و اختیار سے متاثر جدید خاندانی تصورات کے چیلنجز اور نقصانات کے بارے میں کی جانے والی تنقیدیں کیا ہیں۔

23.2 مسئلہ انتخاب و اختیار: ایک نظر میں (Issue of Agency and Choice: An Understanding)

انسانی تاریخ میں "شادی اور خاندان"(Family and Marriage)نے ہماری زندگی اور اس میں وجود پانے والے رشتے کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ہمارے سماج میں آنے والی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ان اداروں میں بھی بہت سی تبدیلیاں ہوئی۔ ان تبدیلیوں کا محرک بڑے پیمانے پر بننے والے نظریہ حیات سے تھا جس میں افراد کی خوشی کو معاشرہ کی خوشی پر ترجیح دی گئی، افراد کے سوالات ،اُنکے احساسات، اختیارات کی بنیاد پر ایک نئی معاشرتی تہذیب وجود میں آئی۔ ان تبدیلیوں کے درمیان دو اہم تصورات کو بڑے پیمانے پر زیر بحث لایا جاتا ہے۔ یہ ہیںAgency and Choice(انتخاب اور اختیار)۔

یہ تصورات ہمیں اپنے لئے فیصلے کرنے اور ہمارے لئے جو کچھ بہتر ہے اسے منتخب کرنے کی آزادی حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ علم سماجیات میں ایجنسی سے مراد کسی فرد کی آزادانہ طور پر ایسے فیصلے لینے کی صلاحیت کا نام ہے جو اس کی اپنی زندگی اور حالات کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ سماجی دھانچے اور سماجی رکاوٹوں میں بھی آزادانہ فیصلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔ ایجنسی جہاز کے کپتان کی طرح اپنی زندگی کی مکمل باگ ڈور اپنے خود کے ہاتھوں میں لے کر جس طرف بھی چاہیں موڑنے کا نام ہے۔ اسی طرح انتخاب(Choice)موجود اختیارات کی روشنی میں فیصلے کرنے کے اختیار کا نام ہے جس میں ذاتی ترجیحات، اقدار اور نتائج پر مبنی اختیار یا طرز اختیار منتخب کرنا شامل ہے۔ انتخاب(Choice)فرد کے سامنے مختلف راستوں کی طرح ہے اور آپ کو یہ انتخاب کرنا ہے کہ کون سا

آپ کے حق میں بہتر ہے۔

جب بات شادی اور خاندان کی جائے تو انتخاب و اختیار (agency and choice) کا ذکر ضروری ہو جاتا ہے - انتخاب و اختیار کا اثر سب سے زیادہ انہی اداروں میں ہوا ہے اوان اداروں میں ہونے والی تبدیلیاں فرد پر سب سے گہرا اثر ڈالتی ہیں کیوں کہ یہ ادارے فرد کے سماجی کردار کے ساتھ ساتھ اسکے جذبات کو بھی تشکیل دیتے ہیں۔ اِنتخاب و اختیار شادی اور خاندان کے مختلف موضوعات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ وہ یہ کہ شادی بیاہ میں لوگ ازواج کا اِنتخاب کس طرح کرتے ہیں، لوگ کس طرح تعلقات استوار کرتے ہیں، وہ خاندانی معاملات کو کس طرح حل کرتے ہیں، اور وہ اپنے گھر کے اندر اپنے کردار کو کس طرح دیکھتے ہیں۔ نیز یہ کہ لوگ خاندان میں موجود صنفی رویوں کو کیسے دیکھتے ہے۔

ماضی میں معاشروں کے اندر اس بارے میں سخت قوانین تھے کہ لوگوں کو کس سے شادی کرنی چاہیے۔ اکثر گھر والے سماجی اصول وضوابط کی روشنی میں افراد کے لیے فیصلے کرتے تھے۔ لوگوں کے لئے اپنے شادی بیاہ کے کسی بھی مرحلے میں اِنتخاب و اختیار کا کوئی بہت بڑا کردار نہیں ہوتا تھا۔ شادی کا گھر والوں کی طرف سے طے کیا جانا عام اصول تھا۔ وقت کے ساتھ سماجی اصول وضوابط بدلے۔ جدید معاشرے نے انفرادی آزادی اور انتخاب (Agency) کے حق کی قدر کرنا شروع کر دی۔ حقوق نسواں اور جدیدیت کی تحریک نے قدیم مرد وزن کی تفریق کو چیلنج کیا۔ ان کا نظریہ تھا کہ خواتین کو مردوں جیسے حقوق اور مواقع حاصل ہونے چاہیے، اور قدیم روایتوں کو ختم کرکے ایک آزاد معاشرہ بنایا جائے جس میں افراد کی ترجیحات کو سماج کی ترجیحات پر مقدم رکھا جائے - ان سب کی وجہ سے زیادہ تر لوگوں کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ کس سے شادی کریں گے۔ اور وہ ان کے اہل خانہ کے ساتھ کس طرح رہیں گے۔

خلاصہ یہ کہ انتخاب واختیار (Agency and Choice) کے تصورات پوری تاریخ میں خاندان اور شادی جیسے ادروں میں زیر بحث رہے ہیں۔ لھذا جدید سماج میں لوگ اپنی زندگی پر محدود کنٹرول رکھنے کے بالمقابل فیصلہ کرنے کی آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیے۔ انتخاب واختیار کے بارے میں جاری بحث اور شادی وخاندان (Family and marriage) میں انتخاب کا بڑے پیمانے پر زیر بحث آنا اوران پر اختیار پیرا ہونا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ سماجی اقدار اور انفرادی امنگوں کے جواب میں یہ ادارے کس طرح تبدیل ہوئے۔

23.3 شادی اور خاندان میں انتخاب واختیار: ہندوستانی منظرنامہ

(Agency and Choice in Marriage and Family: An Indian Scenario)

متعدد تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام روایتی معاشروں کی طرح ہندوستان میں بھی لوگوں کی اکثر شادیاں والدین یا بزرگوں کی طرف سے طے ہوتی رہی ہیں۔ اس قسم کے انتخاب کو ارینج میرج (Arranged marriage) کا نام دیتے ہیں۔ اس قسم کی شادی میں سماجی روایات کی پاسداری ہوتی ہے اور انہی اصولوں کی روشنی میں شریک حیات کا انتخاب ہوتا ہے، جیسے اپنی ذات اور مذہب میں شادی کا طے کرنا۔ وہیں دوسری قسم وہ ہے جس میں سماجی روایات واصولوں کے بجائے فرد کی خوشی واُسکی ترجیح کو مقدم رکھا جاتا ہے۔ اور پھر جس سے فرد

چاہے اُس سے شادی کرلے۔ اس قسم کی شادی کو عموماً لومیرج کا نام دیا جاتا ہے۔
ہندوستان ایک روایت پسند سماج کے طور پر جانا جاتا ہے۔ جہاں منظم (Arranged) شادیوں میں فرد کے انتخاب و اختیار کا سرے سے کوئی تصور ہی نہی ہے۔ مضبوط اور غیر لچکدار سماجی ساخت نے شادی اور خاندان کے رویوں میں کسی بھی قسم کی بے راہ روی کو قبول نہیں کیا۔ ہندوستان میں جاری سماجی تحریکوں، قانونی کوششوں، علمی و فکری آزادی اور جدید کلچر اور تہذیب کے زیر اثر افراد کے انتخاب اختیار کی ازادی میں ایک بڑا انقلاب آیا۔ آج ہندستانی میں افراد پر سے جاری سماجی رویاتوں کے بندھن کھلنے لگے ہیں اور لوگ تیزی سے اپنے اِنتخاب و اختیار کے حق کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی مختلف گروہ میں جاری روایات کی بنا پر انتخاب و اختیار کی شرح مختلف گروہ میں الگ الگ ہے. گیزیٹ انڈیا اور کمیٹی آن دی اسٹیٹس آف ویمن (CSWI) کے مطابق مسلمانوں میں عام طور پر گھر کے بڑے یا ولی کے ذریعے شادیاں طے پاتی رہی ہیں لیکن تعلیم کے پھیلاو کے ساتھ ساتھ جدیدیت کی آمد سے مسلمانوں میں شادی بیاہ کے موقع پر انتخاب و اختیار تیزی سے بڑھ رہا ہے۔
بلومبرگ (Bloomberg) اور دورکی (Davrki) نے ہندوسان میں شریکِ حیات کے انتخاب میں جاری موجودہ مندرجہ ذیل طریقے دریافت کیئے ہیں

- ماں باپ یا گھر کے دوسرے بزروگوں کی طرف متعلقہ فرد سے بغیر مشورے سے طے کردہ شادی۔
- ماں باپ یا گھر کے دوسرے بزرگوں سے بغیر مشورہ کیے خود کی پسند کی شادی۔
- خود کی پسند کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی مرضی والی شادی۔
- ۔ماں باپ یا گھر کے دوسرے لوگوں کی طرف سے متعلقہ فرد کی مرضی کے ساتھ طے کردہ شادی۔
- ماں باپ کی طرف سے کی جانے والی شادی لیکن متعلقہ افراد میں سے صرف کسی ایک کی مرضی کے ساتھ۔

تاریخی طور پر دیکھیں تو پچھلے کچھ سالوں میں والدین / بزرگوں کی طرف سے لڑکے سے مشورہ کرنے اور شریک حیات کے انتخاب میں ان کی رضامندی حاصل کرنے کے بارے میں تبدیلیاں رونما ہوئیں. اکثر والدین / بزرگ لڑکی سے یہ پوچھنا ضروری نہیں سمجھتے ہیں آیا وہ اس جوڑے کو منظوری دیتی بھی ہیں یا نہیں۔ شہری تعلیم یافتہ طبقوں میں شادی سے متعلق دونوں لڑکے اور لڑکی کی رضامندی سے شادی کا اہتمام عام ہو گیا ہے یہاں تک کہ یہ ایک عام سماجی رویہ کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ اکثر والدین اور بعض اوقات لڑکا / لڑکی اخباری اشتہارات کے ذریعہ بھی اپنی شادی کا بندوبست کرتے اور یہ بھی عام رویہ ہو رہا ہے۔
شادی کے متعلق نوجوانوں کے رویے کے بارے میں 2016 میں لوکنیتی ۔(سی ایس ڈی ایس) یوتھ اسٹڈیز کی طرف سے ایک حالیہ سروے ہوا جو دلچسپ اعداد و شمار کو سامنے لاتا ہے. اسی طرح کی تحقیق 2007 میں بھی کی گئی تھی. آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ شادی میں انتخاب و اختیار کے اور ترجیحات میں تبدیلی آئی ہے یا نہیں۔
لوک نیتی ۔ سی ایس ڈی ایس یوتھ اسٹڈیز سروے اس بات کا خلاصہ کرتا ہے کہ ہندوستانی نوجوانوں میں شادی کے فیصلوں میں خاندان کا

نمایاں کردار اختیاراور دخل جاری ہے۔ تمام تر تبدیلی کے باوجود خاندان کے ذریعے طے شدہ شادیاں نوجوانوں میں مقبول ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سروے میں بین ذاتی شادیوں میں نمایاں اضافہ بھی دیکھنے کو ملاہے، جب کہ بین المذاہب شادی کو مسلسل سماجی مزاحمت کا سامنا ہے۔

23.4 شادی اور خاندان میں انتخاب واختیار: ایک جدید رجحان

(Choice And Agency in Marriage and Family: A Modern Phenomena)

انتخاب و اختیار (Choice and Agency) کی آزادی جدید معاشرتی تبدیلی کا ایک قابل ذکر نتیجہ ہے۔ ماضی میں، سخت روایات ہمسفر کا انتخاب کرنے میں انفرادی آزادی کو محدود کرتی تھی۔ طے شدہ (Arranged) شادیاں عام تھیں، جہاں خاندان اور معاشرے ازدواجی فیصلے کرتے تھے۔ تاہم، بدلتے معاشرے کے ساتھ یہ روایتی اصول بے اثر ہو گئے جب لوگوں کو ذاتی ترجیحات، مطابقت اور مشترکہ اقدار کی بنیاد پر ہمسفر کو منتخب کرنے کی آزادی حاصل ہوئی، یعنی تعلقات میں اختیارات (Agency) کی معنویت بڑھ گئی۔

تاریخی طور پر، شادیاں اکثر معاشرتی، معاشی اور ثقافتی تحفظات کی بنیاد پر کی جاتی تھیں، جہاں مشترکہ انتخاب میں انفرادی اختیار (Agency) محدود تھی۔ ماہر سماجیات اسٹیفنی کوونٹز (Stephanie Coontz) اپنی کتاب (Marriage, a History: How Love Conquered Marriage) میں اس بات کا وضاحت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے کہ کس طرح شادی جیسے ادارے میں اختیارات کی بڑھتی کی حیثیت کی ساتھ دور جدید میں یہ ادارہ نئی شکل میں ابھر کر آیا اب یہ ضروری ہو گیا کہ اسکی از سر نو تعریف کی جائے لھذا کوونٹز نے اس کو رومانٹک یونین (رومانی رشتہ) کہا۔

وہیں ایک مشہور برطانوی ماہر سماجیات، گڈنس (Anthony giddens) نے اپنی کتاب (The Transformation of Intimacy) میں اس ارتقاء کو ایک نئے انداز میں متعارف کرایا۔ گڈنس نے اسے خالص تعلق (Pure relationship) کا نام دیا ہے۔ ان کا مؤقف ہے کہ عصری معاشروں میں شادیاں روایتی، معاشرتی یا معاشی ذمہ داریوں کی بجائے باہمی رضا اور جذباتی تعلق پر مبنی ہیں۔ اس تبدیل شدہ ادارے میں تعلقات کے اندر انتخاب اختیار کو مرکزی حیثیت حاصل ہوئی ہے جس سے افراد اپنی خواہشات کے مطابق اپنی ذاتی زندگی کی تشکیل کر سکتے ہیں۔

ایک امریکی ماہر سماجیات جوڈتھ اسٹیسی (Judit Stacey) جو غیر روایتی خاندانی ڈھانچے اور متبادل خاندانی نظام سے متعلق اپنی تحقیقات کے لئے جانی جاتی ہیں وہ اپنی کتاب بریو نیو فیملی (Brave New Families) میں مختلف خاندانی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے نئے خاندانی تعلقات کی مختلف صورتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالتی ہیں-وہ جدید خاندانی نظام کے مختلف اقسام جیسے واحد سرپرست والے گھرانے (Single parent family)، ایک ساتھ رہنے والے جوڑے (Cohabitation)، اور ہم جنس پرست جوڑے (same sex family)۔ یہ سب جدید خاندان کی مختلف صورتیں ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اختیارات واختیار کی آزادی کی وجہ سے مختلف النوع

خاندانی نظام وجود میں آئے۔ اِنکی تحقیقات اس بات پر زور دیتی ہیں کہ افراد اپنی آزاد طبیعت کی بنیاد پر ہی مختلف خاندانی نظام کر پائے لہذا اختیارات واختیار کی آزادی نے انسانی معاشرے کو ایک پیچیدہ خاندانی نظام سے افراد کو آزاد کیا جس نے شخصی آزادی کو کچل کر سماجی روایات کو مقدم رکھا۔

اسی طرح ایک اور ماہر سماجیات ہیں شیرون سسلر (Sharon Sassler) جو بغیر شادی کے ایک ساتھ رہائش پذیر مرد اور عورت دونوں کے مابین تعلقات پر اپنی تحقیق کے لئے مشہور ہیں وہ اپنی کتاب کوہبیشن نیشن (Cohabitation Nation) میں اس اسٹریجی اور طریقے پر تفصیل سے روشنی ڈالتی ہیں کہ کیسے افراد معاشرتی توقعات اور روایات کی پاسداری اور خود مختاری یعنی ذاتی خواہشات کو متوازن کرتے ہیں.

ان ماہرین سماجیات کے نقطہ نظر جدید معاشرے کے ادارے خاصتاً خاندان اور شادی میں انتخاب اور اختیار کی اہمیت کے بارے میں قیمتی بصیرت فراہم کرتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر جدید خاندانی ڈھانچے کی نوعیت، صنفی تعلقات جیسے اہم سماجی حقیقتوں اوران میں ہونے والی تبدیلیوں سے متعارف کراتے ہیں۔ لہذا جب ہم 21ویں صدی میں خاندانی زندگی کی پیچیدگیوں پر نظر ڈالتے ہیں اور پھر انتخاب واختیار کی آزادی سماجی توقعات اور قوانین کے درمیان جاری تعامل کو سمجھتے ہیں تو اور بھی کئی تبدیلیاں نظر آتی ہیں جنہیں ہم اگلی شق میں سمجھیں گے۔

23.5 انتخاب واختیار کی بڑھتی ہوئی آزادی کے اثرات

(Impact of Increasing Growth of Agency and Choice)

شادی اور خاندان میں انتخاب واختیار کی آزادی سے سماجی منظرنامے میں ایک زبردست تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ ذیل میں کچھ اہم اثرات کو یہاں نوٹ کیا جارہا ہے۔

خاندانی ڈھانچے: ایک وقت تھا جب خاندان شادی شدہ مرد عورت اور اُنکے ذریعے جنے گئے بچوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ لیکن انتخاب واختیار کی آزادی کے نتیجے میں مختلف قسم کے خاندانی ڈھانچے بننے لگے۔ جیسے بغیر شادی کے قیام پزیر مرد اور عورت پر مشتمل خاندان جسے کوہیبیٹیشن (Cohabitation) کی اصطلاح دی گئی۔ اس طرح ہم جنس مرد اور عورت پر مشتمل خاندان۔

خواتین کی خودمختاری: شادی میں انتخاب واختیار (Agency and choice) کا عروج خواتین کی خود مختاری سے کافی حد تک متعلق ہے۔ صنفی مساوات اور خودمختاری کی وکالت کرنے والی حقوق نسواں کی تحریکوں نے شادی کے اندر روایتی صنفی کردار کے اصولوں کو چیلنج کیا ہے۔ جسکے نتیجے میں خواتین نے تعلیم، معاشی مواقع اور تولیدی حقوق تک رسائی حاصل کی۔

تاخیر سے شادی: انتخاب واختیار (Agency and Choice) کے عروج نے شادیوں کی تاخیر میں بھی نمایاں کردارادا کیا۔ اِنتخاب واختیار کی قوت سے افراد اب شادی سے پہلے تعلیم، کیریئر کے اہداف اور ذاتی ترقی کے حصول میں زیادہ مصروف ہونے لگے۔ جسکے نتیجے میں شادی کی عمر کازیادہ ہونا/دیر سے شادی کرنا عام ہونے لگے۔

دوبارہ شادی کا چلن: آزادی انتخاب کے ساتھ دوبارہ شادی خاص طور پر ہندوستان میں ایک بہت ہی مشہور مظہر بن گیا۔ بیوہ خواتین کو دوبارہ شادی کرنا ممنوع تھا۔ سماجی رویات اور مذہبی عقائد کی وجہ سے بیواؤں کی شادی ممنوع تھی لیکن اِنتخاب واختیار کی آزادی سے دوبار شادیاں عام ہونے لگیں۔

سوتیلے رشتوں کی عمومیت: افراد دوبارہ شادی کرتے ہیں تو، وہ ایک نئے خاندانی جز تشکیل دیتے ہیں جس میں سوتیلے والدین، سوتیلے بچے، اور سوتیلے بھائی بہن شامل ہوتے ہیں. یہ نئے تعلقات کچھ نئے خاندانی اصولوں کو جنم دینے لگے۔ اسی طرح وراثت اور حقوق سے متعلق نئے مسائل اور بحثیں بھی تیزی سے عام ہونے لگیں۔

ہم جنس پرستی: اِنتخاب واختیار کی آزادی نے جنسی آزادی کے بھی دروازے کھول دیے۔ اس طرح جنسی حقوق کے لیے چلنے والی تحریکات نے ہم جنس شادیوں اور اس پر بننے والے خاندانی نظام کو قبول کرنے اور اُسے فطری سمجھنے کی مانگ کرنے لگے۔

جذباتی تکمیل کی مرکزیت: انتخاب واختیار (Agency and choice) کے عروج کے ساتھ، شادی کے اندر جذباتی تکمیل کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ سماجی ذمہ داری کے بجائے محبت اور جنسی خواہش کی تکمیل کو شادی کا اصل مقصد سمجھا جانے لگا۔ لہذا ہم سفر کی تلاش میں آپسی مفاہمت ہی ضروری شرط قرادی گئی۔

خلاصہ یوں کہ شادی میں انتخاب واختیار کی ترقی نے روایتی اصولوں اور معاشرتی توقعات پر مبنی ادارے کو پوری طرح بدل دیا ہے جس کے نتیجے میں، مختلف خاندانی نظام، عورتوں کی خودمختاری، دوبارہ شادی اور نئے جنسی تعلقات کی بنا بڑی اور اس طرح خاندان اور شادی جسے ادارے کے ساتھ ساتھ پوری سماجی ساخت میں تبدیلی واقع ہونا شروع ہوئی۔

23.6 انتخاب واختیار میں ترقی کے عوامل (Factors of Increasing Growth in Agency and Choice)

اس حصے میں شادی اور خاندان میں انتخاب واختیار (Agency and choice) کے عروج کے اہم عوامل کو جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔ شادی میں انتخاب واختیار کی آزادی میں کچھ اہم عوامل درج ذیل ہے۔

حقوق نسواں کی تحریکیں: خواتین کے حقوق کی تحریکیں، خاص طور پر 20ویں صدی میں حقوق نسواں کی دوسری لہر نے، روایتی صنف کے اصولوں کو چیلنج کرنے اور خواتین کی خودمختاری اور اختیارات (ایجنسی) کی وکالت کرنے میں اہم کردار ادا کیا. ان تحریکوں نے شادی کے ساتھ ساتھ خواتین کی تعلیم، کیریئر اور ذاتی زندگی میں انتخاب واختیار کی آزادی کے لئے جدوجہد کی انھوں نے جنسی تعلقات کے اندر رضامندی اور باہمی احترام کی اہمیت پر زور دیا، جس کی وجہ سے شادی میں خواتین کے اختیارات کے ساتھ ساتھ اِنتخاب واختیار کے تعلق سے معاشرتی رویوں میں بھی تبدیلی واقع ہوئی۔ مثلاً: 19ویں صدی کے آخر میں اور 20ویں صدی کے اوائل میں تحریک نے خواتین کے حق رائے دہی کے لئے جدوجہد کی۔ اس تحریک نے خواتین کے حقوق کی وسیع تر سرگرمی کی بنیاد رکھی، جس میں شادی سے متعلق امور جیسے تولیدی حقوق، پیدائش پر قابو پانے اور طلاق، اپنے جسم اور خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں انتخاب کرنے کا اختیار وغیرہ شامل ہیں۔

قانونی اصلاحات: قانونی تبدیلیوں اور اصلاحات نے شادی کے اختیار میں ایجنسی کو تسلیم کرنے اور ان کی حفاظت میں اہم کردار ادا کیا ہے. خواتین کو جائیداد، طلاق، اور ان کی تولیدی صحت کے بارے میں فیصلے کرنے کا حق دینے والے قوانین نے انہیں ایسے انتخاب و اختیار کی آزادی دی جو ان کی ترجیحات اور ضروریات کے مطابق ہوں. ان قانونی پیش رفتوں نے ازدواجی تعلقات میں افراد کی خود مختاری میں اضافہ کیا ہے.

مثال کے طور پر: 1929 میں بننے والا چائلڈ میرج ایکٹ جس نے بچوں کو اُنکے شعور سے پہلے شادی کرنے کی پابندی عائد کی، 1856 میں بیواؤں کی شادی کے حق میں بننے والا اہم ایکٹ۔ اسی طرح ہندوستان میں 1954 کا خصوصی میرج ایکٹ جو مختلف مذاہب، ذاتوں کے افراد کے درمیان شادیوں کی اجازت دیتا ہے. یہ قانونی کاروائیاں افراد کو روایتی معاشرتی اصولوں کی رکاوٹوں کے بغیر شادی کرنے کے قابل بناتی ہے، اور انہیں اپنی ذاتی ترجیحات اور عقائد کی بنیاد پر شریک حیاتِ کے سلسلے میں انتخاب واختیار کی آزادی فراہم کرتے ہیں۔

تعلیمی اور معاشی استحکام: تعلیم اور معاشی مواقع تک رسائی میں اضافہ نے افراد کو اپنے اختیارات (ایجنسی) کا استعمال کرنے اور شادی میں آزادانہ انتخاب کرنے کا اختیار دیا. تعلیم تنقیدی سوچ اور خود آگاہی کو فروغ دیتی ہے، افراد کو روایتی اصولوں پر سوال کرنے اور ذاتی اقدار اور امنگوں پر مبنی فیصلے کرنے کے قابل بناتی ہے۔ وہیں معاشی خود مختاری افراد خاص کر مرد کو ایک اطمینان بخش زِندگی کی ترغیب دیتی ہے یہاں تک کہ وہ معاشی فریضہ کو صحیح سے نباہ سکے۔ مثلاً: تحقیقات کے مطابق تعلیم اور معاش کے آزاد مواقع جلدی شادی میں رکاوٹ ہیں، لھذا تاخیر سے شادی کرنے اور انتخاب واختیار کی آزادی کا باہمی تعلق رہا ہے. اعلی تعلیم اور کیریئر تلاش کرنے والے خواتین اور مرد اکثر ذاتی ترقی اور خود ارادیت کو ترجیح دیتے ہیں۔

شہر کاری اور عالمگیریت: شہر کاری اور عالمگیریت نے سوشل نیٹ ورک اور تعاملات کو بڑھایا ہے، جس کے ذریعے انسانی رابطے وسیع پیمانے پر پھیلے جس سے مرد اور عورتوں کے درمیاں ربط و تعلق میں کافی اضافہ ہوا. اسی طرح متنوع ثقافتوں اور طرز زندگی، خاص کر مغرب سے غیر معمولی رابطہ بڑھا جسکے نتیجے میں روایتی توقعات کو چیلنج کیا گیا اور افراد کو شادی میں فرد کے انتخاب واختیار کی آزادی کی میں تیزی آئی اس طرح شہر کاری اور عالمگیریت کے ذریعہ فراہم کردہ نقل و حرکت اور رابطے نے فیصلہ سازی اور ہم سفر کے انتخاب میں زیادہ سے زیادہ خود مختاری کی سہولت فراہم کی ہے۔

شادی کے متعلق رویوں میں تبدیلی: وقت کے ساتھ ساتھ شادی کے بارے میں معاشرتی رویوں کا ارتقا ہوا ہے. جدید معاشرے صرف معاشی یا معاشرتی مقاصد کے بجائے باہمی محبت، احترام اور مشترکہ اقدار پر مبنی شادی کو تیزی سے تسلیم کر رہے ہیں۔ اس بدلتے ہوئے نقطہ نظر نے شادی میں انفرادی انتخاب اور اختیار (ایجنسی) پر زیادہ زور دیا ہے۔ معاشرتی اصولوں کی تبدیلی سے افراد کو شادی اور خاندان میں ایسے فیصلے کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے جو ان کی ذاتی خواہشات اور ترجیحات کے مطابق ہوں۔ مثلاً: گذشتہ برسوں کے دوران، ہندوستانی معاشرے نے بجائے اس کے کہ وہ گھر والوں کی طرف سے طے کی ہوئی شادیاں کریں بلکہ باہمی مطابقت اور محبت کی بنیاد پر شادیوں میں ایک تبدیلی دیکھی ہے۔ نوجوان بالغ تیزی سے ایسے ہمسفر تلاش کر رہے ہیں جنکے اقدار، مفادات اور زندگی کے اہداف مشترک ہوں۔

23.7 شادی اور خاندان میں انتخاب و اختیار کی آزادی: تنقید

(Agency and Choice in Marriage and Family: A criticism)

مختلف ماہرین سماجیات اور اسکالرز نے شادی اور خاندان میں بڑھتے ہوئے انتخاب و اختیار (ایجنسی) پر تنقیدی نظر ڈالی ہے اور اسکے بڑھتے قدم سے سماج میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کو اُجاگر کیا ہے۔

خاندانی عدم استحکام اور طلاق: سٹیفنی کونٹز (Stephanie Coontz) ایک ماہر سماجیات و تاریخ نویس نے تشویش کا اظہار کیا ہے کہ شادی میں اِنتخاب و اختیار کی آزادی کے بڑھنے سے خاندانی عدم استحکام اور طلاق کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ ذاتی تکمیل اور خود مختاری اجتماعی فلاح و بہبود اور مفاد کو نقصان پہنچاتی ہے جس سے طویل مدتی تعلقات کو برقرار رکھنا زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔

عورتوں پر ظلم: آرلی رسل ہوشچلڈ (Arlie Russell Hochschild) نے افراد کی بڑھتی ہوئی اِنتخاب و اختیار کی آزادی کے ساتھ عورتیں پر دوہری زمہ داری پر تنقید کی ہے۔ وہ اس بات پر روشنی ڈالتی ہیں کہ خواتین اپنی معاشی جدوجہد کے ساتھ ساتھ گھریلو ذمہ داریاں خاص کر ماں کا رول ادا کرتی ہے۔

رشتوں میں دوام کا زوال : برطانوی اسکالر انتھونی گڈنس (Anthony Giddens) انفرادی ایجنسی کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اِنتخاب و اختیار کی آزادی کی بنیاد پر بننے والے زیادہ رواں اور کھلے معاشرے میں تعلقات کو سنبھالنے کے ممکنہ چیلنجوں پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔

مشاورت کا زوال: شیرون ساسلر (Sharon Sassler) خاندانی معاملات میں ذہنی دباؤ اور فیصلے کے اوورلوڈ کی نشاندہی کرتا ہے جو افراد میں انتخاب و اختیار کی بڑھتی ہوئی آزادی کے ساتھ آیا ہے۔ انتخاب و اختیار کی کثرت فیصلے کرنے میں مشکلات کا باعث بنتی ہے، جو تعلقات میں بے چینی اور عدم اطمینان کا باعث بنتی ہے۔

جذبات اور رشتوں کی تجارت کاری: ایوا ایلوز (Eva Illouz) نے موجودہ معاشرے میں جذبات اور رشتوں کی تجارتی کاری پر تنقید کی ہے جو کہ انتخاب و اختیار کی آزادی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس بارے میں تشویش کا اظہار کرتی ہے کہ کس طرح صارفی ثقافت لوگوں کے رومانوی تعلقات اور شادی کے طریقے کو متاثر کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اِنتخاب و اختیار کی آزادی جذباتی روابط کی صداقت اور گہرائی کو کم کرتی ہے۔

غیر ادارہ جاتی اور سماجی تقسیم: اینڈریو چرلن (Andrew Cherlin) جدید تعلقات کے "غیر ادارہ جاتی" ہونے کے چیلنجوں پر تبادلہ خیال کرتے ہیں جو کہ انتخاب و اختیار کی آزادی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ چارلن کے مطابق اگرچہ ایجنسی میں اضافہ اہم ہے، لیکن یہ من مانے خاندانی شکلوں کا وجود اور ممکنہ سماجی تقسیم کا باعث بنتا ہے، کیونکہ روایتی اصول اور ڈھانچے کم اثرانداز ہو جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا نکات جو ماہرین سماجیات کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں، خاندان اور شادی میں بڑھتی ہوئی انتخاب و اختیار کی آزادی سے وابستہ پیچیدگیوں اور ممکنہ منفی نتائج کو اجاگر کرتے ہیں۔ اگرچہ خود مختاری ضروری ہے، لیکن یہ اسکالرز تعلقات میں اسکے پڑنے والے

منفی اثرات پر اہم سوالات اٹھاتے ہیں تاکہ بہتر طریقے سے اُسے نافذ کیا جاسکے۔

23.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں، ہم نے جانا کہ شادی میں انتخاب واختیار (agency and choice) کی آزادی کا جدید معاشرے کے وجود میں خاص کر شادی اور خاندان کی تبدیل شدہ شکل میں غیر معمولی رول رہا ہے۔ جہاں افراد کو ذاتی ترجیحات کی بنا پر فیصلے کرنے کا اختیار حاصل ہوا ، جس کی وجہ سے خاندانی ڈھانچے اور شادی کے تعلق سے معاشرتی رویوں میں غیر معمولی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ انتخاب و اختیار کی آزادی نے کئی آسانیاں پیدا کی اور معاشرے کی ترقی میں خاص کر شادی اور خاندان میں غیر معمولی اصلاحات کیے لیکن آزادی اپنے ساتھ نئے مسائل بھی لیکر آئی۔ جیسے خاندانی عدم استحکام اور، جنسی بے راہروی وغیرہ، لہذا یہ ضروری ہے کہ انتخاب واختیار کی آزادی کا کھل کر تنقیدی جائزہ لیا جائے اور ایک معتدل معاشرہ کی بنیاد ڈالی جائے۔

23.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) شادی اور خاندان کے تناظر میں "ایجنسی" اور "انتخاب" کی اصطلاحات کیا معنی رکھتی ہیں؟

(a) روایتی اصول اور کردار (b) انفرادی فیصلہ سازی اور بااختیار بنانا

(c) معاشی عوامل اور ذمہ داریاں (d) پدرانہ غلبہ اور کنٹرول

(2) روایتی معاشروں میں اکثر شادیوں کا اہتمام کیسے کیا جاتا تھا؟

(a) ذاتی ترجیحات کی بنیاد پر (b) جذباتی روابط کے ذریعے کار فرما

(c) معاشی فوائد سے متاثر (d) سماجی اصول وضوابط کے مطابق

(3) حقوق نسواں کے عروج نے شادی میں ایجنسی اور پسند کو کیسے متاثر کیا؟

(a) روایتی صنفی کرداروں کو تقویت ملی (b) خواتین کے محدود حقوق

(c) خواتین کی خود مختاری کی وکالت کی (d) پدرانہ اصولوں کو مضبوط کیا

(4) انتھونی گڈنس کے مطابق، جدید شادیوں میں "خالص رشتہ" (Pure relationship) کی کیا خصوصیت ہے؟

(a) معاشی فوائد (b) جذباتی تعلق

(c) روایتی صنفی کردار (d) شراکت داری کا اہتمام کیا

(5) شادی میں خواتین اور ان کی ایجنسی کو بااختیار بنانے میں کس عنصر نے اہم کردار ادا کیا؟

(a)روایتی کرداروں پر سختی سے اختیار کرنا (b)تعلیم اور مواقع کی کمی

(c)خواتین کے حقوق کی تحریکیں۔ (d)مردوں پر معاشی انحصار

(6)شادی میں ایجنسی اور پسند کی ترقی میں تعلیم کیا کردار ادا کرتی ہے؟

(a)روایتی کرداروں کو نافذ کرنا (b)علم اور اختیارات کو محدود کرنا

(c)خود مختاری اور تنقیدی سوچ فراہم کرنا (d)طے شدہ شادیوں کو فروغ دینا

(7)جدید تعلقات میں "غیر ادارہ جاتی" اصطلاح کا کیا مطلب ہے؟

(a)روایتی اصولوں کو مضبوط کرنا (b)اجتماعی فیصلہ سازی پر زور

(c)تعلقات میں سماجی اصولوں کا قیام (d)تعلقات میں سماجی اصولوں کا قیام

(8)کس ماہر عمرانیات نے زیادہ کھلے معاشرے میں تعلقات کو سنبھالنے کے چیلنجوں پر زور دیا؟

(a)اسٹیفنی کونٹز (b)ارلی رسل ہوچچلڈ

(c)انتھونی گڈنز (d)شیرون ساسلر

(9)حقوق نسواں کے عروج کا شادی میں روایتی صنفی کردار پر کیا اثر پڑا ہے؟

(a)ان کو مضبوط کیا (b)ان کو کمزور کیا

(c)ان کی نئی تعریف کی (d)ان کی دیکھ بھال کی

(10)ارینجڈ میرج "کا بنیادی مرکز کیا ہے؟

(a)ذاتی مطابقت (b)جذباتی تعلق

(c)معاشی استحکام (d)والدین کا انتخاب

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. شادی اور خاندان میں اِنتخاب واختیار کے تصور اور جدید معاشرے میں اس کی اہمیت کی وضاحت کریں۔
2. وہ اہم عوامل کیا ہیں جنہوں نے شادی میں اِنتخاب واختیار کی بڑھتی ہوئی ترقی میں کردار ادا کیا ہے؟ کسی دو کا ذکر کریں؟
3. شادی میں اِنتخاب واختیار کے ارتقاء پر خواتین کے حقوق کی تحریکوں کے اثرات کو بیان کریں۔
4. انتخاب واختیار کی بڑھتی ہوئی آزادی کے اثرات میں سے کسی دو کا ذکر کریں
5. انتخاب واختیار کی آزادی اور جدید معاشرے کے درمیان تعلق کے بارے میں مختصراََ ذکر کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. شادی اور خاندان میں اِنتخاب واختیار کی آزادی سے کیا نئے مسائل وجود آئے۔ تجزیہ کیجئے؟
2. اِنتخاب واختیار کی آزادی کا شادی اور خاندان میں کیا اثر پڑا، جائزہ لیں۔
3. انتخاب واختیار میں ترقی کے عوامل کا تفصیل سے تجزیہ کریں۔

23.10 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

1. Becker, G. S. (1981). A Treatise on the Family. Harvard University Press.
2. Cherlin, A. J. (2010). The Marriage-Go-Round: The State of Marriage and the Family in America Today. Vintage.
3. Coontz, S. (2006). Marriage, a History: How Love Conquered Marriage. Penguin Books.
4. Finkel, E. J. (2018). The All-or-Nothing Marriage: How the Best Marriages Work. Dutton.
5. Ghimire, D., Axinn, W. G., Yabiku, S. T., & Thornton, A. (2006). Social Change, Premarital Nonfamily Experience, and Spouse Choice in an Arranged Marriage Society. American Journal of Sociology, 111(4), 1181-1218. https://doi.org/10.1086/498469
6. Giddens, A. (1992). The Transformation of Intimacy: Sexuality, Love, and Eroticism in Modern Societies. Stanford University Press.
7. Haralambos, M., & Holborn, M. (2013). Sociology: Themes and perspectives (8th ed.). Routledge.
8. Hochschild, A. R. (2012). The Second Shift. Penguin Books.
9. Pahl, R. (1989). Money and Marriage. Macmillan.

10. Pun, N. (2011). Love and Marriage in Globalizing China. In M. L. Arnold (Ed.), Love and Globalization: Transformations of Intimacy in the Contemporary World (pp. 121-144). Routledge.
11. Regnerus, M. D. (2009). Premarital Sex in America: How Young Americans Meet, Mate, and Think about Marrying. Oxford University Press.
12. Sassler, S. (2017). Cohabitation Nation: Gender, Class, and the Remaking of Relationships. University of California Press.
13. Thornton, A., Axinn, W. G., & Xie, Y. (2007). Marriage and Cohabitation. University of Chicago Press.
14. Uberoi, P. (2006). The Idea of the Family in India. Contributions to Indian Sociology, 40(2), 213-237. https://doi.org/10.1177/006996670604000203

اکائی 24۔ نظریہ ہم جنس پرستی

(Lesbian and Gay Perspectives)

اکائی کے اجزا

24.0 تمہید

24.1 مقاصد

24.2 نظریہ ہم جنس پرستی: ایک تعارف

24.3 نظریہ ہم جنس پرستی: ایک تاریخی منظر نامہ

24.4 شادی اور خاندان: نظریہ کوئر کے آئینہ میں

24.5 اہندوستان میں ہم جنس پرستی جدوجہد

24.6 شادی اور خاندان کی نئی تعریفوں سے وابستہ مسائل

24.7 اکتسابی نتائج

24.8 نمونہ امتحانی سوالات

24.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد

24.0 تمہید (Introduction)

شادی اور خاندان کے موضوع پر LGBTQ+ کمیونٹی (Lesbian, Gay, Biosexual, Transgender ,Queer) کے نقطہ نظر نے آج اہم مباحث کو جنم دیا ہے۔ یہ مباحث LGBTQ+ افراد کے حقوق اور تجربات کو تسلیم کرنے اور ان کو قبول کرنے کے

لیے مختلف مظاہروں اور تحریکوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ روایتی طور پر، شادی اور خاندان کا تصور دو مخالف جنس کے تعلقات تک ہی محدود تھا جہاں ایک مرد اور ایک عورت کے بغیر شادی اور خاندان کی تعریف ممکن نہیں تھی، لیکن LGBTQ+ تحریکوں کے ذریعے حقوق کے مطالبے کے ساتھ، ان لوگوں کے نقطہ نظر، مطالبات، سوالات اور خواہشات کو سمجھنا بہت اہم ہو گیا ہے جو معاشرے کو بالکل مختلف زاویے سے دیکھنا چاہتے ہیں, معاشرے کے دو انتہائی اہم سماجی اداروں یعنی شادی اور خاندان کے روایتی ڈھانچے پر سوال اٹھاتے ہیں اور معاشرے میں مختلف قسم کے رشتوں اور خاندانی ڈھانچے کو قانونی حیثیت دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس اکائی میں، ہم ان کے نقطہ نظر کو سمجھیں گے اور سماجیاتی طور پر ان کا تجزیہ کریں گے۔

24.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد طالب علموں کو شادی اور خاندان کے بارے میں ابھرتے ہوئے LGBTQ+ کمیونٹی کے نقطہ نظر سے آگاہ کرنا ہے۔ یہ یونٹ LGBTQ+ نظریہ کے اصولوں کو سمجھاتا ہے۔ اور یہ بھی بتاتا ہے کہ کہ طرح یہ نظریہ روایتی اصولوں کو چیلنج کرتا ہے اور شناخت اور تعلقات کو سمجھنے کے لیے مختلف فریم ورک پیش کرتا ہے۔ طلبہ سیکھیں گے کہ ہم جنس پرستی نظریہ شادی اور خاندان کی کیسے نئی تعریف کرتا ہے، مزید، یہ یونٹ معاشرے پر اس نظریے کے اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔ یہ یونٹ ان نئی تعریفوں سے وابستہ تنقیدوں اور پیچیدگیوں کو بھی سامنے لاتا ہے، جو LGBTQ+ ڈسکورس کے اندر جاری سماجی تبدیلیوں اور جدوجہد کے زیر اثر وجود میں آئے۔

24.2 نظریہ ہم جنس پرستی: ایک تعارف (Queer Theory: An Understanding)

آپ نے سماج میں کچھ الفاظ ضروری سنے ہوں گے، جیسے لسبین(Lesbian)، گے(Gay)، ٹرانس سیکسول(Transsexual) وغیرہ یہ تمام سماجی گروپ جنھیں ہم LGBTQ+ نام سے جانتے ہیں جنسی اور صنفی شناخت کے روایتی اور عام سماجی افکار کو چیلنج کرتے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ حقیقتاً انسانوں میں صرف دو جنس لڑکا اور لڑکی نہیں ہوتے بلکہ اسکے علاوہ بھی مختلف جنسی شناخت ہوتی ہے، اُسی طرح کوئی شخص صرف مخالف جنس سے ہی نہیں بلکہ اسکے علاوہ بھی جنس سے چاہے جنسی تعلق قائم کر سکتا ہے اور یہ بالکل فطری ہے۔ ان تمام تر گروہ کی فکر کو کوئیر کا نظریہ / نظریہ کوئیر (Queer Theory) کہا گیا ہے۔

ہم جنس پرستی کا نقطہ نظر کئی بنیادی مفروضوں کی بنیاد پر قائم ہے جو انسانی شناخت، رشتوں اور معاشرے کے بارے میں ایک خاص طرح کی سمجھ رکھتا ہے۔ ان ہی مفروضوں کی بنیاد پر وہ ایک نظریہ حیات کو تشکیل دیتے ہیں جو روایتی اصولوں کو چیلنج کرتا ہے اور انسانی وجود کے مختلف پہلوؤں کو جانچنے کے لیے ایک جامع فریم ورک پیش کرتا ہے۔

- اس نظریہ کے مفروضوں میں سب سے اہم غیر دائمی شناخت یا شناخت کی روانی (Fluidity of identities) کا مفروضہ ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ جنس، جنسیت، اور رشتے طے شدہ / متعین اور دائمی نہیں ہوتے ہیں، بلکہ، یہ وقت کے ساتھ ساتھ تیار ہوتے ہیں اور تبدیل ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک قطعی تعریف (Fixed Definitions) کے تصور کو چیلنج کرتا ہے اور اس بات کی ترغیب کرتا ہے کہ لوگ زیادہ کھل کر خود کو اور دوسروں کے ساتھ اپنے روابط کو سمجھ سکیں اور اپنی حقیقی شناخت کی تلاش کر سکیں۔

- ہم جنس پرستی کے نظریہ میں دوسرا اہم مفروضہ سماجی تعمیر (Social Construction) کا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جنس اور جنسیت جیسے تصورات معاشرتی اصولوں، اقدار اور ثقافتی اثرات سے تشکیل پاتے ہیں۔ یہ مفروضہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ یہ تمام تر سماجی مظاہر عالمی طور پر متعین نہیں ہیں بلکہ مخصوص تاریخی اور ثقافتی سیاق وسباق کے اندر تعمیر کیے گئے ہیں۔ لہٰذا ہم جنس پرستی کا نظریہ ان سماجی اثر ورسوخ کی تہوں کو کھولنے کی کوشش کرتا ہے جو انفرادی اور اجتماعی شناختوں کی تشکیل دیتے ہیں۔
- یہ نظریہ قائم شدہ سماجی اصولوں کو توڑنے انہیں ڈیکنسٹرکٹ (De- Construct) کرنے کی وکالت کرتا ہے۔ یہ صنف، جنسیت، اور تعلقات کے ارد گرد قائم معاشرتی اصولوں پر سوال اٹھاتا ہے اور ان کی تشکیل نو کرتا ہے۔ خاص کر یہ بائنری فریم ورک (Binary Framework) کو چیلنج کرتا ہے اور اس تنوع اور پیچیدگی کو تسلیم کرتا ہے جسے روایتی طور پر نکارا گیا ہے۔ ایک بائنری فریم ورک چیزوں کو دو باہم گروہوں میں بانٹ دیتا ہے جس کے ذریعے انتہائی پیچیدہ مظاہر کی آسان سی تشریح ممکن کرلی جاتی ہے۔ نظریہ ہم جنس پرستی کے نزدیک جنس کی آسان سماجی تشریح یہ ہے کہ لوگ یا تو لڑکے ہوتے ہیں یا لڑکیاں اور یہ سراسر غلط ہے- ایسا کرکے، نظریہ کویر متعدد شناختوں اور تجربات کے لیے راہیں ہموار کرتا ہے جو اکثر پسماندہ یا نظر انداز کیے جاتے ہیں۔
- اس نظریہ کے مفروضوں میں طاقت کی حرکیات (Power Dynamics) اور سماجی جبر (Social Oppression) شامل ہے۔ یہ تسلیم کرتا ہے کہ معاشرتی اصول غیر جانبدار نہیں ہوتے ہیں بلکہ طاقت کے ذریعے تشکیل دیے جاتے اور قائم رکھے جاتے ہیں جو بعض گروہوں کو پسماندہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم جنس پرستی کا نظریہ انسانی شناختوں اور رشتوں کے بارے میں منصفانہ سوچ کی وکالت کرتے ہوئے طاقت کے عدم توازن کو افشاء کرنے اور اسے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- نظریہ ہم جنس پرستی کے مفروضہ میں انٹر سکشینل آئیڈنٹٹی (Intersectional identity) کا اہم تصور بھی ہے۔ یہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ افراد کی متعدد شناختیں ہوتی ہیں، جیسے کہ نسل، طبقے، اور جنس وغیرہ یہ تمام ایک ساتھ مل کر معاشرے کے اندر افراد کے روزانہ کے تجربات اور تعاملات کو تشکیل دیتے ہیں۔ یہ تصور انسانی وجود کی پیچیدگی کو واضح کرتا ہے اور عمومیت کو چیلنج کرتا ہے۔
- نظریہ ہم جنس پرستی ہیٹرونورمیٹیوٹی (heteronormativity) کے کہ تصور کا مخالف ہے جو اس بات کا قائل رہا ہے کہ جنس

مخالف کی طرف شہوانی رغبت، فطری اور مثالی جنسی رجحان ہے۔ اس کے بجائے، یہ متنوع جنسی رجحانات کو فروغ دیتا ہے، یہ انسان کے جنسی اور صنفی تنوع کو قبول کرنے کی وکالت کرتا ہے۔

بالآخر، نظریہ ہم جنس پرستی کے مفروضے ایک بڑے، ہمہ گیر اور عالمی انقلاب کا خواب رکھتے ہیں۔ یہ نظریہ ایک ایسے معاشرے کا تصور کرتا ہے جو اُنکے مطابق زیادہ جامع، منصفانہ، اور ہمدرد ہو اور ظالم و جابر سماجی اصولوں اور رویوں میں تبدیلی کی حوصلہ افزائی کرتا ہو۔ اس طرح یہ خواب سماج کے سبھی شعبوں کو متاثر کرتا ہے۔ جب کہ اسکا ماننا ہے کہ پہلے سے قائم شدہ اصول و ضوابط منصف نہیں ہیں تو انصاف قائم کرنے کے لیے یہ ہر ایک سماجی ادارے کی زیادہ حقیقی تعریف کا قائل ہے اور اسکے لئے عملی کوششیں کرتا ہے۔ اسکا سب زیادہ اور گہرا اثر شادی اور خاندان کے ادارے میں پڑا جس کو یہ براہ راست، روزانہ کی زندگی میں متاثر کرتا ہے۔

24.3 نظریہ ہم جنس پرستی: ایک تاریخی منظر نامہ (Queer Theory: A Historical Journey)

مغربی دنیا میں یہ نظریہ کئی اہم وجوہات کی بناء پر وجود میں آیا اور پروان چڑھا ہے۔ ان تحریکوں کی بنیادوں کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے، ہمیں جنسی انقلاب کے ماخذ کو اچھی طرح سے جاننا اور سمجھنا چاہیے۔ سترھویں صدی کے آس پاس، مغربی معاشروں میں مذہب بیزاری مہم تیزی سے شروع ہوئی، جس میں مغربی دنیا تھیو سینٹرک (theo centric) نظریے حیات سے مادیت پسندانہ، میکانیکی زاویے کی طرف بڑھنے لگی۔ تھیو سینٹرزم کا مطلب ہے مذہبی عقائد پر مبنی خیالات کی بنیاد پر حیات انسانی کی وضاحت کرنا، مثال کے طور پر یہ خیال کہ انسان محض خون کا ایک لوتھڑا اور بوٹی کی ایک پوٹلی نہیں ہے بلکہ اسے ایک مقصد کے ساتھ زندگی عطا کی گئی ہے اور اس کے اندر ایک روح ہے جو بار بار انسان کو اس مقصد کی یاد دلاتی رہتی ہے۔ تاہم، نشاۃ ثانیہ اور روشن خیالی کے دوران، مغربی معاشرے مذہبی وضاحتوں کے بجائے سائنس اور شواہد پر انحصار کرنے کی طرف بڑھے۔ لوگوں نے اب کائنات کی تخلیق میں خدا کا کردار بھلا دیا اور اس اندھے پن نے کائنات کی ہر چیز کو، بشمول انسان، اس کے حقیقی مقصد اور فطرت سے منقطع کر دیا۔ انبیاء اور وحی کو چھوڑ کر صرف سائنس دان اور تجرباتی اعداد و شمار سچائی اور علم کے علمبردار بنے۔ معنی، مقصد اور فطری ترتیب سب کو کنارے لگا دیا گیا۔

اٹھارویں صدی میں روشن خیال مفکرین مزید آگے بڑھے اور انسانی عقل کو تمام علم، بشمول اخلاقیات کا معیار بنا دیا۔ انسانی ذہن خدا کی جگہ بنیادی اخلاقی ترازو بن گیا۔ خدا کے صحیح اور غلط کے پیمانے پر اب مزید لوگ یقین نہیں رکھتے۔ اس کے بجائے، وہ اپنی سوچ کا استعمال کرتے ہیں اور جس چیز کو عقل صحیح اور درست سمجھتی ہے اسے صحیح قرار دیا جاتا ہے اور جسے عقل غلط قرار دے وہ غلط ٹھہرا دیا جاتا ہے۔ بائبل کی ارضیاتی اور تاریخی حقائق کو بڑے پیمانے پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا، اور پھر اس کی ثقافتی اتھارٹی کو انیسویں صدی کے وسط میں ڈارون کے نظریہ ارتقاء نے مزید مجروح کیا۔ اس صدی کے اختتامی عشروں تک، نطشے (Nietzsche) یہ اعلان کرنے کے قابل ہو گیا تھا کہ (مغربی انسان کے لیے، کم از کم) "خدا مر چکا ہے۔" یہ علمی انقلاب بعد میں ایسی ثقافت کا علمبردار بنا جس میں لوگوں کو بے معنی پن سے دوچار کرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا جو کہ خدا سے انسانی رشتہ منقطع کرنے کے بعد انفرادیت کے اعلی سطح پر پہنچ کے ظاہر ہوا۔

جس طرح انسانی وجود اعلیٰ مقصد سے الگ ہو گیا جو اسے مذہبی عقائد فراہم کر رہے تھے، اسی طرح انسانی جسم بھی با مقصد اور معنی خیز زندگی سے الگ کر دیا گیا۔ اب مرد اور عورت کے جسموں کو ایک فطری اور روحانی حیثیت نہیں دی گئی تھی جس کی خلاف ورزی ایک اخلاقی سرکشی بنتی تھی۔ وہ مادی "چیزیں" تسلیم کر لیے گئے۔ یعنی جس طرح کسی شئے میں ردوبدل کیا جا سکتا ہے اسی طرح انسانی جسم میں بھی۔ اور انسانی جسم کو بھی ایک نجی اور ذاتی شے کی طرح تسلیم کیا گیا جسے جو شخص جس طرح چاہے استعمال کر سکتا ہے۔

جنسی انقلاب کا ایک اور محرک اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں لبرل ازم (Liberalism) کا عروج ہے، جس نے انفرادی آزادی اور ذاتی خود مختاری کو اجتماعی مفاد سے بالاتر رکھا۔ ایک قدر کے طور پر آزادی کو بڑے پیمانے پر سراہا گیا: ظلم سے آزادی، سیاسی آزادی، جبر سے آزادی، وغیرہ۔ لیکن جدید لبرل ازم نے آزادی کی قدر کی تزئین و آرائش اس طرح کی ہے کہ اسے دیگر تمام، اور یہاں تک کہ اعلیٰ اقدار سے بالاتر رکھا۔ اور یہ ذہنی غلامی انسانوں کی تاریخ میں سب سے بڑی غلامی ہے جو اسے عقل نے عطا کی۔ اس طرح جدید انسان اس دنیا میں پیدا ہوتے ہی تمام بیرونی حدود سے مکمل آزادی کا مطالبہ کرنے لگا، خواہ وہ اخلاقی، مذہبی، ثقافتی، خاندانی یا کوئی اور ہو۔ اور اس طرح انسان اطمینان نفس کی تلاش میں ہر ایک رکاوٹ کو توڑتا چلا گیا یہاں تک کی جنسی اور صنفی حدود بھی پوری طرح پامال کر دیے گئے۔

خدا کے ساتھ اب انسانی عقیدت ٹوٹنے کے بعد، اِنسانی نفس واحد سب سے قیمتی چیز بن گئی۔ دوسرے لفظوں میں انسان خود معبود ہو گیا۔ مغرب میں ان تبدیلیوں کا وسیع اور جامع مطالعہ ایک عیسائی ماہر الٰہیات (Theologist) کارل آر ٹرومین (Karl Trueman) نے اپنی ایک کتاب میں کیا ہے جس کا عنوان ہے The Rise and Triumph of the Modern Self: Cultural Amnesia,) Expressive Individualism, and the Road to Sexual Revolution)۔ اس میں، ٹرومین کہتے ہیں کہ انسانی وجود کے بارے میں جدید تصورات اٹھارویں صدی کے مشہور سوئس فلسفی ژاں جیک روسو (Jean-Jacques Rousseau 1712-1778) نے قائم کیے۔ روسو نے انسان کی بنیادی شناخت فرد کی اندرونی نفسیاتی حرکیت (Inner psychological life) میں رکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ احساسات مرکزی ہیں یہ بتانے میں کہ ہم کون ہیں اور کیا ہیں۔ اور ایک فرد کی صداقت اس کے اندرونی احساسات کے ظاہری اظہار سے منسلک ہے۔ خودی پر روسو کی تحریروں کو ٹرومین "نفسیات" کا آغاز کہتے ہیں۔ ایک فرد کیا ہے اس کا جواب معاشرتی اصولوں اور معاشرتی ذمہ داریوں اور معاشرے کی طرف سے رائج کرداروں کی بنیاد پر نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ انسان کے اندرونی احساسات ہیں جو بتاتے ہیں کہ وہ کیا ہے اور انسان صرف وہی کرنے کا مجاز ہے جو اس سے اسکا اندرون کہتا ہے۔ اگر انسان کے اندرونی حقیقت (جو انسان کی اصل ہے) کو نظر انداز کر کے بیرونی حقیقت جو اسے سماج ادا کرتا ہے کوئی معاشرہ قائم ہوتا ہے تو یہ سماجی افراتفری اور تباہی کا ضامن ہو گا۔ اور یہ رویہ سماجی عدل کے بھی خلاف ہو گا جسمیں تمام اندرونی حقیقتوں کو قبول نہیں گیا بلکہ کچھ اندرونی حقیقتوں، جیسے ہم جنس پرستی کو سماجی جرم قرار دیا گیا۔ اور اس طرح انسانی تاریخ میں کویر تھیوری کا اغاز ہوتا ہے جو اس پورے اصول کو صنف اور جنس کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

قائم شدہ جنسی اور صنفی رویوں سے انحراف اور اس سے آزادی کا مطالبہ کئی بڑے فلسفی، ماہرین سماجیات ونفسیات کرتے ہیں جن میں کارل مارکس(Karl marx) (1818-1883)، فریڈرک نطشے(Friedrich Nietzsche 1844-1900)، اور سگمنڈ فرائیڈ (Sigmund Freud) (1856-1939) بھی شامل ہیں۔ مارکس کے نزدیک صنف اور جنس کے معاملے میں سماجی انصاف انسانوں کو ان کے سب سے پہلے دور میں حاصل ہوا تھا لیکن مادی قوتوں کے بدلنے سے جنسی اور صنفی شناخت کے ساتھ ظلم کیا گیا اور اس ظلم کو مادی تبدیلی کے ذریعے ہی ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح مارکس مذہب اور خدا کے بجائے اصل محرک سماج کے اقتصادی ومادی نظام کو ٹھہراتے ہیں

فرائیڈ نے اسی طرح مذہب کو مسترد کر دیا اور فرائیڈ کا خیال ہے کہ جنسی تعلقات کی فطری خواہش کو پورا کرنا ہنسی خوشی زندگی میں بسر کرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ تاہم، اس نے یہ بھی سوچا کہ معاشروں کے صحیح ڈھنگ سے چلتے رہنے کے لیے ان خواہشات کو ایک حد تک کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ لہذا، اگرچہ انفرادی طور پر ہماری خواہشات کو پورا کرنا ضروری ہے، تہذیب معاشرے میں نظم وضبط اور ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کے لیے ہمارے فطری جذبوں پر کچھ کنٹرول ضروری ہے۔ ان کے شاگردوں نے ان مباحث کو اور زیادہ آگے بڑھایا۔ ولہیم ریخ (Wilhelm Reich)(1897–1957) اور ہربرٹ مارکیوز (Herbert Marcuse)(1898–1979) نے 1930 کی دہائی کے بعد سے جنسی آزادی کا مطالبہ کیا۔ اس وقت تک بہت سے لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ اخلاقی تصورات بنیادی طور پر سماج کے زریعے تعمیر شدہ ہیں۔ یعنی کہ ایک شخص ذاتی طور پر کیا محسوس کرتا ہے اور وہ کسی صورت حال پر جذباتی طور پر کیا ردعمل ظاہر کرتا ہے، اس کے ذریعے ہی اس کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کسی کے نزدیک کیا صحیح یا غلط ہے۔ یعنی اخلاقیات کو مکمل طور پر ایک شخصی اور ذاتی مظاہر کے طور پر دیکھا جانے لگا۔ جس طرح سے ہر ایک کی ترجیحات وخواہشات جدا جدا ہوتی ہیں تو اسی طرح ہر ایک کی اخلاقیات بھی جدا جدا اور الگ ہو سکتی ہیں۔

24.4 شادی اور خاندان: نظریہ ہم جنس پرستی کے آئینے میں (Marriage and Family: A Queer Lens)

جیسا کہ اوپر بتایا گیا کی نظریے کویر نے زندگی کے تمام شعبوں کو متاثر کیا ان تمام تر شعبوں میں سب سے زیادہ اثرات جہاں اس نے ڈالے وہ شادی اور خاندان کا ادارہ ہے۔ یہ ادارے چونکہ براہ راست مرد اور عورت کے تعلقات کی بنیاد پر بنتے ہیں- لھذا نظریہ کویر نے ان اداروں میں بننے والے تعلقات پر نظر ثانی کی اور پھر اس کی نئی تعریف کر ڈالی۔

پوری تاریخ انسانی میں، شادی اور خاندان کے تصورات کی جڑیں ایک بڑے وسیع انسانی تجربوں پر قائم ہیں اور اسی بنیاد پر معاشرتی اصول قائم ہیں۔ تاہم، ہم جنس پرستی تھیوری کے ظہور نے ان روایتی طور پر تعمیر شدہ اصولوں، نظریات اور اصطلاحات کو چیلنج کیا ہے اور تفہیم کے ایک نئے دور کا آغاز کیا ہے۔ جس میں میشل فوکو(Michel Foucault) کا نام قابل قدر ہے جو کہ کویر تھیوری کے مباحثوں میں ایک ممتاز شخصیت ہے۔ انہوں نے طاقت اور جنسیت کے باہم ربط کو بڑی گہرائی سے سمجھنے کی کوشش کی اور ایک تاریخی تجزیے کے بعد وہ

اس نتیجے پر پہنچے کہ جنس اور صنف کے تعلق سے قائم موجودہ اصول فطری نہیں ہیں بلکہ سماجی تعمیرات (Social Construction) ہیں جن پر سوال کیا جاسکتا ہے اور ان کی تشکیل نو کی جاسکتی ہے۔

سماجیاتی طور پر شادی اور خاندان انسانی سماج کی کئی اہم ضرورتوں کو پوری کرتے ہیں۔ ان اداروں کے بغیر کسی بھی مضبوط سماج کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ کئی اہم ماہر سماجیات نے خاص طور پر اسٹرکچرل فنکشنلسٹ (structural functionalist) نظریے سے تعلق رکھنے والے ماہرین کے نزدیک شادی بنیادی طور پر مرد اور عورت کے درمیان تعلقات کی بنیاد پر بننے والا ایک ادارہ ہے، جس کا مقصد جنسی خواہش کی تکمیل، اولاد پیدا کرنا، اور نئے پیدا ہونے والے افراد کو سماجی جواز فراہم کرنا ہوتا ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان شادی سے باہر قائم کیے گئے جنسی تعلق کو ایک سنگین جرم سمجھا گیا ہے۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت کے بغیر شادی کا کوئی تصور ہی نہیں کیا جاسکتا وہ اس وجہ سے کہ اگر مرد اور عورت میں سے کسی ایک کو الگ کر دیا جائے تو شادی ان سماجی ضرورتوں کو پورا ہی نہیں کر سکتی جس کے لیے اس ادارے کی تشکیل ہوئی ہے۔ اسی طرح خاندان کا وجود سماج کی کچھ ضرورتوں کی تکمیل کے لیے عمل میں آیا اور وہ یہ ہے جیسا کہ ماہر سماجیات امریکن دانشور ٹالکٹ پارسن کہتے ہیں کہ دور جدید میں خاندان کے دو کام ہیں ایک یہ کہ وہ نئی نسل کو سماجی تربیت دے اور بڑوں کی شخصیت کو مضبوطی دے اور ان کی ڈھارس بندھائے۔

اسی طرح فیملی میں مرد اور عورت کے کام مختص ہیں جس میں عورت کی ذمہ داری گھر اور بچوں کو سنبھالنا یعنی جذباتی نوعیت کے کام (expressive roles) انجام دے جب کہ مرد کی ذمہ داری باہر کے کاموں خاص کر خاندان کی اقتصادی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے یعنی ضروریات کی تکمیل کے لیے کلیدی / آلہ کار کاموں (Instrumental roles) کو انجام دے۔ لیکن نظریہ ہم جنس پرستی کے مطابق، جیسا کہ ماہر سماجیات حوا کوسوفسکی سیڈ گوک (Eve Kosofsky Sedgwick) نے اپنے ہم ایک اہم تصنیف ایپسٹیمولوجی آف کلوزٹ، "Epistemology of the Closet" میں نشاندہی کی ہے_ وہ کہتی ہیں کہ شادی اور خاندان کے تعلق سے یہ روایتی اصول سماج میں جاری مختلف النوع جنسی شناخت اور ہم جنسی تعلقات کو نظر انداز کرتے رہے ہیں اور اس رویے کو غیر طبعی رویہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے کبھی بھی ہم جنس پرست طبقہ کھل کر اپنی آواز بلند نہیں کر پایا اور اگر کبھی کسی نے جرات کی تو اسے سماجی تشدد اور ظلم کا سامنا کرنا پڑا۔ لہذا سیڈ گوک (Sedgwick) کا کہنا ہے کہ ہم جنس پرستی تھیوری شادی اور خاندان کے نئے ضوابط کے ساتھ ایک اہم رد عمل کے طور پر ابھری، جس کا مقصد جنسیت، جنس اور تعلقات سے متعلق سماجی اصولوں کی تشکیل نو کرنا تھا۔ اس زاویے نظر کے اندر، شادی اور خاندان اب ثنائی صنفی نظام تک محدود نہیں رہے۔ غیر یک زوجگی (Non-monogamy)، اور متنوع صنفی شناختیں اس کے لازمی اجزاء بن گئے۔ ماہر سماجیات ایڈریئن رچ (Adrienne Rich) جنسی اور صنفی شناخت کو جاننے پہچاننے اور ان کو باقی دوسری شناختوں کی طرح برابری کا مقام دینے کی اہمیت پر بہت زور دیتی ہیں کیونکہ ان شناختوں کے پہچان کے ساتھ ہی شادی اور خاندان میں بڑی گہری تبدیلیاں رونما ہوسکتی ہیں جس میں ہم جنس پرستوں کی شادی اور ان کی ضرورت کے حساب سے قائم خاندان شامل ہے۔ جس کے ذریعے وہ

مکمل آزادی اور عدل کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

نظریہ کویر نے مونو نورمیٹیو(mono-normative) اصول کو چیلنج کیا جو یک زوجگی تعلقات(monogamy) کو معیار کے طور پر قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس وہ غیر یک زوجگی(Non-monogamy) اور کثرت ازواج پر زور دیتا ہے اور اس کو معیاری قرار دیتا ہے۔ یعنی کوئی بھی شخص ایک وقت میں متعدد افراد سے جنسی تعلق قائم کر سکتا ہے اور جنسی تعلق قائم کرنے کے لیے کسی بڑے سماجی رواج کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ باہم رضامندی ہی جنسی تعلق قائم کرنے کی بنیادی شرط ہے۔ آڈرے لارڈے (Audre Lorde)، ایک ماہر سماجیات ہیں جو بڑی گہرائی سے سماجی اصولوں کے بجائے اپنی شرائط پر شادی کرنے اور خاندانی نظام تشکیل دینے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تمکین و ترقی مطالعہ کرتا ہے- اسی طرح خاندان کا معیاری ڈھانچہ نیوکلیئر فیملی(nuclear family) نہیں رہا جس میں ایک مرد اور عورت دونوں ہی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور کسی ایک کے بغیر خاندان کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن نظریہ کویر نیوکلیئر فیملی کے ڈھانچے کو معیاری نہیں سمجھتا۔LGBTQ+ افراد "پسند کے خاندان"(families of choice) بنانے کی وکالت کرتے ہیں جو رشتہ داری کی روایتی سمجھ کو بھی چیلنج کرتا ہے۔ فیملی آف چوائس اس بات کی پرزور وکالت کرتا ہے کہ خاندان کو صرف خونی رشتے کی بنیاد پر ہی قائم نہیں کیا جا سکتا بلکہ خاندان کو بنانے اور اس کی ضرورت کو پوری کرنے میں غیر خونی رشتوں کا اتنا ہی اہم رول ہے جتنا خونی رشتوں کا۔

لہذا سماجی اور نفسیاتی مدد کے لیے قریب آنے والے اور ایک دوسرے کو جذباتی تسکین فراہم کرنے والا ہر ایک شخص خاندان کا ممبر ہو سکتا ہے۔ اس طرح دوستی، سرپرستی، اور باہم مدد کے لیے اکٹھا ہونے والے گروہ کو رشتہ داری کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ آڈرے لارڈ(Audre Lorde) اپنی تحریروں میں وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہیں کہ منتخب خاندان(Chosen families) قلبی اطمینان اور شفا فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح کے خاندانوں کا وجود اس تصور کو چیلنج کرتا ہے کہ خونی رشتے ہی رشتہ داری کی واحد درست شکل ہیں۔ ہم جنس پرستی تھیوری ان متنوع خاندانی حرکیات(Diverse family dynamics) کو پہچاننے اور ان کا احترام کرنے کی وکالت کرتی ہے۔

ہم جنس پرستی تھیوری نے شادی اور خاندان میں نہ صرف ذاتی تعلقات کو متاثر کیا ہے بلکہ اس کے لیے ادارہ جاتی کوششیں بھی کی جیسے قانونی پہل اور سماجی تحریکیں جس سے روایتی شادی اور خاندان خوب متاثر ہوئے۔ ہم جنسیت پر مبنی شادی کو قانونی جواز فراہم کرنا اور اس کو روزمرہ کا موضوع بنا دینا اس نظریے کی بہت بڑی کامیابی مانی جاتی ہے۔ ہندوستان میں دفعہ 377 کا ہٹنا اور سنیما میں بیانیہ کا بھرپور استعمال اس کی واضح مثال ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ نظریہ ہم جنس پرستی نے شادی اور خاندان کی گہرائی سے دوبارہ جانچ شروع کی ہے، تاریخی اصولوں کو چیلنج کرتے ہوئے شادی اور خاندان کی مختلف صورتوں کو اپنانے کی وکالت کی ہے۔ اور ان مختلف صورتوں کی صرف واحد بنیاد افراد کا ذاتی تجربہ ہے۔

24.5 ہندوستان میں ہم جنس پرستی جدوجہد (Queer Struggle in India)

تاریخی طور پر، ہندوستانی معاشرہ جنسیت اور جنس کے مسائل کے حوالے سے مذہب پرست رہا ہے اور آج بھی مضبوط مذہبی بنیادیں سماج کے تانے بانے کو متاثر کرتی ہیں۔ لیکن پھر بھی نظریہ کویر کی پرزور تہذیبی اور علمی کوششیں قائم شدہ اقدار کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں۔ ورلڈ ویلیوز سروے (World values survey) کی ایک تحقیق کے مطابق 1990 سے 2014 کے بیچ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم جنس پرستی کو کسی بھی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا ان کی تعداد 89 سے 24 فیصد یعنی قابل قدر حد تک کم ہو گئی ہے۔ وہیں سی ایس ڈی ایس (CSDS: Centre for the study of developing Societies) کی ایک حالیہ تحقیق کے مطابق نظریے کویر سے متفق ہونے والوں کی تعداد تقریباً 30 فیصد پہنچ چکی ہے وہیں 46 فیصد لوگوں نے نظریہ کو ہم جنس پرستی سے نہ اتفاقی ظاہر کی ہے جبکہ باقی کسی بھی طرح کی رائے قائم نہیں کر پائے۔

ہندوستان میں موجود نظریہ ہم جنس پرستی کے حامی اس بات کی پرزور حمایت کرتے ہیں کہ تاریخی اور روایتی طور پر ہندوستان میں جنسی اور صنفی تنوع پایا جاتا رہا ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے کئی ثبوت مذہبی کتابوں میں بھی ہیں۔ گلوا (GAY & LESBIAN VAISHNAVA ASSOCIATION) کی ایک تحقیق کے مطابق ہندوستان میں ہم جنس پرستی 3102 قبل مسیح میں عمومی طور پر قبول کی جاتی تھی اور پہچانی جاتی تھی اس کو "ترتی پرکرتی" یعنی تیسری فطرت کہا جاتا تھا۔

نظریہ کویر کے حامین کے نزدیک ہندوستانی تاریخ میں اس نظریے کو دبانے اور اس کو حاشیہ پر کرنے میں برطانوی وکٹورین دور کی اخلاقیات کے اثر ورسوخ نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہندوستانی تاریخ میں پہلی مرتبہ 19 ویں صدی کے وسط میں تعزیرات ہند کی دفعہ 377 کا تعارف ہوا جس نے ہم جنسیت کو جرم قرار دیا۔ ورنہ اس سے پہلے کبھی بھی اس کو جرم قرار نہیں دیا گیا بلکہ ایک عام جنسی رویہ قرار دیا جاتا رہا ہے۔

ہندوستان میں LGBTQ+ حقوق کی تحریک نے 20 ویں صدی کے آخر میں زور پکڑنا شروع کیا۔ ہمسفر ٹرسٹ اور ناز فاؤنڈیشن جیسی قابل ذکر تنظیمیں LGBTQ+ افراد کے حقوق کی وکالت کرنے اور دفعہ 377 کے ذریعے عائد کردہ مجرمانہ کارروائی کو چیلنج کرنے کے لیے ابھریں۔ ہندوستان میں LGBTQ+ کے حقوق کی جدوجہد میں 2009 میں ناز فاؤنڈیشن کی قانونی جنگ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ناز فاؤنڈیشن کی کوشش سے دہلی ہائی کورٹ کے تاریخی فیصلے نے دفعہ 377 کو ختم کرتے ہوئے متفقہ ہم جنس تعلقات کو قانونی طور پر جائز قرار دیا۔

ہندوستان میں LGBTQ+ کے حقوق کے لیے جدوجہد میں ٹرانس جینڈر کے حقوق اور انکی پہچان کی وکالت بھی شامل ہے۔ 2014 میں، سپریم کورٹ آف انڈیا نے ٹرانس جینڈر کو "تیسری جنس" کے طور پر باقاعدہ تسلیم کیا اور خود شناخت کے ان کے حق کو برقرار

رکھا۔

2018 میں، نظریہ کور کو ایک بڑی کامیابی ہاتھ لگی جب سپریم کورٹ آف انڈیا عدالت عظمیٰ نے دفعہ 377 کو جزوی طور پر ختم کر دیا، جس میں متفقہ ہم جنس پرستی کو جرم کے زمرے سے آزاد کر دیا گیا۔

26.6 شادی اور خاندان کی نئ تعریفوں سے وابستہ مسائل

(Problems Associated With New Definitions of Marriage and Family)

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ نظریہ کویر خاندان اور شادی کے تعلق سے ایک اہم فکر رکھتا ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا کہ یہ فکر افراد کے ذاتی تجربات کی بنیاد پر ٹکی ہوئی ہے۔ سماج کسی بھی فکر کو صحیح اور بہتر اسی صورت مان سکتا ہے جبکہ اس کے نتیجے اور اس کے اثرات بہتر ہوں لہذا آیئے سمجھتے ہیں کہ وہ کیا نئے مسائل دنیا کے سامنے کھڑے ہوئے جب نظریہ کویر نے شادی اور خاندان کو نئے سرے سے جاننا چاہا اور اس کی عملی شکل بھی فراہم کرنی چاہی۔ ایک لمبے وقت کے بعد جب نظریہ کویر عملی شکل نے اختیار کیا تو شادی اور خاندان میں اس کے نتائج نے کئی اہم سوال کھڑا کر دیے۔

بچوں کی پرورش اور نشو و نما (Child Upbringing and Development)

پہلا جو سب سے بڑا مسئلہ رونما ہوا وہ بچوں کی پرورش اور نشو نما کا ہے۔ ماہر سماجیات مارک ریگنرس (Mark Regnerus) بچوں کی فلاح و بہبود اور نشو و نما پر غیر روایتی خاندانی ڈھانچے کے ممکنہ اثرات کے بارے میں تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ روایتی اصولوں سے انحراف جذباتی یا نفسیاتی چیلنجوں کا باعث بن سکتا ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ غیر روایتی خاندانوں میں پرورش پانے والے بچے، جیسے کہ ہم جنس والدین یا کثرت والدین کے حامل بچے، اپنی خاندانی حرکیات کے بارے میں الجھن کا شکار ہو سکتے ہیں۔ ریگنرس نے اپنی تحقیق میں ثابت کیا ہے کہ ہم جنس جوڑوں کے ذریعہ پرورش پانے والے بچوں میں اور روایتی خاندانوں میں پرورش پانے والوں کے درمیان تعلیمی حصول اور جذباتی بہبود میں کافی فرق ہے۔

سماجی استحکام اور ہم آہنگی (Social Stability and Cohesion)

نظریہ کویر کے نتیجے میں وجود پانے والی شادی اور خاندانی نظام میں دوسرا سب سے بڑا مسئلہ سماجی استحکام اور ہم آہنگی کا ہے۔ ڈیوڈ پوپینو (David Popenoe) جیسے اسکالرز کو تشویش ہے کہ شادی اور خاندان کی نئ تعریف سماجی تنزلی کا باعث ہوتی ہے۔ ڈیوڈ کا کہنا ہے کہ سماجی اقدار پر تمام لوگوں کا اتفاق ہی سماجی مضبوطی فراہم کرتا ہے لیکن متنوع خاندان سماجی اقدار کے یکساں نہ ہونے کا ثبوت ہیں اور یہ مماثلت نہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی سماجی گروپ کا مضبوط ہونا ممکن نہیں۔ مختصر طور پر خاندان کی مختلف تعریفیں مشترکہ اقدار اور سماجی ہم

آہنگی کے احساس کو کمزور کر سکتی ہیں اور سماجی ہنگامے کی وجہ بن سکتی ہیں۔ طلاق کی شرح میں تیزی سے اضافے سماجی ہنگامے کا ایک اہم اشارہ ہیں۔

صنفی کردار اور شناخت (Gender Roles and Identity)

کسی بھی معاشرے میں کرداروں کا تعین اہم عمل ہے ان تمام کرداروں میں اہم ترین صنفی کردار کا تعین ہے۔ کویر تھیوری کے نتیجے میں جو خاندان اور شادی کا نظام وجود میں آیا ہے اس نے صنفی کردار کے تعین کو اہمیت نہیں دی اور یہ اس کی سب سے بڑی کمزوری مانی جاتی ہے۔ پال ناتھنسن اور کیتھرین کے ینگ(Nathanson and Katherine K. Young) جیسے ماہرین سماجیات خاندان اور شادی کے اندر صنفی کردار کے دھندلے پن پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صنفی امتیازات کو مٹانے سے خاندانی نظام ممکن نہیں، کیونکہ خاندانی نظام کے لیے ضروری ہے اس میں ایک ایک کردار کو بخوبی ادا کیا جائے اور ہر ایک کردار کے لیے ضروری ہے اسے وہی ادا کرے جس میں اس کی صلاحیت ہو۔ لھذا جب یہ دونوں شرائط خاندانی نظام میں پورے نہ ہوں تو وہ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا بلکہ اس میں اور بھی مختلف مسائل،پریشانیاں اور ہنگامے برپا ہو سکتے ہیں۔

قانونی اور اقتصادی پیچیدگی (Legal and Economic Complexity)

کویر تھیوری کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خاندانی مسائل میں ایک اہم مسئلہ قانونی اور اقتصادی پیچیدگی کا ہے۔ ریان ٹی اینڈرسن(Ryan T. Anderson) جیسے اسکالرز سوالات اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہیں کہ کہ ہر طرح کے خاندان کو قبول کرنے سے وراثت، جائیداد کے حقوق کا مسئلہ سب سے اہم مسئلہ ہو گا۔ وراثت کی تقسیم اس طرح سے کی جاتی ہے کہ اس میں ہر ایک شخص کو اس کا جائز حق مل سکے۔ لہذا جنس اور صنف جن کا جائداد کی تقسیم میں اور وراثت کے معاملات میں ایک اہم رول ہوتا ہے اس کی تقسیم ختم کر دینے سے عدل پر قائم وراثت ممکن نہیں بلکہ یہ کئی دوسرے اقتصادی مسائل کا محرک ہو گا۔

والدین کے حقوق اور ذمہ داریاں(Parental Rights and Responsibilities)

شادی اور خاندان میں سب سے بڑا رول نئے ممبران کی تربیت اور اس کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا ہے۔ اس کے نتیجے میں ہی صحت مند نسل کی تشکیل ہو سکتی ہے۔

رابرٹ جارج(Robert George) جیسے ماہرین سماجیات نئے خاندانوں میں والدین کے حقوق اور ذمہ داریوں کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ذمہ داری کی عدم تقسیم کہ شوہر اور مرد کی ذمہ داری کیا ہو گی بچوں کی تربیت کے تعلق سے کس کی ذمہ داری کیا ہو گی, والدین کے کرداروں میں یہ عدم تعین بچوں میں مختلف نفسیاتی مسائل اور ان کے صحیح نشو و نما میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ لہذا سروگیسی جس میں ماں باپ اور بچوں کے درمیان وہ جذباتی تعلق پیدا نہیں ہو پاتا جو عام بچوں میں پایا جاتا ہے۔

شادی کے ادارے پر اثرات (Impact on Marriage Institution)

سماج میں شادی اور خاندان کا وجود اس وجہ سے ہے کیونکہ یہ کچھ خاص سماجی ضرورتوں کی پوری کرنے میں مدد کرتے ہیں اور ان کے بغیر سماج ایک قدم بھی اگے نہیں بڑھ سکتا، جیسا کہ امریکن ماہر سماجیات ٹالکٹ پارسن (Talcott Parson) کا کہنا ہے۔ لہذا شادی اور خاندانوں کی نئی تعریف ان ضرورتوں کو ہی پورا کرنے میں ناکام ہیں جس کی وجہ سے ان کی تشکیل ہوئی ہے۔ اب اگر ہم مختلف طرح سے وجود میں انے والے خاندانوں اور شادیوں پر نظر ڈالیں تو ہمیں صاف نظر اتا ہے کہ یہ نیا منظر نامہ سماج کی کچھ اہم ضرورتوں کو پورا ہی نہیں کر پا رہا ہے جیسے کہ اولاد کی صحت مند پرورش، اداروں میں شامل افراد کے اندر باہم تعاون، منحصر افراد خاص کر بڑے بوڑھوں کی جسمانی و نفسیاتی ضروریات وغیرہ

اخلاقی تحفظات (Moral Concerns)

کسی بھی سماج میں اخلاقیات کا ایک اہم رول ہوتا ہے اخلاقیات وہ مثالی سماجی رویہ ہوتا ہے جو معاشرہ اور افراد دونوں کی ترقی میں نمایاں رول ادا کرتا ہے۔ اور سماج کے اندر اخلاقی نظام کا ڈھ جانا گویا کہ سماج کی ترقی کا رک جانا ہے اب اگر ہم بات کریں کویر نظریے کے ذریعے قائم کردہ نئے شادی و خاندانی نظام کی تو یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ انسانی تجربات سے قائم شدہ اخلاقی نظام کا انحطاط انسانی معاشرے کو پھر اسی پہلی سیڑھی پر لا کھڑا کرتا ہے جہاں سے انسانی معاشرے نے اپنا سفر شروع کیا تھا۔

24.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں، طلبہ نے شادی اور خاندان کے بارے میں LGBTQ+ قوم کے بیانیے کو سمجھا۔ انہوں نے جانا کہ LGBTQ+ حقوق کی تحریکوں کی وجہ سے شادی اور خاندان کے تعلق سے رائج روایتی خیالات کیسے بدل رہے ہیں۔ انہوں نے "ہم جنس پرستی تھیوری" کے مفروضات کی تفصیلی فہم حاصل کی جو جنس اور جسمانی تعلقات کے بارے میں طے شدہ نظریات کو چیلنج کرتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی سیکھا کہ یہ گفتگو کس طرح شادی اور خاندان کی مختلف شکلوں کے راستے ہموار کرتی ہے۔ اس اکائی کے مطالعے سے انہیں یہ بھی معلومات حاصل ہوئی ہے کہ ہندوستان میں ہم جنس پرستی تھیوری کا بیانیہ کیسے ہم جنس پرستی کو ہندوستانی تہذیب کے ایک حصے کے طور پر سمجھتا ہے جسے انگریزوں کے ذریعے ختم کیا گیا۔ طلبہ نے یہ بھی جانا کہ آزاد خیالی کا نظریہ اور سائنس پرستی نے انسانی معاشرے کو ایک نیا عالمی نظریہ فراہم کیا جو ہم جنس پرستی کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور مذہبی بنیاد پر گفتگو کو حاشیے پر ڈھکیل دیا جو انسان کو بامقصد اور معنی خیز زندگی فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ طلباء نے دیکھا کہ کس طرح نظریہ کویر نے شادی اور خاندانی اداروں میں نئے مسائل پیدا کیے۔

24.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) جنسی اور صنفی شناخت کی بحثیں کن حالات میں رونما ہوئی؟

(a)مذہب کے انکار کے بعد (b)مذہب کی قبولیت کے بعد

(c)سائنس پرستی کی قبولیت کے بعد (d)مابعد جدیدیت کے بعد

(2) نظریہ کوئر جنسی اور صنفی شناخت کے حوالے سے انسانی تاریخ کے بارے میں کیارائے قائم کرتا ہے؟

(a)فطری طور پر انسانی معاشرہ کسی حدود کا پابند نہیں۔ (b) جنسی اور صنفی اصول تاریخ کے ایک خاص دور میں ترتیب دیے گئے۔

(c) قائم شدہ اصول خاص جنسی اور صنفی شناخت کی حمایت کرتے ہیں۔ (d)ان میں سے سبھی

(3) کونسا بنیادی تصور انسانی شناخت، رشتوں اور معاشرے کے بارے میں کویر تھیوری کو تقویت دیتا ہے؟

(a)صنفی شناخت (b)شناخت کی روانی

(c) جنسی شناخت (d)بائنری سوچ

(4) کون سا تصور اس بات پر زور دیتا ہے کہ صنف اور جنس معاشرتی اصولوں اور ثقافتی اثرات سے تشکیل پاتے ہیں؟

(a)ضروریت (b)مقطعیت

(c)سماجی تعمیر (d)حیاتیاتی عزم

(5)ہم جنس پرستی تھیوری پہلے سے طے شدہ جنسی رجحان کے طور پر ________ کے مفروضے کو چیلنج کرتی ہے۔

(a)فرد جنسی تعلق بنا سکتا ہے (b)ایک فرد صرف متضاد جنس سے ہی جنسی تعلق قائم کر سکتا ہے

(c)انسان ہم جنسی تعلقات قائم کر سکتا ہے (d)انسان جنسی خواہشات سے خالی ہوتا ہے

(6) کون سا خاندانی نظام مرد اور عورت کے درمیان کردار کی تقسیم کرتا ہے۔

(a)بنیادی خاندان (b)حیاتیاتی خاندان

(c)منتخب خاندان　　　　(d)ان میں سے سبھی

(7) کس ماہر عمرانیات نے بچوں کی بہبود اور نشو و نما پر غیر روایتی خاندانی ڈھانچے کے ممکنہ منفی اثرات پر زور دیا؟

(a)مشیل فوکو　　　　(b)ایڈرین رچ

(c)مارک ریگنرس　　　　(d)آڈرے لارڈ

(8) متنوع خاندانی ڈھانچے کے قانونی اور معاشی مضمرات کے بارے میں ناقدین کی طرف سے اٹھائی جانے والی بنیادی تشویش کیا ہے؟

(a)سماجی ہم آہنگی کا خاتمہ　　　　(b)بچوں کی نشو و نما پر اثر

(c)صنفی کرداروں کا نقصان　　　　(d)جائیداد اور وراثت کی تقسیم کا معاملہ۔

(9) کون سا تصور قائم شدہ معاشرتی اصولوں اور توقعات کو ختم کرنے پر مرکوز ہے؟

(a)ضروریت　　　　(b)ڈی کنسٹرکشن

(c)عمومیت　　　　(c)اوپر دیے گئے سبھی

(10) درج ذیل میں شادی اور نئی خاندانی تعریفوں سے وابستہ مسئلہ نہیں ہے۔

(a)بچوں کی تربیت　　　　(b)صنفی کردار کی تقسیم

(c)اجتماعی اخلاقیات کا نظم　　　　(d)ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات　(Short Answer Type Questions)

1. نظریہ کویر کے تناظر میں "منتخب خاندان"(Chosen family) کے تصور کی وضاحت کریں۔
2. صنف اور جنس کے بارے میں نظریہ کویر کی تفہیم میں "سماجی تعمیر" کا کیا کردار ہے؟
3. "شناخت کی روانی"(Fluidity of identities) کا تصور شادی اور خاندان کے تناظر میں قائم شدہ روایتی اصولوں کو کیسے چیلنج کرتا ہے؟
4. نظریہ کویر ہندوستان میں شادی اور خاندان کے تعلق سے اپنی تاریخ کیا بیان کرتا ہے۔
5. نظریہ کویر کے ذریعے تشکیل پائے نئے شادی اور خاندانی نظام کے کسی ایک مسئلے کو بیان کریں۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. شادی اور خاندان کی نئی تعریفوں کے ساتھ منسلک ممکنہ مسائل کا تنقیدی جائزہ لیں۔ مثالیں فراہم کریں اور ناقدین کی طرف سے اٹھائے گئے خدشات پر تبادلہ خیال کریں۔
2. نظریہ کویر کیسے وجود میں آیا۔ تاریخی جائزہ فراہم کریں۔
3. شادی اور خاندان کی نئی تعریفوں سے وابستہ مسائل پر تبادلہ خیال کریں

24.9 تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Ball, C. A. (2016). After Marriage Equality: The Future of LGBT Rights. New York University Press, USA.
2. Bernstein, M., & Reimann, R. (Eds.). (2015). Queer Families, Queer Politics: Challenging Culture and the State. Columbia University Press.
3. Flores-Gonzalez, N. (2016). Resilience and Triumph: Immigrant Women Tell Their Stories. Rowman & Littlefield.
4. Gamson, J. (2015). Modern Families: Stories of Extraordinary Journeys to Kinship. New York University Press.
5. Howe, C. (2013). Intimate Activism: The Struggle for Sexual Rights in Postrevolutionary Nicaragua. Duke University Press.
6. Jeffreys, S. (2003). Unpacking Queer Politics: A Lesbian Feminist Perspective. Polity Press.
7. Kaye, B. (2007). Straight Wives, Shattered Lives: Stories of Women with Gay Husbands. Dushkin Publishing Group.
8. Kimport, K. (2019). Queering Marriage: Challenging Family Formation in the United States. University of California Press.
9. Munt, S., & van der Meer, M. J. (Eds.). (1992). New Lesbian Criticism: Literary and Cultural Readings. Columbia University Press.

نمونہ امتحانی پرچہ

Time 3: Hours | نشانات: Marks: 70

حصہ اول

سوال:1

(i) درج ذیل میں سے کس نے قرابت داری نظام کے مطالعے کے لئے ملک کو مختلف تہذیبی حلقوں میں تقسیم کیا ہے؟

(a)اراواتی کارے (b)ایس۔ سی۔ دوبے

(c)ایم۔ این۔ سرنواس (d)ٹی۔ این۔ مدن

(ii) شمالی ہندوستان میں عام طور پر کس طرح کے نسبی گروہ پائے جاتے ہیں؟

(a)پدر نسبی گروہ (b)مادر نسبی گروہ

(c) دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(iii)درج ذیل میں سے کس ماہر انسانیات نے کشمیری سماج کا مطالعہ کیا ہے؟

(a)ٹی۔ این۔ مدن (c)ایس۔ سی۔ دوبے

(c) آندرے بیتے (d)ان میں سے کوئی نہیں

(iv)پدر سری سماج کی بنیادی خصوصیت کیا ہے؟

(a)مرد کا تسلط (b)خواتین کے ساتھ بھید بھاؤ

(c)دونوں (b)ان میں سے کوئی نہیں

(v) ماہرین سماجیات کے مطابق کاموں کی تقسیم کہ کون سے کام مردوں کے ہیں اور کون سے عورتوں کے، یہ کیسے طے ہوتے ہیں؟

(a)پیدائشی طے شدہ ہوتے ہیں (b)سماج طے کرتا ہے

(c)مذہب طے کرتا (d)ان میں سے کوئی نہیں

(vi)مرد اور عورت کے مابین فرق اور خصوصیات جنہیں حیاتیاتی (Biological) نہیں ہیں، بلکہ سماجی طور پر مان لی گئی ہیں انہیں کہتے ہیں؟

(a)صنف(Gender) (b)سیکس (Sex)

(c)دونوں (d)ان میں سے کوئی نہیں

(vii) وہ سماج جہاں عورتوں کے مقابلے میں مردوں کو فوقیت دی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(a)پدر سری سماج (b)مادر سری سماج

(c)دونوں　　　　(d)ان میں سے کوئی نہیں

(viii)وہ سماج جس میں مردوں سے زیادہ عورتوں کو فوقیت دی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

(a)پدرسری سماج　　　　(b)مادرسری سماج

(c)مذہبی سماج　　　　(d)نسائی سماج

(ix)بیوی کو طمانچہ مارنا یا بال کھینچنا وغیرہ گھریلو تشدد کی کونسی قسم میں شمار ہوگا؟

(a)نفسیاتی تشدد　　　　(b)جسمانی تشدد

(c)جذباتی تشدد　　　　(d)ان میں سے کوئی نہیں

(x) فرد کا اپنے شریک حیات سے بدکلامی کرنا، اس کی تحقیر کرنا اور اسے گالی دینا گھریلو تشدد کی کون سی قسم ہے؟

(a)زبانی تشدد　　　　(b)جسمانی تشدد

(c)دوونوں　　　　(d)ان میں سے کوئی نہیں

حصہ دوم

2. خاندان کے افراد اور سماج پر گھریلو تشدد کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ واضح کیجئے۔

3. پدرسری سماج کس طرح گھریلو تشدد کی وجہ ہے؟ بتایئے۔

4. پنچایت کے تصور پر بحث کرتے ہوئے زمانہ قدیم میں اس کی اہمیت کو بیان کیجیے۔

5. گھریلو تشدد کے نظریات کو بیان کیجئے۔

6. کثرتِ ازواج سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

7. ہندو میرج ایکٹ 1955 کے مقاصد کیا ہیں؟

8. مقدس شادی کیا ہے؟　　　　قانون کا کیا کام ہے؟

حصہ سوم

9. دلہن کی رقم سے کیا مراد ہے؟

10. دلہن کی رقم اور جہیز میں کیا فرق ہے بیان کریں؟

11. طلاق ایک سماجی حقیقت ہے-وضاحت کیجئے۔

12. شادی اور نقل مکانی کے ساتھ منسلک منفی پہلو کیا ہے؟

13. شادی اور نقل مکانی کرنے والی خواتین کو درپیش چیلنجوں کو بیان کریں۔

اہم نکات